جامِ سرشار

جام سرشار

دُرریزی خامۂ گہربار

پنڈت رتن ناتھ صاحب درؔ لکھنوی متخلص بہ سرشار

مصنف فسانہ آزاد و شمس الضحیٰ و سیر کہسار و ترجمہ اعمال نامہ روسیہ وغیرہ

حسب الایمائے

منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ بکرر ترتیب و تہذیب سے آراستہ ہو کر

بہ تحفظ حق تصنیف بحق مطبع منشی نولکشور

مطبع نامی منشی نول کشور واقع لکھنؤ میں زینت بخش بزم سخن ہوا

بماہ اگست ۱۸۸۸ء

[illegible]

تمہید

اُٹھائی گیرا۔ لُقّا۔ لُچّا۔ شہدا۔ دغاباز۔ جعلساز۔ گرہ کٹ۔ چور۔ اُچکّا۔ ڈاکو۔ بدمعاش اوباش۔ یہ سب بُرے مگر شرابی ان سب کا گروگھنٹال ہے کوئی شخص چاہے جعل بنانے مین میان حسین بخش کے بھی کان کاٹے مگر شرابی سے ہم اُسکو اچھا ہی سمجھینگے۔ حالانکہ حسین بخش نے ماشاءاللہ وہ نیکنامی حاصل کی ہے کہ اچھے اچھے جعلیے اُسکا نام سُنکر اپنا کان پکڑتے ہین۔ ڈکیتی مین کوئی کیسے ہی ظلم بپا کرے لیکن ہمارے نزدیک شرابی سے وہ پھر بھی اچھا ہے۔ بدمعاش کیسا ہی بُرے سے بُرے کام کیون نہو شرابی پر اُسکو فضیلت حاصل ہے قس علی ہذا اُچکون کو بھی شرابی پر ترجیح ہے شرابی یہان پر ہم اُن حضرات سے مراد لیتے ہین جو شراب کے بندے ہین اور بادہ گساری ہی کو دین و ایمان سمجھتے ہین۔ دن رات عمین ہر دم سیہ مست۔ ہر وقت بادہ پرست۔ جب دیکھیے مخمور نشے مین چور نہ گرے سے وہ گرے

؏ یا بدست گرے دست بدست گرے

ٹھرا پینے سے اُنھین عار نہین۔ کلوار کی دکان پر گھنٹیان اُڑانے مین اُنھین

انکار نہین۔ سر بازار پی پی کر جھومنا اور گلی کوچون مین لڑکھڑاتے ہوئے گھومنا عین وضعداری ہے جنکی عقل جلیئہ عاقبت اندیشی سے عاری ہے۔ صبح سے شام اور شام سے صبح تک یہی شغل میخواری ہے۔

یہ وہ بلا ہی جو صدہا نوجوانون کو ایسی چمٹی کہ پیرانہ سالی تک پیچھا نہ چھوڑا۔ عمر بھر اسی چڑیل سے ناتا جوڑا۔ لوگون نے لاکھہ سمجھایا مُنھ نہ موڑا۔ توبہ شکنی رہی چھپر پر کبھی جام تک نہ توڑا۔ یہ وہ کالی ناگن ہے جسکا کاٹا مُنھ سے بولے نہ سر سے کھیلے۔ لہر تک نہ آئے۔ کلوار کی دکان پر گئے پی اور بازار مین گالیان بکنے لگے کبھی بدررو مین پڑے ہین کبھی نالی مین لڑھک گئے یہ انواع و اقسام کی ذلت کی کان ہے مگر شرابی کی جان ہے۔

شراب کہنہ کہ روشنگر روان من ست	
مصاحب من و پیر من و جوان من ست	

ایکدفعہ مُنھ لگی بس پھر عمر بھر چھٹنا محال ہے۔ گھر جنجال ہو جائے زندگی وبال ہو جائے دین و دنیا دونون کی خبر نہ رہے۔

ایسے بہادر ظرف کم ہین جو لیاقت کے ساتھہ پین اور ہوش مین رہین مگر ہان کبریت احمر کا حکم نہین رکھتے۔ دن بھر خوب جم کر محنت کی شام کو دو تین جام پیے اعضاے رئیسہ کو قوت پہونچی آنکھون مین لال لال ڈورے آئے سرور گٹھا۔ رنگ جما۔ محنت کی تھکاوٹ دور ہوئی۔ کسل اور ماندگی کافور ہوئی

ہر کہ بدنام کند اہل خرد را غلط است	
بلکہ می میشود از صحبت نادان بدنام	

حق یون ہی کہ عیب بھی کرنے کو ہنر چاہیے۔ ایسی شراب خوری کی ایسی تیسی کہ پی اور کیچڑ مین لت پت۔ ایسے شرابی پر خدا کی مار شیطان کی پھٹکار۔

شراب پی کر سرخوش و تر دماغ ہونا لازم ہے یا سیہ مست و خراب۔ اسی لت نے ہزارون گھر بٹھائے۔ سیکڑون نوجوان رئیس خاک مین ملائے

اچھے اچھے جوانان رعنا اسکی بدولت کفن پوش ہوئے۔ اجل سے ہم آغوش ہوئے۔ بھلے مانسون کا دوالا اسنے نکالا ایسی کثرت مے نوشی کا مُنھ کالا۔

گیا نوکر شراب یار توبہ خاور	رہ ایسا نہ شرمسار توبہ خاور
دوزخ مین جلینگے مے کے پینے والے	توبہ جناور ہزار توبہ جناور

اسی سبب سے تو ہندوؤن اور مسلمانون کے مذہب مین اسکے استعمال کی قطعی ممانعت ہے اہل ہنود مین برہمن چھتری ویس اسکو نہین پی سکتے اور یون تو بڑے بڑے مولانا اور باجپئی ہین تو کیا یہ اور بات ہے۔

رسالۂ تھیوسوفسٹ مطبوعۂ جون ۱۸۸۱ء مین کسی انگریز کا ایک خط جو صاحب ممدوح نے ہندوستان مین کسی بودھ مذہب والے کے پاس بھیجا تھا پڑھنے اور غور کرنے کے قابل ہے۔ وہ لکھتے ہین کہ ہمارے لندن مین شراب خواری کی اسدرجہ گرم بازاری ہے کہ الامان الحذر چھوٹے بڑے پڑھے بے پڑھے غریب امیر برنا و پیر سب کے ہان شرابی موجود ہین۔ ایسے دھاوت پینے والے کہ بوتلون کی بوتلین اور قرابون کے قرابے خالی کرین اور ڈکار تک نہ لین آدمی کیا شراب کی بھٹی ہین اولڈھام کا پیپا ہین خدا ایسے حضرات سے پناہ مین رکھے۔ ججون اور مجسٹریٹون کے بیان سے ظاہر ہوا کہ لندن مین ۹/۱۰ مقدمے ایسے آتے ہین جو خاص کثرت بادہ گساری سے تعلق رکھتے ہین جس اخبار کو پڑھیے جس رسالے کو کھولیے جس میگزین کو دیکھیے یہ ضرور پایئے گا کہ شرابیون نے اتنے آدمی حالت نشہ مین قتل کر ڈالے فلان شخص نے شراب اس کثرت سے پی لی کہ مخمور و خراب ہو کر تین آدمیون پر گولی سر کی دو زخمی ہوے اور ایک راہی ملک بقا۔ الامان۔ تین شرابیون نے ملکر فلان کوٹھی مین چوری کی۔ گرفتار ہوئے تو غین تھے۔

الغرض شراب اُم الخبائث ہے۔ انواع واقسام کے گناہ اور جرائم اور بُرائیان اس سے سرزد ہوتی ہین۔

اور لطیفہ سنیئے وہ لکھتے ہین کہ اگر وہان کی شراب کی دکانین اور کوٹھیان
ایک قطار مین ہون تو بہتر میل جگہ انکے لیے چاہیے۔ معاذ اللہ معاذ اللہ توبہ
توبہ۔ بہتر میل کا فاصلہ سپاہی چوبیس گھنٹون مین طی کرتے ہین اور وہ بھی
اُس حالت مین جب تیزی کے ساتھ لڑنے کے لیے فوج ڈبل مارچ کرتی جاتی ہی
کوئی چالیس برس کا عرصہ ہوا کہ لندن کے کاریگرون نے ایک جلسہ منعقد
کیا اور کوشش موفور کی کہ شراب خواری کالعدم ہو جائے مگر اُنکی سعی
مشکور نہوئی پادریون نے اُنکی مدد نہ کی کیونکہ وہ بھی عموماً شراب پیتے ہین اور
جن لوگون کو مذہب کا خیال ہے اُنھون نے پادریون کے خوف سے اُن
بیچارون کا ہاتھ نہ بٹایا۔ تاہم خدا کے اِن مقبول بندون نے اپنی کوشش کو
قائم رکھا اور استقلال کو ہاتھ سے ندیا اب اُنکی رائے اور اُنکی سوسائٹی پر
عوام بھی کسیقدر توجہ کرتے ہین اور چاہتے ہین کہ شراب خواری کے لیے
کوئی ایسا قانون نافذ ہو کہ اسکی کثرت اسقدر نرہے جسقدر اب ہے لیکن
افسوس یہ ہی کہ اس کثرت شراب خواری سے سرکار کی خوب بن آتی ہے
کیونکہ اسکا محصول کثرت سے آتا ہے۔

اسکے بعد لکھا ہے کہ اگر مذہب بودھ کے چند پادری یہان بھیجو تو خوب بات
ہو وہ لوگ یہان آکر ہمکو سکھائین اور بتائین کہ شراب خواری کیسی بلا ہے
سب بے درمان ہے۔

بھئی واللہ بات تو خوب سوجھی۔ ادھر تو انگلستان اور امریکا سے پادری
یہان آئین کہ اہل ہند کو چلکر راہ نیک بتائین اور اُدھر ہمارے ملک سے
ہندوون اور بودھ کے گرو انگلستان جائین اور وہان کے لوگون کو اپنے
خیالات کے بموجب سیدھے ڈھرے پر چلائین۔

الغرض شراب خواری کی مضرتین اہل خرد پر مخفی نہین رہ سکتین کوئی فرد بشر
ایسا نہین جو کثرت بادہ گساری کو پسند کرتا ہو یا اُسکی توصیف مین دلائل عقلی

پیش کرسکتا ہو ہان مرواکے طریق پر پنیا اور اعتدال کا ہمیشہ خیال رکھنا عمدہ بات ہے اس تمہید کے بعد ہم اپنے ناظرین کو مضار شراب خواری کے ثبوت مین ایک داستان عبرت توامان سناتے ہین۔ اور بادہ گساری کی بیشمار خرابیون کو قصے کے پیراے مین موبہو بتاتے ہین

دور پہلا

امین آباد کی پریزاد بیہودنین

ایک مصاحب - سرکار آج تو امین آباد مین میلا لگا ہوا ہی - صدہا سفید پوش اور رئیس زادے ٹھٹ کے ٹھٹ لگائے گھور رہے ہین -
مصاحب ۲ - ارے میان تم بھی دیکھ آئے - ہم تو سمجھے تھے ہم ہی شہر خبرے ہین تم بھی جہانیان جہان گشت نکلے - حضور بس آج کیا وہ آئین آباد مین
رئیس زادہ - کیون کیون - ہم سمجھ گئے معلوم ہوتا ہے کوئی نئی سافن پری بنکے کسی دکان پر بیٹھی ہوگی - کیون -
مصاحب - اس ذہانت کے صدقے - حضور تین حصے بات تاڑ گئے -
مصاحب - دشمنون کی آنکھون مین خاک وہ ذہن پایا ہے ہمارے حضور نے کہ واہ جی واہ -
مصاحب - کل ہم سے اور حسو خان سے جھوڑ ہو گئی تکرار اس بات پر ہوئی کہ مردک کہنے لگا کہ آپ کے رئیس زادے روکھے پھیکے آدمی ہین شوقین نہین ہین - ذرا بو سے ریاست نہین - مجھے یہ سننے کی تاب کہا - بگڑ کھڑا ہوا اور وہ ڈانٹ بتائی کہ آئے حواس غائب ہو گئے بہت مین چھری لیے تھے
مصاحب - حضور جان بخشی ہو تو غلام عرض کرے ذرا حضور صحبت مین بھی بیٹھا کرین
رئیس زادہ - اور کیا مین دن بھر گھر ہی مین گھسا رہتا ہون -
مصاحبین - اے نہین خداوند - سرکار نے وہ مجاز پایا ہے کہ واہ بس یہی جی چاہتا ہی کہ عمر بھر حضور ہی کے قدمون کے تلے پڑے رہین
رئیس زادہ - ہان صاحب وہ امین آباد والا حال تو بتائیے - وہ کون ایسی پریان ہین جنھون نے ہزارہا آدمیون کے دلون کو مسخر کر لیا ہے -
مصاحب - سرکار دیکھنے سے بھوک پیاس جاتی رہے - بمبئی سے دو یہودنین آئی ہین - ایسا چہرہ مہرہ نہین دیکھنے مین آیا ہی - بچہ حور - معلوم ہوتا ہے اندر کے اکھاڑے کی پریان اُتر آئی ہین بلکہ حق تو یون ہی کہ پریان بھی اگر سن پائین تو قاف سے اُڑ کر اُنکو گھورنے آئین

دونون بہنین ہین۔

رئیس۔ بھلا بڑی اچھی یا چھٹکی شوخ کون ہے۔

مصاحب۔ خداوند بڑی چھوٹی کا حال نہ پوچھیے۔ دونون کلان ہین حضور پھڑک جائیے گا۔ جناب امیر کی قسم قریب تھا کہ مجھے غش آجائے۔

اتنے مین پنڈت سری چند مصاحب آئے۔ رئیس زادے نے کہا پنڈت جی آج یہ لوگ ایک نئی خبر لائے ہین۔ کہتے ہین ایسی آبادی مین دو پریان آئی ہین۔ پنڈت جی نے کہا سرکار مین تو آنکھون دیکھی کہتا ہون۔ دونون پاتر نارہ سندر۔ جیسے راجہ اندر کی سبھا کی اپسرائین۔ بانو پورنماشی کا چندرمان اُدے ہو گیا۔ اندھیاری رات مین ہیرے کی طرح دمکین۔ یہ پنڈت جی مہا راج گو پرانے فیشن کے آدمی تھے مگر ان دونون سیمتن نسرین بدن بیبیون کو دیکھکر انکی بھی رال ٹپکنے لگی تھی۔ انھون نے جو اُنکے حسن گلوسوز اور جمال عالم افروز کی اسدرجہ توصیف کی تو رئیس کو یقین واثق ہو گیا کہ عورتین نہین چھلاوا ہین ورنہ بوڑھا پنڈت اس قدر بڑھکر تعریفین نہ کرتا۔ آنکھین سینکنے کا شوق چرایا۔ اور ٹھان لی کہ شربت دیدار سے ضرور شیرین کام ہونگے۔ مصاحبون سے کہا ٹھنڈے وقت چلینگے وہ تو اُدھار کھائے بیٹھے تھے کہ رئیس زادے کو جس طرح ممکن ہو ضرور لیچلین باچھین کھل گئین۔ کہا حضور ضرور تشریف لیچلین۔ کیا عرض کرین وہ اُٹھتی جوانی ہے کہ ہائے ستم۔ وہ چھیل بل کہ ہرن اور چکارے بھی چوکڑی بھول جائین شباب پھٹا پڑتا ہو۔ اور بانکپن اور بھی غضب ڈھاتا ہو۔ ہونٹھون کی سرخی خون رُلائے تو دُر دندان کی صفائی دیکھکر گوہر غلطان آب آب ہو جائے۔ ہائے معلوم ہوتا ہو کہ حسن خود دونون ہاتھون سے بلائین لے رہا ہو۔ کیسی تیکھی چیتون ہو کہ واہ واہ۔ اور نازک کمری تو اس سے بڑھکر خدا کا نام ہو۔

پاپیچے جبکہ اُس پری نے اُٹھائے
مین پکارا حنا کو کہو سجائے

حضور ہم اور جھمن سرکار کے گھوڑون پر دلّی جاتے تھے تو ساقن کی دکان کے اوپر جو برج ہے جو راہے کے نکڑ پر اُسپر چاند کا ٹکڑا نظر آیا۔ بس قتیل ہو گئے ٹکٹکی لگائے کھڑے رہے نیچے جو کنجڑن بیٹھی ہے اُس سے حال پوچھا۔ تو اُسنے تنک کر کہا اے میان جاؤ اپنا کام کرو۔ ہاتھی آئین گھوڑے جائین اونٹ بچارے غوطے کھائین۔ بڑون کی تو دال نہین گلتی تم کس کھیت کی مولی ہو۔ مگر برج پر ایک بانکے کھڑے تھے اُنھون نے اشارہ کیا کہ چلے آئیے۔ ہم دونون سائیسون کو گھوڑے دیکر اوپر گئے تو اُس بانکے نے اُن حوروش پری تمثال مشتری خصال جادو جمال سے ہو دونون سے کہا کہ یہ دونون صاحب ایک بہت بڑے رئیس زادے کے مصاحب ہین۔ مگر اُن کا فرون نے آنکھ اُٹھا کر دیکھا بھی ہو تو یہ دونون پھوٹ جائین۔

غرور حسن اجازت مگر نداد ای گل
کہ پرسشے نکنی عندلیب شیدا را

رئیس زادے نے اپنی قابلیت جتانے کے لیے مصاحب کو ٹوک دیا کہ شیدا ان نہین شیدا کہو۔ وہ آداب بجا لا کر بولا (جائے اُستاد خالیست) رئیس زادے نے اظہار لیاقت کے لیے مصاحب کے شعر کے جواب مین شعر پڑھا

ز کر حسن دو روزہ بر غرور ای ساقی مہوش
چھلک جاتا ہے بھرتے ہی پیالہ ماہ کامل کا

مگر یہ کہکے اور کان پکڑکے کہتا ہون کہ اگر ایک دفعہ اینجانب کو بھی دیکھ لین تو ہزار جان سے عاشق ہو جائین مصاحبون نے غل مچا مچا کے کہنا شروع کیا پیرو مرشد گھر بار چھوڑ دین کھانا پینا چھوڑ دین مگر ایک نظر حضور کو دیکھ بھی لین۔

ابا جان کی روح کی قسم ایک نظر غلط انداز مین لاکھون کو قتل کر ڈالین اور پھر کے بسملون کی طرف نہ دیکھین۔

کیا قتل ایک عالم کو ولیکن وائے بیدردی
نہ دیکھا مُڑ کے تو نے اُس طرح بسمل تڑپتے ہین

جھمن۔ حضور کی بدولت ہم بھی دو گھڑی آنکھین سینک آئے ورنہ ہمارا وہان گذر کہان بھلا۔ ہمارے سامنے ایک لکھپتی مہاجن کو کھڑے کھڑے نکلوا دیا

مصو۔ جی ہان ایک مختارام بھی آتے تھے۔ توند مٹکاتے قیمتی چار حاشیہ بنارسی رومال پھڑکاتے لٹودار پگڑی کھوپڑی پر جمائے خاصی جانگلوون کی وضع بنائے کھٹ پٹ کرتے اوپر چڑھ آئے آتے ہی چھوٹی بہن سے وہ ڈانٹ بتائی کہ لالہ جی کے آئے حواس اسطرح غائب غلہ ہوئے جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔ اُسنے کہا نکالو اسکو یہ کون بدمعاش ہی بے پوچھے گھس آیا بھاگتے راہ نہ ملی۔

رئیس۔ اُخاہ بڑے دماغ ہین۔

جھمن۔ پھر حضور کیونکر نہون آج ویسی حسین کوئی دنیا کے پردے پر دکھا تو دے

رئیس۔ یہ نہ کہو۔ ایک سے ایک بڑھکر ہی۔ فضلنا بعضکم علی بعض۔ یکتائی کا دعوی کوئی نہین کر سکتا۔

جھمن۔ یہ سچ مگر حضور چل کے دیکھین تو سہی۔ دیدہ ہین نہ شنیدہ مین۔

رئیس۔ ہان یہ کہو کہ ہمنے تمنے نہ دیکھی ہو ایسی حسینہ۔ مگر یکتائی محال ہی

بلبل یہ زمانہ ایک گل کا نہوا
بندے کو عبث غرورِ یکتائی ہی

انکو ہم آئنہ و رسل کا نہوا
اللہ یہ اتفاق کل کا نہوا

اُنکا مکان گلی کی طرف ہی یا سرِ بازار۔

ج جھم۔ ہمارے سرکار گو کوچۂ عشق کی راہون سے آگاہ نہین مگر اس ذکاوت کو تو دیکھیے۔ قسم حسین کی اسے اعجاز کہتے ہین۔

سب مصاحب - حق ہی - حق ہی -
افیونی - (چونکہ کرا) مگر کرنے والا کافر -

رئیس زادہ اور مصاحب سب ملکر ہنسے کہ اس افیونی نے اچھی ہانک لگائی اور خوب سب نے تکی اوڑائی - ایک مصاحب نے پوچھا میاں کیا کہتے ہو - اُسنے کہا کچھ نہین انھون نے کہا نہین کہ جادو برحق ہے تو میں نے اسپر کہا کہ جادو برحق مگر کرنے والا کافر - اسپر اور بھی قہقہہ پڑا - مصاحبون نے تو کہا تھا کہ حق ہی - حق ہی - حضرت دربان افیم کی پینک سے جو چونکے تو سمجھے کہتا ہی جادو برحق ہی معقول - لہذا اپنی شیخت جتانے کے لیے فرمایا کہ کرنے والا کافر جھمن نے کہا پیرو مرشد حضور کو شام کے وقت لے چلینگے کوئی کانون کان خبر تو ہوگا نہین - رئیس نے کہا واہ فٹن اور سمند جوڑی سے نہ پہچان جاینگے لوگ اُسنے کہا اچھا تو اسکا بھی توڑ کر دیا جائیگا - ایک خداوند کرایہ کی گاڑی منگوا لینگے فٹن

رئیس زادہ - خوب سوجھی مگر عمدہ ہو جھمن نے کہا قربان جاون حضور سجی سجائی گاڑی لیجیے - پانچ سو کی جوڑی جتی ہو یہ کیا بات ہی - وہ کرایہ ہوا ہی کتنا کوئی بڑی کائنات ہی -

رئیس - دیکھین تو کیسی آگ بھبوکا دکھاتے ہو - ہمکو غش آجاوے تو جانین ہان

مصاحب - اسے تو خداوند ہماری اور حضور کی برابری ہی - بھلا -

رئیس - اسمین برابری اور فضیلت کیسی تمکو غش آگیا جب جانین کہ ہمکو بھی غش آجاسے - ایسا حسن گلوسوز ہو کہ خرمن عقل کو جلا دے وہ نشیلی انکھڑیان ہون کہ ہم مست ہو جائین -

راوی - یہ بڑی کھیر ہی - مگر مصاحب کی ذکاوت طبع کے صدقے وہ بات کہی کہ پھڑکا دیا - واہ رے استاد کیون نہو -

مصاحب قبلۂ عالم ہماری آپ کی اس سبب سے برابری نہین - کہ ہمنے جو اس حوروش نازک اندام پری پیکر گلفام کے جمال مبین کو دیکھا تو غش آگیا کہ ہاے

ہمارے امکان سے خارج ہی- اور حضور تو دیکھکر جلبے مین پھولے نہ سمائینگے کہ چاہین تو بیاہ لین چاہین گھر ڈال لین-

مصاحب- اہو ہو ہو- واہ مرزا فرد ہو- کیا بات کہی-

مصاحب- حضور انعام کے قابل بات کہی ہی-

جھمن- واللہ انعام کا مستحق ہو گیا-

رئیس- اچھا بیس روپیہ انکو دلوا دو-

مصاحب (استادہ ہو کر) آداب- ہم تو ایسے قدردان رئیسون کے عاشق ہین اور وہ مردک کہتا تھا کہ لائین ہی ریاست نہین-

جھمن- اجی کس سور کے کہنے مین جاتے ہو وہ جانگلو کیا جانے-

رئیس- سن کیا ہے اُنکا-

مصاحب- حضور ہوگا کوئی برس پندرہ سولہ ایک کا-

رئیس- واللہ تو یہ کہیے ابھی عنفوان شباب ہی اُمنگ کے دن-

جھمن- حضور جوڑ سے ہین دونون مال موبن ہین-

رئیس- ما دا لجبین کہ صاحب-

مصاحب- بھئی ہم ناک ناک بدتے ہین حضور کو دیکھین تو پیار کرنے لگین-

مصاحب- کوئی بید ماہی ہو جو آپ سے بدے- حضور پر بھی چوک مین انگلیان اُٹھتی ہین دو رویہ کرون پر گناہ ہوتا ہی-

رئیس- واہ-

راوی- واہ کے بھروسے بھی نہ رہیے گا- اُنگلیان اُٹھنا درکنار چاہیے ان مین یہ بد معاش اُنگلیون پر نچائین حضور کو تو سہی-

جھمن- ہمارے حضور پر البتہ اُس حور کی نظر پڑیگی اور دوسری پری کی بھی حضور ہی سے آنکھ لڑیگی اور کیون نہ ہو وہ ہزار کی فٹن- ولایتی پرزے یہ چمک دمک یہ آب و تاب- اور پھر جوڑی بھی وہ جو شہر بھر مین ایک کے پاس ہو

تیزی اور سبک خیزی مین طاق - شیر طبیعت آہو شکار رشک براق -

مصاحب - حضور چاہے کوئی کچھ کہے یہ سمند سیہ زانو کی جوڑی تو لاکھون ملکون ایسی نہو گی پہلے تو جوڑی ہی پر انکی نظر پڑیگی کرایہ کی گاڑی پر چلنا فضول ہی

رئیس - دونون بہنیں ہمشکل ہین نا -

جھمن - حضور چندے آفتاب چندے مہتاب ایک سے ایک بڑھکر -

رئیس - کشیدہ قامت ہین یا پستہ قد -

جھمن - حضور پستہ قد نہین قربان جاؤن جو کہین انگریزی وردی پہنا دیجیے تو معلوم ہو کہ فوج کا لفٹنٹ چلا آتا ہی دھوم مچ جائے کہ کیا کھرو جوان ہی ابھی مسین بھی نہین بھیگی ہین -

رئیس - تو عورتین کیا صوبہ دار میجر ہین -

جھمن - نہین پیر و مرشد چھریرا بدن ہی -

مصاحب - حسین عورتین تو بہت دیکھ ڈالین مگر خدا گواہ ہی ایسی نازک کمر نظر سے گذری ہی نہ تھی -

رفیق - حق حضور مجھے تو خوف معلوم ہوتا تھا کہ مبادا کمر لچک جائے -

جھمن - حیرت تھی کہ یہ کمر ہی - یا تار نظر ہی

مصاحب - یون تو دن بھر چھپر کھٹ کا رہتا ہی - مگر دو گھڑی دن رہے سے شانے سے شانہ چھلتا بس میلے کی سی کیفیت رہتی ہی - کہ خلق خدا ٹھٹ کے ٹھٹ جمائے گھیرا کرتی ہی - اور بت بے پیر کا کلمہ پڑھتی ہی - لیکن وہ نظر اٹھا کر کسی کی طرف دیکھتی بھی نہین - ایک حسن پرست سودائی مزاج نے کئی دن تک جا جا کر دعا مانگی کہ یا الٰہی اسوقت لب بام آئین اور ذرا اپنی چھب دکھائین مگر دعا پوری نہوئی تو رو رو کر یہ شعر پڑھنے لگا -

بجرم عشق توام میکشند غوغائیست
تو نیز بر سر بام آ کہ خوش تماشائیست

اگر صدا ئے برنہ خاست —

وان ایک خامشی تری سب کے جواب مین	یان لب پہ لاکھ لاکھ سخن اضطراب مین

ہزارون بڑے بڑے ل عاشق تن ساقن کی دکان پر صبح سے شام تک ڈٹے رہتے ہین۔ انواع و اقسام کے مصائب سہتے ہین - اور سینے جبسے یہ بہو آنکہ بیچ مین ٹکی ہین تب سے ساقن نے دو دو سو روپے روز پیدا کیے اور عشاق خستہ جان بڑے بڑے امراے ذیشان نے ایک ایک گھنٹے کے دس دس اور بیس بیس دیے۔

جھمن - حضور اب اسکو کوئی پوچھتا نہ تھا مگر مثل مشہور ہی سو برس کے بعد گھورے کے بھی دن بہورتے ہین لیجیے دو دو سو روپے رقد ملنے لگے۔

رئیس - بھئی جانے مین بدنامی ہی - اول تو ہزارون آدمی بھنکے کہینگے حضرت بھی بلٹے مفت کی بدنامی ہوگی اور پھر کسیکو منھ دکھانے کے قابل نہ رہینگے - اور ایک بات اور بھی ہی - ہمسے بھی وہ اسیطرح پیش آئیگی اور جو کہین اس لالہ کی طرح ہمین بھی نکلوا دیا تو بس ستم ہی ہوگیا - پھر ہم زہر ہی کھا لینگے اور اس ساقن چڑیل کی خوشامد تو مرتے دم تک نہو سکیگی

جھمن - صدقے صدقے ساقن کے لیے دم گنتا خوب فرمایا ہم —

رئیس - خیر اس ضلع جگت سے تو واسطہ نہین مگر ہم سوچتے ہین کہ اگر گئے اور کھل گیا تو غضب ہی ہوجائیگا - خدا جانے وہان کون کون بیٹھا ہم لذر و ذر ضرور ہی ہونگے۔

مصاحب - کیا مجال - خداوندا اچھے اچھے تو گھسنے نہین پاتے کہ بیچارے کس شمار قطار مین ہین حضور چلین اور ضرور چلین —

رئیس - وضع کے خلاف ہی -

رفیق - اچھا تو پیر و مرشد ہوا کھاتے ہوے امین آباد کی طرف سے جانا تو وضع کے خلاف نہین ہی - حضور اُتر پن نہ وہان صرف ہوا کھاتے ہوے

فٹن پر چلے چلیں بس۔

رئیس ۔ ہان اسکا مضائقہ نہین ۔

جھمن ۔۔ اور وہان گاڑی آہستہ آہستہ جاوے ہی گی ۔

مصاحب خواہ مخواہ ۔ بھیڑ بھڑکے ہین کہین گاڑی دوڑائی بھی جاپائیگی ہر بس حضور کو خاصہ موقع ملیگا کہ نظر بھر کر دیکھ لین ۔ لیکن دیکھتے ہی دل ہاتھ سے نہ جاتا رہے تو سہی ۔

رئیس ۔ خدا کرے اُسوقت سامنے کھڑی ہون ۔

مصاحب ۔ انشاء اللہ تعالیٰ ۔

ادھر گھڑیالی نے ٹھناٹھن چار کا گجر بجایا ۔ اُدھر رفیقون اور مصاحبون نے آسمان سر پر اُٹھایا ۔ حضور چار بج گئے اب تیاری کیجیے فٹن نکالنے کا حکم دیجیے حمام خانے جایے اور بن ٹھن کر باہر آیئے مگر پیر و مرشد آنا یاد رہے کہ عمدہ سے عمدہ نکھار ہو جو دیکھے عش عش کرے وہ مردانہ سنگار ہو بانکے جھک جھک کر آداب بجا لائین ۔ مہوش چھپ چھپکر گھورنے آئین ۔ محبوب مطلوب سے وصال ہو ۔ جیب و دامن گوہر مراد سے مالامال ہو ۔ خدام باادب ہمجوائے نازنین کے لیے لمرو سجائین ۔ خوشی کے شادیانے بجائین ۔ مبارکباد کی صدا بلند ہو ۔ پل پل مین مسرت دہ چند ہو ۔ ادھر جام ہو اُدھر گلفام ہو ۔ لطف زندگی اُٹھایئے ۔ ہمچشمون مین آبرو پایئے ۔ فرمایا اچھا سیٹھ گوبرلل صاحب کو بلاؤ ۔ جھمن تم ابھی جاؤ ۔ اور گاڑی پر ہمراہ رکاب آؤ ۔

دور دوسرا
نواب والا تبار اور سیٹھ گوبرمل ساہوکار

دور اول کے ملاحظے سے ناظرین با تمکین کو اسقدر معلوم ہو گیا ہوگا کہ ایک رئیس گردون مدار کے مصاحبون نے دربار مین ذکر کیا کہ محلہ امین آباد مین دو پریزاد حور نژاد مہوشین ایک گھر مین آ نکلی ہین دونون رشک حور غیرت پری ہین۔ پندرہ سولہ برس کا سن۔ مرادوان کے رئیس زادہ نوعمر آدمی لکھنؤ آئے ہے

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد
بسا کین دولت از گفتار خیزد

کمسن پریزاد مہ دونون کے حسن خرد سوز کا حال سنکر عاشق زار اور تیر عشق کا شکار ہو گیا۔ گو مصاحبون کے دل خود بھی اُن یوسف لقا معشوقون کے چاہ زنخدان مین غوطہ زن ڈول تھے مگر بے زر عشق ٹھین ٹھین۔

ان بتون کو ہم فقیرون سے بھلا کیا کام ہے
یہ تو طالب زر کے ہین اور یان خدا کا نام ہے

اسکے برعکس نفس نفیس جم اقتدار اول تو نام خدا اٹھارہ انیس برس کی عمر دوسرے صاحب دول متمول۔ پھر تو بڑون کے رئیس علاقہ دار لاکھون کا جواہرات پاس تھا جوانی کی اُمنگین ریاست کی بو

جو عالی مرتبہ ہین انکو یہ پستی و رسوائی
فرشتون کو دکھایا عشق نے منھ چاہ بابل کا

مصاحب بیچارے کیا کھا کے عشقبازی کرینگے۔ ہان نواب زادہ فلک بارگاہ کو البتہ عشق نے پچھاڑین دینا۔

سب جنکے رتبے ہین سوا اُنکو سوا مشکل ہے

یہ نواب صاحب پڑھے لکھے تو واجبی ہی واجبی سے تھے۔ مگر نور کی طبیعت پائی تھی۔ اگر تعلیم اچھی پائی ہوتی تو روساء کے فخر و افتخار ہوتے پندرہ سولہ برس کے سن تک تو بڑے حضور یعنی انکے والد بزرگوار نے انکو صحبت بد مین نہین بیٹھنے دیا لیکن مختلف عوارض نے انکو ایسا ادھ مرا کر دیا کہ دن رات محلسرا ہی مین پڑے رہتے تھے۔ ادھر میدان خالی پا کر مصاحبون اور

رفیقون کو یہ سوجھی کہ رئیس زادے کو ڈھرّے پر لائین خوب صحبتین گرمائین اور رئیس کو اس رباعی کے مفہوم کا مصداق بنائین — رباعی

صبح تو جام سے گذرتی ہو	شب دلارام سے گذرتی ہو
عاقبت کی خبر خدا جانے	اب تو آرام سے گذرتی ہو

صحبت بد نے رنگ اثر جمایا۔ خوشامد خورون نے مزاج مین بار پایا —

با بد منشین و باشش بیگانہ او	در دام افتی اگر خوری دانہ او
تیر از سر راستی کمان را کج دید	بنگر کہ چگونہ جست از خانہ او

رئیس زادہ و نابدار کو اب تک اپنی منکوحہ بیوی سے کہ صاحب عفت ہونے کے علاوہ صاحب جمال بھی تھین بڑی محبت دلی تھی اور انکو بھی اپنے شوہر سے کہ جوان صالح و خوبرو تھا عشق کا درجہ تھا نکاح کے روز سعید و تقریب فرخ سے آج تک اُنکے گلستان عشرت و محبت پر نااتفاقی یا رنج کی گھٹا نہین چھائی تھی گو نواب صاحب کے یہان جوان جوان اور حسین حسین خادمہ تھین مگر یہ کبھی نظر اُٹھا کر بھی نہین دیکھتے تھے۔ مگر چند ہی روز کی صحبت سے انکے مزاج مین زمین آسمان کا فرق ہو گیا۔ اور بیہودون کے حسن و شباب کے تذکرے نے انکو اور بھی از خود رفتہ کر دیا۔ اور گو عشق کی بسم اللہ ہی تھی مگر ابھی سے اس شعر کے مصداق تھے اَحد

افسانۂ سوز عشق کا مجھسے سُنے کوئی	ہے ختم مجھپہ اندنون بیتابیان عشق

اسیلئے کہ نواب صاحب چھمن کو حکم دیکر کہ سیٹھ گوجرمل صاحب کو بھی بلا لاؤ غسل خانے تشریف لیگئے کہ نہا دھو کے لباس فاخرہ سے آراستہ ہون تھوڑی دیر مین سیٹھ صاحب موصوف اپنی ہلکی پھلکی ونگینٹ گاڑی پر جسمین ایک میانہ قامت مُشکی جُتا تھا۔ کوٹھی مین داخل ہوے۔

قبل اسکے کہ انکی اور نواب صاحب کی ملاقات کا ذکر معرض بیان مین آئے مَین مناسب سمجھتا ہون کہ سیٹھ گوجرمل صاحب کے کچھ حالات سے ناظرین کو اطلاع دون

کہ یہ کون بزرگوار ہین - یہ بڑے مشہور ساہوکار - بڑے زردار مہاجن
بڑے نامی تعلقہ دار تھے - بہت کم سن اور مشہور حسین آدمی ہزار دو ہزار
مین ایک - کیتھی جانتے تھے اور کچھ تھوڑی ناگری اور تھوڑی سی اردو -
مگر لڑکپن ہی سے پڑھے لکھون کی صحبت مین بیٹھنے سے شین قاف بہت
درست ہو گیا تھا - اجنبی آدمی کو ہرگز تمیز نہ ہوتی کہ فارسی خوان نہین ہین
مزاج مین بوے امارت اسدرجہ کہ ممکن کیا کسی سے دب نکلین - چاہے
ادنی ادنی سی بات مین ہزارون بلٹ جائین مگر بات مین فرق نہ آنے
پائے - بڑا وصف انمین یہ تھا کہ غربا اور محتاجون کے ساتھ بڑی فیاضی
سے پیش آتے تھے اور اکثر مزارعین کو وقت ضرورت چار آنہ فی صدی
سود اور کبھی کبھی مفت بطریق خیرات روپیہ دیتے تھے اور کسی سے کبھی
ذکر تک نہین کرتے تھے اسکے علاوہ بڑے علم دوست رئیس تھے اپنی جاب
سے سنسکرت کے لیے چار پانچ وظیفے مقرر کیے تھے اور ایک پاٹ شالہ
اپنے خرچ سے بنوا دیا تھا - اور انعام کے سالانہ جلسون مین ہمیشہ اپنے ضلع
کے کالج اور اسکولون مین بکشادہ پیشانی نازر نقد اور کتب مفید و بیش بہا بطریق
انعام تقسیم کرتے تھے - بڑے ملنسار اور خوش خلق اور منکسر مزاج - مگر جہان گل
ہو وہان خار ہی - جہان خزانہ ہو وہان مار ہو - اکثار شرابخواری
اور کثرت عیاشی کے ہاتھون بک گئے تھے - ہر دم بادہ گسار جمع شرابی موجود
گنتے حاضر - ڈوم ڈھاڑی ارباب نشاط منھ چڑھے - ڈولیون پر ڈولیان
آتی تھین نت نئی عورت سے

زن نو کن اے دوست در ہر بہار	کہ تقویم پارینہ ناید بکار

نواب صاحب سے اور اسنے کئی سال سے یارانہ تھا مگر اکثر اوقات
گھوڑ دوڑ کے چکر پر ملاقات ہوتی تھی - اور مہینے مین دو ایک دفعہ گھر پر
فٹن سے اتر کر سیٹھ جی کوٹھی مین آئے - اور نواب صاحب مسکراتے ہوئے

نواب — کہئے کچھ بسنت کی بھی خبر ہے۔
سیٹھ — اے یار کچھ نہ پوچھو۔ مار ڈالا۔ کہین کا نہ رکھا۔ دونون کافر بدلیش بلا سے بے درمان ہین۔ یہان تو بھائی صاحب پیغام بھی جا چکا ہے
نواب — واللہ خدا تم سے سمجھے بھئی یہ تنہا خوری بُری کیون صاحب یہ الگ ہی الگ۔
سیٹھ — بھئی ہم سمجھتے تھے کہ تم اس کوچے مین نہین ہو ورنہ تمسے اور خفا لاحول
نواب — بھائی تو چل کے دکھا دو۔
سیٹھ — اپنی جوڑی گاڑی نکلواؤ۔ اسوقت تو وہان میلا لگا ہو گا — اور جھاڑ سفید پوش یا گر گئے مگر نواب یار میری تو جان جاتی ہے۔
نواب — یا خدا کیسی پرستان کی پریان ہین کہ جسے دیکھو لوٹ ہے — جسے دیکھو غش۔ جو آتا ہے۔ تعریفین ہی کرتا آتا ہے۔ اور یہان دل کی یہ کیفیت ہے کہ ادھر حسین عورت اپنے پسند اور مزاج سے دیکھی اور جان

	سن سے نکل گئی مصرعہ ہم عاشق جانباز ہین مزا نئے ڈھب کے	

راوی — ہان! یہ کہیے یہ کب سے۔
سیٹھ کو جرل نے رائے دی کہ اسوقت گاڑی پر چلنا ٹھیک نہین ہے چلیے گھوڑون پر چلین۔ قدم کا دوسے اٹیرن کا فرہ آسنے ذرا شہسواری کا لطف بھی دکھائین۔ یہ بھی سپہ گری کا ایک جزو ہے — نواب صاحب تو نیم راضی ہو گئے مگر ایک مصاحب نے کہا حضور کا دوسے اور اٹیرن کا لطف تو میدان مین ہے این آبادین اور خصوصاً انکے گھر سے کے پاس تو دو چار اٹیرن ہی ہو جائین۔ گھوڑا اسنہ گام جائے کہین بھیڑ مین سکندری کھائے تو غضب ہی ہو جائے لہذا حضور بگھی ہی اچھی۔

دور تیسرا سواری باد بہاری
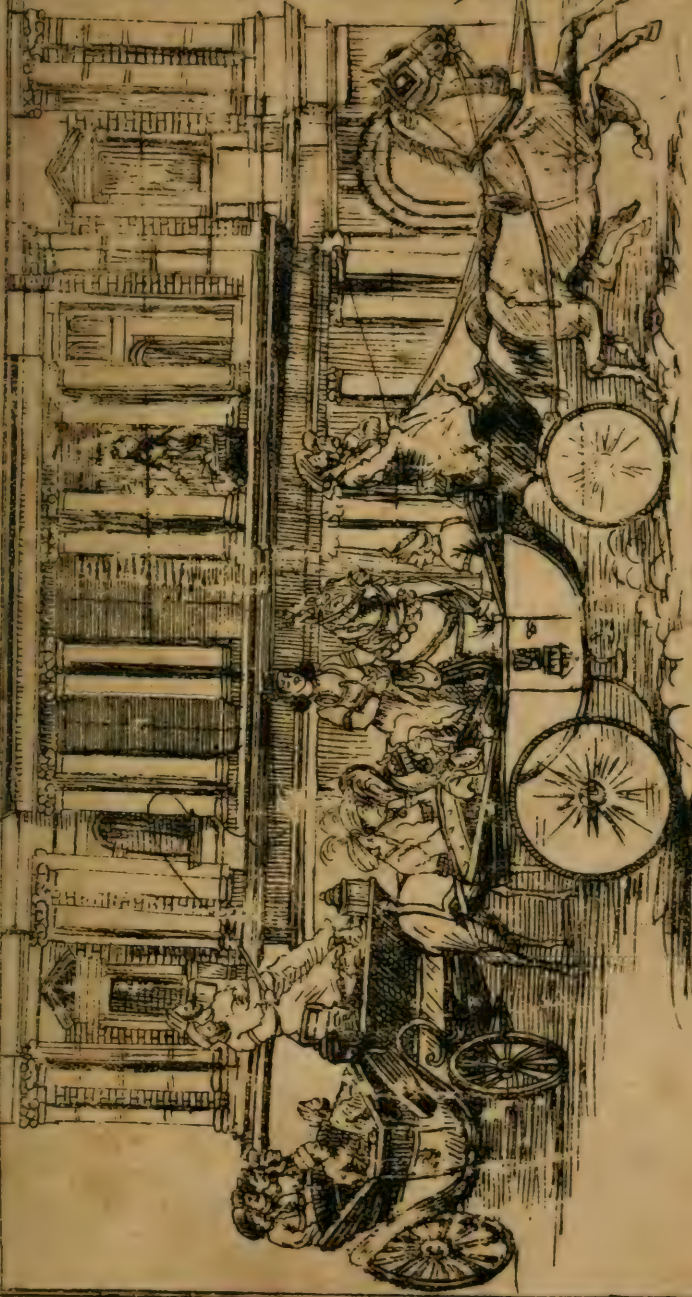
جو جھٹتے سے اُسدم سواری چلی | کہے تو کہ باد بہاری چلی

دو گھڑی دن رہے جبکہ مہر تابان کی اشعۂ زرنگار چلی غنچہ دہن کی طرح جھلملانے لگین اور ہلال رکاب توسن گلرخان فرخار کی طرح چرخ نیلی پر نظر آیا نواب دارا دربان اور اُنکے یار طرحدار سا ہو کار باغ و بہار کھلی ہوئی بیش بہا بروہم گاڑی پر بصد انداز امیرانہ و شان خسروانہ سوار ہوئے اور اُن گلبدن غنچہ دہن ہیوہ نون کے اشتیاق دید مین ایلین آباد چلے گھوڑیان ہوا سے باتین کرتی ہوئی زمین پر قدم ہی نہین دھرتی تھین معلوم ہوتا تھا کہ اب اُڑین اور اب اُڑین۔ یہ گاڑی ہے یا اُڑن کھٹولا۔ گھنٹیان بجتی ہوئی اسطرح جاتی تھین جیسے چکارا تڑپتا ہے اور اس تیز قدمی پر ایسی منجی ہوئی کہ شوخی قدم قدم پر بلائین لے اور با این ہمہ مصرع۔

سنبک خیز اسقدر ہلنے نہ پائے پیٹ کا پانی

کہ جمین میان گھسیٹے ایک قیمتی سندیل پہنے ہوے تھے۔ کارچوبی بھاری ایک اشرفی کی تیار ہی۔ وردی سلطانی بانات کی خاص ایجاد شہزادہ مرزا رفیع الدرجات کی۔ کوچ بکس پر بائین جانب چوبدار۔ میان زوارا محمد علی شاہ کے عہد مین مقرب شہریار تھا۔ تجربہ کار و سلیقہ شعار تھا۔ سامنے میان جھمن مصاحب خاص پیچھے دو سائیس (سیئیسی علم دریاؤ) کے غواص آسکے بعد سیٹھ جی کی ہلکے پھلکے نازک پرزون کی فٹن پر تین زفقا۔ اس ٹھسّے سے سواری چلی۔ نواب صاحب کا اشتیاق بڑھتا جاتا تھا جھمن نے کہا اسوقت اگر آکر سامنے کھڑی ہون تو واللہ اگر ہٹنے کو جی چاہے تو ٹانگ کے تلے سے نکل جاؤن۔ ہمنے بیڑا اُٹھالیا ہے کہ ان غیرت لعبتان چینی گیسوے عذار نازنینی کو راہ راست پر لائینگے۔ اور عاشق و معشوق کو باہم ملائینگے۔ نواب صاحب نے پوچھا بھئی دونون مین زیادہ حسین کون ہے کہا عرض کیا نہ خداوند کہ دونون ہمیں ہین۔ پوچھا بھلا بڑی بہن مین آن بان زیادہ ہے

یا چھوٹی بہن ہین - عرض کیا پیر و مرشد کہدیا نا غلام نے کہ دونون کلان ہین
اسپر وہ فرمایشی قہقہہ پڑا کہ دور تک آواز گئی - اتفاق سے اسوقت ایک
یوروپین کپتان اپنی پری پیکر نسرین بنا گوش میم کو ساتھ بٹھائے ویگنیٹ پر
آتا تھا - قہقہہ جو پڑا تو اُسے سخت ناگوار گذرا میم نے کہا یہ لوگ بالکل وحشی
اور بہائم ہین بار بار قہقہہ لگاتے ہین - صاحب بولے نیگرز (کالا آدمی)
بالکل بہائم ہوتے ہین - تہذیب مزاج مین بالکل چہد نہین گئی - اسوقت ہمارا
بے اختیار جی چاہا کہ ایک چابک جمائین مگر شکل صورت سے رئیس معلوم
ہوتا ہے - اُنکی بیوی نے بھی انکی راے سے اتفاق کیا کہ کسی امیر کا لڑکا
ہے جوڑی بھی خوب ہے - ایسی جوڑی اسٹیشن مین نہین ہے - میم صاحب نے
اِن کالے آدمیون کی نسبت از راہ حقارت کہا کہ یہ وحشی اس قابل ہین کہ انسے
جوڑی اور گاڑی چھین لے اور پنکھا قلی کا کام لے - مگر کپتان صاحب اِن
بیچارے وحشیون کو اس کام کا بھی نہین سمجھتے تھے - میم صاحب کی راے سے
اختلاف کیا کہ ہم اِن بہائم کو اتنی عزت بھی دینا نہین چاہتے کہ یہ ہماری میم صاحب
کے پنکھا قلی ہون - دیکھ رہے ہین کہ ایک لیڈی گاڑی پر آتی ہے اور جامے
سے باہر ہو کر قہقہہ لگاتا ہے - اتنے مین اتفاق سے جوڑی کبھی رک گئی اور
کبھی تیز ہوئی اور کبھی کپتان صاحب کی گاڑی کے برابر چلنے لگی تو صاحب
بہت ہی بگڑے - اسقدر پُر غضب اور بد دماغ ہوئے کہ گھوڑے کو تیز کرکے
فٹن کے قریب پہونچے اور ڈپٹ کر کوچمین سے کہا کہ روک گاڑی یو بلڈی سور
کوچمین متحیر کہ یا خدا یہ کیا آفت آئی - کون سی خطا سرزد ہوئی کہ یہ انگریز خونخوار
ہو گیا - کوچمین کے حواس غائب ہو گئے ایک چابک جو پڑا ایسے دیتا ہو
تو گھوڑیان ہوا ہو گئین - یہ جادہ جا آگ بھبوکا عربی جانور چابک کے عادی کہان

اشارے پر چلا کرتے ہین شاید یہ کبھی کھاے ہین | کہ صورت انکی حیوانی ہے سیرت انکی انسانی

صاحب بہادر نے بھی چابک پر چابک رسید کیے گھوڑے کو ادھ مرا کر دیا -

مگر گرد کو بھی نہ پایا۔ آخر کار جھلا کر ایک اسکے والے پر جو قریب سے نکلا چابک دیا تو وہ بیچارہ بلبلا اٹھا۔ اتفاق سے کالج کے ایک پروفیسر اسکا چھین اپنی ٹم ٹم پر جسمین سبزہ گھوڑا جتا تھا آہستہ آہستہ آتے تھے انکو اس کپتان کی یہ حرکت مجنونانہ وسفاکانہ بہت ہی ناپسند ہوئی۔ سوچے کہ انھین لوگون کی ان حرکات ناملائم سے ہم سب بدنام ہین۔ اس بیچارے غریب اکے والے نے بھلا کیا لیا تھا۔ جوان حضرت نے اسکی کھال ادھیڑ کے دھر دی فوراً گاڑی روک لی اور پاس اکے والے کے قریب گئے۔ دیکھا تو چابک ناک کے پاس اس زور سے پڑا تھا کہ کھال ادھڑ گئی تھی۔ فوراً دو روپے دے کر اسکے آنسو پونچھے۔ ایک صاحب بہادر تو اسکے ساتھ اس سختی سے پیش آئے تھے دوسرے صاحب بہادر کے اس نرمی اور رحم سے پیش آنے سے اسکو کمال حیرت ہوئی۔ اور شکریے کے ساتھ دو روپے لیکر فراشی سلام کیا۔

ادھر کا حال سنیے کہ جب صاحب بالکل نظر سے غائب ہوئے تو نواب کی جان میں جان آئی رفقا بولنے لگے

رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت

گاڑی آہستہ آہستہ چلنے لگی۔ تھوڑی دیر کے بعد سیٹھ جی کی گاڑی بھی آئی میان جھمن تھے آدمی طرار۔ اسوقت تو انکے بھی ہوش پیترا ہو گئے تھے مگر اب مونچھون پر تاؤ دے کر کہتے کیا ہین بقسم حسین کی جو کہین مقابلہ ہوتا تو بڑی بری ٹھہرتی یہ بالائی اور قورمے چکھ چکھ کر بدن پالا ہے تو کس دن کے لیے خدا گواہ ہے اچک کر گاڑی ہی پر ہوتا۔ ہم کیا کچھ موم کی ناک ہین۔ کوچمین تو سہما ہوا تھا کہا اجی یہ صاحب لوگ بھلا کسکو مانتے ہین افراسیاب خان کی تو یہ سنتے ہی نہین۔ نواب صاحب بولے بھئی پھر آج بھی تو انھین کا ہے یہ تو سوچو۔ کوچمین نے عرض کیا ہان خداوند ایسی ہی بات ہے اور میان جھمن ایسے تو دس کو وہ چٹنی کر ڈالتا۔ دم واعیہ تو دیکھیے کہ گاڑی پر چھانند

لگے شہنت کی لینے - میان ایک ڈگ مین ٹھر گس نکال دیتا - جھمن مونچھون پر تاؤ دینے لگے ہونھ! تم تو اپنا ہی سا بزدلا سب کو سمجھتے ہو -

الغرض گاڑی قیصر باغ ہوتی ہوئی نظیر آباد مین داخل ہوئی تو جھمن نے کہا میان گھسیٹے ذرا باگین روکے ہوئے - موقع واردات آن پہونچا (موقع واردات کا جملہ سنکر سیٹھ جی مسکرائے - نواب صاحب سے کہا لے بھئی اب ذرا دل کو قابو مین رکھنا - ہان توسن صبر کی باگین روکے ہوئے گھسیٹے پڑھا لکھا تو تھا ہی نہین توسن صبر کیا خاک سمجھے - باگ روکنے کا حکم جو سنا تو کہا پیر و مرشد روکے تو ہون اور کیونکر روکون - جون کی چال تو گھوڑیان چل رہی ہین رہتے رہتے - اسپر نواب اور سیٹھ اور جھمن نے پھر بے اختیار قہقہہ لگایا - واہ میان گھسیٹے خوب سمجھے - دور کی کوڑی لائے - اب گاڑیان محمد حسین پانی والے کی دکان کے قریب پہونچین اور وہ برج پری منزل سامنے سے نظر آنے لگا جو امین آباد کے مشہور چوراہے کے نکڑ پر ساقن اور کنجڑن کی دکانون کے اوپر واقع ہے -

وعدۂ وصل چون شود نزدیک ۔ آتش شوق تیز تر گردد

وہ سحر نور سکن جو قریب آیا ہو ے

ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ ۔ صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ

دو پیاری پیاری صبیح رتین نور کی مورتین ایسی نظر پڑین کہ نظر بھر کر دیکھا بھی نہ تھا آنکھ جھپک گئی - دونون آگ بھبوکا - معلوم ہوتا تھا کہ بلور کا بہت بڑا ٹکڑا آفتاب کے رخ رکھ دیا گیا ہے - اور سورج کی کرن اسپر اس طرح پڑتی ہے کہ نظر نہین ٹھہرتی ہے - اگر گرمی ہوتی تو لوگون کو شک کی جگہ یقین ہو جاتا کہ آفتاب سوا نیزے پر اُتر آیا ہے - گاڑی روکنے کا امین آباد مین حکم نہین مگر بھیڑ اسقدر تھی کہ گاڑی کا جانا محال تھا - یہ اسکو ہزار غنیمت سمجھے پہرے کا کانسٹبل پولیس کا ملازم ایک ہی کائیان جتونون سے تاڑ گیا - سلام کرکے کہا - حضور جبری گاڑی یہین پر روک لین بھیڑ چھنٹ لے تو گاڑی کا رستہ ہو - یہ تو خدا ہی سے

چاہتے تھے باچھیں کھل گئیں دعا مانگی کہ یا خدا دو دن تک ایسی بھیڑ رہے کہ
گاڑی کو راستہ نہ ملے - جمن نے کانسٹبل سے کہا ڈیوڑھی پر آنا - بھیڑ [illegible]
اُسنے اِدھر اُدھر سے لوگوں کو ہٹا کے گاڑی کے قریب کھڑا کر دیا اتنے میں وہ دو
صورتیں ایک جھلک دکھا کر نظر سے اوجھل ہو گئیں تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک
مشہور اور نامی گرامی جوہری کا لڑکا اشہب عربی پر سوار گاڑی کے پاس کھڑا ہے
ٹکٹکی اُسی برج کی طرف لگائے ہوئے ہے - گھوڑا لمعۂ شرق چشمک برق -
سُم اگاڑے کی مورچھل اور گلے میں ہیکل - بقول فصاحت لکھنوی سہ

ترے گھوڑے کی ہیکل کیا بھلی معلوم ہوتی ہے	اُٹھن پہنے ہوئے چمپا کلی معلوم ہوتی ہے

نقرئی ایچی پوزی - عملی بنارہ زردوزی - چاندی کے کڑے پاؤں میں پڑے ہوئے -
سم اور دم تک زرق برق از سرتا پا سونے چاندی میں غرق سہ

شہ گام اگر بیٹھے وہ کبھی غیرت پری	غیرت سے کھائے توسن دارا سکندری

نواب صاحب سے صاحب سلامت ہوئی تو دونوں مسکرائے جوہری نے
پوچھا حضور یہاں کہاں بھول پڑے اُنھوں نے جواب ترکی بہ ترکی دیا - جہاں
آپ وہاں بندہ - مضمون واحد ہے - وہ پڑھا لکھا تو تھا ہی نہیں مسکرا کر انگریزی میں
بک دیا (ہاں محبوب تو ہے) مقولہ (شعر گفتن چہ ضرور) ترکی نہ بولتے تو کیا
کرکری ہو جاتی - اتنے میں اُن دونوں میں سے ایک قتالۂ عالم نے بال
کھولے ہوئے ذرا رخ انور کی جھلک دکھائی اور بار بار اُس رخ سے منہ پھیر کر
دوسری جانب دیکھنے لگی - اس شوخی کے صدقے - گوری گوری گردن اور
سرخ و سفید رخسارۂ تاباں اور زلف سیہ نے وہ جوبن دکھایا کہ دیدہ نے کبھی
آنکھوں نہ دیکھا ہوگا جمن بولے حضور یہ زلف سیاہ ہے یا وہ شب تار جس میں
دین و ایمان کے رہزن دل و جان کے قافلے لوٹ لیا کرتے ہیں نواب صاحب
نے کہا - ارے یار کچھ نہ پوچھو - یہ رخ گلگون پر زلف شب رنگ عرق افشان
ہے یا فرنگستان پر ابر سیاہ قطرہ زنان - یہ ادائے ہوش ربا دکھا کر دوسری

محبوبۂ نازآفرین نے جو لباس سرخ زیب بدن کیے ہوے تھی برج سے ذرا جھانکا اور قتل عام کر کے چل دین۔ نواب نامدار نے کہ مرغ دل ناوک ناز کا شکار اور تیر عشق کلیجے کے پار ہو چکا تھا آہ سرد بھر کر یہ شعر حسب حال پڑھا ؎

دوپٹا سرخ دکھلا کر وہ قاتل آج کہتا ہی ۔۔۔ شہید ناز کی تربت پہ یہ چادر چڑھانی ہی

سیٹھ گوبرمل کی نظر اُس برج رشک روضۂ رضوان کے ایک سیاہ تختے پر پڑی اور نواب صاحب کو بھی اُنھون نے اُس طرف متوجہ کیا۔ جھمن بھی دیکھنے لگا۔ حضور اسپر تو کچھ چھپا ہوا ہی۔ جیسے سوداگرون کے ہان دوکانون پر تختے لگے ہوتے ہین غور کر کے پڑھا تو یہ شعر تھے ؎

ہوئی جنت سے ہمین آباد اگر یان حوریان اب ۔۔۔ اگر یہان بھی آجائین ستاریکی کرین ہر دم

اہین آباد کہ کیونکر نہ مجھین باغ رضوان اب ۔۔۔ بجا ہے لکھنؤ کو گر کہین رشک پرستان اب

اب سنیے کہ جتنے عرصے مین نواب صاحب گاڑی پر سوار مہانہ کر کے ٹھہر رہے پھیریے چھنٹے تو گاڑی کو بڑھائین اتنے ہی عرصے مین تراب علی نام مصاحب اُن حوران ماہ سیما کے پاس ہو آیا اُنسے کہا سونے کی چڑیا پھانس لایا ہون اگر طبیعت آگئی تو زر و جواہر سے مالامال کر دینگے۔ کسی شی کی کمی نہین ہی شہزادہ ان کی ڈیوڑھی رئیسون کا دربار ہی۔ انھون نے کہا ہماری جانب پیغام دو کہ آپ کو بلاتی ہین۔ تراب علی نے جو یہ پیام فرحت التیام سنایا تو نواب صاحب والاتبار اور اُنکے متمول دبست ساہوکار کی باچھین کھل گئین

نواب - ہمکو بلایا ہی۔ یا سیٹھ جی صاحب کو یاد کیا ہی -

سیٹھ - واہ ہم بدشکل آدمیون کو کون پوچھتا ہی -

نواب - خدا کی قسم بڑے دیدار و جوان ہو تمھین کو بلایا ہوگا - کیون جی تراب علی کسکو بلایا ہی -

تراب - سرکار یہ تو کچھ تخصیص نہین کی ہی دونون صاحب مع رفقا تشریف لیچلیے

نواب بھئی یہ تو وضع کے خلاف ہی - اُنھین کو لاؤ -

تراب - خداوند وہان کوئی ہے تھوڑا ہی اور اندھیرا ہو ہی گیا ہے - ہو تو کون دیکھیگا - پرندہ تو وہان پر نہین مار سکتا - کیا کسیکو بار تھوڑا ہی ملتا ہے -

نواب صاحب نے سیٹھ جی سے راے لی وہ تو اس کوچے کی راہون سے خوب واقف ہو چکے تھے اور اس واقفیت کے ساتھ بے دھڑک بھی ہو گئے تھے فوراً صلاح دی کہ چلیے چلیے اس تاریکی مین کون دیکھتا ہے - شب کہ پردہ دار عاشقانست کا معاملہ ہے - نواب صاحب کو کبھی پیشتر یہ اتفاق نہین ہوا تھا مگر ان دونون کافر کیش کی صورت زیبا و رعنا نے ایسا والہ و شیدا کر دیا تھا کہ معاً راضی ہو گئے - گاڑی تھوڑی دور آگے بڑھا دی گئی اور وہان سب اُتر پڑے نواب فلک شکوہ مع ساہوکار و مصاحبین برج خورشید منزل مین داخل ہوئے سیٹھ جی تو مزے سے بے دھڑک کھٹ کھٹ کرتے چلے گئے مگر نواب صاحب کی پہلی ہی بسم اللہ تھی یہ اِدھر اُدھر دیکھ بھال کر جلدی سے زینے پر ہو رہے برج پر جو پہونچے تو خدا جانے کیا دیکھ لیا کہ دنگ ہو گئے - دونون چلبلی شوخ و شنگ دونون معدن حسن رو کش پریچہرگان فرنگ دونون آگ بھبوکا - دونون مہ پارہ عالم فریب عدوے صبر و شکیب طاوس زیب - دونون ناز فروش ستم کوش - دونون سرو قامت - دونون قیامت - دونون محشر خرام دونون زیبا اندام - دونون سرو جویبار رعنائی - دونون تدرو کوہسار زیبائی - دونون طرۂ رخسار خوبی - دونون خال عارض محبوبی - دونون رو کش خوبان فرخار دونون طرار و طرحدار - دونون نازنین نازآفرین - دونون گلعذار مہ جبین سے

ہر موے چو رشتہ فسونے
زنجیر بگردن جنونے

چشمش کہ چو فتنہ مست خفتہ
صد دشنہ در آستین نہفتہ

رویش ز غرور حسن و مستی
آئینہ بدست خود پرستی

مژگانش ز سرمہ رفتہ جا نہا
بر خاک فگندہ سرمہ دانہا

پیشانی غمزہ ناز در ناز
ابروے کرشمہ ناز در ناز

نواب - بے پوڈر کے یہ جوبن اور یہ سرخی و سفیدی ہمنے آج تک نہین دیکھی
یہودن - پوڈر لگانا ہمارا ننگ ہے - قدرتی اور مصنوعی شئے کا بھلا کیا
مقابلہ - کیسی ہی عمدہ و بیش بہا ابریشم کا گلاب بناؤ قدرتی گلاب کے پھول کی سی
شادابی و سرسبزی کہان نصیب ہو سکتی ہی

	شیر قالین دگر و شیر نیستان دگر ست	

مصنوعی ہیرے کو لاکھ ترش تراشکے درست کرو وہ دمک وہ آب و تاب
کہان - مگر ہان وہ قدرتی چیزون کا مقابلہ کرکے دیکھو کہ کسکو ترجیح ہی لعل بدخشان کو
ہمارے لعل شکر خا سے مقابلہ کرو تو دونون کا فرق معلوم ہو -
سیٹھ - خدا کی دین اسی کو کہتے ہین - اس فقید المثل حسن و جمال خداداد کے
ساتھہ ہی اللہ نے ذکاوت بھی رگون مین کوٹ کوٹ کے بھر دی ہی - اس
طبیعت داری کو تو دیکھیے -
نواب - دونون اس قابل ہین کہ کسی تاجدار یا شہریار کی زیب محل ہون
اور بادشاہ بیگم کہلائین -
دوسری یہودن (ہنسکر) بندگی -

	قدر گوہر شاہ داند یا بداند جوہری	

نواب - ماشاء اللہ دونون بہنین حاضر جواب ہین -
یہودن - چشم بد دور کا لفظ نظر بد کے لیے ضرور کہہ دیا کیجیے

	چشم بد رخ خوب مرا خدا حافظ	

سیٹھ - بڑی بی تو بڑی بی چھوٹی بی سبحان اللہ ہم تو نہایت ہی مشتاق
آپ کی زیارت کے تھے -
یہودن - زہے نصیب - زہے طالع - آپ نے بڑی مہربانی کی -
نواب - آپ کا اسم مبارک (بڑی بہن سے)
یہودن - جی میرا نام شیرین ہی (مسکراتی ہوئی)

نواب - اور آپ کا نام حضور (چھوٹی بہن سے)

یہودن - ہمارا نام لیلی ہی۔

سیٹھ - آپ دونون لیلی اور شیرین ہین - تو ہم دونون بھی مجنون اور فرہاد ہین

لیلی - مگر پھر آپ کو بھی یہی کہنا ہوگا کہ ؎

خواہش وصل ز نا انصافی ست		در دلم عشق ز لیلی کافی ست

شیرین - اور جو صاحب فرہاد بنے ہین انکو جوے شیر کاٹ کے لانی ہوگی کوہکنی فرہاد کے لیے ضروری ہی۔

نواب - کوہکنی فرہاد کو مبارک ہمارا کام جانکنی ہی۔

اس فقرے پر سیٹھ جی پھڑک اُٹھے اور وہ دونون قتالۂ عالم رشک شیرین غیرت لیلی بھی اس لطیفے سے خوش ہوئین۔

نواب صاحب نے مسکرا کر کہا بھائی صاحب ہمکو آپکو تو دونون کو سوکھا سا جواب ٹکا سا جواب ملگیا - لیلی کی خواہش ہی تو مجنون کی طرح خواہش وصل سے ہاتھ دھوئیے - اور صرف اسپر قناعت کیجیے کہ ؎

خواہش وصل ز نا انصافی ست		در دلم عشق ز لیلی کافی ست

اور اگر شیرین کے شربت دیدار سے شیرین کام ہونا ہی تو کوہکنی کریے - خیر صاحب ہم تو بندۂ حکم درم ناخریدہ غلام ہین - مگر مشکل یہ ہی کہ معشوق اپنی طبیعت کے موافق پائیے - بہت سے معشوق دیکھ ڈالے مگر یہ معشوق پن کہان ؎

نمش تری سی کہان ہیرزانی مشکل ہی		ولایتی بھی حسینون کو ہمنے دیکھ لیا

لیلی نے تنک کر جواب دیا تو یہ کہیے آپ ہزارون گلبن کے بلبل رہ چکے ہین ہرجائی ہین ؎

کہ ہر بامدادش بود بلبلے		نشاید ہوس باختن با گلے

سیٹھ جی نے نواب صاحب کو چھیڑنا شروع کیا کہ واہ حضرت واہ اچھی منھ کی کھائی - آپ نے ہزارون معشوق دیکھے ہونگے - ہمنے تو صرف ایک ہی معشوق دیکھا ہی

نواب سخت خفیف ہوے اور جھینپ کر بات ٹالی لیلی سے پوچھا یہ

سایئن بورڈ کے تختے پر دونون شعر کیسکے تصنیف لیے ہوے ہین۔ کہا ہمارا متحیر ہو کر کہا یہ کیسے آپ شاعر بھی ہین۔ لیلی نے مسکرا کر شوخی کے ساتھ جواب دیا شاعر تو عورتین آپ کے شہر مین ہوتی ہونگی ہم تو شاعرہ ہین۔

نواب صاحب کی زبان سے شاعر کا لفظ جلدی مین نکل گیا تھا لیلی کے ٹوکنے سے اور بھی خفیف ہوے کہا کیون شیرین جان صاحب آپ بھی کچھ فرماتی ہین۔ شیرین نے شیرین ادائی کے ساتھ جواب دیا۔ جی ہم لوگ شعر شاعری کیا جانین مگر ہان کچھ یون ہی سا بکتی ہون مگر اہل لکھنؤ کے سامنے زبان نہین کھول سکتی سیٹھ جی اُنکا کلام سننے کے از بس مشتاق ہوے اور بڑا اصرار کیا کہ

کان ہین مشتاق کچھ فرمایئے۔

بڑے اصرار بلیغ کے بعد یہ غزل نو تصنیف بی شیرین جان صاحبہ نے فرمائی۔

اُنکھڑیون مین مری جادو ہے دوگانا جانی
انگی زلف ڈستے جسکو نہ مانگے پانی

لن ترانی کی نہ لیتے کبھی موسی ہرگز
گرد کھا دیتی مین اُنکو کفک نورانی

مردوا کوئی نظر ہی نہین آتا فوترو
موے درگور چلے جائین یہ کالے پانی

نام ہو نیک قدم پر بڑی چھن پیری ہے
بولی حیران ہے ماما یہ موئی دیوانی

اے بیہودن ترے جوبن کی ہے لندن تک دھوم
اڑ رہی چوٹی یہ ہون جیتے موے ہندستانی

نواب۔ اے سبحان اللہ۔ واہ بی بیہودن واہ۔ اسوقت طبیعت نہایت محظوظ ہوئی۔ کیا کیا شعر نکالے ہین کیا رنگ ہے ریختی کا۔ جان صاحب کی روح وجد کرتی ہوگی۔

سیٹھ۔ اب اُنکو معشوق نہ بنائے تو کسکو بنائے۔

اتنے مین ایک آدمی نے جو ترکی ٹوپی پہنے ہوے تھا آن کر لیلی سے کہا کہ کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے۔ چلیے کھا لیجیے۔ سیٹھ جی سمجھ گئے کہ اب رخصت ہونا چاہیے۔ کہا اب اجازت دیجیے تو رخصت ہون۔ شیرین نے

ادابے ہوش ربا کے ساتھ جواب دیا۔ اے ایسی جلدی چلے جائیے گا شیخ
کہا اب یہ فرمائیے کہ کل اگر آپ کو تکلیف دین تو تشریف لائیے گا شیرین نے
اُس ترکی ٹوپی والے پر نظر ڈالی اُسنے عرض کیا ہان سرکار حاضر ہونگی
کل صبح کو دوسا کسی معتمد کو بھیج دیجیے گا۔ سیٹھ جی نے جھمن کو چپکے سے سو سو روپے
کے دو نوٹ دیے اور اشارے سے کہا کہ انگوٹھے دو جھمن نے دونون نوٹ
اُس ترکی ٹوپی والے کو سب کے سامنے دیے اور کہا یہ حضور نے پان کھانے کو
دیے ہین۔ لیلی اور شیرین خاموش ہو رہین۔ اُس لستان یہودی نے نوٹ
لیکر ان رئیسون کو دعائین دین سخدا اس سے زیادہ مُتبرد دے مگر اسکی کیا
ضرورت تھی ہم لوگ تو محبت اور قدردانی کے بھوکے ہین یہین تو اصرار کرتا
کہ حضور کبھی کبھی ضرور تشریف لایا کیجیے مگر اب جو کہون تو طمع پائی جائے میان
جھمن نے کہا کل تو سرکار کے ہان ان دونون صاحبون کو تکلیف کرنی ہوگی
اُنھون نے بسر و چشم منظور کر لیا۔ نواب صاحب اور سیٹھ جی اُٹھے کہا رخصت
شیرین نے کہا بندگی۔ لیلی نے کہا آداب نواب صاحب جانے لگے تو
زینے پر اُسی جوہری نیچے سے ڈھ بھیڑ ہوئی۔ راستے مین نواب نصرت الدولہ
بہادر جو ان دونون کے دلی دوست تھے ملے دو گھڑی تک دونون
گاڑیان روک لی گئین۔ سیٹھ اور نواب دونون نے نصرت الدولہ سے
شکایت کی کہ آپ نے آنا ہی چھوڑ دیا۔

نصرت۔ اب دو چار روز بعد حاضر ہونگا علاقے سے آیا ہون تو ضرور ملونگا
سیٹھ۔ ارے یار امین آباد کی طرف بھی جانے کا اتفاق ہوا تھا۔
نصرت (قہقہہ لگا کر) اوچھا! یہ کہیے مگر کیا جوبن ہے سچ کہنا ہمنے تو
ایسی حسین عورتین آج تک نہین دیکھی تھین۔

نواب۔ علی ہذا القیاس۔ عجب حسن ہے واللہ۔
نصرت۔ اچھا بھئی رخصت۔ یار زندہ صحبت باقی۔

دور چوتھا

نزول اجلال بتان جادو جمال

ان لعبتان چین اصنام ناز آفرین یعنی لیلی و شیرین کے پرکھانے سے یہ قافلۂ عشاق از خود رفتہ سیٹھ گوجرل ساہوکار کی فرح بخش کوٹھی مین آیا۔ اثنائے راہ مین نواب اور سیٹھ دونون کی زبان صرف بکا و فغان تھی۔ دونون رنگ رو باختہ۔ دونون حضرت عشق کے ساختہ و پرداختہ۔ دونون ہمدم ہمراز ہمزبان و ہمساز۔ دونون صیدِ طلسم سازی عشق۔ شکار نیرنگ بازی عشق۔ دونون کی بہار زندگانی مبدل بخزان ہوئی۔ مبتلائے بلا جان ناتوان ہوئی دونون سوختۂ تف جنون۔ دونون تبان رشک لیلی کے مجنون۔ یہ عشق بھی بلائے بے درمان ہے۔ آتش زن کالائے دین و ایمان ہے۔ ؎

ای محرم شادی و غم عشق	نظارہ کشائے عالم عشق
ز آغاز گرفتہ تا بانجام	دانی چہ بلاست عشق خود کام
برق شب عشق دل فروز ست	گر وصل و گر فراق سوز ست
در ہر جگرے کہ خاست جوشش	از ہر بن مو رسد خروشش

از خانہ نشستہ سر بہ بازار
دستان زنیش بچار دیوار

نواب۔ سیٹھ یار اب کوئی تدبیر ایسی کرو کہ اسوقت ان حور وشون کو ہم پھیر دیکھین۔ کیا حسن ہے واللہ کہ حسن صبیح رحسن برشتہ دونون کا لطف حاصل ہوتا ہے۔ بھئی ہماری تو جان جاتی ہے بے انکے کوئی شی نہین بھاتی ہے۔
سیٹھ۔ اچھا چندو تم جاؤ اور ابراہیم یہودی کو بلاؤ۔ بلکہ ایک کام کرو۔ ہمارے خزانچی سے دو سو کی اشرفیان لیکر جاؤ اور انکو دو اور کہو سیٹھ جی نے آپ کو بلایا ہے۔ قدم رنجہ فرمائیے۔ عزت بخشیے۔ رتبہ بڑھائیے۔ دو سو کی کیا حقیقت ہے
نواب۔ اجی لاحول ولاقوۃ۔ بلکہ ہمارا کہا مانو تو پانچ سو ایک دم سے بھیجو ابھی چلی آئینگی۔ کہان کا جھگڑا۔ یہان تو جان پر بنی ہے۔ روپیہ ہاتھ کا میل ہے واللہ سیٹھ اگر اسوقت اُنکے رخ پر نور کا نظارہ نہ کیا تو جان ہی پر بنجائیگی۔

آپ رجو کا مُنھ نہ دیکھیے اسوقت۔

سیٹھ۔ اچھا جی پانچ سو کی اشرفیان لیجاؤ۔ صدقے ہو آپ پر سے مگر چندو فٹن پر سوار ہی کرالاؤ۔ جھمن تم بھی ساتھ جاؤ۔ کہنا کہ دو گھڑی بیٹھکر چلی آئیے گا حضور کی طبیعت بے طور آئی ہوئی ہو۔ یہ صاف صاف کہ دینا۔ رفو چکر کا تو کسی مردود ہی کو خیال ہوگا۔ مگر یہ سونے کی چڑیا اُڑنے نہ پائے۔

الغرض میاں جھمن اور چندو اُن پری وش یہودنون کے ہان گئے تو دیکھا کہ وہی جوہری بچہ بڑے ٹھسے سے برج مین متمکن ہو اور وہ دونون پریان اغل بغل بیٹھی گھل گھل کے باتین کرتی ہین اور جوہری بچہ ایک ایک آن بان تان پر جان دیتا ہو۔ تھوڑی دیر کے بعد اُس جوہری کے خدمتگار نے حسب الحکم آقائے نامدار سونے کی ایک جڑاؤ کڑے کی جوڑی ساختۂ لکھنؤ جوہری کو دی اور اُس رئیس زادۂ بلند ارادہ نے اُنمین سے ایک نازنین کی خدمت مین بطریق نذر پیشکش کی اور ہاتھ جوڑ کے ادب کے ساتھ عرض کیا کہ اس تحفہ کو قبول کیجیے۔ اُس حور دور از قصور نے کڑے کی جوڑی بڑے استغنا کے ساتھ قبول کی اور کہا اسکے عوض ہم آپ کو بجز الایچی اور کیا دے سکتے ہین (چہ خوش، اچھا سو کھانا لا) جس طرح یورپ کے شہزادے انعام مین لوگون کو چاندی یا سونے کی آہین دیکر ٹال دیتے ہین کڑے کی جڑاؤ جوڑی لیکر کھانا کھانے کے بہانے سے جوہری بچے کو بھی ٹالا۔ اُنکا قاعدہ تھا کہ پہلے تھوڑی لگاوٹ کرکے اس طرح کی رکھاوٹ اور رکاوٹ کرتی تھین کہ ع

آپ سے میل ہی نہ تھا گویا	ان تلون تیل ہی نہ تھا گویا

مگر جوہری کو ناراض کرکے نہین بھیجا بلکہ رخصت کے وقت اُسنے فرمائش کی کہ کل کوئی تین چار گھڑی دن رہے ذرا اپنی گاڑی بھیج دینا۔ ہم سیر کرنے جائینگے اُنکی باچھین کھل گئین۔ ریشہ خطمی ہی تو ہوگئے۔ جب وہ رخصت ہوئے تو میان جھمن نے اُس یہودی سے کہا کہ ذرا ادھر تشریف لائیے۔ ہمارے آقا نے

جو ابھی یہان تشریف لائے تھے یہ پانچ سو کی اشرفیان بھیجی ہین اور فرمایا ہی
کہ اگر تکلیف نہو تو دونون صاحب فٹن پر بیٹھی ہوئی یہان تشریف لائین
دو گھڑی بیٹھکر چلی جائین یہودی نے پانچ سو کی اشرفیان گن ہتیائین اور کہا
چلنا نہ چلنا ان دونون کی مرضی پہر نیلی تکہی چتون کرکے بولی اریہ تمنے فرمانے کا
لفظ کیا کہا کہ ہمارے آقا نے فرمایا ہی ہم سے کوئی فرمانے والے نہین ہین
ہمارے ہان عرض کیا جاتا ہی جھمن اپنے دل مین سوچے کہ اللہ رے غرور حسن
انکے ہان عرضی بھیجی جاتی ہی ۔ تو یہودن کیا چکلہ دار اور ناظم بنی بیٹھی ہین شان کبریائی
مگر اللہ نے حسن ہی ایسا دیا ہی جتنا غرور کرین سب زیبا ہی ۔ اسکے بعد شیرین نے کہا کہ
اب اسوقت تو ہمین ایک رئیس کے ہان جانا ہی ۔ یہی جوہری جو بیٹھا تھا پہر کبھی
سمجھا جائیگا ۔ جھمن سوچے کہ نواب صاحب اسوقت سخت مضطر و بیقرار ہین ۔ اگر
انکے نہ جانے سے انگوٹھی ہی مایوسی ہوگی اور حوالی موالی سب ہمکو آلو
بنائینگے کہ اشرفیان کی اشرفیان دے آئے ۔ اور پھر بیرنگ واپس
کہا تو حضور ایک کام کرین دونون بہنین چاند سورج کی جوڑی فرسے
فٹن پر سوار ہون ۔ صدر مین آپ دونون بیٹھین ۔ سامنے ہم اور یہ (یہودی
کی طرف اشارہ کرکے) ہون ۔ چندور رسان رسان مبدل چلے آئین چندر
جل مرا کہ خود تو ان پریون کے ساتھ اڑن کھٹولے پر جاتے ہین اور ہمکو رسان
رسان پیدل بھیجتے ہین جل بھن کے خاک ہوگیا ۔ کہا (جی ہان چندر وہی تو
پکارتے ہین) اسپر وہ دونون خوب کھلکھلا کر ہنس پڑین ۔ شیرین نے کہا تم جاکے
اپنے آقا سے کہو کہ ہم تو اسوقت اُس جوہری کے ہان جانے کو تیار تھے اگر انکی
ہان سے ہو کر وہان جائینگے مگر ایک گھنٹے سے زیادہ نہ بیٹھینگے جھمن اسپر راضی ہو گیا
اسمین آقا سے دریافت کرنے کی کیا حاجت ہی حضور ایک گھنٹے سے زیادہ
نہ بیٹھین ۔ اور ماحضر بھی وہین تناول فرمایے گا ۔ مگر انھون نے اصرار کیا کہ
نہین تم جاکے دریافت کر آؤ ۔ جھمن کو طوعاً و کرہاً جانا پڑا ۔ وہان رنگ آمیزی

کے ساتھ بیان کیا کہ خداوند وہان جو گیا تو دیکھا کہ وہ جوہری بکچہ ڈٹا ہوا ہی۔ اور
بڑی خاطرین ہو رہی ہین حضور وہ تو بڑا دل کا چالاک معلوم ہوتا ہی بس دو گھڑی
بیٹھکر سونے کے کڑے کی جڑاؤ جوڑی کوئی دو ہزار روپے کی حوالے کردی
اب وہ دونون اُسکے ہان جانے والی ہین مگر اُسنے وعدہ کرلیا ہی کہ ایک
گھنٹے سے زیادہ نہ ٹھہرینگے۔ مین نے بہت اصرار کیا اور پانچ سو کی اشرفیان
نذر کین اور عرض کیا کہ ہمارے آقا نے فرمایا ہی کہ اگر تکلیف نہو تو دو گھڑی کے
لیے چلی چلیے۔ بس بگڑ گئین۔ کہا آپ نے فرمایا ہی یا عرض کیا ہی۔ فرمانے کا لفظ
پھر کبھی استعمال نہ کیجیے گا۔ مین اپنے دل مین سوچا کہ اللہ رے غرور۔ چکلہ داری اور
نظامت کا دم بھرنے لگین۔ خیر بہزار خرابی اسقدر منظور کیا ہی کہ یہان آدھ گھنٹہ
بیٹھکر جوہری کے ہان جائینگی۔ اور کھانا بھی یہان ہی کھائینگی۔ سیٹھ جی اور
نواب صاحب مارے خوشی کے جامے مین پھولے نہ سمائے۔ حکم دیا کہ جبتک
اُنکی خوشی ہو تب تک بیٹھین مگر آئین ضرور۔ ہم اُنکو خوش کر دینگے۔ اور کھانے کا
عمدہ سے عمدہ بندوبست ہو جائیگا۔

جھمن چندو کو لیکر خوش خوش وہان پہونچے اور اُس یہودی سے اپنا
حق السعی مانگا۔ اُسنے بکشادہ پیشانی ایک سو روپیہ اُنکے حوالے کر دیا۔
چلیے اُنکی تو ہنڈیا چڑھ گئی اسمین پندرہ روپیہ اُنھون نے چندو کو بھی دیے
مشاطگان چابک دست کی نگار بندی نے عرائس حور طلعت کی آتش حسن و
جمال کو اور بھی بھڑکا دیا۔ ایک تو یون ہی از سرتاپا زرق برق بحر حسن و خوبی
مین غرق تھین مگر اس بناؤ چناؤ نے سونے پر سہاگے کا کام کیا۔ فٹن پر
سوار ہو کر سیٹھ گوبرمل صاحب کے دولت کدہ پر آئین مکان دیکھکر دل ہی
دل مین از بس محظوظ ہوئین کہ آدمی صرف امیر کبیر ہی نہین بلکہ شوقین بھی ہی
سیٹھ صاحب اور نواب صاحب دونون نے استقبال کیا سیٹھ جی نے
بی لیلی اور نواب صاحب نے بی شیرین کو فٹن سے اتارا اور کوٹھی کے بڑے

ہال (کمرے) مین پہنچگئے۔
لیلی۔ آپ کی کوٹھی تو خوب سجی سجائی ہی سیٹھ جی۔
سیٹھ۔ اسوقت تو یہ کوٹھی رشک پرستان ہی۔
شیرین۔ آپ صاحبون نے بڑی تکلیف کی کہ فٹن سے یہان تک ہمکو لائے
نواب۔ یہ تکلیف عین راحت ہی۔ خدا کرے ایسی تکلیف ہر روز ہو۔
اور ہم تو اس تکلیف کے خوگر ہو گئے۔ بتون کی ناز برداری کے تو لڑکپن سے
خوگر ہین ہم۔ اور اب تک ؎

نیاز خادمانہ ہی وہی فضل الٰہی سے		بتون کی ناز برداری جو آگے تھی ابھی ہی

اور بتون کی ناز برداری کے لیے قسمت چاہیے۔
شیرین۔ قسمت بھی چاہیے اور کلیجہ بھی چاہیے۔
نواب۔ سیٹھ جی سچ کہیے گا کیا جوبن ہی۔ ماشاءاللہ پریان بھی جھیپ جائین
سچ مچ پرستاری کرین ؎

قاف مین بھی سکہ بیٹھا حسن عالمگیر کا		آتش اپنے یار کی پریان بھی شیدا ہو گئین

سیٹھ۔ بھائی خدا گواہ ہی بس کچھ نہ پوچھو۔ بلا تصنع کہتا ہون کہ کلکتے اور
بمبئی اور لاہور اور کراچی تک ہو آیا مگر جیسی ان کا فرون کی صورت ہی
آج تک نہین دیکھی۔ ہم تو اپنے نزدیک خواب مین پرستان مین بیٹھے ہوے
ہین۔ ہم تو بتون کے بندے ہین اور دن رات اسی کی تلاش مین رہتا ہی
کہ کوئی آگ بھبوکا صورت دیکھنے مین آئے۔ خدا نے ہماری سن لی کہ ان
حوران بہشتی کی زیارت کی ؎

ملیگا وہ پری رو مجھکو دیوانہ ہون مین جسکا		تشکر خوبرے کو رزق اللہ یہ ہو نخا نا ہی شکر ہی

اب یہ فرمائیے بی شیرین جان صاحب کہ آپ کی خاطر تواضع کیسا
کیجاے۔ ہم تو اس قابل ہین نہین۔ مگر آپ نے غریب خانے کو یہ شرف
بخشا کہ قدم رنجہ فرمایا۔ اب آپ ہم سے بے تکلف ہو جائیے۔ فرمائیے

کون شی پسند ہی۔ شامپین۔ شری۔ چری۔ برانڈی۔ روز لکر۔ موزیل۔ کیورسیو۔ جو فرمایئے۔

شیرین۔ یہ سب لیڈیز ڈرنک ہی۔ ہمکو تو شامپین سب مین زیادہ پسند ہی

سیٹھ۔ بہت خوب۔ اور آپ کو بی لیلی جان صاحب۔

لیلی۔ ہمکو بھی شامپین ہی سے رغبت ہی۔

سیٹھ جی ان دونون اصنام ملایک فریب اور نواب با مدارا ور اپنے ایک مصاحب خاص لالہ نتھو مل کو اُس آراستہ اور سجے سجانے کمرے مین لیگئے۔ جہان ہر قسم کی شراب ولایتی اور انواع واقسام کے مطعومات لذیذ میز پر بڑے قرینے اور صفائی کے ساتھ چنے ہوئے تھے۔ نواب صاحب تو تائب تھے علیحدہ بیٹھے۔ اور ادھر شامپین کی بوتلین دنادن کھلنے لگین لیلی اور شیرین اور نتھو مل نے سیٹھ جی کا جام صحت نوش جان کیا اور سیٹھ جی صاحب نے شامپین گلاس ہاتھ مین لیکر لیلی اور شیرین کی صحت کا جام پیا۔

شامپین کی پوری پوری بوتلین پی کر ان دونون گلبدنون کو ایسا سرور ہو گیا کہ تر دماغ ہو گئین۔ اور تر دماغ ہوتے ہی بے تکلف بھی ہو گئین

نشہ دو نے نقاب برخ زیبا الٹا		اٹھ گئی شرم کہان اُن آنکھون کی حیا پھرتی

نواب صاحب نے ان لعبتان چینی کو سرخوش اور بے تکلف دیکھکر لالہ نتھو مل سے کہا بھئی واللہ یہ نسخہ تو اچھا ہاتھ آیا۔ ایک ایک بوتل مین تر دماغ ہو گئین اب نہ وہ غرور حسن ہی۔ نہ وہ ناز بیجا۔ نہ وہ تیکھی چتون۔ اب بالکل شوخی اور قدرتی ادا ہی۔ تھوڑی دیر مین سیٹھ جی بھی مخمور اور نشے مین چور ہو گئے۔ ان دونون کے ساتھ انکا بڑا بھائی بھی آیا تھا۔ وہ بھی بیہوش جسنے پانچ سو روپے جھمن سے گنوا کر کہا تھا کہ جانا نہ جانا ان دونون کے اختیار ہی ہم تو نوکر ہین بڑا خرانٹ۔ بڑا کائیان آدمی۔ بڑا

کون کا یار۔ ایک ہی سمجھا لیا۔ اُسنے جو سیٹھ جی کو مخمور پایا تو لیلی کے کان مین کچھ کہا۔ اور چند منٹ کے بعد لیلی نے نواب صاحب کی کرسی کے قریب اپنی کرسی کھسکا کر کہا نواب ذری ہمکو یہ کوٹھی نہین دکھا دیتے۔ نواب نے منھ مانگی مراد پائی اور صنم عربدہ کوش کو تنہا کوٹھی عالیشان دکھانے لیچلے اودھر شیرین نے جو میدان خالی پایا تو میودی کی صلاح کے مطابق سیٹھ جی سے کہا کہ آو سیٹھ تمکو انگریزی ناچ سکھائین مگر تخلیے کی صحبت ہو ہم ہون اور تم ہو۔ سیٹھ جی سمجھے کہ شیرین بڑے نشے مین ہے۔ تخلیے کا لفظ اور ناچنے کی درخواست شکر جامے مین پھولے نہ سمائے۔ فورًا کمرے کے سب دروازے بند کرا دیے اور کہا آئیے انگریزی ناچ سکھائیے اور ہمین اپنا مرید بنائیے۔ میودن گو کم سن تھی مگر بلا کی طبیعت پائی تھی اور ہزارون کنوون کا پانی پیے ہوئے بھلا کسی کے چکمے مین کب آنے والی تھی۔ سیٹھ جی سیدھے آدمی اور فضول خرچ اور با مروت۔ شیرین نے پوچھا سیٹھ بھلا علم موسیقی مین بھی کچھ دخل ہے کہا ہان کن رس ہون آپ کوئی چیز چھیڑیے۔ سیٹھ جی بہت کم عمر آدمی تھے اور سبزہ آغاز۔ شیرین نے انکے خوش کرنے اور راس اظہار کے لیے کہ پیارا ابھی تیرے دل آیا ہے یہ شعر گانا شروع کیا۔ ؎

سبزۂ خط گورے گالون پر نمایان ہوگیا — یاسمن زار صاف دیکھو سنبلستان ہوگیا

گورے گالون کا لفظ ادا کرنے کے وقت اُس علامۂ دہر معشوقۂ شوخ و شنگ نے سیٹھ جی کے گالون پر اپنے دست سیمین پھیرے اور سیٹھ کو اس ادائے دلربا سے درم ناخریدہ غلام بنا لیا۔ اور عشق سے نوبت بہ جنون رسید ؎

ای عشق چہ دلکشی بجانم — کافروختی آتش نہانم
از عشق نبود این گمانم — کاتش فگند بمغز جانم

انکی یہ کیفیت دیکھکر اُس زاہد فریب نے فورًا انکی کمر مین ہاتھ ڈالکر

کہا آداب ہم تم مل کے ناچین ناچ تو بخیر مگر سیٹھ جی کی آتش عشق پر اس لپٹ جھپٹ نے کار روغن کیا۔ انصاف کی بات تو یہ ہو کہ ایسے موقع پر اگر عابد صد سالہ بھی ہوتا تو پارسائی بالاے طاق رکھتا اور اس بت بے پیر کا بندہ ہو جاتا۔ خود جوان عنفوان شباب اور معشوق کی بھی اُٹھتی جوانی۔ خود بھی خوشرو زیبا اندام معشوق بھی نازک بدن گلفام۔ لاکھون مین لاجواب کروڑون مین انتخاب۔ پھر شامپین نے طرفین کے سمند جوش پر تازیانے کا کام کیا تھا یہ سیہ مست وہ متوالی۔ وہ محو ناز یہ لاابالی۔ یہ مسرور وتر دماغ۔ وہ مارے خوشی کے باغ باغ۔ اور طرہ یہ کہ کمرے کمرا اور سینے سے سینہ بھڑا ہوا اور تخلیہ اسقدر کہ پرندہ تک پر نہ مارنے پائے۔ عین اسی جوش مستی اور روفور عشرت پرستی مین شیرین نے پھرتی کے ساتھ طرارہ بھرا تو سیٹھ جی سے دس قدم کے فاصلے پر ہو رہی۔

سیٹھ۔ کیون کیون۔ یہ دفعۃً ذقند بھر کے اتنی دور کیون چلی گئین کیا انگریزی ناچ کی یہ بھی کوئی ادا ہی۔

شیرین۔ آج غضب ہو گیا ہمنے اپنے آپ اپنے پاؤن مین کلھاڑی ماری یہ نشے کی حرکتین ہین۔ بس ہمارا بڑا نقصان ہو گیا۔ ہم ایک جوہری کے لڑکے سے وعدہ کیا تھا۔

سیٹھ جی نے جو عین سرور و مستی اور وصال و ہمآغوشی کے وقت رقیب روسیہ کا نام اپنی معشوقہ مطلوبہ اور محبوبہ ناظورہ سے سُنا تو سارا مزہ کرکرا ہو گیا۔ اگر انکا بس چلتا تو اُس جوہری بچے کو کھڑے کھڑے نکلوا دیتے۔ مگر قہر درویش برجان درویش۔ رنج اور غصے کو بہت ضبط کر کے انھون نے کہا سنو میری جانی شیرین اب اسوقت تو ہم تمکو کہین نہ جانے دینگے۔ مگر تمھاری مرضی کے خلاف بھی کوئی کارروائی ہمین منظور رہی اُسکے ہان نہ جانے مین تمھارا نقصان کیا ہی۔ شیرین کہ انکی بدحواسی

اور غم و غصہ اور رنگ چہرہ کے پروازپر بغور نظر ڈال رہی تھی ذرا تامل کے بعد بولی۔ اُسنے ہم سے دس ہزار روپے دینے کا وعدہ کیا تھا۔ سیٹھ جی نے کہا بس۔ یہ کون بات ہی۔ ہم بیس ہزار دیتے ہین۔ روپیہ تیرے صدقے ہی۔ اُسنے کہا تم بھول جاؤگے۔ کہوگے ہم نشے مین تھے۔ اور ہمارا مفت مین نقصان ہوجائیگا۔ سیٹھ جی نے فوراً گھنٹی بجائی بجاتے ہی خدمتگار حاضر ہوا۔ حکم دیا لالہ نتھومل کو بلاؤ۔

اب سُنیے کہ لالہ نتھومل کو اُس خرانٹ یہودی نے پہلے ہی سے گانٹھ لیا تھا۔ اور چہارم کا وعدہ ہوگیا تھا۔ نتھومل آئے تو یون سرگوشی ہوئی۔

سیٹھ۔ میری تو اس بچہ حور پر جان جاتی ہی بیس ہزار روپیہ مین اسکو اسوقت دینا چاہتا ہون تمھاری کیا رائے ہی۔

نتھو۔ (باچھین کھل گئین کہ پانچ ہزار تلوہ اُڑائینگے) سرکار بیس ہزار اور پچیس ہزار جو ندیجیے سو تھوڑا ہی۔ جو اس جوہری بچے کے یہان پہونچین تو پھر پرچھائین بھی دیکھنے کو ترسیے گا۔ اور روپیہ ادھر سے آتا ہی اور اُدھر چلا جاتا ہی۔ ابھی باون ہزار کا مال جہاز مین ڈوب گیا تو کیا بھیا بمبئی والے مکدمے مین رام جی نے پندرہ ہزار سے چوہتر ہزار دلوادیے ایسا کھرا مال پھر پھر نہ ملیگا۔ بجے یاد رہے۔

سیٹھ۔ اچھا تو پھر منیب جی کو جگاؤ اور نوٹ لاؤ روپیہ کہان باندھتی پھرینگی

اُسیوقت منیب جی جگائے گئے اور ایک گھنٹے تک انمین اور سیٹھ جی مین کلجھپ ہی وہ انکے باپ دادا کے وقت کے نوکر خیرخواہ نمک حلال آدمی بیس ہزار کی رقم کثیر بے سمجھے بوجھے کیونکر دیدیے مگر سیٹھ جی نے نشے مین گالیان دین اور نتھومل سے کہ یہودی سے گٹھ گیا تھا اور بھی ووق کرنا شروع کیا کہ دے کیون نہین دیتے تمھاری گرہ سے کیا جاتا ہی بعد خرابی بصرہ بیس ہزار کی رقم کثیر سیٹھ جی نے نشے مین بی شیرین کے

حوالے کردی یہ رقم پاتے ہی اُسنے ایکدفعہ متحیر ہوکر کہا۔ یہ لیلی کہان ہے؟ اسپر یہودی بھی کمرے مین آگیا۔ کہا لیلی کو نواب صاحب کو کوٹھی دکھاؤ۔ ہنسنا اپنے شیرین نے کہا ہمکو بھی دکھاؤ۔ سیٹھ جی اُس پری پیکر کے ہاتھ مین ہاتھ دیکر اُس کمرے سے دوسرے کمرے مین آئے۔ نواب اور لیلی کو ساتھ لیکر سب کمرے دکھائے تو ان دونون بہنون نے کوٹھی دیکھتے دیکھتے اشیاے ذیل پسند کین۔

دوشالہ کشمیر پُرپتن	دوشالہ گلابی	حقہ سیمین مع چلم و مہنال و عرق گیر و چنبر
[illegible]	[illegible]	[illegible]

زیر انداز دوستگی	مشکی گھوڑی	چاندی کے پائے	مالاے مروارید	شیشہ آلات
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

نواب صاحب سمجھ گئے کہ سیٹھ جی نشے مین ہین مگر کرین کیا اگر منع کرتے ہین تو اپنی ریاست کے خلاف اور اُن معشوقون کے خلاف ہوا جاتا ہے اور یہ معلوم ہی نہ تھا کہ بیس ہزار کے نوٹ کا گٹھا کا گٹھا یہودی کے پاس موجود ہے

لیلی۔ شام ہی سے تو سیٹھ جی نے اتنی پلائی مگر کھانا ندارد۔

سیٹھ۔ ارے۔ بالکل بھول ہی گئے تھے۔ لاحول ولا۔ نتھو! عجب آدمی ہو یار تم۔ مرد خدا ہمکو اور انکو سب کو بھوکون مارڈالا۔

نتھو مل نے کہا سرکار سب حاضر ہو۔ کہ اتنے مین توپ دغی۔ ہنسنا۔ نتھو مل نے کہا بول کالی کلکتا والی کی جے۔ لیجیے تڑکا ہوگیا۔ ارے! دل کی دل ہی مین رہی۔ شیرین سیٹھ جی کو ایک کمرے مین علیحدہ لیگئی اور ایک بوسہ لیکر کہا رخصت اگر بلاؤگے تو آج ہم پھر آئینگے۔ سیٹھ جی نشے مین کچھ کہنے ہی کو تھے کہ وہ کمرے کے باہر پہونچی۔ وہ ہی تین منٹ مین گاڑی پر سوار ہوکر یہ جا وہ جا۔

گوجر مل مسہری پر لیٹے تو بیہوش۔ نواب صاحب نے نتھو مل سے کہا

بھئی یہ یہودی انکا بھائی بڑا بدذات آدمی ہی - ملعون سائے کی طرح ساتھ
ساتھ رہا - جس کمرے کو نہ کھانے جاتا ہون آپ موجود - بڑا عیبی ہی - مگر بارے
ہمسے تو تین ہزار اینٹھ لیگئی - مہاجن کے ہان سے منگوا کر دینے پڑے -
سیٹھ جی کے بھی کوئی چار پانچ کے پیٹے گئی - نتھو لال نے سیٹھ جی کے
بیس ہزار کا ذکر نہین کیا چھمن کو بھی یہ حال نہین معلوم تھا - حقہ پی کر نواب صاحب
مع چھمن اپنے گھر تشریف لیگئے نواب نصرت الدولہ انکے ہان تڑکے ہی
سے بیٹھے تھے -

نواب - بیلوہا ارے یار تم تڑکے تڑکے کہان -

نصرت - کیون صاحب یہ تنہا خوریان -

نواب - تم تو علاقے پر جانے کو تھے - ہمین کیا معلوم تھا کہ حضور
ابھی یہان ہی نازل ہین -

نصرت - کہیے شب کا حال کہیے -

نواب صاحب نے کہا بھئی کوئی مردود ہی شب کو سویا ہو - ذرا
آنکھ جھپکی تک نہین - بھائی صاحب بڑی دور رہین مگر ایسی لگاوٹ
دیکھی نہ سُنی - اور حسن اور نزاکت تو بس کوٹ کوٹ کر رگ رگ پے مین بھری ہی
اور سچ تو یون ہی کہ خدا دے تو جواہرات مین انکو تولے - تمام شب
ساتھ رہا اور صرف ایک بوسہ نصیب ہوا اور وہ بھی جب بڑے
دام لگائے - بھائی صاحب تین ہزار روپے دیکر ایک بوسہ ملا
لیلی ہمارے ساتھ تھی جب ہمنے بہت اصرار کیا تو کہا کہ ایک بوسے کے لیے
کم سے کم تین ہزار روپیہ صرف ہوگا - ہاتھ ہی نہین لگانے دیتی تھی
راتون رات منا لال پنا لال کی کوٹھی مین چھمن کو اُسکے بھائی کے
ساتھ بھیجا - اُنھون نے رقعہ رکھ لیا اور کہا اسوقت رات کو روپیہ
نہین - دینگے کل دس بجے آؤ لے جاؤ اور سیٹھ جی کے بھی کوئی پانچ ہزار بہ

پانی پڑا جب جا کے کہین ایک بوسہ ملا۔ نصرت الدولہ جھلا اُٹھے۔ پوچھا آپکے نزدیک پانچ ہزار روپیہ پر پانی پڑ گیا۔ ارے ناوان ایسی چھوکریان تین لاکھون روپیہ خرچ سے بھی نہین نظر آتی ہین۔ کہنے لگے پانی پڑ گیا نصرت الدولہ ان دونون صاحبون سے بھی بڑھ گئے جو آتا ہو اُسکا نبر بڑھا ہی ہوا ہوتا ہی۔

نواب صاحب کی آنکھین جھکی پڑتی تھین۔ نصرت الدولہ نے کہا جی اب تم سو رہو ورنہ بیمار ہو جاؤگے۔ اگر نہ گئے تو شام کو ملینگے۔

بارہ بجے کے بعد سیٹھ گوبرہل صاحب کی آنکھ کھلی تو سر مین درد اعضا شکنی۔ پیٹ مین گڑبڑ۔ قلب ضعیف۔ اضمحلال طبع بدرجہ نہایت سستی کی انتہا نہین۔ اُٹھے اور پھر لیٹ رہے۔ پھر اُٹھے اور گر پڑے۔ لوگون نے کہا نہا ڈالیے۔ نہانے بیٹھے تو بدن سے شعلے نکلتے تھے۔ آٹھ دس گھڑے سے غسل کیا۔ ذرا تسکین ہوئی۔ سوڈا اور ایسڈ پیا۔ کمرے مین جا کے بیٹھے پوچھا وہ سب کے بجے گئی تھین۔ سپاہی نے کہا حضور توپ دغنے کے بعد پوچھا "اور نواب صاحب"۔ کہا۔ اُنکے جانے کے کوئی آدھ گھنٹہ بعد پوچھا ہم بیہوش تو نہین تھے۔ کہا نہین حضور مگر بہت تیز نشہ تھا۔ یہ سنکر سیٹھ جی کو افسوس ہوا پوچھا ہمنے کوئی بے ضابطگی تو نہین کی تھی۔ اُسنے دبے دانتون کہا جی نہین مگر منیب جی کو گالیان دی تھین۔ اسپر سیٹھ جی کے کان کھڑے ہوے۔ کیا! منیب جی! منیب جی وہان اُسوقت کہان کہا سرکار حضور نے بیس ہزار کے نوٹ منگوائے تھے کہ نہین۔ یہ اور بھی متحیر ہوے۔ بیس ہزار کے نوٹ کیسے۔ یہ کہکر سیٹھ جی کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا۔ تھوڑی دیر خاموش رہے مگر چپ نرہا گیا۔ نتھومل کو بلوایا۔ پوچھا کل شب کو یہ منیب جی کا جھگڑا کیسا ہی کیا بکتا ہی۔ نتھومل تو خود بیہودگی سے کٹھے ہوئے تھے یون جواب دیا۔

سرکار کل ہجور کی اور صاحب تمھارا بھلا کرے نواب صاحب کی کھوب
کھوب جوڑ چھپکی۔ ہجور کے پاس سیرین تھین اور اُنکے پاس لیلی۔ اُنھون نے
ایک بوشے کے تین ہجار دیے۔ ہجور نے ایک بوشے کے بیس ہجار دیے
منیب جی نہین دیتے تھے آپ نے انکو گریا یا گلام نے سمجھایا ہجور نے
گلام کو تھپّڑ مارا۔ اب تک بے نسان بنا ہی۔

سیٹھ جی کو کچھ یاد تھا ہی نہین کہ رات کو کیا ہوا کیا نہین ہوا۔ تھوکل نے
پہلے تو یہ گپ اُڑائی کہ ہجور ہین اور نواب صاحب ہین کل (کھوب کھوب
جوڑ چھپکی) اور پھر اپنی خیرخواہی اور اپنے مظلوم ہونے کا حال جھوٹ موٹ
یون بیان کیا کہ (ہجور نے گلام کو تھپّڑ مارا) سیٹھ جی چند منٹ تک سکتے
کے عالم مین رہے۔ خدمتگار نے کہا ایک بج گیا۔ کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہی۔ اول تو
شب بیداری اسپر نشہ بازی۔ بھوک کہان۔ کہا کھانے ہم نہ کھائینگے۔
پالکی گاری نکلواؤ باہر جائینگے۔ نواب نصرت الدولہ کے ہان آئے۔

نواب صاحب سلام۔

نصرت۔ آؤ بھئی استاد مبارک باشد۔ مگر یہ تنہا خوری اچھی نہین ہی۔
کیون صاحب یہ الگ ہی الگ معاملے بھگتا نا۔

سیٹھ۔ یار کل تو ہکو نشہ بہت تیز تھا۔ اور نشے مین ہمنے کوئی بیس
بیس ہزار روپیہ شیرین کو دے دیا بڑا افسوس ہی۔

نصرت۔ ارے! رو دے رو دے۔ بس جاؤ بھی۔ بنیے ہو نہ آخر۔
لاکھ ہم لوگون کی صحبت مین بیٹھے مگر بو ے ریاست نہین۔ ارے
بیس ہزار کی بھی کوئی اصل و حقیقت ہی بیس ہزار انکی ایک ایک ادا پر
نچھاور کر و بچہ۔ اور یہ بیس ہزار کاہے مین صرف ہوئے جھاڑ کنول
حقے کا جوڑ مشکی گھوڑی اسی مین۔

سیٹھ (متحیر ہو کر) جھاڑ کنول کیسے اور یہ مشکی گھوڑی سے کیا مراد ہی

بمبئی کسی ملعون ہی کو یاد ہو گا - چلو نواب صاحب کے ہان -

نواب صاحب اور یہ دونون سوار ہوئے - وہ اسیوقت کھانا کھا کے بیٹھے تھے - نواب نے اپنی سرگذشت بیان کی - سیٹھ کو ناچنا سیکھنے تک کا حال یاد تھا وہ بیان کیا باقی جھاڑ کنول وغیرہ کی بخشش کا حال نواب صاحب نے بیان کیا بگھی گھوڑی کے جانے کا حال سنکر انکو رنج ہوا - جب نواب نے بیس ہزار روپے کے نوٹون کا ذکر سنا تو افسوس کیا - مگر نصرت الدولہ نے ڈانٹ بتائی کہ واہی ہوا ایسے گلبدن معشوقون کو جو چاہے دے ڈالے -

سیٹھ - خیر اب تو جو ہوا وہ ہوا مگر موچی کے موچی ہی رہے - ع

نہین ہی عشق مین کچھ لطف اس زمانے مین
تمام عمر گذر جاتی ہی بہلانے مین

نواب - گناہ کا گناہ اور وہ بھی بے لذت اور تین کے تیرہ مین جو آگئے وہ پلیتھن - ع

زاہدا ہم جانتے ہین عشقبازی ہی گناہ
گھر لٹایا ہی جو وحشت مین وہ کفارہ ہوا

دور پانچوان
گھوڑیون کی تیز رفتاری اور
میان کھیسٹے کی گرفتاری

کو نواب نامدار کو خوب معلوم تھا کہ وہ عاشق کش معشوقہ طرحدار دو دن تک لب بام نظر نہ آئینگی مگر تسلی دل اور تسکین قلب کے لیے فٹن تیار کرائی کہ برج پری منزل ہی کی سیر کر آئین اور شام کے وقت رئیس زادہ گردون بدار مع مصاحبین ہدیکر دار و لایتی بیش بہا فٹن پر سوار ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائین کھاتے گپین اُڑاتے قہقہے لگاتے تھے۔ اور سمند خوشخرام و تیز گام نوخیز معشوقون کے مزاج کی طرح بل کرتے جاتے تھے بجلی بھی انکے مقابل ہن گردمی جھل ۲۰ ہین ہرن کی گرمی بازار سرد تھی۔

جھمن نے کہا۔ حضور خدا چشم زخم حوادث سے بچائے اسوقت تو واللہ ریل گاڑی کے بھی انجر پنجر ڈھیلے ہو جائین دونون گھوڑیان چوکڑیان بھرتی جاتی تھین او ہو ہو ہو۔ ای صل علی ابھی پرسون ہی کا ذکر ہی بڑے حضور کی خواہی ہین بندہ بھی بیٹھا تھا۔ پلٹن کے جو جنڈیل ہین کوئی تیس ہزار روپیہ مہینا طلب پاتے ہین بس بس حضور انکی مشکی جوڑی اور دو لون ویلا۔ کوئی پانچ پانچ ہزار کے گھوڑے سامنے سے جوڑی آئی اور ہماری گاڑی کے آگے نکال لیگیا۔ ای حضور یقین مانیے۔ بس پھر تو گھوڑیان آگ بھبوکا ہوگئین اور ذرتر؛ بھر کر اس طرح جھپٹین کہ پیری منڈیل گرتے ہی دو ٹولی کے ٹیٹے پر ہو رہی۔ اور کوچبین کے حواس لا اجاز فقرہ۔ راس کو لاکھ کڑا کرتا ہی مگر توبہ ہی بھلی۔ گر رہین مٹن سکیے۔ ایک نہ چلی جنڈیل کی گاڑی تو نہ لون دور رہگئی اور انھون نے جاکے جنٹ پر دم لیا۔ سو وہ بھی ہزار خرابی خداوند اسوقت کنوتیان دیکھنے کے قابل تھین۔ اللہ جانتا ہی کسائی کا باپ بھی اسوقت سامنے آتا تو پھاند جاتین اور ہماری کھوپری کے بھی ماتھے جاتی۔ مگر حضور اسوقت میان گھسیٹے نے بھی وہ کام کیا کہ لاکھو معاً سے کو جوان سے بھی نہو سکتا اور ابتلا تو منھ کے بل زمین پر آ رہتا قسم ہے کیفیت تھی کہ جیسے ریل کا انجن ڈبا چالے جاے۔

رئیس۔ کیون جی گھسیٹے تمنے سنے یہ واردات بیان ہی کی وہ کون فرنگی تھا

گھسیٹے - (کو چمین) حضور کوئی پلٹن کا تھا گل مچھے رکھائے وہ جو چشمہ لگاتا ہی -
رئیس - پھر تم گاڑی نکال لیگئے تھے -
گھسیٹے - اجی حضور نکال لینا کیسا خدا نے جان بچائی اُسدن یہنین ہم تو اپنے حساب کوچ ہی کر چکے تھے - جون جون روکتا ہون وون وون وہ اور بھی تیزی کرتی ہین - فیض آباد کی سڑک تک ناکون دم آگیا ایک بڑھیا گلیلے چلنے بچی -
رفیق - ہان اوہو! ارے تو یہ خدا نے بڑی خیر کی ورنہ بُرے پھنسے تھے -
چھمن - اجی اگر بُرے کیا خاک پھنسے تھے - ہماری سرکار سے صاحب لوگون سے تپاک بڑھا ہوا ہی - واللہ بڑھیا مردار کے جا ہے پرخچے پرخچے اُڑ جاتے مگر حضور کے نوکرون پر آنچ نہ آنے پاتی -
رفیق - خدا خدا کرو بندہ ہے - ہونھ - اجی تیری قدرت - آپ اور ہمکو سکھائین بندے تو یہ بات کہی کہ بوڑھی عورت بیچاری مفت مین کچل گئی ہوتی -
رئیس زادے نے کوچمین سے کہا کہ میان گھسیٹے جب جانین کہ اُسی دن کی طرح جوڑی کو تیز کرو گھوڑیان ہوا ہو جائین اور بات کرتے وہان پہونچائین کوچمین نے انعام کی طمع سے جوڑی کو تیز کیا تو ہوا سے باتین کرتی چلین راستے مین جو دیکھتا ہی کہتا ہی بھئی کیا بھونچال ہی - آندھی روگ ہی - جوڑی زورون پر تھی چلتے چلتے موڑ پر ایک کمھار برتنون کی کھانچی لیے ملا تو چمین نے للکارا سائیسون نے گلا پھاڑ پھاڑ کر چلایا - ہائیٹ ہائیٹ آپی یو جانے والا موڑ پر سے ہٹ جانا آئی یو کمھار ارے موڑ پر سے ہٹ - کمھار قوت سامعہ سے بے بہرہ اور بارے بوجھ کے پسا جاتا تھا قدم اُٹھانا دوبھر - اور گھوڑیان سگبٹ چلی جاتی تھین - موڑ پر پہونچتے ہی کمھار چپیٹ مین آگیا - برتنون کی کھانچی سر سے گری ارارا دھون سب برتن چکنا چور ہو گئے - چو طرفہ تماشائیون کا ہجوم - کسی نے کہا ہائے ہائے کمھار بیچارہ مرگیا - دوسرا بولا ٹانگ پاش پاش ہوگئی تیسرے نے کہا بیدھا تھا پکارتے تو جاتے تھے ہٹا کیون نہین - دو کوس سے تو گبھی کے گھڑگھڑانے کی آواز آتی تھی -

کمہار کا نکھٹو اُٹھا تو ٹانگ مین خفیف سی چوٹ بتائی۔ ادھر کو جمین نے کمہار کے گرتے ہی راس جو اُٹھائی تو منڈیا پہ مین ہو رہا۔ رئیس زادہ باوقار اور مصاحبین حماقت شعار پیچھے پھر پھر کے دیکھتے جاتے ہین کہ کوئی گرفتار کرنے تو نہین آتا۔ رئیس زادے کا چہرہ زرد اور رنگ فق ہو گیا۔ ہاتھ پانون پھولے۔ یاد بتان طناز بھولے۔ میان جھمن کانپتے ہین۔ رفیق کا کلیجہ دھک دھک کر رہا ہی اور کو جمین کی بس یہ کیفیت تھی کہ ع

کاٹو تو لہو نہین بدن مین

جب منڈیا پہونچے تو فٹن کو روک کر کو جمین نے پوچھا حضور کیا حکم ہوتا ہی

رئیس۔ یہان ہوش کس نامعقول کے ٹھکانے ہین جو تمکو حکم دے۔ اُف بس اب مارے پڑے۔ غضب ہی ہو گیا۔ اُس کمہار کی تو کوئی خبر لاؤ۔

جھمن۔ حضور بھلا اسوقت تازی تازی واردات ہوئی ہی کسکو جان بھاری ہی جو سانپ کے منھ مین اُنگلی دے۔

رفیق۔ جو جائے وہی عزت گنوائے۔

رئیس۔ گھسیٹے تم جا کے دیکھ آؤ۔

گھسیٹے۔ اور حضور جوڑی کو یہان کون سنبھالیگا اسوقت گھوڑیان بھی پر ہین

رئیس۔ کھول ڈالو اور جاؤ مگر کتے کی چال جاؤ اور بلی کی چال آؤ۔

گھسیٹے۔ وہ کتے بلی کی تو حضور نے ٹھیک کہی مگر بلے تھے تو غلام کے جائیگی راس تو میرے ہاتھ مین تھی۔ مین جاؤن تو اسی دم دھرا جاؤن۔

رئیس۔ اچھا کسی چاکر کو بھیج دو۔

ایک چاکر۔ ناصاحب ہم کا ساڑھے تین روپیہ کی نوکریان بہت مل رہین۔

دوسرا چاکر۔ ہان ہجور چاکر ہی تو پھالتو ہین۔

رئیس۔ پھر اب ہونا کیا ہی۔ چودہ چودہ برس کو سب جائینگے ہم تو قانون وانون جانتے نہین جھمن نے کہا حضور ایک تدبیر غلام کو سوجھی ہی قربان جاؤن جو بھی

بیٹ پڑے - پوچھا وہ کیا - کہا حضور تو یہان اسی جگہ بستر جماوین اور غلام تراب علی کو لیکر لپکتا ہوا جاے کسی فرنگی کونسلی کے ہان - اور جو راے وہ دے اُسکے بموجب کارروائی ہو - فرمایا واللہ خوب سوجھی - دیکھو جتنی بات ہوگی آ کے کہینگے - لگی لپٹی سے یہان نفرت ہی - لے بس اب تم جاؤ - تراب علی تم بھی انکے ساتھ جاؤ - تراب علی بولا حضور اسیدم توپ کے مُہرے پر کہیے چلا جاؤن - مین تو نمک پروردہ قدیم ہون - غلام کو عذر کیا - چلو بھئی جھمن -

رئیس زادے نے کہا دیکھو راستے مین کہین لڑنہ بیٹھنا دونون - کہین باہم کلجنب تکرار جوتی پیزار ہو تو اصل مطلب ہی غترربود ہو جاے - کہا اے حضور کیا طاقت - اس طرح رہین جیسے شیر و شکر - اسوقت جان نثاری کا موقع ہی یا کلجنب کا - لاحول ولا قوۃ - چاہے جان جاتی رہے مگر معاملہ ٹھیک ٹھاک کیے بغیر ملک الموت کو بھی ٹہتے بتائینگے -

میان جھمن اور تراب علی پو قدمے چلے تو راستے مین یون چہ میگوئیان ہونے لگین

جھمن - گھرے ہین استاد گھرے ہین -

تراب علی - اجی ہماری پانچون گھی مین - اور تمھارا سر کڑھائی مین -

جھمن - اب ایک جگہ بیٹھکر معاملے کی باتین تو کرو -

تراب علی - اجی تم تو واہی ہو - کون بڑا لمبا چوڑا معاملہ ہی - چلو چل کے امین آباد والی ساقن کی دکان پر دم لگاؤ پھر ہم سب ٹھیک کر دینگے -

جھمن - واللہ کیا کہی ہی - ارے یار آؤ آج تاڑی پئین -

تراب علی - بس اسی کو وحشت کہتے ہین - تاڑی واڑی نہین چلو کسی وکیل کے ہان چلین کوئی حقیقت اعلیٰ کا مقدمہ تو ہی نہین لاکھ دو لاکھ کی جایداد کا مقدمہ ہی نہین نہ خون کیا نہ قتل کر کے آئے ہین - ہم تو جانتے ہین کہ دس پانچ روپے جرمانہ ہو جائینگے - تراب علی نے کہا لبراع رکیابلکن (ملکہ) اس سے بھی کم - بہت جرمانہ ہوا آٹھ آنے ایک روپیہ - تدبیر وہ کرو جس سے یارون سے کے

ہاتھ گرمائین اور خوب ارے نیارے ہون۔

تراب علی۔ ہم جا کے اُس کمہار کی تو خبر لائین۔

جھمن۔ خدا کرے ضرب شدید آئی ہو۔

تراب علی۔ ہان مزہ تو جب ہی ہو ورنہ کیا۔ مگر ہم اُسکو خوب بھرے دینگے کہ ابے کچھ تو لے مرہمی موقع ہو۔

جھمن۔ تم الگ بہکاؤ مین الگ پٹی پڑھاؤن۔

تراب علی۔ اجی ہم تو جانتے ہین کہ اگر اس مقدمے مین سال سال بھر کے کھانے کو بھی نہ ملا تو کیا۔

جھمن نے کہا ہلے اور پھر ہلے اور بیچ کھیت ہلے کیونکہ میان کی ستّی پٹی بھولی ہوئی ہو بہت گھبرائے ہین۔

تراب علی اور میان جھمن باتین کرتے آہستہ آہستہ قدم دھرتے ایمن آباد دن سے داخل ہوے اور سیدھے چلے ساقن کی دکان پر۔

جھمن بولے بی ساقن رمونی کی خیر اُسنے کہا ابے جانتے ہوئے ہین سارے بتولے۔ اک ذری ہی بات نہوسکی نگھٹو۔ جھمن نے کہا اللہ جانتا ہو اگر دینے پر آتا تو یہی دکان کو ٹھی ہو جاتی۔ وہ بولی اونھ اونھ جو میری بکری جی کر جاے تو شیر کو پچھاڑ دے۔ کہا اچھا اب جسدن چھوٹے حضور خوش ہونگے اسدن ہم شبہ ضرور لڑائینگے۔ اُسنے تنک کر جواب دیا۔ بس چخے دور جب باوا مرینگے تو بیل بٹینگے۔ اِسنے کہا لے اب دم تو لگواؤ۔ وہ بولی کوڑی نہ پیسا گٹے والے ہوت۔

تراب علی مسکرائے کوڑی نہ پیسا؟ اور سینئے اے بیوی اشرفیان موجود ہین۔ ساقن نے کہا مُنھ دھو آؤ باباراج بھی کبھی اشرفیان دیکھی ہتین آنکھون سے سوائے وہی ڈینگ کے اور کوئی بات نہین۔

الغرض میان جھمن اور تراب علی دونون نے جی کے دم لگائے وہ دھوان دھار کہ اُڑ کر آسمان کی خبر لائے کرۂ زمہریر کو کرۂ نار بنائے۔ جب دونون گرمائے

تو دور کی سوجھنے لگی۔

جھمن۔ کہو یار جی اب کدھر کی سدھیان ہین۔

تراب علی۔ بس اب پراٹے بھر کے کونسلی کے ہان چلتے ہین۔

جھمن۔ پیدل؟

تراب علی۔ پیدل نہین تو کیا تمہارے لیے کسی دھوبی کے ہان سے گدھا منگوا لین

جھمن۔ تم بھی وہ باتین کرتے ہو جو تکّی کہ گدھون کو بھی ہنسی آئے ارے
میان ایسے موقع روز روز تھوڑے ہی ملتے ہین چلو چل کے بگھی کرایہ کرین مزے سے
بیٹھے ہوئے چلین۔ کہ دنیا بلدی کی غرض سے ٹپّی کر لی تھی۔ کچھ گرہ سے
تھوڑا ہی جائیگا۔ ہو کہ نہین۔

تراب علی۔ اچھا پھر بگھی کرایہ کر لو۔

جھمن۔ وہ کیا اڈگڑا ہی۔ ارے میان کوئی بگھی ہے۔ کونسلی تک جائینگے۔

گاڑی والا۔ چلیے فل کھپٹ کلاس ہے۔ پہلے گھنٹے کے بارہ آنے پھر چھ آنے گھنٹہ

جھمن۔ جو حساب سے ہوگا وہ دینگے۔

تراب علی۔ جان کیون کھسکی جاتی ہے یہ لو پیشگی ایک روپیہ لے لو۔ کہو یار یہ رکھ لو
ہان نئے کھن کا ہے۔ وہ وہ کا دھویا۔ گاڑی تیار ہوئی اور میان جھمن اور تراب علی
کونسلی کے ہان چلے۔

تراب علی۔ اجی گیا کمہار اپنی ایسی تیسی مین چلو کونسلی کے ہان پہنچین۔

جھمن۔ وہ بھی اپنے دل مین ہنسیگا کہ عجیب قطع کے آدمی ہین۔ کمہار کا
پاؤن ذرا پھسل گیا اور چلے وکیل کے ہان تیار

تراب علی۔ اب کونسلی سے آپ تو کچھ کہیے گا نہین مین بھگت لونگا

جھمن۔ بہتر ہے۔

تراب علی۔ ذرا تم سنتے رہنا کہ کس طرح کیسے گفتگو کرتا ہون۔ واللہ
وہ داؤن پیچ یاد ہین کہ بارہ وقت چاروں شانے چت۔ پٹ تو پڑتا ہی نہین

اتی یہ پارون سے کے جھنڈے ہین۔ بائین ہاتھ سے لرتب۔
جھمن۔ فرنگی ہین نہ وہ کونسلی۔
تراب علی۔ اوہ اصل فرنگی ولایت زاد خاص الخاص لندن کے۔
جھمن۔ رہتے کہان ہین۔
تراب علی۔ سلیمان باغ کے سامنے۔ لال جھیل کے پاس کوٹھی ہو۔
جھمن۔ چھوٹے حضور اسوقت بڑے بیاکل ہونگے۔ نہ ہم ہین نہ تم ہو۔ نہ صاحب الدولہ ہین۔ بالکل سناٹا اور ہو کا عالم۔ ایے بھلا منٹ پاؤن کی چھاونی مین اسوقت کون ہوگا۔ پرندہ تو پر مارتا نہین۔ اور ہوا سن سن چل رہی ہوگی۔ معاذ اللہ۔
تراب علی۔ واللہ بسم اللہ ہی غلط ہوئی سر منڈاتے اولے پڑے۔
جھمن۔ اب دیکھیے پھر کون مین آتے ہین یا نہین۔ ہٹتے ہی پر ٹوک دیئے گئے ورنہ پو بارہ تھے۔
تراب علی۔ ابکی یہ لہ پار ہو جائے تو سمجھیے کہ بیڑا پار ہو ورنہ وہی ملاین۔
جھمن۔ یار رنگ پھیکا نہ پڑنے پائے ورنہ واللہ ہو کہ شادی مین ٹھا لگ جائیگا۔
تراب علی۔ تم چپکے رہو جی ہم سب سمجھ لینگے۔
جھمن۔ ارمیان گاڑی بان۔ اٹھیے گا ہمین۔ میان ذرا تیز چلو سویرے ہو گیا۔
گاڑی بان۔ میان ہم تو سوتے نہین ہمارے ٹٹو البتہ سو رہے ہین۔
جھمن۔ تو بھیا ذری جگا دو۔
گاڑی بان۔ واہ جگانے کی ایک ہی کہی۔ گھوڑے بھی گریز ہوئے کہ آدھی راتسے کو کو کا شور مچانا شروع کرے۔
جھمن۔ میان تم مزے میں تیجے ہی رہے۔
الغرض گاڑی صاحب کی کوٹھی مین داخل ہو گئی اور تراب علی نے بیرا کو بلا صاحب کو اطلاع ہوئی بلائے گئے سلام کیا اور کہا۔

تراب علی - حضور آج فٹن پر ہمارے مالک بنات تھے چنانچہ ایک گنوار
روپیہ لینے کے لیے بہانہ کر کے لیٹ رہا - اور غل مچایا کہ کچلا کچلا - حضور کچلا
نہین کچھ جھوٹ موٹ غل مچا دیا - گھوڑیان جو اُسکے غل سے دو چمکین تو ہوا
ہو گئین - بس زمین پر قدم ہی نہین رکھتی تھین لاکھ لاکھ سمجھایا غل مچایا
ہائیٹ ہائیٹ ہائیٹ کرتے رہے مگر سنتا کون ہی وہان - آخر کار گر پڑا -

صاحب - کیا مر گیا ؟

تراب علی - نہین حضور مگر ادھ مرا ہو گیا -

صاحب - ہاتھ پاؤن کچھ ٹوٹ گیا تھا - کچھ چوٹ آیا ؟

تراب علی - سچ سچ تو یون ہی کہ ہم لوگ گاڑی تیز بڑھا کر چل دیے تھے خدا جانے
اُسکی کیا کیفیت ہوئی -

صاحب - وَل تم سب پر سو سو روپیہ جرمانہ -

تراب علی - (مسکرا کر) واہ حضور اچھا فیصلہ کر دیا -

جھمن - (تراب علی کے کان مین) اجی صاحب فقط ہنسی مین کہتے ہین

تراب علی - ہان! واللہ! اجی نہین - عجب نامعقول آدمی ہو بھئی یہان اتنے
بڑے ہوئے صد ہا مقدمے لڑائے آپ ہمسے مشیخت کی لیتے ہین یہ کونسلی
ہین پروکار انکو جرمانے اور سزا سے کیا سروکار -

تراب علی - پھر حضور اب کیا راے ہی -

صاحب - کچھ بات نہین ہو -

تراب علی - گاڑی کو گھر پر لیجائین یا نہین -

صاحب - برابر لیجاؤ - پولیس اگر کچھین کو مانگے بھیجدو چالان ہو گا اور
روپیا دو روپیا جرمانہ بس -

جھمن اور تراب علی نے زمین دوز ہو کر فرشی سلام کیا اور چلے - تراب علی
اور میان جھمن دونون ایسے لنگوٹیے یار بنگئے گویا دانت کاٹی روٹی تھی - یہ اُنہر سے

جان نثار کرین۔ وہ انکا دم بھرین مگر دونون گون کے یار دونون پرلے سرے کے کائیان۔ دنیا بھر کے عیار ہیے۔ چکما بازی مین طاق جعلسازی مین شہرۂ آفاق سب گُرون پورے انھین گورن کے لنڈورے۔ الغرض دونون کونسل سے رخصت ہوکر چلے تو راستے مین کچھی پر یون ہمکلام ہوئے۔

جھمن۔ مانتا ہون استاد تو بھی اپنے فن کا استاد کامل ہو۔

تراب علی۔ میان ابھی دیکھتے تو جاؤ۔ رقم چیرنی ہو۔

جھمن۔ یار چنگ پر تو چڑھ گیا مگر یہ بڑی افتاد پڑی۔

تراب علی۔ بس ہم مین تم مین یہی تو فرق ہو۔ میان سمجھنا تو جانتے ہی نہین استاد نے یہ سبق ہی نہین پڑھایا۔ ع

	ہرچہ بادا باد ما کشتی در آب انداختیم	

اور اتنا تو سمجھو یار عزیز کہ وہ بات ہی کیا ہو جس سے ہم سہمنے لگین آج ہی کہ گاڑی کے پہیے کے تلے ایک شخص کا پانون آگیا۔ پھر خوف کا کونسا مقام ہی اگر پانون کچل بھی جاتا تو کون بات تھی۔ دو روپے نہین دس جرمانہ ہو جاتے دس نہین بفرض محال سو جرمانہ ہوئے تو کیا یہ بھی کوئی رقم ہو۔

جھمن۔ ارے یار تیرا بہت بڑا پیٹ ہو۔

تراب علی۔ میان اپنا تو یہ مقولہ ہو کہ۔ ع

	خاک از تودۂ کلان بردار	

جب مارے روپے والے کو۔ غریب کے تلے کیا ہو۔ جو دیگا۔ امیر سے البتہ اینٹھنے کا موقع ملتا ہو۔ ہزار دو ہزار کی رقم تک مشت چیرے تو البتہ بات ہی ورنہ سو دو سو روپے کے لیے جعلسازی کرنا اپنے مذہب کے تو خلاف ہی درخت کا ایک پھل کھوانے کی چوری سے کھایا تو کیا ہان جڑ سے پھنگی تک چٹ کر جاے اور ڈکار تک نہ لے تب تو آدمی ورنہ جانور۔

جھمن۔ شاباش۔ ع

این کار از تو آید و مردان چنین کنند

تراب علی۔ دیکھیے تو حضرت سے کیا کیا جل کے کہتا ہون واللہ سبز باغ دکھا دوں
کہ میان کی آنکھیں کھل جائین اور اُن لونڈون کو اُلّو بنانا تو بائین ہاتھ کا
کرتب ہی اچھے خرانٹ رئیس کو اگر جھکیون پر نہ اُڑایا تو نام نہین۔
جھمن۔ اے سبحان اللہ بھئی۔ ۶

ہم تو مرشد تھے تم ولی نکلے۔

تراب علی۔ مرشد! شان خدا اجی تمھارے ایسے لونڈے میری جیب مین
پڑے ہین۔ اب ایک بات کا خیال ضرور ہی تھا۔ کہ چھوٹے حضور کو جیتے جنا
ڈرایا جائے اتنا ڈرانا مگر آن بان کے ساتھ یہ نہین کہ باتون ہی سے وہ بھڑک جائین
جھمن۔ دیکھین اب یارون کو اس معاملے مین کیا دلواتے ہو۔
تراب علی۔ اجی وہ دلوائین کہ پھڑک جاؤ۔
جھمن۔ ہان پھر اس فن کے تم بھی بو علی سینا ہو۔
تراب علی۔ مگر خدا و خدا کا رسول آگاہ ہی کہ میان کے بھی ہوش و حواس
غائب ہو گئے کہ یا الٰہی اب کیا ہو گا۔
جھمن۔ وہ تو اپنے نزدیک پھانسی پر چڑھ چکے اب ذرا بھی کسر نہین ہو مگر
مین جانتے ہی وہ بھڑ سے دفن گا کہ جد ا رشتہ خطی ہو جائین۔ یہ بھی اتنا
صاف صاف بتا دو کہ ہمارے ہتّے کیا چڑھیگا۔ یہان تو اپنے حلوے
مانڈے سے غرض ہی۔ مرد وہ چاہے دوزخ مین جائے چاہے بہشت مین۔ ڈر یہ
ایک مکان گروی رکھ دیا ہی کچھ ایسا کرو کہ اسکو چھوڑا سکون۔
تراب علی۔ ارے مکان کا مکان چھوڑ والے اور کچھ روپیہ رکھ چھوڑنا
غلہ خرید لے برسات بھر کا۔ خوب خربوزے اور آم پر چھری تیز کرنا مگر لازم تھا
کہ اُس کمبخت گھمار کو دیکھ لیتے اور موقع ہوتا تو پٹی بھی پڑھاتے آتے کہ بڑے
نواب صاحب کے پاس جا کر خوب دُہائی دے اور دھمکائے کہ مین جب

پاس چلا جاؤنگا مجھے مرنا وہ بھی ہمارے تو بقول شخصے ہنڈیا ہی چڑھ جاتی
کسی غریب آدمی کا بھی ہمارے طفیل مین بھلا ہوتا تو کیا حرج تھا۔
جھمن نے کہا۔ اجی حضرت زمانے بھر کے فائدے کا ٹھیکا تو اللہ میان کے
ہان سے آپ لائے ہونگے یہان تو اپنا فائدہ مقدم سمجھتے ہین۔
القصہ میان جھمن اور تراب علی اپنے اپنے اڈھائی چاول پکاتے باتین
بناتے منڈوا ون پہونچے۔
جھمن۔ (کھنکار کر) آن پہونچے۔
تراب علی۔ (للکار کر) کو جمین۔!
رئیس زادہ۔ کون ہے۔
چاکر۔ کوئی نہین حضور۔
رئیس زادہ۔ (جھلا کر) نہین کسی کی آواز تو آئی۔
کو جمین۔ کوئی راہ گیر ہونگے حضور۔
رئیس زادہ۔ (بے صبر ہو کر) دیکھو تو۔
کو جمین۔ چاپ تو معلوم ہوتی ہے مگر دور کی سی آواز ہے۔
اتنے مین تراب علی نے پکارا ارما گھسیٹے!۔ رئیس نے (خوش ہو کر) کہا وہ
آگئے آؤ آؤ۔ گھسیٹے بولا لیجئے آ گئے۔ تراب علی اور جھمن جا پہونچے۔ تراب علی
نے کہا حضور فتح ہے۔ جھمن بولا خداوند مبارک ہو۔ رئیس نے پوچھا کل خوف تو
نہین ہے یہ بتاؤ مختصر طور پر۔ کہا ایکسٹرا کونسلی کو کر دیا ہے۔ حضور خاطر جمع رکھین
خداوند چلتے چلتے گا مچیان درد کرنے لگین۔ جھمن نے کہا کیا خوب اب کہین
بر سہ نوقی ہو جائے رئیس زادے نے کہا کیا پیدل گئے تھے۔ کہا حضور گئے پیدل
آئے بھی پیدل۔ پوچھا بھلا اس کمہار کا کیا حال ہے۔ کہا بتلا۔ ہڈی مین چوٹ
آگئی بڑا اسسکات ہاہی۔ پوچھا جان کے لالے تو نہین ہین۔ کہا اے خداوند
چودہ روپے پیر بخش نیچے والے سے قرض لیکر جراح کو دے آیا ہون اسکے لئے کیا

دو جوتیان او.وہ تو چاہتا ہی ہو کہ ٹانگ زخمی رہے جسمین سرکار سے آپ نام ڈگری ہو جائے کہ عمر بھر اُسکو روٹیان دیے جاؤ۔ ہم کونسلی کے ہان گئے حضور اللہ رے دماغ خدا جانے فغفور چین اپنے کو سمجھتے ہین یا شہنشاہ روس کا چچا سمجھتے ہین اُف رے تیرے دماغ سیدھی بات ہی نہین کرتے۔ تب تو مین جھلا کر چلا گیا لالہ ہیرا لال و بھگنتی لال کی کوٹھی۔ اُنکے منیب جی ایک ہی جھجھا لیے پہلے تو کہا کہ نواب صاحب یا چھوٹے حضور کے نام سے روپیہ قرض لو تو دینگے پھر جب مین نے ڈانٹ بتائی تو دو سو روپیہ دے دیا ایک سو پچاس کے دو نوٹ اور پچاس نقد۔ جھمن کو کونسلی کے پاس بٹھا آیا تھا۔ جاتے ہی روپیہ میز پر ڈال دیا اور نوٹ ہاتھ مین دیے۔ بس پھر کیا تھا۔ روپے کی بھی کیا بری چوٹ ہو حضور کُل باتین سُنین پہلے تو کہا کہ مقدمہ ذرا پیچیدہ ہو شاید کوئی گر بسے کہ اس نواب صاحب ہی کے ہاتھ مین تھی مگر سوچ سانچ کر بولے کہ اچھا ہم سمجھ لینگے جاندار تو ہی مقدمہ۔ اور جو ہار گئے تو اپیل مین دیکھ لینگے حضور کو سلام کہلا بھیجا ہی اور کہا ہی تشفی کر دینا کہ اسمین کچھ ہونا نہین ہی خفیف مقدمہ ہی۔ ہزار دو ہزار اگر پڑی تو البتہ پانی پھر جائیگا۔

رئیس زادہ۔ اوہ جی۔ عزت بچی یہی غنیمت ہی ہزار دو ہزار روپیہ گیا چولھے کی جڑ مین اب تو آبرو پر بن آئی ہو۔

جھمن۔ خدا محفوظ رکھے۔ پیر پیغمبر کا سایہ رہے۔

گھسیٹے۔ دکھو ہمین بھلا میان تراب علی ہم پر تو آنچ نہ آئیگی۔

تراب علی۔ تم کیون گھبرائے جاتے ہو خواہ مخواہ کے لیے۔

گھسیٹے۔ ارے صاحب ہم غریب آدمی پانچ چھ روپے کی اوقات کہین گیہون کے ساتھ گھن کی طرح پس نجائین۔

تراب علی۔ اور آخر ہم کس مرض کی دوا ہین۔

رئیس زادہ۔ آج تم بڑے کام آئے۔

تراب علی - قربان جاؤن پیر و مرشد - جہان حضور کا پسینا گرے وہان غلام کا خون گرے - اور کیا -

جھمن - حضور کونسلی سے انھون نے وہ تقریر کی ہو کہ ہوش اُڑا دیے - جو خداوند وہان ہوتے تو انعام ضرور دیتے -

رئیس زادہ - اوہ انعام کی کون بات ہو - اور اب کیا انعام نہ ملیگا - جس دن میان تراب علی کچہری سے آئے اور دروازے ہی پر سے غل مچایا کہ مقدمہ جیت گئے - بس اُسی دن سمجھو کہ انکا ستارہ چمک گیا -

تراب علی نے کہا ایک انعام کی کیا بات ہی خداوند حضور کی بدولت بہت کچھ پیدا کیا برسون سے نمک کھا رہے ہین - اسی سرکار کے ساختہ و پرداختہ ہین خانہ زاد - رگ و ریشہ مین اس سرکار کا نمک پیوست ہی - خدا کرے جاہ و حشم روز بہ ترقی پائے - ہر صبح کو دولت آستان بوسی کو آئے اقبال قدم قدم پر ساتھ ہو - رحمت خدا کے ہاتھ مین ہاتھ ہو - عزت بڑھے رتبہ بڑھے اور اسی سرکار کی بدولت تراب علی فیل نشین ہو ہاتھی پر چڑھے -

رئیس زادے نے کہا کیا خوب دعا مین بھی مطلب نہین چھوڑتے - جھمن بولا واللہ اسوقت تو وہ بات کہی کہ اللہ میان بھی ہنس پڑے ہونگے - اسوقت فرط طرب سے سینہ باغ باغ ہو - اور عرش برین پر دماغ ہی تو کاہے سے - گئے تو تھے پژمردہ و افسردہ - آئے شادان و فرحان - جاتے وقت قدم اُٹھانا دوبھر تھا - آتے وقت ہوا کھاتے گیند اُڑاتے مزے مزے سے آئے -

جھمن - اب چلیے حضور -

رئیس زادہ - اسی فٹن پر -

تراب علی - ہان ہان حضور اسی فٹن پر -

رئیس زادہ - اب تو اس فٹن پر بندہ نہ سوار ہونے کا -

تراب علی - فٹن ٹرک پر لاؤ میان کھینچے - حضور سوار ہون غلام کا ذمہ ہی

ایسی بات ہو کبھلا۔

الغرض بعد خرابی بصرہ فٹن پر سوار ہو کر چلے بگر سے

آہستہ خرام بلکہ مخرام — زیر قدمت ہزار جان است

رئیس زادہ (مسکرا کر) اب تو میان گھسیٹے پھونک پھونک کر قدم رکھتے ہین۔

تراب علی۔ حضور سانپ کا کاٹا رسی سے ڈرتا ہی۔

چھمن۔ اور کیا دودھ کا جلا پانی پھونک پھونک کر پیتا ہی۔

گھسیٹے۔ حضور کلیجہ دھڑ دھڑ کر رہا ہی۔

تراب علی۔ اور کیون جی اگر وہ مرجاتا تو کیسی ٹھہرتی۔

گھسیٹے۔ واہ چھوڑ چھاڑ کر فٹن گنگا پار ہو رہتا۔

تراب علی۔ کیا خوب انکو ابھی شاہی ہی کی باتین یاد ہین نادان ہو کون ع

ارے گنگا پار کیا ہی پاگل۔ وہان بھی سرکار کمپنی بہادر کی عملداری ہی۔

راوی۔ مورخ ہم بے بدل ہستند۔

فٹن ذرا تیز چلی اور رئیس زادے نے غل مچایا۔ آہستہ آہستہ آہستہ ا

تیز تیز نہ چلو۔ گھوڑیون نے ورا کنوتی بدلی اور انکے ہاتھ پاؤن پھول گئے

اب چابکسوارون کو للکار رہے ہین کہ اُتر پڑو اُتر پڑو ساتھ ساتھ چلو۔ کئی مقام پر

خود اُتر پڑے۔ لوگون کی ناک مین دم۔ تراب علی نے لاکھ سمجھایا۔ میان

چھمن نے دلاسا دیا مگر بے سود۔ بہزار خرابی کہین فٹن در دولت پر پہنچی اور

دروازے پر ایک دفعہ ہی غل مچا کہ آگئے آگئے۔ اجی دوا جی بڑے حضور کو

اندر اطلاع کر دیجیے کہ سرکار آگئے۔

فورا دربان نے کہا یہان کنوون مین بانس پڑ گئے۔ بڑے حضور

گھبرا اُٹھے تھے کہ آج خلاف معمول اتنی دیر کہان ہوئی چہار طرفہ آدمی دوڑے

محل بھر مین کہرام مچ گیا بارے شکر ہی کہ حضور آگئے بسم اللہ۔ رئیس زادہ

اُتر پڑا۔ دوا فرخندہ اندر سے دوڑی آئین چٹ چٹ بلائین لیکر کہا

کہ حضور بس جلدی اندر چلیے۔ بیگم صاحب کی آنکھیں روتے روتے لال بیر بہوٹی ہو گئی ہین۔ اور بڑے حضور بھی بدیم ہین لنصیب اعدا۔ یہ اتنی دیر آپ رہے کہان میان۔ گھر بھر مین دشمنون کے کان بہرے کہرام سا مچ گیا۔ ہوش اُڑے ہوے تھے سب کے۔ رئیس زادے نے جیسے ہی دہلیز پر قدم رکھا گھر بھر کی ماما ئیں اصیلین مغلانیان خوش خوش ہشاش بشاش لیکین۔ چھوٹے حضور آئے چھوٹے حضور آئے مبارک سلامت کی صدا حرم تک پہونچی۔ بڑی بیگم رئیس زادے کی مادر مہربان کی جان مین جان آئی اور فرط محبت سے لڑکے پر خفا ہوئین۔

بڑی بیگم۔ اے غضب خدا۔ اتنا بھی خیال نہ رہا کہ بڑھیا کڑھ کڑھ کے اتنی دیر مین مر تو نہ جائیگی۔ بوڑھے باپ کی خدا نا کردہ جان پر تو نہ بن آئیگی آخر یہ اتنی دیر جو غائب غلہ رہے تو دل مین سمجھے کیا تھے۔ ایا اُن دونوں کی لاش گھر سے نکلوانے کا قصد تھا شاید چلو اوپر باپ کے پاس۔

بڑے نواب۔ بیٹا تم اب تک کہان تھے۔

رئیس زادہ قبلہ کہین نہین۔ ہوا کھانے گیا تھا۔

بڑے نواب۔ اجی تو اتنی دیر۔ اتنی دیر مین تو آدمی جہنم کے تین چار پھیرے کر آئے۔

رئیس زادہ۔ گرمی کے سبب سے منڈ یاؤن نکل گیا تھا۔

بڑے نواب معقول!۔ بے انگریزی پڑھے ہی وحشت کی لینے لگے تو ہماری تشفی کے لیے ایک آدمی یہان جو ڑا دیا ہوتا۔ بس پھر چاہے آدھی رات تک نہ آتے۔ ہمارے قلب کی اسوقت عجیب کیفیت تھی۔

دوا فرخندہ۔ اری کئی آدمی حضور کو ڈھونڈھنے ادھر اُدھر گئے ہین۔

رئیس زادہ۔ توبہ ایسا بھی کیا خوف تھا۔

بڑی بیگم۔ لڑکے جب سر ہلنے لگیگا تب بال بچون کی قدر معلوم ہوگی۔

بڑے نواب - جاؤ اب کھانا وانا کھاؤ -

رئیس زادہ - بہت خوب - مگر قبلہ و کعبہ یہ تو بڑی مصیبت ہوئی کہ جہان کسی دن ذرا دیر ہوگئی اور گھر بھر مین کہرام مچ گیا - کمروں مین بانس پڑنے لگے - اصیلین مغلانیان گھر مین نوکر چاکر مصاحب باہر غل مچانے لگے - اتفاق ہے کسی روز نہ ہو کھانے صدر نکل گئے کسی روز منڈیاؤن کی طرف گئے - ذرا دیر ہوئی اور یہان قیامت کا سامنا -

بڑے نواب - صاحبزادے تم خوب ہوا کھاؤ - منع کون کرتا ہی تمھین فٹن پہ جاؤ - ہاتھی پر جاؤ - جب چاہے آؤ - مگر دو چار آدمیون کو ساتھ لیجاؤ اور اگر دور جانے کا قصد ہو تو ہمسے کہہ جاؤ - بس -

رئیس زادہ - بہت خوب آیندہ ایسا ہی ہوگا -

بڑی بیگم - بیٹا تم ابھی اولاد کی مامتا کا حال کیا جانو کہ کن کن نذرون نیازون سے پالا ہی -

رئیس زادہ باہر آیا - آتے آتے گھر مین مغلانی کی ایک نوجوان خوبرو اور ستم ظریف لڑکی نے جو ذرا بن ٹھن کے رہا کرتی تھی چپکے سے کہا کہ ہوا کھانا حضور کو مبارک ہو - رئیس زادہ مسکراتا ہوا باہر نکلا - مصاحبین اور حوالی موالی سب نے سروقد تعظیم کی ایک صاحب بولے حضور اسوقت بڑی تشویش تھی - دوسرے نے کہا اندر سے باہر تک کھانا پینا حرام ہو گیا تھا تیسرے صاحب نے فرمایا قربان جاؤن طرح طرح کے خیال دل مین آتے تھے مگر بخیر گذشت -

اتنے مین ایک اور مصاحب آئے روشن علی -

روشن علی - آداب بجا لاتا ہون پیر و مرشد -

رئیس زادہ - کہان سے آتے ہو -

روشن علی - حضور ذرا پیرنے گیا تھا -

رئیس زادہ - کوئی تازہ خبر -

روشن علی۔ سب بدستور حضور۔ سُنا کہ آج گاڑی سے ایک آدمی گِر لیا چھاونی کی گاڑی تھی کرایہ کی۔ گھوڑے تیز جاتے تھے۔ موڑ پر شاید گولہ گنج کی چڑھائی کے وہان پر کوئی مزدور چپیٹ مین اگیا مگر بچ گیا۔

تراب علی۔ چوٹ تو نہین آئی۔

روشن علی۔ سنا ہڈی مین کچھ یون ہی سی چوٹ آئی اچھا ہو جائیگا۔

جھمن۔ اجی ڈاکٹر چٹکی بجاتے ہڈی بٹھاتا ہو۔

ادھر جھمن اور امام الدین خان مصاحبون مین یون چپکے چپکے گفتگو ہونے لگی امام الدین خان نے پوچھا یار حال تو بتاؤ یہ ہوا کیا۔ جھمن آہ سرد بھرنے لگا۔ کہا یار یہہ دونون نے مار ڈالا ہاے مار ڈالا۔ اسکے بعد کمہار کا حال بیان کیا اور پھر ٹھنڈی سانسین بھرنے لگے۔

امام۔ ائین! مین دیکھتا ہون کہ تم خود دیوانے ہو رہے ہو واہ میان۔ اب رنگ لائی گلہری۔ عقل کے ناخن لو ہوش کی دوا کرو۔ ناک ہی ہر کون ہا واہ اچھے رہے

جھمن۔ ؎

گرچہ بدنامیست نزد عاقلان
ما نمی خواہیم ننگ و نام را

یہان ننگ و نام اور ناموس لی و عقل سب کو دور سے سلام ہی ہم تو بھیا روز اُنکی صحبت گرمائینگے۔ گھر اُدکھیتی ہی مجنون و مفتون ہو گئے اور چھوٹے حضرت نوجوان و نوخیز تو ہین ہی اور دہ کافر بھی پندرہ پندرہ برس کی ہین دیکھیے طرفین سے کیسی گرمجوشی ہوتی ہے۔ اب یارون کے ہاتھ کیسے گرمانے ہین۔

امام الدین۔ دونون ہاتھون سے لوٹو۔ مگر ہماری بھی فکر رکھنا۔

جھمن۔ تم تو شریک حال ہوے پہلے تم پھر اور کوئی۔

امام الدین۔ ہان صاحب تو منڈیاون مین ٹھہرے پھر سیدھے گھر چلے آئے سیاکہین اور گئے تھے۔

جھمن۔ وہان نواب کو چھوٹا فٹن پر ہم اور تراب علی چلے کونسلی کے ہان

امام الدین۔ (چٹکی لیکر) ارے ستم! تو یہ کہیے بالکل اُلّو کی دُم فاختہ ہی ہین بھلا ہمین کونسلی کا کون کام تھا۔ اچھے رہے۔ کونسلی کے ہان گئے بھی تھے یا یونہین فقرہ چیت کر دیا۔ ساقن کے ہان دم لگایا ہوگا۔ اور چھوٹے حضور سے آکے کہدیا ہوگا کہ ہو آئے۔ یہ کہا اور وہ کہا خوب سبز باغ دکھایا ہوگا

کہا تیرے سر کی قسم ساقن کے وہان بھی گئے تھے۔ مگر وہان سے پلٹ کر پہونچے کونسلی کے ہان اُس سے تراب علی سے بات چیت ہوئی اُسنے کہا ہم ایسے چھوٹے مقدمے مین وکالت نہین کرنا چاہتے۔ مگر اتنا کہے دیتے ہین کہ کو چمین کو جب کوئی تلنگا یا برق انداز بلانے آئے تو بھیج دینا دو ایک روپئے جرمانہ کی سزا ہو جائیگی۔ بس میان آن کر تراب علی نے وہ اُڑان گھائیان بتائین کہ کچھ نہ پوچھیے۔ کہا کہ پیر و مرشد تمھارا کا حال دیکھا تو ٹانگ مین اتنا کا درد پایا اُسنے تو آسمان سر پر اُٹھایا کہ مین نالش کرونگا اور لندھن تک لڑونگا اور بڑے صاحب کے ہان عرضی دونگا۔ آخر کار مین نے ایک دکاندار سے چودہ روپئے قرض لیکر اُسکے حوالے کر دیے سا اچھا چونگا کیا نا۔ ابھی سنتے تو جلئیے۔ کہنے لگے کہ پھر مین کونسلی کے پاس گیا وہ اچھی طرح مخاطب نہوا۔ مگر ایک مہاجن کی کوٹھی سے دو سو روپئے قرض لیے تب جا کے کونسلی کو دیے اور اُسکی رائے لی اور خدا جانے کیا کیا جھوٹ بولے۔ بس یہ سمجھیے کہ جھوٹ کے چھپر اُڑا دیے۔ اُف کچھ ٹھکانا ہی۔

امام الدین نے کہا چلو مین لکھتا ہون۔ ایک تو یہ بیہودہ والا ایک یہ تھا ہی دوسرا اسپر طرہ ہوا۔ اسمین بھی کچھ نہ کچھ سے لے ہی مرینگے۔

چھمن۔ دو سو چودہ تو دودھ پی رہے ہین۔

اب رات بھیگی تو چھنٹ چھنٹ کے تراب علی اور میان چھمن اور امام الدین خان اور نواب صاحب اور ایک افیمی مصاحب الدولہ بہادر رہ گئے۔

تراب علی۔ حضور امام الدین حاضر ہین۔

رئیس زادے نے کہا میاں خان صاحب ہم تو بڑی مصیبت میں پڑ گئے
ایک آدمی دب کے مر گیا - اب دیکھیے کیا ہوتا ہی - خان صاحب نے
تشفی دی یا پیر و مرشد کچھ نہ ہوگا - کہا نہیں خان صاحب بڑی بلا سے
مقابلہ کرنا ہی -

تراب علی - لاحول ولا قوۃ - بلا سے حضور کے دشمنوں کا مقابلہ ہو
حضور سے اس مقدمے سے کیا واسطہ غلام تو اپنا اور گھسیٹے کا نام لکھوا آیا

رئیس زادہ - واللہ -

تراب علی - حضور کے قدموں کی قسم -

امام الدین - اے وہ بات ہی کیا ہی - چار پانچ سو روپے کا تو خرچ ہی -

رئیس زادہ - اجی خرچ ہونے کو چاہے ہزار بارہ سو خرچ ہو جائے مگر عزت پر حرف نہ آئے

امام الدین نے کہا کیا مجال - جھمن بولا کیا حقیقت ہی کسی کی - پیرزادے نے
کہا ابھی دیکھو تو اونٹ کس پہلو بیٹھتا ہی ابھی تو مقدمہ ہی در پیش ہی پھر سمجھا جائیگا
ابھی ہم نہ جانے دینگے - جھمن بولا خداوند رئیس لوگ عالی ہمت ہوا کرتے ہیں
اور حضور تو پوتڑوں کے رئیس ہیں سارے شہر میں ڈگی پھر جائیگی کہ قصد
کرکے پھر تشریف نہ لیگئے چلیے اور ضرور چلیے ایسے ایسے خفیف معاملوں سے
تو آپ کو واسطہ ہی نہ رکھنا چاہیے -

چھوٹے نواب پر نئی نئی مصیبت پڑی تھی - ایسی افتاد کبھی کاہے کو
پڑی تھی مگر مصاحبوں نے پھرکی ٹمانا شروع کیا - ایک نے کہا حضور اب تو
مقدمہ گھسیٹے اور تراب علی کے سر پڑا - حضور تو بلا سے بچ گئے اب حضور سے
واسطہ ہی کیا رہا - وہ اپنے سمجھ لینگے - حضور پر ذرا آنچ نہ آنے پائیگی - بلا کو
تو ہم لوگوں نے اپنے سر لے لیا -

تراب علی - ہاں روپے کی فکر البتہ کرنی چاہیے میرے بچے گھسن کو
ابھی نہیں ہی اور سب زر کارروائی معلوم -

نواب - اوہ جی وہ رقم ہی کون لمبی چوڑی ہی کسقدر روپیہ چاہیے-
تراب علی- اے حضور کوئی بیس بائیس سو کیون جی جھمن -
جھمن- سب ملاکر تین ہزار رکھ لو-
نواب - جھمن سے تین ہزار روپیہ لالہ سے لیکر الگ رکھو اور جب جب تراب علی مانگین بے دریغ دو- اب رات بھی زیادہ آئی ہی اور تم لوگون کو تکان بھی بہت ہوا ہی - برخاست - کل ملاقات ہو گی نیت شب بخیر
صبح کو دربان نے آکر دست بستہ ایک وحشت ناک خبر سنائی لمہ شامت کی صورت مجسم سامنے نظر آئی - یعنی ایک برق انداز جوان طنانہ خاکی کھنتا کالی وردی ڈانٹے سر پہ سرخ پگڑی باندھے ایک رول ہاتھ مین لیے ہوئے آن کھڑا ہوا اور نواب نامدار کو جھک کر سلام کیا - نواب صاحب کے ہوش غائب ہوش پران مصاحب فرحان و خندان - کوئی وظیفہ خوان ہوا کسیکو نادعلی یا سورہ جن ورد زبان ہوا -
نواب - اللھم احفظنا من کل البلیات -
تراب علی- کہان سے آنا ہوا بھئی جوان -
برق انداز- چوکی پر سے آیا ہون -
تراب علی- کیون ؟
برق انداز- وہی وہ جو گاڑی سے کمہار کچل گیا تھا نہ - اُسی لیے -
نواب - الٰہی خیر کیجیو - خداوندا بچائیو -
جھمن - اچھا کہو کیا کہتے ہو -
برق انداز - حضور وہ کوچوان کا چالان ہوگا - اُسکے تئین ساتھ کر دین -
جھمن - خواہ مخواہ ساتھ کر دین - ساتھ کر دینے کی وجہ ؟
برق انداز - آدمی کچل گیا ہی کہ نہین -
جھمن - کسنے کچلا -

برق انداز - جو کوئی وہ گاڑی ہانکتا تھا اور کسنے کچلا -
تراب علی - ارے میان کوئی گھسیٹے کو تو بلا لاؤ ذرا -
میان گھسیٹے سے جو چوبدار نے جاکر کہا کہ چلیے سپاہی آیا ہی اور آپ کے چالان کا پیغام لایا ہی تو ہوش مفقود ہو گئے - چہرے پر مردنی چھائی سمجھے کہ بس قیامت ہی آئی - چوبدار کے ہاتھ جوڑے کہ بھائی للہ سپاہی سے اتنا کہدے کہ گھسیٹے یہان نہین ہی - مین اسیوقت کی ریل پر سوار ہو کر کانپور چل دونگا اوس پار - چوبدار نے سمجھایا کہ کیسے ناودان ہو بھلا بھاگ کے جاؤ کے کہان اور کیا کہین توپ لگی ہی - گولہ چلتا ہی مورچے پر کوئی بھیجتا ہی - قضا کے منھ مین جاتے ہو - آخر ماجرا کیا ہی یہ تو بتاؤ یہی نہ کہ کچھ جرمانہ ہوگا - پھر حضور دے دینگے - تمکو کیا فکر ہی -
گھسیٹے - بھائی بڑا سامنا ہی آج -
چوبدار - اجی ہو بس جاتے ہی پھانسی کا حکم سنایا جائیگا -
گھسیٹے - اُف بُری ہوگی -
چوبدار - کیا گلا گھونٹ کے کوئی مار ڈالیگا -
گھسیٹے - نہین تمھیے کیسی گذرتی ہی -
چوبدار - خدا ہی مالک ہی - کام تو پھانسی ہی کا کیا ہی - چور بے ایمان -
گھسیٹے - ذرا سا ٹھنڈا پانی پلواؤ -
چوبدار - (خدمتگار سے برف کا پانی منگوا کر) لو پیو -
گھسیٹے - خدا سلامت رکھے - اُف -
چوبدار - یار کہنا مانو - اٹھو - خدا گواہ ہی جو کچھ بھی ہو -
گھسیٹے - ہاے اٹھا ہی تو نہین جاتا -
چوبدار - خدا سمجھے -
گھسیٹے - یہ سب اللہ میان ہی کے تو کانٹے بوئے ہوئے ہین - اب بھی سمجھنا باقی ہی

چوبدار۔ او شمر۔ او کافر۔ چوٹ سنبھال۔ اور سنو۔

گھسیٹے۔ اُف کیا جانے کیا حال ہوگا۔

چوبدار۔ اُلٹے ٹانگے جاؤگے عدالت کے دروازے پر۔ گو کھا کہین کا۔

گھسیٹے۔ ہان بھائی بگڑے کا کوئی دوست نہین۔

چوبدار۔ ایسی مصیبت کون تیر نازل ہوئی کہ بس ابھی مرے ہی جاتے ہو۔

گھسیٹے۔ جسکے مہوئی بوائی۔ وہ کیا جانے پیر پرائی۔

چوبدار (ہنسکر) اُف اوہ مار ڈالا۔

گھسیٹے۔ میان ہم آپ ادھ مرے ہین۔ کسیکو مارینگے کیا۔

چوبدار۔ اب چلتے ہو یا مچلتے ہو۔

گھسیٹے۔ ہم تو نہ جاینگے چاہے ادھر کی دنیا اُدھر ہو جائے۔

چوبدار۔ تو پھر ہم اب زبردستی لے چلینگے۔ اے اور نہین تو کیا۔

گھسیٹے۔ یا اللہ کس مصیبت مین جان ہے۔

چوبدار۔ مصیبت کیا آج حلال ہوئے بس۔

گھسیٹے۔ جو اللہ کی مرضی ہو بھائی۔

چوبدار۔ اسکی مرضی کا حال تو وہی جانے مگر ہماری مرضی تو یہی ہے کہ تمھارا اگلا پچھلے رہتین۔ واہی کہین کا۔

ادھر نواب صاحب نے تراب علی کو حکم دیا کہ بھئی دیکھو سپاہی گھڑا ہے گھسیٹے کو بلا دو۔ چوبدار بھی مرگیا جا کے۔ تراب علی لپکے ہوئے میان گھسیٹے کے پاس گئے۔ ارے میان گھسیٹے ہو تت۔ چلو سپاہی آیا ہو بیٹھے کیا کرتے ہو۔ چوبدار نے کہا اجی یہ تو راگ الاپتے ہین اسوقت جانے کیا واہی تباہی بک رہے ہین کہتے ہین کہ اب بس پھانسی ہی ہوئی بچون کی طرح مچل رہے ہین انکی تو کچھ عجیب باتین ہین۔ تراب علی نے کہا این! پاگل ہو کون چلو جھٹ پٹ اُٹھو۔ گھسیٹے بولا غریب کی جورو سب کی ہے یہ تو وہی مثل ہوئی

پوچھا آخر کیا چلنے سے بچ جاؤ گے۔

میاں گھسیٹے افتاں و خیزاں چوبدار اور تراب علی کے ساتھ ڈرتے ڈرتے بہزار خرابی چلے۔ جب نواب ادہ نامدار کے حضور مین پیش کئے گئے تو پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔

نواب۔ تم بالکل نادان ہو۔

گھسیٹے۔ آپ کے دربار مین جو دانا ہو اسی کو حضور میری عوض بھیج دین۔

نواب۔ واہ بڑے بزدل ہو۔

گھسیٹے۔ حضور یہ جھمن تو ڈنڈپیل ہین انھین کو بھیج دیجیے۔

جھمن۔ مین کہونگا کہ مجھے تو کبھی ہی نہین ہانکنا آتی۔

گھسیٹے۔ اور مین کہونگا کہ اسی سے تو آدمی کھیل گیا۔

جھمن۔ گنوار ہین کی نہ لو اب چلے جاؤ۔

گھسیٹے۔ آپ تو شہر کے ہین۔ پھر آپ ہی میری جگہ پر تشریف لیجائیں۔

نواب۔ ہم برق انداز سے کہہ دینگے وہ اکڑ و رول جا کر کشاں کشاں لیجائیگا

گھسیٹے نے کہا حضور میرا استیفا (استعفا) تراب علی بولا پھر اس سے کیا بچ جاؤ گے۔ برق انداز نے قہقہہ لگایا جانو توپ لگی ہو۔ گھسیٹے بولا ہان بھائی ہنسو ہنسو تم۔ وقت ہی ہم پر ایسا آن پڑا ہے۔ اس فقرے کو جھمن نے ایسی بیکسی سے کہا کہ حاضرین و مصاحبین سب نے زور سے قہقہہ لگایا اور گھسیٹے کو خوب ہی بنایا۔

برق انداز نے دق ہو کر پوچھا اب چلو گے یا مین چوکی پر رپٹ بولون تھوڑی دیر مین صاحب اجلاس پر آجائینگے ہم پر خفگی ہو گی۔ نو بج گئے ہین۔

گھسیٹے نے پوچھا بھلا نہ چلنے کی بھی کوئی تدبیر ہے۔

برق انداز نے کہا تدبیر؟ دیر بس یہی ہے کہ تمکو کھدیرتا لے چلے (نواب صاحب غریب پرور اب ہین کیا حکم ہوتا ہے۔ انھین زبردستی پکڑ لیجائینگے ہم۔

نواب صاحب نے حکم دیا تراب علی گھسیٹے کو زبردستی لیجاؤ۔ گھسیٹے نے
کہا بھیا سپاہی یہان سے کوس بھر پر میرا گاؤن ہے۔ مین جا کے جورو اور لڑکون
سے تو مل آؤن۔ اُنسے تو کہون کہ مین اب جاتا ہون (رو کر) ابھی آجاؤنگا۔

برق انداز نے پھر قہقہہ لگایا۔ اخاہ یہ تو جیسے مرنے جاتے ہین۔
نواب صاحب نے کہا سب سے مل کے جائینگے بیچارے۔ جھمن بولا
تھے خوب آدمی میان گھسیٹے۔ امام الدین نے کہا کیا چل بسے۔ نواب صاحب نے
فرمایا ابھی نہین مگر چل چلاؤ لگ رہا ہے۔ گھسیٹے نے کہا حضور اب میری
بندہی خلاصی کیجیے (رو رو کر) ہین ایسی نوکری سے در گذرا۔
برق انداز بولا اجی نوکری گئی کھیلنے اب چلتے ہو یا مسخرہ پن کرتے ہو۔
میان گھسیٹے کو تراب علی نے گھسیٹ گھساٹ کر بہزار دقت ایک ڈولی پر لادا
اور باندھکر لے چلے۔ برق انداز اور جھمن اور ایک چوبدار ساتھ ساتھ۔
گھسیٹے۔ دہائی بڑے صاحب کی۔ دہائی بڑے صاحب کی۔

برق انداز۔ کیا بید پڑ رہے ہین۔
گھسیٹے۔ یہ سارا فساد تراب علی اور جھمن کمبخت کا ہے۔
جھمن۔ بس تم صاف صاف کہہ دینا کہ حضور ہمنے غل مچایا مگر کمہار نے ایک نہ سنی
گھسیٹے۔ اجی دیکھیے تو کیسا صاف صاف کہہ دیتا ہون کہ آپ بھی یاد کرینگے
جھمن نے کہا آواز تو نکلیگی نہین۔ کہنے لگے یاد کروگے۔ ہونھہ ہے۔
میان گھسیٹے گھسٹتے ہوے عدالت کے دروازے تک پہونچے۔ تراب علی نے انکو
ایک درخت کے سایہ مین لیجا کر انکو بٹھایا اور سمجھایا کہ گھبرانے کی کوئی بات نہین
کونسلی بڑا خرانٹ ہے۔ تمکو نلوہ بچالانا کوئی بڑی کرامات نہین دو چار روپیہ
جرمانہ ہو جائینگے۔ بس مزے سے دندنائینگے۔
گھسیٹے کا دم فنا تھا۔ مبتلاے رنج و بلا تھا۔ لب پر آہ و فغان قضا کا نوحہ خوان
چوبدار۔ ارے یار رقم تو اینٹھنا بھول ہی گئے۔

جھمن - واہ! بھولتے تمتے پاگل ہونگے یہان تڑکے تڑکے پانچ سو اینٹھ لائے - یہ دیکھو یہ بندھے ہوے ہین یار لوگ کہین جو چکنے والے ہین بھلا

چوبدار - اے جیو میرے شیر (پیٹھ ٹھوک کر) شاباش!

جھمن - اب مقدمہ ہولے تو حصے بخرے ہون پھر -

چوبدار - امام الدین خان کا بھی حق ہی بھئی -

جھمن - ضرور مگر روشن علی کو ایک ٹکا نہ دینگے -

جھمن - اجی کس شم کا نام لیا -

چوبدار - سچ کہنا آج تمکو کیا ادھر وا دیا -

جھمن - میان گھسیٹے کس سوچ مین ہو -

گھسیٹے - میان کیا بتائین کس سوچ مین ہین -

جھمن - آخر -

گھسیٹے - آخر کی مان گھوڑے ملتی ہو -

جھمن - واللہ باشا ہون کبھی بھی تو وہی اصطبل کی آخر کو جیا ن ہو نہ - وہ مثل نہین ہی کہ اوکھلی مین سر دیا تو پھر موسلون سے کیا ڈرنا سمجھ تو چکے ہی ہین کہ پھانسی ہوتی ہی پھر اب تھوڑی سی زندگی کے لیے ہنس بول بھی نہ لین گھسیٹے نے کہا بھئی ایسا نہو کہ صاحب ہمپر جرمانہ کردین اور تم لوگ دل لگی باز تو ہو ہی اپنے اپنے گھر چل دو اور ہمارا مکان نکالا جاے ہمکو نقد روپیہ دے دو کہ صاحب ادھر جرمانہ بولے اُدھر تڑ سے چہرہ شاہی گن دیے -

تراب علی نے دس روپے گھسیٹے کو دے دیے -

گھسیٹے کے ہوش پران کہ خدا جانے آج کس بلا مین مبتلا ہون کیا معلوم کمہار کمبخت کی ٹانگ ٹوٹی ہاتھ ٹوٹا سر پھوٹا کیا آفت نازل ہوئی حاکم کیا حکم سنائے کبھی تراب علی سے بہ اصرار کہتے تھے کہ بھائی جان ہمکو ذرا

گھر تو ہو آے نہ وہ معقول گویا کالے پانی جاتے تھے - کبھی درخت کے سایہ مین بیٹھکر سوچتے تھے کہ بھاگ جاؤن یا دیوانہ بنجاؤن - کرون تو کیا کرون

جھمن - (مسکراکر) سنا وہ کمھار مرگیا -

تراب علی - نہ جی تم اور ڈرانے دیتے ہو -

گھسیٹے - ارے میان ادھ مرے کو کیا مارتے ہو -

جھمن - موئے پر سو دُرے -

گھسیٹے - خدا کرے تم بھی کسی مقدمے مین پھنسو -

جھمن - پھنس چکے - یہان ایک نیارے ہین -

گھسیٹے - جیلے تو ہو ہی - کبھی نہ کبھی پھنسو ہی گے -

تراب علی - اب تم سب کو پانی پی پی کے کوسنا شروع کرو -

گھسیٹے - اللہ کرے سب کا بھلا ہو اور سب کے بعد ہمارا بھی بھلا ہو -

جھمن - یار ابھی تک پکار نہین ہوئی -

اتنے مین ایک پالکی گاڑی آئی اور صاحب مجسٹریٹ بہادر اسمین سے برامد ہوے

جھمن - انھین کے اجلاس پر مقدمہ ہے -

گھسیٹے - (اُٹھکر) ہان بھلا یہ پلٹن کے صاحب تو نہین ہین -

جھمن - یہ کیون - اسکے کیا معنی -

تراب علی - اجی انصاف کرینگے ضرور ہی صاحب لوگون کے مزاج مین انصاف بہت ہوتا ہی -

گھسیٹے - ارے بھائی - یہ سب تقدیر کے کھیل ہین بچنے والا بچ ہی جاتا ہی اور جسکو بچنا نہین ہوتا وہ جو چاہے کچھ نہ کرے بنے وہ بچارہ پھنس جاتا ہو -

جھمن - آج تم بھی قسمت آزمائی کرو -

گھسیٹے - اللہ مالک ہو بھائی -

تراب علی - ہاے کیا یاس ہی - پاگل کہین کا -

جھمن - بزدلا - نامردا -

اتنے مین سپراسی نے پکارا گھسیٹے کو چپان حاضر ہی

تراب علی - حاضر ہی حاضر ہی -

جھمن - چلو بھیا -

گھسیٹے - یا خدایا میرے اللہ - مالک میرے بچایئیو - میرے مولا -

تراب علی - اب چپکے چلے چلو اور جو کچھ دعا مانگنی ہو تو دل ہی دل مین مانگو ہلڑ نہ مچاتے چلو -

گھسیٹے آبدیدہ ہو گیا اگر کوئی ذرا چھیڑتا تو رو دیتا چلا تو قدم اُٹھانا دو بھر ہو گیا - پانون ڈگمگانے لگے رنگ فق چہرے سے وحشت برسنے لگی - چلتے چلتے صاحب مجسٹریٹ کی بگھی کی طرف گیا اور کوچبین سے یون پوچھنے لگا -

گھسیٹے - بھائی عالیکم سلام -

کوچمین - سلام بھیا -

گھسیٹے - ہمکو پہچانا -

کوچمین - ہان وہان نواب صاحب کے ہیان ہو - سمندبوڑی کی فٹن پر -

گھسیٹے - ہان بھائی ایک مصیبت مین پھنس گئے تھے پہیے کے تلے ایک کہار کا ہاتھ دب گیا -

براوہی - اس وحشت کے صدقے کمہار کا کہار اور پانون کا ہاتھ بنایا -

کوچمین - میان یہ کارٹرا ناجک (نازک) ہی - جری (ذری) چوکا اور تلوار کی دھار ہر دم آٹھون گانٹھ کمیت رہے جب جا کے بنے -

گھسیٹے - تمھارے صاحب کا مجاز کڑا تو نہین ہی -

کوچمین - نہین کسو سے بولتے چالتے نہین - سیدھے انگریز ہین بچارے میم صاحب تو کبھی کبھی کچھ کہتی بھی ہین - یہ بچڑو تو بولتے تک نہین -

گھسیٹے - دیکھیے ہمین کیا حکم ہوتا ہی -

کو حمین - اونھہ ہونا کیا ہی - روپیہ دو روپیہ جریانہ اور کیا -
کانسٹبل نے للکارا کہ چلو جھٹ پٹ صاحب خفا ہو رہے ہین -
تراب علی نے بھی ڈانٹ بتائی کہ اب چلتے ہو یا دکھڑا لیکے بیٹھے ہو -
خفگی کا لفظ جو سنا تو میان گھسیٹے کی رہی سہی عقل بھی جاتی رہی - بارے
بہزار خرابی اجلاس پر پہونچے تو دونون ہاتھ باندھکر چور کی طرح کھڑے ہوے
مگر بدن بھر تھر تھر کانپ رہا ہی - اور پھوٹ پھوٹ مکے رونا آتا ہی - نوبت
باینجا رسید کہ صاحب نے انسے پوچھنا شروع کیا -
صاحب - تمھارا نام -
گھسیٹے - حضور بال بچے والا ہون - دو ننھے ننھے لڑکے ہین - ایک بٹیا
بایا ہی - اور قبیلہ ہی حضور - اور دو میان ہین -
صاحب - اوہ وِل - یہ مجرم ہی گھسیٹے - باپ کا نام ؟
گھسیٹے - حضور میرا نام کاغذ پر چڑھا لین مگر باپ کا نام نہ لکھین مر ہوے
مردے کیون اُکھیڑیے -
سر رشتہ دار - (شاعر آدمی) مرے ہوے مردے نہین گڑے ہوے مردے
تراب علی - یہ کوچوانی ہی خوب جانتا ہی منطق نہین پڑھا ہی -
صاحب - باپ کا نام گڑا مردہ -
راوی - صاحب مجسٹریٹ کا قاعدہ تھا کہ جو کچھ لکھتے تھے اُسکو زبان سے
بھی ادا کرتے جاتے تھے - حضرت نے جو میان گھسیٹے کے باپکا نام گڑا مردہ
لکھا تو اجلاس پر حاضرین کو بے اختیار ہنسی آئی -
سر رشتہ دار - ابھی اسنے باپ کا نام نہین بتایا -
صاحب - وِل تمھارے باپ کا نام کیا ہی -
گھسیٹے - حضور میرے بال بچے بھو کون مر جائینگے (ہاتھ جوڑکر) حضور
باپ مر مٹو لگا -

صاحب - یہ پاگل ہر - کون ہو - تم کون ہو -
گھسیٹے - حضور پاگل ہون -
صاحب - اچھا کانسٹبل اسکو پاگل خانے لیجاؤ (مسکراکر) جاؤ پاگل خانے تم -
گھسیٹے - حضور دن بھر گاڑی چلاؤنگا نوکری بجاؤنگا رات کو پاگل خانے مین سورہا کرونگا -
صاحب - (ہنسکر) باپ کا نام -
سررشتہ دار - بتاتا نہین نامعقول گنوار -
گھسیٹے - ہائے گجب (غضب) -
صاحب - باپ کا نام ہائے گجب -
سررشتہ دار - نہین خداوند -
صاحب - چپ رہو باپ کا نام ہائے گجب - دادا کا نام -
گھسیٹے - وہ تو عمر بھر مرغ لڑایا کیے -
صاحب - دادا کا نام مرغ - وَل عمر کتنا -
گھسیٹے - نصیر الدین حیدر جب گدی پر بیٹھے تو مین پاؤن چلتا تھا -
صاحب - سررشتہ دار - اسکا عمر کتنا -
سررشتہ دار - خداوند ہماری طرح یہ بھی پچپن سال کے پیٹے مین آگیا -
صاحب - عمر ۵۵ سال - رہنے والا کہان کا ہی -
گھسیٹے - اچھی کس مپرسی ہو -
صاحب - رہنے والا کرسی کا - تمنے گاڑی بے کابو (قابو) چلایا -
گھسیٹے - حضور راس جھمن کے ہاتھ مین تھی -
صاحب - (سرخ ہو کر) کیا !
گھسیٹے - حضور - ذرا حکم دین تو استنجا کر آؤن - حواس ٹھکانے نہین ہین
سررشتہ دار - ارے مرد خدا جو ہوا ہو بتادے - کوئی کھا نہین جائیگا -

جھمن - بتادو بتادو -

تراب علی - کہدو صاف صاف - ڈرتے کیون ہو -

گھسیٹے - تھین بڑے باپ کے بیٹے ہو تو کہدو کہ راس ہمارے ہاتھ مین تھی -

صاحب - مجرم نے اقبال کیا کہ راس ہمارے ہاتھ مین تھی -

گھسیٹے - حضور گلا پھاڑ پھاڑ کر چلایا کہ ہٹ ہٹ (بہت زور سے) موٹر پر سے بھاگ چل ہٹ بیچ ہٹ دو ہیٹ ایک نہ سنی اور ہمکو پھانسی دلوائی -

کمہار - گوسیان جب گلے پر گاڑی آے گئی تب پکارس کہ چل ہٹ حرامجادے جب پاؤن کچل گیا تب کہس ہمار گوڑ کاٹ ڈارس -

گھسیٹے - حضور اس سے مجھے لاگ ڈانٹ ہی - یہ لیے مرتا ہی - حضور میرے بال بچے ننھے ننھے ہین - کمہار ن تو بھولے بھالے کھلونے بنا کے بیچ بھی لیگی - میری جورو تو سینا پرونا بھی نہین جانتی -

صاحب - ہمکو تمھاری جورو سے کچھ مطلب نہین -

گھسیٹے - تو خدا حضور کو سلامت رکھے مجھکو تو اُس سے مطلب ہی - اس بوڑھوتی وقت مین جورو اور آتا سبھی ہی ہی -

صاحب - (ہنسکر) تم مسکھری (مسخراپن) کرتا -

گھسیٹے - مسکھری ؟ ای حضور جان پر بن آئی ہی مسکھری کسکی جورو ہی -

کمہار - گوسیان ہمار گوڑ کچل ڈالس ہی -

صاحب - بولو - ول تمنے گاڑی تیز کیون دوڑایا -

گھسیٹے - حضور جھمن نے کہا تھا -

جھمن - ارے چپ بیوقوف بڑا شریر ہی بھئی -

گھسیٹے - حضور مین حضور کی صورت دیکھے ڈرتا ہون -

صاحب - ول تم ہمکو دولف سمجھتا کیا سمجھتا - ہمکو دولف جانتا -

گھسیٹے - مین نہین سمجھا لوف کیا -

سررشتہ دار۔ صاحب بہادر فرماتے ہین کہ تم کیا ہمکو بھیڑیا سمجھتے ہو۔

گھسیٹے۔ اللہ کرے اس کمہار کو بھیڑیا لیجاے۔

صاحب۔ گھسیٹے پر دو روپیہ جرمانہ۔

الغرض بڑی دیر تک ردوکد رہی اور آخرکار دو روپے میان گھسیٹے پر جرمانہ ہوے۔ حضرت نے دو روپے چپکے سے میز پر رکھے اور مونچھون پر تاؤ دیتے ہوئے چلے۔

تراب علی۔ کہو پھانسی تو نہین دی گئی۔

جھمن۔ جی چاہتا ہے ایک گدا دون باجی کو۔ ہر ستے ہمارا ہی نام لیتا تھا رات بھی جھمن ہی کے ہاتھ مین تھی۔ اور گاڑی بھی جھمن ہی کے کہنے سے ڈوری اور کمہار بھی پچلا تو جھمن کے سبب سے۔ اس مردود کی شیطنت کو تو دیکھیے۔

تراب علی۔ اب اس تو تو مین مین کو جانے دو مطلب کی دو دو باتین سن لو

جھمن۔ انکو اچھی طرح سے سمجھا دو۔

تراب علی۔ گھسیٹے۔ جو کچھ مل رہے تو کیسا۔

گھسیٹے۔ مل رہے؟ مل گیا ہے؟

تراب علی۔ اجی روپیہ مل رہے تو کیسا۔

گھسیٹے۔ ہم سمجھے ہی نہین۔ روپیہ کیا چھت پھاڑ کے ملیگا کہ دین۔ کہین اکا دکا ڈالنے کی نیت تو نہین ہے۔ اے ہان۔ کہ پھر کچہری آنا پڑے۔ اور انکی طرح گھر ہی دیکھین۔ بھیا۔ اب خدا ایمان نہ لائیے۔ باپ کا نام تباؤ دادا کا نام تباؤ لعنت اٹھاؤ۔ توبہ اب سے آئے گھر سے آئے۔

تراب علی۔ کتنا کودن آدمی ہے۔ ارے میان نواب سے اگر جھوٹ بول کے روپیہ ملے تو لوگے کہ نہین۔

جھمن۔ نہین۔ زہر ہے۔

گھسیٹے۔ واہ۔ نیکی اور پوچھ پوچھ۔ جو ملے نہ تو تمکو بھی دین۔

جھمن (ہنسکر) اور سنیے وہ آپ کو بھی سبق دیتا ہی-
تراب علی- ہ؟

ہم تو مرشد تھے تم ولی نکلے

تم اور ہمکو وہ شان کبریائی مگر جی پنڈریا پن نہ کرنا-
گھسیٹے- نہین یہ کیا بات-
جھمن- تم کہنا کہ ایک انگریز کونسلی ہماری طرف سے تھا- اُسنے خوب خوب تقریر کی-
تراب علی- اور کہنا کہ کمھار نے بھی ایک ڈبلو کیا تھا-
گھسیٹے- اجی ہم کہ دینگے کہ اراٹون صاحب اُسکی طرف سے تھے-
تراب علی- ارے! کہین ایسا غضب بھی نہ کرنا- اراٹون تو ولایت گئے ہین-
جھمن- دھرا ہی دیا تھا-
تراب علی- نہین جی- وہان کسکو یہ فکر ہی کہ اراٹون کون ہی اور کہان
گھسیٹے- تو پھر ہمکو کیا دلواؤ گے- ہم پندرہ سے کم نہ لینگے-
تراب علی- (جھمن کے کان ہین) اچھا گو کھا پھنسا -
جھمن- بھئی پندرہ دینگے مگر اس شرط سے کہ ایک روپے کے یار لوگ دم لگائین-

---

دور چھٹا

بزم شراب

تشنۂ جام شراب ہے ساقی — دم آب ہے دم آب ہے ساقی
آج آمادۂ شر ہین سب رند — روکنے سے نہ رکینگے اب رند
در مسجد پہ اڑینگے جا کر — آج واعظ سے لڑینگے جا کر
محتسب سے بھی مزے لینگے — مے گلرنگ کے چھینٹے دینگے
یہ بھلا سنتے ہین کب قاضی کی — مست ہین کرتے ہین اپنے جی کی
رند ہین آج بڑے زورون پہ — کہ دو قاضی سے نہ نکلے باہر
ورنہ چھن جائیگا جامہ اسکا — رہن مے ہوگا عمامہ اسکا
مستعد لوٹ پہ ہین سب احباب — جس طرح پائین پئین آج شراب
جبہ تسبیح و عمامہ تک جاے — آج سب زہد کا جامہ تک جلے
موسم گل ہو مے احمر ہو — صبر پھر ہم سے بھلا کیونکر ہو
باغ مین سب ہین مچائے ہوئے شور — بلبلین ہین کہین کویل کہین مور
دوب ہر سمت ہری نکلی ہے — قاف سے سبز پری نکلی ہے

بادہ خوارون کی بھی تیاری ہے
ساقیا چل کہ تری باری ہے

اب سنیے کہ جب میان گھسیٹے چھمن کے ساتھ نواب صاحب کی کوٹھی سے روانہ ہوئے تو مصاحبون نے باہم سازش کرکے بھولے بھالے رئیس کو چھینٹے دینے شروع کیے۔

امام الدین۔ کیون حضور کیا نصیب اعدا کچھ طبیعت ناساز ہے۔

روشن علی۔ چہرے پر اداسی چھائی ہوئی ہے۔

امام الدین۔ بھئی اداسی تو چھایا ہی چاہے کتنی بڑی بدنامی کا مقدمہ ہے

حاتم علی۔ اجی ہمارا کونسلی بھی خوب لڑیگا۔

امام الدین۔ بھائی جان جنگ دو سردارد۔ سرکاری وکیل بھی بلا کا مقرر ہے

حاتم علی۔ اجی خدا مالک ہے۔

روشن علی - حضور کا چہرہ دیکھکر مجھے وحشت ہوتی ہو -

امام الدین - انتہا کا رنج اور قلق ہو بھائی - آج لکھنؤ بھر مقدمہ دیکھنے منڈلا رہا تھا

روشن علی - خداوند نعمت اللہ دل کو مضبوط رکھیے - یار و غم کرنے کی بھی کوئی تدبیر ہو -

نواب - اسوقت واقعی ہمارا پتلا حال ہو -

مصاحبین - اے حضور خدا نکرے - خدا نکرے حضور کے دشمنوں کا پتلا حال ہو

رفیق - پھر آؤ بھی جلکا ہی اُڑے یا چوسر ہی کی دو ایک بازیان ہو جائین -

روشن علی - کھیلا کس سے جائیگا - چہرے کی کیفیت نہین دیکھتے -

امام الدین - حضور غم غلط کرنے کی ایک وہ تدبیر ہو کہ سارا رنج نسر لون و رہو جائے

روشن علی - کیا کیا ہم بھی سنین -

نواب - بتاؤ پھر بتاؤ نہ -

امام الدین - حضور جان بخشی ہو تو غلام عرض کرے - پیر و مرشد تخلیے مین چل کر عرض کرونگا -

امام الدین مصاحب نمبر اول نے کونے مین لیجا کر نواب نامدار سے آہستہ آہستہ کچھ کہا - نواب نے کہا اجی نہین لاحول ولا قوۃ - امام الدین بولا حضور کو اختیار ہو مگر رنج کے لیے تو اکسیر ہو اکسیر - نواب نے کہا کھل جائیگا اسنے کہا اے خداوند کیا مجال - کھل جائے تو وہ سزا دیجیے جو چور کی ہوتی ہو - ایسی بات ہو بھلا - ہم حضور کے بدخواہ تھوڑا ہی ہین کچھ - جان نثاروں سے بھلا یہ امید ہو سکتی ہو - ؎

قدیمان خود را بیفزاے قدر　　کہ ہرگز نیاید زپروردہ غدر

حضور ہین ذمہ دار - جو ذرا کسی کے فرشتہ خان کو بھی خبر ہونے پائے - روشن علی سے بھی مشورہ لے لیجیے - اشارے سے روشن علی کو بلا کر - حضور ایک امر مین مشورہ چاہتے ہین - روشن علی نے کہا مین سمجھ گیا - پوچھا پھر کیا کہتے ہو - کہا بسم اللہ کیجیے - نواب صاحب نے کہا لائیگا کون

امام الدین بولے مین ابھی اسی دم - یہ کون بات ہی - نواب صاحب نے
حکم دیا اچھا لاؤ بھی - دیکھین تو سہی -
حضرات ناظرین - کچھ سمجھے بھی - جی یہ راز و نیاز کی باتین ہین سنیئے
مصاحب بدمعاشون نے آپسمین سکوٹ کر لی تھی کہ جب گھسیٹے دفان ہو تو
سب کے سب ملکے نواب سے کہین کہ حضور کا چہرہ بہت اُتر گیا ہی - اُسوقت
ایک کہے دوسرا تائید کرے تیسرا کچھ بیان کرے اسطرح وہ وہ فقرے چست
ہون کہ وہ خود بیمار بن بیٹھین - تب امام الدین خان چھیڑین کہ حضور غم غلط کرنے
کے لیے جام شراب ناب کافی ہی - خوب ہی بھرے دین - اور بادہ گلگون کی بڑھ
بڑھ کے تعریفین کرین - اگر اس رنگ مین آئے تو سبحان اللہ - پھر کیا پوچھنا ہی
روز لنڈھا کرے - اور پھر یاران بادہ نوش سرشار ہو جائین بڑی دیر تک پی تی کر
آخرکار باتفاق رائے یہی تجویز قرار پائی کہ رئیس زادہ مانے یا نہ مانے چھیڑو تو
جوان آدمی ہی شاید بادہ احمر کا شوق چرائے -
خیر نواب صاحب نے تھوڑی دیر غور کر کے آخرکار منظور ہی کر لیا -
امام الدین خان مصاحبون بھر مین سب سے زیادہ خرّانٹ تھے اور پرلے
سرے کے بادہ گسار - دائم الخمر - سوچے کہ اگر برانڈی ہی سے بسم اللہ ہوئی
تو سب بنا بنایا معاملہ بگڑ جائیگا - لہذا ابتدا ابتدا پورٹ ہی پلواؤ کہ نواب صاحب کو
شراب سے عشق ہو جائے - پھر سمجھا جائیگا - جاتے کہان ہین - ادھر
نواب صاحب سے منظوری حاصل ہوئی - اُدھر امام الدین خان نے دیوان جی
کے پاس جا کر سو روپے رئیس کے حساب مین لکھوا کر مانک جی کی کوٹھی کا رستہ لیا
امام الدین - مانک جی بندگی عرض ہی -
مانک جی - (بہت ہی خوش ہو کر) بندگی بندگی آپ اتنے روز کہان رہا -
امام الدین - طبیعت کچھ بے لطف تھی -
مانک جی - وہ تو ہوا چاہے - جب ہم سن ون شراب پیو تو کہان سے رہ سکے

امام الدین - لائیے پھر اسوقت تو پلائیے -

مانک جی - بولے کیا حکم ہو -

امام الدین - ڈنس موفی برانڈی اور سوڈا اور برف -

مانک جی - (پارسی زبان مین) بیرامجی - ڈنس موفی اور سوڈا اور برف آپ کو پلاؤ - بہت جلد -

بیرامجی نے کہا - اخاہ کہان رہے اب تلک - کہا کہان بتائین یار کچھ پوچھو نہ - بیرامجی نے کہا ایک دن ہمنے آپ کو کہین دیکھا تھا - پوچھا کہان ؟ - کہا امین آباد - پوچھا کسکے ہان - کہا بس سمجھ جاؤ تم لوگ بڑے بدمعاش ہو - ان دونون کے پاس کیا کرنے گیا تھا - کہا ہان وہ (ہنسکر) تم بھی خوب ٹوہ لیے رہتے ہو - بیرامجی نے کہا لیجیے صاحب پیجیے واہ کیا برانڈی ہی - بڈھا پیے تو جوان ہو جائے - اہہہ ہو شراب کیا قدرت خدا ہی -

امام الدین خان نے سوڈا کے ساتھ برانڈی کے دو جام پیے - جب جگر غریب گگھٹے تو بیرامجی اور مانک جی سے باتین کرنے لگے -

امام الدین - ہمین کچھ بوتلون کی ضرورت ہی - اور کچھ اور سودا خریدینگے -

بیرامجی - لیجیے - اب تو آپ کچھ خریدتے ہی نہین -

امام الدین - (فہرست نکالکر) ان اشیا کی قیمت بتاؤ - ڈنس موفی برانڈی ایک بوتل - لمن سیرپ (شراب لیمون) دو بوتل - پک می اپ دو بوتل - آرنج بٹرز تین بوتل - آپاپانا - سوڈا واٹر ایک درجن - لیمونیڈ ایک درجن - ٹمبلر ۱۲ عدد - وائین گلاس ۱۲ عدد - اسپون ۱۰ عدد - فورک ۱۰ عدد - چینی کی تشتریان ۲۰ عدد - چینی کی پلیٹین ۱۰ عدد - چاے دان ۲ عدد -

بیرامجی - پونے تین اور تین پونے چھ ہوئے اور سوا - سات ہوئے اور سوا - سوا آٹھ اور تین - سوا گیارہ اور ۲ عدد آپاپانا کی بوتلین پانچ ہی پانچ روپے کی -

امام الدین - اجی دامون کا خیال نہ کرو اعلی سے اعلی دو -

بیرامجی - اچھا تو سوا گیارہ - اور دس - اکیس روپے چار آنے اور دو روپے

تیئیس چار آنے۔ تمبلر مدعہ کے ہوے۔ لعہ اکیاون روپے اور چار پچپن ہوئے اور دس روپے بینٹھ اور بارہ۔ مولہ شاسی اور عدہ شاخ کے اور سات روپے۔ ایک سو چار کا مال ہوا سب۔

امام الدین۔ اسکے دو سو دس روپے سات آنے لکھو۔

بیراجی۔ ہان اکیا لائے رنگ پر۔ چین کرو بس۔

بیراجی نے کل سامان وحشت مزدورون کے سر پر لاد کر انکے ساتھ بھیج دیا امام الدین سوچے کہ اگر بڑے پھاٹک کی طرف سے لیجلے تو خدمتگار سپاہی دواجی سب کی نظر پڑیگی لہذا دوسرا دروازہ کھلوا کر چپکے سے لیگئے اور مصاحب تو سب گٹھے ہوے تھے ہی کسی غیر کو کانون کان خبر ہی نہونے پائی۔

رفیق۔ (نواب سے) پیر و مرشد۔ سب سامان آگیا۔

نواب۔ سامان کیسا!۔

رفیق۔ وہی جو امام الدین خان لینے گئے تھے۔

نواب۔ ہان! اُسمین سامان ہی کیا تھا۔ ایک بوتل ہی نہ ہے ؟۔

رفیق۔ حضور وہ تو درجبن بھر مزدورون پر لاد کر لائے ہین۔

نواب۔ سب چیزین یہان اُٹھوالاؤ۔ اور کوٹھی کا دروازہ بند کرادو۔ اہوہوہو۔ بھئی واللہ کیا کیا چیزین ہین۔ خدا گواہ ہے جی خوش ہو گیا۔

امام الدین۔ حضور سب جا گر ہین۔ جو کہیے اسمین سے پھیر دون۔

نواب۔ واہی ہو کچھ پھیرنا یہ کیا معنی۔ ہو سب سامان کوئی ڈھائی سو کا ہے

روشن علی۔ اسمین کیا شک ہے خداوند۔

رفیق۔ بلکہ اور زیادہ کا ہوگا۔

امام الدین۔ حضور کوئی انیلا جاتا تو تین سو سے کم کو نہ لاتا۔ اور اگر حضور جاتے تو حضور سے پانچ ہی سو لیتے۔ مگر غلام دو سو گیارہ روپے اور سات آنے مین سب لایا ہے۔ حضور تراب علی کو بھی کچہری نہ بھیجیے مجھبن اکیلے

گھبرائینگے - تراب علی آداب عرض کر کے رخصت ہوئے -

اتنے مین ابر سیہ نے عشرت صحبت رندان کی آگ اور بھی بھڑکائی قبلہ کے رخ سے جھومتی ہوئی کالی کالی گھٹا آئی اور دیکھتے ہی دیکھتے تمام گلستان عالم پر چھا گئی - ع

برق چشمک زن ز ہر طرف کوہساران میرسد
ساقیا سامان ساغر کن کہ باران میرسد

آمدِ فصلِ بہاری ہی آج
شور پر شور گھٹا اُٹھی ہی
کیا گھٹا ٹوٹ پڑی ہی چھایا بادل
جس طرف دیکھو گھٹا ہی چھائی

جوش پر رحمتِ باری ہی آج
کیسی گھنگھور گھٹا اُٹھی ہی
چارون جانب سے گھر آیا بادل
آج چلتی ہی ہوا پُروائی

خوب دکھلا رہی ہی زور گھٹا
کیسے دیتی ہی شرابور گھٹا

اب سُنیے کہ برسات کی رت سُہانا سمان - در و دیوار نور افشان کوٹھی عالیشان - لطافت کی روح نزہت کی جان - سامنے حنا نہ باغ - زینت و فرحت کا چشم و چراغ - اشجار ہرے بھرے - گلبن پھولے پھلے - گل بوٹے پُر بہار خضارت آگین - ایک ایک شاخ بہار آفرین - سبزان چمن کا دھانی لباس - پھولون کی مست کرنے والی بو باس - نرگس شہلا کی نظارہ بازی - سوسن آزاد کی زبان درازی - برگ گل کی رنگ آمیزی - نسرین و نسترن کی نخلخہ بیزی - شگوفہ حجرہ نشین - کہین سمن کہین یاسمین بیلا پھول ہی خندہ رو کشادہ جبین - نازک اندام نازک آئین - نو عروس بہار کا نکھار قابل دید ہی - شاہدان چمن پر وہ عالم ہی کہ نہ دیدہ ہی نہ شنیدہ ہی - سنبل روکش طرۂ تابدار محبوبان پری تمثال ہی - منشیان صبح نفس دقیقہ رس تحریر و روشن ضمیر سے صفت سنبل ہمرنگ محال ہی گل اورنگ - رشک نگارخانہ ارژنگ

الغرض جو روش ہی اسدرجہ غالیہ بار ہی کہ مشام جان رشک طبلۂ عطار ہی۔ موج ہوا شانہ کش جعد خیابان فرخار ہی۔ تختہ تختہ بجاے خود گلزار ہی نسیم عنبر بار کی مشاطگی اور نگار بندی سے سبزہ سبز بخت ہی۔ موسم گل اور بادہ نوشی کا وقت ہی۔ ہر سمت تماشاے نظر فریب۔ گلبدنون کا حسن ملیح آتش زن کالاے صبر و شکیب۔ نونہالان چمن کی چہرہ افروزی اور باد نوروزی نے ستم ڈھایا۔ اور اسپر طرہ یہ ہوا کہ ابر سیہ جھوم جھوم کر آیا۔ چمن مین نمونۂ قدرت بیچون ہی موسم جوش جنون ہی۔

عشرت سے بلبلون کو قفس کا نہین خیال
گلچین سے اب گلون کو نہ مطلق رہا ملال
از خود شگفتہ ہو گئے غنچون کا ہی یہ حال
پھوٹے ہوے ہین کبک کی سی انکی چال ڈھال

ہر برگ بوستان جہان کا نہال ہی
شمشاد جھومتے ہین خوشی کا یہ حال ہی

باد نسیم رقص کنان ہے چمن چمن
پھولے نہین سماتے ہین جامے مین گلبدن
مہکی ہوئی ہی چار طرف بوے نسترن
یہ گل نئے کھلے ہین کہ سوسن ہی خندہ زن

ہر خار پر گلون سے سوا کچھ بہار ہی
بلبل کا ذکر کیا رگ جان بیقرار ہی

اُدھر کالی کالی گھنیری گھٹا چھائی۔ اِدھر رندان بادہ نوش نے محفل جمائی۔ مصاحبون کی بن آئی۔ خوب شراب لنڈھائی۔ امام الدین مصاحب نمبر اول کے بادہ گسار درجہ اعلی کے میخوار۔ مغبچون کے پیر۔ بدمستون کے دستگیر۔ فن مے نوشی کے مسلم الثبوت اوستاد۔ سیہ مست مادرزاد۔

روشن علی مصاحب نوآموز۔

میر گلباز۔ اجوفی مین چورون کے گرو گھنٹال تھے۔ صاحب مال و منال تھے۔

شراب پینے مین طاق۔ سیہ مستی مین شہرۂ آفاق۔

لالہ حسین بخش۔ ہر دم بچے گھڑے کی چڑھی رہتی تھی۔

افیونی مصاحب۔ پینا بیگم کے عاشق زار مگر شراب سے عشق نہ تھا۔

الغرض یہ پانچون مصاحب چھوٹے نواب صاحب کے محرم راز ہوے ہمدم و ہمساز ہوئے۔ میان امام الدین ساقی بنے۔ دور چلنے لگا۔ امام الدین نے ڈنس ہوفی برانڈی کی بوتل کھولی۔ اور ڈرتے ڈرتے آدھا وائین گلاس ٹمبلر مین ڈالا۔ تھوڑی سی شیرز ملائی۔ لیمونیڈ کا کاگ دن سے اڑایا۔ اور مان سرب (عرق لیمون) ملا کر چھوٹے حضور کو پلایا۔ ؎

اے دل شراب پیجیے دن ہین شباب کے
قربان واعظون کے عذاب و ثواب کے

نواب نامدار و الاتبار بادہ گسار تو تھے ہی نہین جھجکتے ہوئے آپ نے وس وس بیس بیس قطرے نوش جان فرمائے تو لمن سرب کے ذائقے اور بوباس سے ایسے مسرور ہوے کہ جامے مین پھولے نہ سمائے۔ اور عین حالت سرور و موز مین خواجہ مسرور کا یہ شعر زبان پر لائے۔

کیا بادۂ گلگون سے مسرور کیا دل کو
آباد رکھے مولا ساقی تری محفل کو

امام الدین باغ باغ۔ مصاحبون کا عرش برین پر دماغ۔

بیا ساقی آن مے کہ حور بہشت
عبیر ملائک دران مے سرشت

بیا ساقی آن مے کہ تیزی کند
بباغ دلم مشک بیزی کند

بیا تا بنوشم بیاد کسے
کہ ہست از غمش در دلم خون بسے

بیا ساقی آن جام یاقوت وش
کہ بر دل کشاید در وقت خوش

مصاحبون کے منہ مین پانی بھر آیا۔ ساقی لاابالی کی تندرستی کے لیے سب نے دست دعا اٹھایا۔ ؎

بے مثل گوہر حسن مین ساقی سبز رنگ
محفل مین ہے تو لوگ ہین سب زندگی سے تنگ

دینے مین ایک جام کے اللہ دیر تک
شیشے اٹھا کے منہ سے لگا لین یہ ہی امنگ

اب تاب ضبط کی نہین یہ بیقرار ہین
ہم جیتے جی سے دختر رز پر نثار ہین

امام الدین خان نے ایک ایک جام برانڈی سب کو پلایا۔ اور ایسا چھکایا کہ سب بدمست اور جنون پرست ہو گئے۔ اُدھر ابر سیہ اور باد بہاری اُدھر بادہ نوشون کے جگھٹے اور سیہ کاری۔ بادہ خوار غزل خوان اور طرب کوش ہین۔ ساقی ہر جمہ ہر جام ہر اور بادہ نوش ہین۔

امام الدین۔ یا آلہی حلال ہوون اعظ ٭ دخت رز کو حرام کرتے ہین ٭

نواب۔ سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔ کیا کہا ہی۔ اہو ہو ہو یہ کس کا کلام ہی۔

امام الدین۔ اے حضور ملک الشعرا میر وزیر صبا کا شعر ہی۔

نواب۔ خواجہ صاحب کے ارشد تلامذہ۔ کیا روزمرہ ہی۔ واللہ کیا بول چال ہی۔

امام الدین۔ حضور جب ہی تو مشہور ہوا کہ نسیم اور صبا نے آتش کو بھڑکا دیا۔

روشن علی۔ نسیم کون یہ پنڈت دیا شنکر۔ اجی کن دھوتی بندون کا ذکر کرتے ہو۔

نواب۔ کیا دھوتی بند!! سخت متعصب ہو تم۔ (چین بہ جبین ہو کر) قسم قرآن کی یکتا تھا بے مثل تھا۔ دیا شنکر نسیم خواجہ صاحب کا ناز اور فخر تھا۔ گلزار نسیم مین قلم توڑ دیے ہین۔ اور اسکے کیا معنی کہ ہندو کا کلام اچھا ہو تو تعریف نہ کرے اور صبا تو خود نسیم کے مداح تھے۔

چل بسے ہین نسیم جس دن سے		اے صبا وہ ہوا ہی باغ نہین

امام الدین۔ بیر و مرشد وہ ایسا سخن سنج و نکتہ دان تھا کہ بعد مرگ کشمیری پنڈت کہتے ہین ہندو اور مسلمان کہتے ہین مسلمان تھا۔ اب چار دن مین سن لیجیے گا عیسائی کہینگے کہ کرسٹان تھا۔ حق یون ہی کہ وہ فخر بنی نوع انسان تھا۔ سچ ہی۔

چنان با نیک و بد عرفی بسر کن کز پس مردن
مسلمانت بزمزم شوید و ہندو بسوزاند

نواب - اہاہا واللہ مصرعے کیا قند و نبات کے ریزے - جواہرات کے ٹکڑے ہین - (چٹکی لیکر)

انگلی لب جو پہ رکھکے شمشاد — تھا دم بخود اسکی سنکے فریاد

خدا گواہ ہی نور کے مصرعے ہین جنکو آب زمزم سے دھوئے -

روشن علی - (شراب کے نشے مین) لاحول ولاقوة کافر کے کلام کی اور یہ تعریف

لالہ حسین بخش - (امام الدین کو خالی جام دکھا کر)

صاف قلقل سے صدا آتی ہی آمین آمین — اپنے ساقی کو جو ہم رند دعا دیتے ہین

نواب دی اُسنے دعا کہا بصد سوز — فرخ ہون شہا مین اور فیروز
گل ہون تو کوئی چمن بتاؤن — غربت زدہ کیا وطن بتاؤن
گھر بار سے کیا فقیر کو کام — کیا لیجیے چھوٹے گانون کا نام
پوچھا کہ سبب کہا کہ قسمت — پوچھا کہ طلب کہا قناعت

امام الدین - اے سبحان اللہ حضور کو دریا نوش اسیکو کہتے ہین

نواب - ماقل ودل ہاے - ذرا سنیے گا - ع

سب طرح گلون کی ہی نوشیدا — گلچین نہ ہوا ہو کوئی پیدا

میر گلباز - اہاہا - (چسکی لگا کر) ہان حضور دو چار شعر اور پڑھیے گا - حضور کی زبان سے اور بھی بھلے معلوم ہوتے ہین -

امام الدین - حق ہی -

لالہ حسین بخش - ہم کہنے ہی کو تھے -

نواب - (جام اٹھا کر)

بولی وہ پری بصد تامل — کیون جی تمھین لیگئے تھے وہ گل
بیٹی کی طرف کیا اشارہ — جھلا کے کہا کہ ہے نامپارہ
در مست مین لگایا باغ تو نے — لٹوائی بہار باغ تو نے

امام الدین - حضور دور چلتا جاے ایسی شعر خوانی ہو کہ پینے مین فرق آئے

میر گلباز - پینے کے دن اب گئے -
نواب - (مسکرا کر) بجا ارشاد ہوا -
میر گلباز - حضور اسوقت کا کہنا سننا معافی کے قابل ہو -

کیفیت شراب مین ہو بے تکلفی	پاس ادب مجالس رندان سے دور ہی

نواب - اجی اسوقت سرور ہے -
کاگ دنادن اُڑنے اور آسمان کی خبر لانے لگے - رندان بدست جام بر جام لنڈھانے لگے -

دور چلے دور چلے ساقیا	اور چلے اور چلے ساقیا

اتنے مین پھوہار نے بہار کی آگ کو اور بھی بھڑکایا - ترشح نے خوب ہی رنگ جمایا ہے

لاکھون مین تھی چھٹی ہوئی وہ محفل طرب	ہر شخص تاک مین تھا کہ لے بادۂ عنب

میر گلباز - (امام الدین سے)

یان خوف کچھ نہین ہو حساب و کتاب کا	دے بھر کے اپنے ہاتھ سے ساغر شراب کا

امام الدین - یارو ذرا سمند جوش کی باگین لیے ہوئے - ایسا نہو کہ بگڑ مچا دو
نواب - ارے میان اتنی تو پیے کہ غین ہو جاے -

موے تو نشۂ الفت اُتر گیا عاشق	وہ کیا شراب تھی جسکا خمار ٹک نہ رہا

گلون پر خون ٹپک رہا ہو - باغ بوے عنبر بار سے مہک رہا ہو - اب آتش لباس کا جام مروق چھلک رہا ہو - ہوش کجا فکر کجا -

قلقل شیشۂ مے سے ترے میکش ساقی	سن رہے ہین خبر راز نہان اے واعظ

اپنے رندون کی مین ہو حق کا ہون سننے والا یا الٰہی نہ سنا نا سخنان واعظ

میر گلباز - یہی بات ہو حضور -

لطف مے تجھسے کیا کہون زاہد	ہاے کمبخت تو نے پی ہی نہین

ڈالہ حسین بخش نے آؤ دیکھا نہ تاؤ - امام الدین کی آنکھ چوکی اور حضرت نے بوتل منھ سے لگائی اور چوتھائی لنڈھا گئے تو آنکھڑیاں خون کبوتر کی سی سرخ ہوگئیں - اپنے آپے مین نہ رہے - لگے غل مچانے -

مقراض موج دامن دریا کتر گئی کشتی کا بادبان مُسریا کتر گئی

روشن علی - (غل مچا کر) حضور دیکھا - دھوتی بند کا کلام سنا سنا حضور سنا دھوتی بند ہین - جی اور کیا - صاحب تمھارے کیا ہنگ تھی - سُنا حضور یہ دھوتی بند - جی - کیا کہا -

امام الدین - پیر و مرشد انکی تو خبر آگئی -

نواب - (قہقہہ لگا کر) ہان اب یہ تو چل بسے - اچھے آدمی تھے بیچارے

روشن علی - (رُک رُک کے) نہین — حضور — مین — مین — مین — مین نے کیا کہا - ہان مین نشے مین نہین ہون - سنا حضور یہ دھوتی بندون کا — کیا کہتا تھا مین - مگر خداوند نشے مین نہین ہین - ہان سمجھے — لوگ مین نشہ نہین -

نواب - (ہنسکر) ہان ہان سب سمجھے -

امام الدین - میان روشن علی اب نہ پینا بھائی -

روشن علی - یہ - یہ - یہ دل لگی بازی اچھی - نشہ نہین ہین مین کو -

امام الدین - (زور سے قہقہہ لگا کر) مین کو ؟ خاصے -

نواب - اجی حضرت مجھکو یا مین کو -

روشن علی - (لیٹ کر) جی حضور میکو لمبار کا نام ہی - مگر سنا دھوتی کا اشعار

نواب - (مسکرا کر) ہان دھوتی بند کا اشعار سُنا -

امام الدین - آپ نے بھی کوئی اشعار یاد کیا - آپ بھی تو فصحا اور علما ہو گئے

میر گلباز - چڑھ گئی -

امام الدین - نہین ہی جی - اب ہوش مین تھوڑا ہی ہی اپنے -

نواب - کچھ اور پلاؤ جی امام الدین -
امام الدین - ابھی خداوند (آیاپانا کی بوتل اٹھاکر) پیر و مرشد زاہد کے دادا کو پلائے تو واللہ شراب طہور بھول جائے - ہائے کیا شراب ہی آب حیات ہی واللہ آب حیات ہی -

بدہ ساقی آن تلخ شیرین گوار		کہ شیرین بود بادہ از دست یار
اگر ہوشمندی بیا بادہ نوش		چو نوشی دمے بادہ آئی بہوش

حضور لسان الغیب حافظ شیراز نے یہ اسی شراب ناب کی تعریف مین کہا تھا -
نواب - (آیاپانا کا جام پی کر) - واہ - میان یہ تو شربت قند و نبات ہی - شراب کیا آب حیات ہی - آہاہا (پھر چسکی لگاکر) واہ - صوفی اسکو ام الخبائث کہتے ہین -
راوی - دیکھیے رفتہ رفتہ قلعی کھل جائیگی - گھبرائیے نہین ذرا -
امام الدین - جی ہان حضور - اسی کو زاہدون نے حرام کردیا ہی - ایمان سے کہیے گا کیا چیز ہی - واللہ ہی جو سو برس کا بڈھا پیے تو ازسر نو جوانی عود کر آئے -
روشن علی - سنا حضور (کروٹ بدلکر) دھوتی بند ہین یہ - آپ ——
ہان کیا - اوہ - (آنکھین کھول کر) یہ کسکا مکان ہی جی - ہائین - ہمارا کھپریل کہان ہی -
لالہ حسین بخش - (گلا پھاڑ کر) مار لیا - مار لیا - مار لیا ہی - ہمنے کام دیو کو مار لیا ہی -
نواب صاحب نے کہا ارے یہ تو غل مچانے لگے - توبہ توبہ خدا ہی خیر کرے امام الدین خان نے اٹھکر سب دروازے بند کردیے - اور خدمتگار سے کہا کہ خبردار کسیکو یہان آنے نہ دینا - جو آئے اُس سے کہدو کہ نواب صاحب سوار ہو گئے -
روشن علی - ار میان امام الدین - ذرا - ہان لاؤ - جام لاؤ -

ہم ابھی اوپنیگے۔ سُنتا ہے ہم۔ ہم کچھ اور ہم —— لاؤ! ایک بھر کے جام۔
نواب۔ دونون بگڑتے ہوے آتے ہین۔ پھر اب علاج کیا کرین جی۔
بیگ گلباز۔ خداوند کیا عرض کرون۔ مگر گھبرائیے نہین۔ مین ابھی دونون کا بندوبست کرونگا۔ دونون اسوقت چور ہین بدبخت بالکل از خود رفتہ۔
نواب۔ (چسکی لگا کر) بخشی واقعی یہ آب پاپا شربت قند ونبات ہے۔ سچ سچ آب حیات ہے۔ راح روح ہے۔ کیمیا سے فتح ہے۔ شکر لبون کے لب لعل گون کے بوسے کا مزہ آتا ہے۔ ایک جام روح کو جلا بخشتا ہے۔ لطف زندگانی اگر ہے تو یہ ہے۔ لطف جوانی ہے تو یہ ہے۔

خوش شد اگر مرد شیشہ سلامت باشد		دختر رز کہ مرا کرد دیوانہ بسیر شود

امام الدین۔ خداوند اسکا لطف یہ ہے کہ گلزار سراپا بہار ہو۔ ابر نگار گلعذار ہو۔ ساقی نوش لب ہو۔ اور بنت العنب ہو۔ مینہ رہم جھم برسے نہار جھنکار بھی بندون کی بدمستیان و کھگر تر سے۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا سن سن چلتی ہو۔ لب مینا سے قلقل کی صدا نکلتی ہو۔ مہوشون اور خوش گلو ارباب نشاط کی نازک آوازین اور مطرب خوش نوا کی ناخن بازی آتش عیش کو اور بھی بھڑکائے صوفی صافی آب آتش غواص سے طہارت کرنے آئے پھسل کے دل گیان ہون سر درجاین شیان ہون۔ دنیا سے الگ تھلگ بستر جمائین۔ رندون کے جگھٹے ہون قل اعوذ پیے (قل اعوذ پیے) آنے نہ پائین۔ گلبدن غنچہ دہن معشوق بھر بھر کے جام پلائین۔ فکر قریب پھٹکنے نہ پائے۔ جنگل مین الو ہوجائے۔

ازان مسخورم کہ شراب کہ بیہوشی آورد	زانچہ غیر اوست فراموشی آورد

روشن علی۔ خداوند کا کلام مین اسوقت نشے وشے مین نہین ہون کچھ
امام الدین۔ ہان ہان معلوم ہے۔ بس چپکے پڑے رہو غل نہ مچاؤ۔
روشن علی۔ غول کیسا۔ چپ سور۔ غول! غول!!! اٹھون پھر۔
نواب۔ خدایا یہ تو بلوہ کرنے پر آمادہ ہین جی۔ خدا خیر کرے۔

روشن علی۔ ساقی حاضر ہے سرو و گل و لالہ ــــ (اُٹھکر) خداوند ہوش!

امام الدین۔ روشن علی۔ بس لیٹ رہو (چپکے سے) بھائی کیون نکلوانے کی فکر مین ہو۔ للہ بس لیٹ رہو چپکے سے ورنہ راز افشا ہو جائیگا۔

روشن علی۔ (لڑکھڑا کر گر کے) کیون بے گرا دیا ہمین۔ بھلا حضور ہم ہم سمجھے ہم۔ کیا سمجھے اجی ہم کچھ صاحب نشے (نشے) مین تھوڑا ہی ہین۔

نواب۔ ہان ہان کبھی نشے مین نہین ہو۔ کہتا کون ہی کہ نشے مین ہو۔

امام الدین۔ میان روشن علی واسطے خدا کے ہلڑ نہ مچاؤ۔

روشن علی۔ نواب کہان ہی۔ کدھر چھپ رہا۔

امام الدین۔ کچھ خیر ہی۔ تم تو مین دیکھتا ہون جامے ہی سے گذرے جاتے ہو جی۔

روشن علی۔ تو کیا ہم کچھ کو جہ۔ کہ جہ نشے مین تھے۔ کیا تھے۔

نواب۔ توبہ توبہ کیسی بہکی بہکی باتین کرتا ہی۔

اتنے مین میان روشن علی کا خدمتگار آیا۔ تھور سے کہا کہ میان سے کہہ دو آپکا آدمی کرم علی حاضر ہی۔ آم گھر پر سے آیا۔ کہیے ہٹیون کہیے چلا جاؤن

تھور (دروازے پر جاکر) شیخ جی۔ شیخ جی شیخ جی۔ صاحب دروازہ کھولیے۔

میر گلباز۔ کون ہی۔

تھور۔ حضور مین ہون تھور۔

امام الدین۔ کیا یہان آؤ گے۔ کام بتاؤ۔ کچھ کہنا ہی۔

تھور۔ جی میان روشن علی کا آدمی گھر سے آیا ہی۔ کرم علی۔

روشن علی۔ بلاؤ سامنے۔ ادھر بلاؤ ہمارے روبرو۔ آیا کہ مر گیا۔

امام الدین۔ تھور آنے دو بھئی مگر خبردار اور کوئی نہ آنے پائے۔

تھور۔ نہین حضور کیا مجال۔ (کرم علی سے) چلو جی بلاتے ہین مگر میر گلباز نے دروازہ کھولا۔ مگر ایک ہی پٹ اور تھور کے کان مین چپکے سے کہا کہ یہان شراب لنڈھائی جاتی ہی دور چل رہا ہی۔ خبردار کسیکو

کانون کان خبر نہونے پائے تمہے ارمیان یہان سبکے سب شراب پی رہے ہین - جام پہ جام چسکی پر چسکی - سب مست ہین مگر کوئی سننے نہ پائے - اتنا خیال رکھنا - ہتھو رنے کہا (اجی ہان مین جانتا ہون) مین نے ہی تو بوتلین اٹھا اٹھاکے رکھی تھین مجھسے آپ کیا کہتے ہین - میر گلباز نے نشے کی ترنگ مین پھر کہا کہ میان ہتھو ریہان ہم لوگ دروازہ بند کرکے برانڈی کی چسکی لگا رہے ہین - تم کسی سے کہو گے تو نہین -

ہتھو رسمجھا کہ یہان سب کو چے گھڑے کی چڑھی ہے مسکرا کر خاموش ہو رہا - مگر میر گلباز نے اُسکے کان مین پھر یون کہا -

میر گلباز - یار بچے آج اسوقت ابھی ابھی یہان ولایتی عرق انگور کا دور چل رہا ہے ارے جسکو تم نیچ قوم کے لوگ شراب کہتے ہو - وہ سب پی رہے ہین - مگر تمکو راز دان کیا - کسی سے کہنا نہ سننا - بس ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم - اور جو کہا تو کم ظرفی -

ہتھو ر - اب آپ چپکے سے اندر ہی بیٹھ رہین - باہر نہ نکلیے گا -

میر گلباز - تم سمجھے نہین ہمنے کیا کہا - بھئی ہم کہتے ہین کہ ہم سب شراب اُڑا رہے ہین -

ہتھو ر - (ہنسکر) مین خوب سمجھا - مگر آپ گھڑی گھڑی دُہراتے کیون ہین -

میر گلباز - اچھا بتاؤ تم کیا سمجھے - جو تم سمجھے ہو وہ بتاؤ ہم ہین کہ یہ سمجھے -

ہتھو ر - آپنے کہا کہ کمرے کے دروازے بند کرکے سب شراب پی رہے ہین -

میر گلباز - کبھی نہین - کبھی نہین - ہمنے یہ نہین کہا - ہمنے یہ کہا کہ اسوقت یہان شراب اُڑ رہی ہے -

ہتھو ر - (پھر ہنسکر) - ہان اب سمجھ گیا بس -

کرم علی - ذرا ہمکو میان سے ملنے دیجیے -

امام الدین - ارے میان گلباز - کیا باتین کر رہے ہو آہستہ آہستہ ہتھو رسے

بہتور۔ حضور وہ کرم علی کھڑا ہے بھیج دون۔

امام الدین۔ ہان بھیج دو۔ اُس سے کچھ پردہ تھوڑا ہی ہی۔ وہ تو رازدان ہی

کرم علی۔ (اکڑے مین جاکر) کیا سوتے ہین میان یا پی بہت گئے۔
آپ لوگ انکو زیادہ نہ دیا کیجیے۔

امام الدین۔ کچھ پوچھو نہ کبھی یہ پی تو ایسے ہو کے بہت جاتے ہین
مگر پھر اپنے آپے مین نہین رہتے۔

کرم علی۔ میان۔ میان۔ مین حاضر ہون۔

روشن علی۔ (اُٹھکر) ابے پاجی تو یہان کہان۔ ہائین ابے تو یہان
کہان۔ بولتا ہی کہ دون ایک۔

کرم علی۔ اجی آپ نے بلایا تھا کہ نہین۔

روشن علی۔ تو ہمنے نواب صاحب کے ہان بلایا تھا کہ یہان بلایا تھا۔
یہان کیون آیا تو ہمنے تو نواب کے ہان آنے کو کہا تھا۔ تو یہان کیون آیا
پاجی یہان آیا کیون۔

کرم علی۔ حضور نواب صاحب ہی کا تو مکان ہی یا کسی اور کا۔

روشن علی۔ (چانٹا لگاکر) لے اور لیگا۔ اور دون۔ (اکیلے ور دھپ
لگاکر) حرامزادے یہان کیون آیا ہمنے تو نواب صاحب کے مکان پر بلایا تھا

امام الدین۔ بیٹھو بیٹھو۔ از برای خدا بلوہ نہ مچاؤ۔ بھائی نواب صاحب کی
ڈیوڑھی پر بلایا تھا نہ تمنے۔ پھر نواب صاحب ہی کی تو کوٹھی ہی یہ۔ یہین تو
وہ بھی آیا۔ پھر اُسکو جو تمنے بے وجہ چانٹا لگایا تو یہ نشے کی حرکت تھی یا نہین
اور اوپر سے کہتے ہو کہ مجھے نشہ نہین ہی۔ ہوش کی باتین یہی ہین کہ چانٹا
دے بیٹھے۔ اور بے سبب بے قصور۔

روشن علی۔ (آہستہ سے) بھائی جان۔ ہمارا حکم تھا کہ نواب صاحب کے ہان
آنا اسنے عدول حکمی کی یا نہین۔

اماہم الدین۔ تم اسوقت کہان بیٹھے ہو۔

روشن علی۔ سنولیا ساقن کی دکان پر اور کہان بیٹھے ہین۔

اس فقرے پر نواب مدار اور بہور خدمتگار اور کرم علی اور میر گلباز

چارون کو بے اختیار ہنسی آئی۔

نواب۔ یہ سنولیا ساقن کی دکان نہین ہو حضرت یہ خاکسار کا جھونپڑا ہو

روشن علی۔ (چونک کر) ہان ادیکھون تو۔ واہ۔ کہین ہو نہ آپکا مکان

آپ کا مکان ہوتا تو چھوٹے نواب صاحب نہ ہوتے یہان۔ ہم کیا کچھ

اندھے ہین یا نشے مین ہین۔

اماہم الدین۔ اور یہ باتین کس سے کر رہے ہو (نواب کی طرف اشارہ

کرکے) یہ کون ہین۔

روشن علی۔ یہ سنولیا ساقن کے بھائی ہین چھیٹن۔ اسپر پھر قہقہہ پڑا

اور نواب صاحب کسیقدر جھیپے کہ مردک نے ساقن کا بھائی بنایا۔

روشن علی۔ ارے! یہ تو ہمارے حضور ہین۔

راوی۔ جی ہان یہ وہی ہین جنکو سنولیا ساقن کا بھائی بناتے تھے

آپ۔ بارے خیر اتنی دیر بعد آپ کو ہوش آیا۔

نواب۔ پھر تم نے بے قصور کرم علی بیچارے کو کیون پٹیا بھلا۔

روشن علی۔ کون کرم علی۔ ہمارا نوکر۔ وہ اسوقت یہان کہان ہو۔

اماہم الدین۔ یہ کیا کھڑا ہو۔ آنکھین کھول کر دیکھو وہی ہو یا کوئی اور۔

روشن علی۔ ہان واللہ خوب بتایا۔ کرم علی ہو سچ مچ جیسے کرم علی ہی ہو

نواب۔ (قہقہہ لگاکر) سچ مچ جیسے کرم علی کی ایک ہی کہی۔ اسکو تمنے

اسوقت بے خطا مارا کچھ یاد ہو۔؟

روشن علی۔ بھئیا کرم علی کیا تمکو ہمنے پیٹا تھا اسوقت۔ سچ کہنا دیکھو

کچی لیٹی کی سند نہین۔

کرم علی۔ کھوپڑی بھنا گئی آپ کے نزدیک ول لگی ہی۔
روشن علی۔ ہاں! کھوپڑی بھنا گئی۔ توبہ توبہ۔ اچھا تو پھر مو ہم کہیں وہ کرو (اپنے سر سے ٹوپی اتارکر) تمھیں قسم ہی ہمارے باپ کی۔ تم بھی زناٹے سے ایک دھپ لگاؤ۔ چوکنا نہیں۔
کرم علی۔ واہ۔ آپ کا نمک کھاتے ہیں۔ یہ کیا بات۔ آپ چاہے اور دو ایک چپتیں لگا لیں۔
روشن علی۔ (ہاتھ جوڑکر) بھائی تمھیں ہمارے نمک ہی کی قسم ایک دھپ تو ضرور لگاؤ۔
امام الدین۔ کچھ خبر ہی خدمتگار سے کہتے ہو کہ دھپ لگا۔ لیٹ رہو لیٹ رہو
روشن علی۔ کبھی نہیں۔ کرم علی تم ہمارا حکم نہ مانوگے۔ ہمیں اسوقت بیٹھ زور سے دھول جماؤ۔
نواب۔ روشن علی اسوقت کہاں ہو تم۔
روشن علی۔ (جھومتے ہوے) ہیں کہاں۔ جہاں تم وہاں ہم۔
نواب۔ ہم اور تم کہاں ہیں۔
روشن علی۔ ہم تم دونوں سنولیا کی دکان پر دم لگا رہے ہیں۔ دموں کی خیر رہے۔ الٰہی دموں کی خیر۔
امام الدین۔ اُف۔ بہت نشہ چڑھ گیا۔
نواب۔ بالکل غنیں ہی جی۔ ذرا ہوش نہیں۔
روشن علی۔ کیا مجال۔ ہم نشے میں نہیں ہی۔ ہم ہوش کی باتیں کرتا ہی برس کے ایک دم میں ہم نشہ نہیں ہوتا۔ تم کس مافق (موافق) بات زبان سے نکالتا ہو۔ ولی ہم بول دیا صاف صاف۔
لالہ حسین بخش بھی غنیں پڑے ہوئے تھے۔ مگر یہ چہ میگوئیاں سنتے ہی کلبلا کے اُٹھ بیٹھے۔

لالہ حسین بخش۔ ارے سیو دنوا (شیو دین انکے کمار کا نام تھا) او سیو دنوا ارے بولت ناہین۔ مر گوا سسر۔ جمہائی مارے پڑا ہی۔

امام الدین خان کو جو دل لگی سوجھی تو حضرت نے آواز بنا کر شیو دین کی طرف سے یون جواب دیا۔ کہو لالا کا کہت ہوا ہمہین تنک آنکھ لگی اور جگائے دیہو۔ کاؤ کہی ناک مان دم آئے گوا۔ لے اب حاضر ہون کچھ کہیو۔

لالہ۔ ارے خسرال مان جائے کے ہمری خوشدامن سے سندیسا کہو۔ کہ للا کی والدہ شریفہ کا برسبیل استعجال پٹھے دین۔ یہی ساعت لے آؤ تنک توقف ہوئی تو فرقدان پر ایک (ایک) بال نہ نجرائی دہے۔ سنیو کہ ناہین گوش ہو ... سے سنو۔

نواب نے ہنسی کو بہت ضبط کیا مگر پھر بھی نہ رُک سکی۔ امام الدین خان مارے ہنسی کے لوٹنے لگے۔ اور میر گلباز بھی مسکرائے۔ بھورا اور کرم علی باہر چلے گئے اور دروازہ بدستور بند ہو گیا۔

امام الدین۔ (آواز بگاڑ کر) لالہ کھسدامن کہکا کہت ہین ہو۔

لالہ حسین بخش۔ ارے سسر تین جاہل ہی رہا۔ کہت اہون کہ تمکو ہی منطق پڑھائے نہ مانس۔ کھسدامن ناہین خوشدامن۔ بڑے نحس سے سسری کا پارسی مان کہت ہین۔

امام الدین۔ (پھر آواز بدلکر) لالہ تم تو جائے کے اپنی کبیلا کا بلائے لاؤ اور ہم جائے کے اپنی مہرارو کا لے آئی۔ ہمجھو سسر سمجھتے ناہین اس جہلی کے۔

لالہ۔ (بھونی سنبھال کر) کاہے رے سار کے سار یہ سسر تین کس کا بناس ہو۔؟

امام الدین۔ لالہ تم کا ناہین کہت ہون۔

لالہ۔ پھر کہنگی شان شریف مان یو کلمات سخت و ناملائم زبان سے نکالس ہے۔

امام الدین۔ لالہ تم کا ناہین کہیون۔ تمہرے باپ کا کہیون۔

لالہ - ہان وہ سار کا کہیو - ہم کا کہیو تو قلمدان فرقدان پر کھینچ مرہون کہ دندان دو وسی (۳۲) حلق مان گھس جابی - ارے سیو ذنواتننک دارو اور پلاے دے -

امام الدین - دارو اب نہ پیو - ناہین الٹی کا یاوا بکر لاگو گے

لالہ - یہ جون اس تمازت شمس ہر کہ بس کچھ نہ پوچھو بھائی سنے بھائی علیو از زعفن بعینہ چھوڑت ہی - نکت بارگش فو دست سیمین سے ڈلاو و للاکی مہاری

امام الدین - (عورت کی آواز بناکر) واہ اور سنو ہم کا کچھ بارن ہین انکا کرمی لاگت ہی ہنکھا ڈلاو - ڈلاے چکی متھرے ہاتھ ناہین ہین -

لالہ - للاکی مہرا زو - وہ - توبہ توبہ - مہتارتی مہتارہی تم بجے (غمزے) بھل کرت ہو - ذرا اب ذرا ذرا دون بہن کا لی پریت عابت ہو -

امام الدین - (آہستہ سے) خداوند یہ تو بہت بڑھ گئے -

نواب - اُف مارے ہنسی کے بُرا حال ہو - بھئی سیٹھ جی کو تو بلاؤ - کل سے ملاقات نہین ہوئی -

خدمتگار - سرکار وہ گانون گئے ہین کل آئینگے -

میر گلباز - حضور اسوقت یہان سب نے شراب پی ہو -

نواب - این ایک فشد دو شد -

امام الدین - من چہ فش ام مرا در خلاں من بسیار فش ست -

میر گلباز - خداوند عقل نہ مہچنے پائے - مگر نشہ - (بہت آہستہ سے) قسم قران کی یہان سب پیے ہوئے ہین -

نواب - سچ کہو - تم پیے ہوے ہوگے - ہمنے تو نہین پی وہی -

میر گلباز - (آگے کھسک کر) خداوند حضور نے بھی پی ہے -

نواب - اجی خدا خدا کرو -

میر گلباز - (اور آگے بڑھکر) قسم قران کی آپ نے برانڈی پی ہے -

نواب - واسطے خدا کے جھوٹی قسم تو نہ کھاؤ-
میر گلباز- (اور کھسک کر) حضور کے قدمون کی قسم مین نے اور آپ نے
اور ان دونون نے اور ستھور نے - نہین ستھور نے نہین - سب نے پی ہی اور
یہ دیکھ لیجیے بوتل ہی سامنے رکھی ہی-
نواب - واہ یہ تو سرکے کی بوتل ہی جی -
میر گلباز- (اور آگے کھسک کر) اچھا سونگھیے (بوتل اُٹھا کر سونگھیے حضور
نواب - اے خدا کے لیے بہت آگے تو نہ کھسکتے آئیے - تمکو بھی نشہ چڑھ گیا-
میر گلباز- (پیچھے ہٹکر) کیا طاقت خداوند - غلام نشے میں نہین ہی-
امام الدین - مرد خدا یہ حرکت نشے ہی کی ہی یا کچھ اور کہ آگے کھسکتے کھسکتے
گلے تک پہونچے اور بار بار کہتے جاتے ہو کہ یہان اسوقت سب پیے ہین
کون نہین جانتا کہ سب پیے ہین - مگر اتنا ہوش ہی حضور کہ ستھور نے نہین
پی یہی غنیمت ہی - میان گلباز کا ابر ان دونون سے کم ہی یہ تو بالکل ہوش مین
نواب - واللہ مجھے رہ رہ کے ہنسی آتی ہی کہ ترٹے ایک چانٹا جمایا کہ
نواب کے ہان بلایا تھا وہان کیون نہ آیا یہان کیون آیا - اُف - اچھا لطیفہ ہی
اپنے حساب سنو لیا ساقن کے ہان موجین سلے رہے تھے-
امام الدین - جی ہان اور لالہ کی باتین بھی یاد رکھنے کے قابل ہین-
ستھور - (دروازے کے پاس آن کر) حضور ذرہی آہستہ باتین
کیجیے - ظہورن دو تین دفعہ آچکی ہی-
نواب - سمجھے وہ لینے آتی ہی - صلاح ہو تو ذرہی گھر ہو آؤن-
امام الدین - نا صاحب کہین ایسا غضب بھی نہ کیجیے گا معاً
چھوٹی بیگم صاحب بھاپ لینگی - مانا کہ حضور نشے مین نہین ہین - مگر اس
کمبخت برانڈی کی خوشبو گل کی طرح مہکتی ہو-
نواب - ہین نہین معلوم ہوتی-

امام الدین ۔ بس گئی نہ اب ہمین اور آپ کو کیا معلوم ہو گی ۔ کوئی باہر والا آئے تو اُسے برابر لپٹین آئین ۔

نواب ۔ اچھا ۔ بتورسے کہو کہ چھوٹے حضور گلوریان مانگتے ہین ۔ ڈیوڑھی کے سُوئے کہ اندر سے گلوریان بنکر آئین جسمین اُنھین یہ خیال نہو کہ کہین گئے ہین

امام الدین ۔ بہت خوب ۔ مگر نئی بات ہو گی ۔ حضور سوچ لین ذرا ایسا نہو خواہ مخواہ شک گذرے ۔ ہر گز نہین ۔ کیونکہ آج تک حضور گلوریان کبھی گھر سے بنکے آئین نہین ۔ بس خواہ مخواہ شک ہوگا کہ کہین منگوائین اور خدا نخواستہ ہزار بات کی ایک بات یہ ہی کہ چور کی ڈاڑھی مین تنکا ۔ اگر اسوقت بادہ گلگون کا شغل نہوتا تو یہ خیال کبھی نہ جاتا مگر وہی چور کی ڈاڑھی مین تنکا ہو وقت جانے دیجیے

لالہ حسین بخش ۔ (چونک کر) ارے کو وہی تنک للا کی مہراو کا پٹھے دیو

امام الدین ۔ للا کا ابھی بیاہ تو ہوا ہی نہین مہراو کہان سے آئی

لالہ ۔ مہراو نا ہین ارے ہمری مہرار و قبیلہ للا کی مہتاری کا کہت ہی ۔

امام الدین مسکرائے اور نواب صاحب نے بے اختیار کئی بار قہقہہ لگایا ۔

روشن علی ۔

بہار گائیو مطرب جہان گلستان ہی
پیالہ دیجیو ساقی کہ جوش باران ہی

نواب ۔ سو جھنے لگی دور کی ۔

روشن علی

لپٹ لپٹ کے مزے خوب بادہ کش لوٹین
کہ شاخ تاک لپٹنے مین عشق پیچان ہی

امام الدین اسوقت تو میان روشن علی ہوش کی سی باتین کر رہے ہین

روشن علی

بجائے بادہ ٹپکتی ہی تاک سے مستی
پیالہ دیجیو ساقی کہ دور مستان ہی

نواب ۔ کہو اب ہوش آیا ۔ یا ابھی سن لیا ساقن ہی کی دکان پہ دم لگا رہے

امام الدین ۔ اب ساقن کو چھوڑا ساقی کی طرف چلے ۔

روشن علی	بے زبان کہتا ہو کوئی کوئی بیہوش مجھے باتین متواتر مین کیا کیا لنجاوش مجھے	

میر گلباز۔ حضور بے کباب کے شراب کا فرد نہین۔

نواب۔ اتنی دیر مین ایک ہی بات تو ہوش کی کہی تمنے

امام الدین۔ لاحول ولاقوۃ مجھے بھی کچھ خیال نرہا واقعی کباب کے بغیر لطف نہین

نواب۔ غلام دستگیر سے کہو کہ باورچی کو بلائے۔

امام الدین۔ بہت خوب حضور (دربانسے کہو لکہ) تہور غلام دستگیر سے کہو کہ باورچی سے جاکر کہے کہ حضور یاد فرماتے ہین۔ ابھی حاضر ہو۔

تہور۔ غلام دستگیر کو تو مین نے ٹہلا دیا اور اسوقت باورچی کو یہان نہ بلوائیے جو کہیے حکم دے دیا جائے۔

امام الدین۔ (پیٹھ ٹھونک کر) شاباش کیا بات کہی ہی اچھا تم بس اتنا کہدو کہ کوئی سیر بھر قیمہ منگوا کر دو طرح کے کباب پکائے۔ مگر جلد نہ تیلی پر سرین جائے۔ لیکن استاد اچھے ہون۔ یا کہو تو نواب صاحب سے دو کم دلا دون

تہور۔ حضور آپ تو اول نمبر کے مصاحب ہین۔ ابھی ابھی تو جا کے کھڑکھڑاتا ہون۔ اسی دم پکوا کے لاتا ہون۔ یہ کیا بات۔ جیسا آپ کا حکم ویسا چھوٹے حضور کا حکم۔

امام الدین۔ ارے میان ہم تم دونون اسی سرکار کا نمک کھاتے ہین

تہور۔ مین ابھی پکوائے لاتا ہون۔ مگر شیخ جی کسی وقت حضور کی چوری سے ہمین بھی ایک چلو پلوا دیجیے گا۔

امام الدین۔ (بہت خوش ہوکر) اوہ یہ کہیے۔ اچھا تمکو بھی دینگے مجھے تو تمسے خوف تھا کہ مبادا پردہ فاش کر دو اب تسکین ہوئی۔ لے کباب تو پکوا لاؤ جھٹ پٹ۔

تہور۔ (باورچی خانے مین جاکر) آج تمھارا امتحان ہی۔ اسیوقت

دم کے دم مین سیر بھر قیمہ خوب باریک کٹا ہوا منگواؤ اور دو طرح کے کباب پکاؤ

باورچی - اچھا! کون مانگتا کون ہے -

تہور - چھوٹے حضور کا حکم ہے لیکن یار جلدی کرو اب دیر نہ لگاؤ نہین تو خفا ہونگے بڑی تاکید کی ہے -

باورچی - اچھا نمک بھیجے دیتا ہون ایک کنکری ڈال کے کوٹ دیگا -

غلام دستگیر - ہم بتائین - حاجی صاحب کے ہان برُوس مین آج کئی من سالن پکا ہی کئی بکرے حلال ہوے ہین جاکے دو طرح کے کباب آدھ آدھ سیر انکے ہان سے لے آؤ انکا باورچی تو تمھارا بھانجا ہی وہ نہین ضرورت کے وقت چپکے سے لیجائے - ہان حاجی صاحب کو نہ معلوم ہونے پائے -

باورچی - خوب سوچے - اچھا جاتا ہون -

باورچی جاکر حاجی صاحب کے باورچی سے جو اسکا بھانجا تھا آدھ سیر گرما گرم شامی کباب نہایت خوب پکے ہوئے اور کسیقدر دوپیازہ لے آیا اور تھوڑی دیر کے بعد میان تہور خدمتگار کوٹھے آیا -

باورچی - لو لے آیا اب انعام دلواؤ داروغہ جی -

تہور - داروغہ امام الدین خان ہین ہم تو خدمتدار ہین اچھا تو جاؤ انام (انعام) دلوائینگے -

باورچی - جیتے رہو - مین نے دوپیازہ چکھا تھا بھئی واللہ خوب پکا ہی -

تہور - (دروازے کے پاس جاکر) کباب لایا ہون -

نواب - ائین اتنی جلد - سچ مچ ہتیلی پر سرسون ہی جما لائے -

امام الدین - لائو - اخاہ - یہ تو کئی چیزین ہین بھئی - واہ میان واہ اسوقت انعام کا کام کیا -

نواب - تہور کو دو روپیا اور باورچی کو چار روپے دیے جائین -

تہور - خدا حضور کو سلامت رکھے -

امام الدین۔ غنیمت ہے یا نواب اس گنہگار کو بے مانگے انعام ملتا ہے حق تعالیٰ حضور کو قیامت تک شاد و بامراد رکھے کیا دم ہے خدا کی قسم الٰہی ایسی ہی توفیق خیر رئیسون کو عطا کرے۔

میر گلباز اور امام الدین خان اور تھوڑی تینون نے ملکر نواب گردون شان جم اقتدار کو دعائین دین۔ نواب نے ہاتھ بڑھایا اور ایک کباب کھایا۔ میر گلباز نے بھی خوب ہاتھ لگائے اور امام الدین خان نے بھی کئی کباب کھائے۔

امام الدین۔ حضور پہلے تو دور کے اسکا لطف نہین حکم ہو تو گلاس بنا تھوڑی سی دون۔

نواب۔ جی ہی تو ایسا ہی مگر کہین مین بھی ان دونون کی طرح بیہوش نہ ہو جاؤن

میر گلباز۔ نہین خداوند ایک گلاس کچھ بہت تھوڑا ہی ہے۔

نواب۔ اچھا پہلے آدھا گلاس دو۔

امام الدین۔ بہت خوب یون ہی سہی۔

امام الدین نے ایاپانا کا آدھا گلاس اپنے آقاے نامدار کو دیا اور لمونیڈ کی پوری بوتل اسمین انڈیل دی۔ اور لمن سرپ کے کوئی تیس چالیس قطرے ملا کر ایک بہت بڑا ٹکڑا برف کا ڈال دیا۔

امام الدین۔ لے حضور اب نوش جان فرمائین۔

نواب۔ کیون میر صاحب اجازت ہے۔

میر گلباز۔ بسم اللہ بسم اللہ۔

نواب۔ (چسکی لگا کر) آج تک جو ہمکو یہ معلوم بھی ہو کہ شراب اسقدر شیرین ہوتی ہے۔

ساقی ار بادہ ازین دست بجام اندازد	عارفان را ہمہ در شرب مدام اندازد
بادہ با محتسب شہر ننوشی حافظ	کہ خورد بادہ ات و سنگ بجام اندازد

امام الدین - (برانڈی کا پورا گلاس پی کر) -

گلبن عیش می دمد ساقی گلعذار کو — باد بہار می وزد بادہ خوشگوار کو

لالہ - (آنکھین کھولکر) یہ کون گاتا تھا واہ کیا اچھی ٹھمری ہے - او ہو ہو ہو

امام الدین - ٹھمری کی ایک ہی کہی - مانتا ہون -

روشن علی - (اٹھکر) ذرا باہر جائینگے ہم - ابھی جاتا ہون خداوندا اور ابھی آتا ہون خداوندا -

نواب - معاذ اللہ ارے میان خداوند کہو خداوندا نہ کہو -

روشن علی - (بہکر) -

یارو خطا معاف کرو مین نشے مین ہون — شیشے مین مے ہو مے مین نشہ مین نشے مین ہون

بھاگ منیا گندی گندی تیرا ڈیرا کہان (چٹکی بجاکر) ارے بھنگ منیا گندی گندی تیرا ڈیرا کہان ہے (تالیان بجاکر) گوریا نے مارا برہ بان گوریا نے مارا برہ بان

لالہ - او ہو ہو ہو ہو -

روشن علی - سنو لیا ذری ایک تان تو لگاؤ دموں کی خیر دموں کی خیر

میر گلباز - (آہستہ سے) پیر و مرشد غلام ناک بدتا ہے قسم خدا سے شریف کی یہ اسوقت پیے ہوئے ہے -

نواب نے زور سے قہقہہ لگایا - اور امام الدین بھی خوب ہی ہنسے -

نواب - خدا سے شریف یہ جملہ سنا آپ نے -

امام الدین - جی ہان خداوند - اور واللہ کس مزے سے آپ فرماتے ہین کہ یہ اسوقت پیے ہوئے ہے - گویا کسیکو معلوم ہی نہین اور کان ہین کہتے ہین چپکے سے جسمین کوئی سن نہ لے واللہ عجب دل لگی ہے ایک کباب کھا کر حضور دو پیازہ تو نوش فرمائین - میر صاحب آپ نے تو ہاتھ ہی کھینچ لیا لکر واسطے خدا کے چپکے سے کھائیے گا - ہان ایسا نہو کہ ولی یا ذیشان ہین کوئی سن پائے تو پھر غضب ہی ہو جائے -

نواب - (مسکرا کر) ہو تو معاملے کی بات - مگر یار یہ بہت آہستہ آہستہ کھاو -
امام الدین - اُف - واللہ پھڑکا دیا -
میر گلباز - (آہستہ سے) خوب بکے ہین - حضور ہاتھ کاٹ لے باورچی کے
نواب - ایں! معقول! تعریف کرنے پر آئے تو ہاتھ ہی کاٹ ڈالے بیچارے کے
امام الدین - میر گلباز نے اسوقت وہ چوٹی کی بات کہی کہ جی چاہتا ہے
انکی زبان کاٹ ڈالون -
نواب - سبحان اللہ - واللہ اچھا جواب ترکی بہ ترکی فرمایا -
مہتور - (دروازے کے پاس آ کر) شیخ جی - حضور ایک بھڈری آیا ہے کہتا ہے
چھوٹے نواب کے سالے نے رحیم آباد سے حضور کے پاس بھیجا ہے کیا حکم
ہوتا ہے - بھیجون یا کہون کل آؤ -
امام الدین - خداوندا نے دیجیے دو گھڑی دل لگی ہوگی - دیکھیے تو کیسے
اینڈے بینڈے سوال کرتا ہون کہ پوتھی وہ کھتی بغل مین دبا کے بھاگتے ہی
بن پڑے - مگر باہر بٹھائیے - چق کے اُدھر -
بھڈری - سلام ہجور سلام ہجور -
امام الدین - بندگی بڑے بھائی -
لالہ حسین بخش - (گردش بدلکر) تیرے بھائی کو آگ لگائی کھولالا کی مہتاری
بھی آئی یا نہین آئی -
نواب - امام الدین - اب کی غل مچائے نہ تو پیٹ چلے -
امام الدین - حضور اس بھڈری کی طرف مخاطب ہون اُسکو بکنے دیجیے
نواب (امام الدین خان کے کان مین) اس سے پوچھو کہ ظہورن سے
جو ہمنے کہا ہو اُسکا وہ کیا جواب دیگی -
امام الدین (مسکرا کر) واہ حضور - ہمسے تو ذکر بھی نہ کیا آپ نے - یہ اندر ہی
اندر ہنڈیا پک رہی ہے -

نواب۔ تمنے کہا تو تھا کہ ایک معاملے مین پیروی کرنی پڑیگی۔

امام الدین۔ یاد آیا۔ یہ کہیے۔ مال تو اچھا ہو حضور۔

نواب۔ نکاح ہو تو لطف ہو۔ اچھا مہراج سے پوچھو تو۔

امام الدین۔ مہراج بتاؤ حضور دریافت کرتے ہین کہ ہمارا مطلب برآئیگا یا نہین۔

مہراج۔ (تھوڑی دیر پوتھی کے ورق اُلٹ کر اور جھوٹ موٹ کچھ بڑبڑا کر) پرمیشر چاہے تو آج کے آٹھوین دن چاندی سے بھینٹ ہو۔ یہی حکم آوت ہے۔ چاہے لکھ رکھو۔

نواب۔ واہی سا ہے۔ سوال دیگر جواب دیگر۔ کہین کھیت کی سنین کھلیان کی۔

امام الدین۔ حضور وہ جواب دیا ہے کہ واہ جی واہ۔

نواب۔ اجی جاؤ بھی چاندی سونے سے ہمارے سوال کو کیا تعلق ہے بھلا۔ فرمایئے۔

امام الدین۔ خداوند چاندی کو فارسی مین سیم کہتے ہین کہ نہین۔ اور ظہورن سیم بدن ہے یا نہین کہیے ہان۔ پھر بتا تو دیا بیچارے نے کہ آٹھوین دن سیم بدن ملے۔ اب اور کیا صاف صاف چاہتے ہین حضور۔

نواب۔ واہ واہ۔ شاباش امام الدین شاباش۔ واللہ تم تو چھپے رستم نکلے

میر گلباز۔ بہت ہی چپکے سے) غل یہان بہت مچتا ہے۔ مگر ہم سمجھے دیتے ہین کہ سب کے سب بیئے ہین۔

امام الدین۔ حضور یہ قاعدہ ہے کہ جو دھن سمائی وہ سمائی۔ بس انکو یہی دھن ہے کہ سب بیئے ہین۔ یوچھے انکار کون کرتا ہے۔ مگر یہ پوچھے کس سے۔ دس پانچ منٹ کے بعد ایک ہانک ضرور لگا دینگے کہ حضور سب کے سب بیئے ہوے ہین۔ اسکا علاج کیا ہے۔ مگر شکر ہے کہ بلڑ نہین مچاتے۔ یہ اچھی سوجھی کہ آہستہ آہستہ بولو۔ یہان تک غنیمت ہے۔

میر گلباز۔ تو کیا مین جھوٹ کہتا ہون کچھ۔ نشے مین سب نہین ہین تو کچھ کچھ

امام الدین اور بڑے حضور اور حسین بخش اور روشن علی اور ٹھتور نہین
نہین ٹھتور نہین ۔ سب نے پی ہی ۔

نواب ۔ بڑے حضور نے بھی پی ہی ۔

میر گلباز ۔ ہمین نہین معلوم کہدیا سمجھا دیا کہ ذرا غل نہ مچاؤ ۔ مانتے ہی نہین
بڑے حضور نے کیا نہین پی ہی ۔

امام الدین ۔ مرد خدا بڑے حضور تو مماسٹر ایلین ہین ۔

میر گلباز ۔ بڑے حضور کا کون ذکر کرتا ہو جی ۔ چھوٹے حضور کو کہتا ہون
مگر ہین نشے ہین نہین ہون ۔

نواب ۔ ہرگز نہین کہتا کون ہو کہ آپ نشے مین ہین کیا طاقت ۔

ٹھتور نے بھدری کو جیکے سے رخصت کردیا ۔ بھدری پھاٹک تک بھی
نہین پہونچنے پایا کہ ایک گاڑی گھڑگھڑاتی ہوئی داخل ہوئی ٹھتور کا رنگ
فق ہو گیا کہ خدا خیر کرے ایک مصیبت کو ٹالا ۔ تو دوسری سے مقابلہ ہوا ۔
گاڑی پر سے ایک سبز پوش اترا اور ٹھتور سے آنکر پوچھا کہ نواب صاحب ہین یا
ہون تو کہہ دو میرزا محمد آغا صاحب تشریف لائے ہین ۔

ٹھتور ۔ نواب صاحب تو کوئی آٹھ بجے سے سوار ہو گئے ہین ۔ ابھی تک آئے نہین

سبز پوش ۔ تو آتے ہونگے پھر ۔ آخر کھانا کھاکے تو گئے ہی ہونگے کچھ ۔

ٹھتور ۔ کھانا تو کھا گئے ہین ۔ اب وہ کوئی چار بجے آئینگے ۔

سبز پوش ۔ الله الله ۔ تو ہم جاتے ہین کہدینا کہ محمد آغا صاحب تشریف لائے تھے

ٹھتور ۔ (سلام کرکے) بہت خوب ۔ اطلاع کردونگا ۔

گاڑی واپس روانہ ہوئی ۔ نواب اور امام الدین دروازے کے پاس
کھڑے ہوکر ٹھتور اور سبز پوش کی گفتگو سنتے تھے ۔ کانپ رہے تھے کہ
ایسا نہو کہین کمرے مین چلے آئین ۔ تو قلعی کھل جائے اور شہر بھر مین ہم گو بنین
کہ کل تک تو مولویت کی لیتے تھے ۔ آج بادہ گسار ہو گئے ۔ امام الدین الگ

وہ مانگ رہے تھے کہ یا خدا اس بلا کو دور کر۔ کہان سے کمبخت مرے پیچھے
ہمارے ہان کے دشمن اسوقت دھوپ مین آ ئے۔ بارے بخیر گذشت۔
حضور خدمتگار تو ایک ہی خرانٹ تھا وہ بھرے دیے کہ گاڑی واپس ہی
کرادی۔ ورنہ نواب صاحب کی عزت خاک مین مل جاتی۔

نواب۔ حضور آج تمنے عزت رکھ لی۔

امام الدین۔ واللہ بڑا کام کیا۔ خدا کی قسم کار نمایان کیا۔ خداوند
خدام باادب انھین کو تو کہتے ہین۔ تجربہ کار آدمی۔ اسوقت تو ایسی بات
بنائی کہ جی خوش ہو گیا۔

حضور۔ اجی حضور مین تو ہکا بکا ہو گیا تھا کہ اب کرون تو کیا کرون بڑی
مشکل آپڑی تھی۔ بارے اللہ نے بچا دیا۔ وہ جواب سے بات کرتے تو
معلوم ہو جاتا کہ ہانڈی پیے ہوئے ہین۔ اللہ نے عزت رکھ لی۔

روشن علی۔ ارے میان یار وہ ایک آدھ کباب تو کھلاؤ۔ کتنے روکھے پھیکے
لوگ ہو۔ شراب پلائی اور کباب ندارد۔

میر گلباز۔ ارے جیب ہٹ مچاتا ہے جسمین زمانہ بھر ٹانٹ جائے۔ لاحول
ولاقوۃ اری لاحول۔

امام الدین۔ تم اپنی تو کہو میر صاحب۔ اب کچھ سرور کم ہوا کہ نہین۔

میر گلباز۔ آہستہ آہستہ پوچھو تو جواب دون گلا پھاڑ پھاڑ کے مت چیخو۔

امام الدین۔ اچھا روشن علی کو ایک کباب تو دو۔

روشن علی۔ (اٹھکر) حضور اسوقت اتنا نشہ ہے کہ گرا پڑتا ہون۔

امام الدین۔ انکھڑیان بھی تو لال لال ہین جیسے خون کبوتر۔

نواب۔ اب یہ بتاؤ کہ بیہوش تو نہین ہو آپے مین ہو یا نہین۔

روشن علی۔ حضور اب ہوش ذرا ذرا آتا جاتا ہے حکم ہو تو ایک کباب غلام بھی کھالے

نواب۔ سنیے۔ حکم کی کیا ضرورت ہے۔ کھاؤ میان۔

روشن علی - (کیا یہ کہا کہ) خداوند اب تو ہم پیالہ و ہم نوالہ ہوئے - بیہوشی مین بھی ایک بات یاد رہی - پوچھیے وہ کیا تو کہ چلوں حضور اسکی بڑھیا ڈھونڈھو البتہ قتل کروانے کے قابل ہی اور وہ تو خود قاتل ہی -

امام الدین - کیا آمین - کیا خوب اور تس پر اپنے نزدیک ہوش کی باتین کر رہے ہین - خیر!

نواب - یہ تم سب کے کیا - اچھی بے تکی سنائی بڑھیا کون اور ڈھونڈھو کون تم ہو کہان -

امام الدین - یہ ؟ یہ سنولیا ساقن کی دکان پر دم لگا رہے ہین -

روشن علی - اسکے کیا معنی - سنولیا کا یہان کیا ذکر تھا -

امام الدین - تمھین کچھ ہوش بھی ہی -

نواب - کریم علی کو تمنے چانٹا دیا تھا - یاد ہی -

روشن علی - نہین حضور -

نواب - اُس سے تمنے کہا کہ ابے ہمنے تو نواب کے ہان بلایا تھا تو یہان کیا کرنے آیا - بس اسی پر اُس بیچارے کو ایک چانٹا آپ دے بیٹھے اور بے وجہ اور بے قصور - تم اُسوقت ہوا کے گھوڑون پر سوار تھے نشے کی تھے -

روشن علی - لعنت بکار شیطان -

امام الدین - واللہ مارے ہنسی کے بُرا حال تھا - گھڑی گھڑی اُس سے کہین کہ بولا تھا نواب کے مکان پر جاؤ - تم سور یہان کسواسطے آیا - یہان تم آیا کیون - اسپر نواب صاحب نے پوچھا کہ تم اسوقت ہو کہان آپنے فرمایا ہین کہان - سنولیا ساقن کی دکان پر دم لگا رہے ہین -

روشن علی - لاحول ولا قوۃ - حضور کے سامنے آج کمال خفیف ہوا -

نواب - اجی تمنے ہمکو کب چھوڑا - ہمکو بھی صلواتین سنائین -

امام الدین - ہوش مین تو تھے نہین جو زبان پر آیا بک دیا -

روشن علی۔ (نواب کے قدمون پر ٹوپی رکھکر) خداوند قصور معاف ہو
غلام سے بیجا حرکتین ہوئین۔
نواب۔ (ٹوپی اُٹھاکر) اجی نہین اسکا کسکو خیال ہو۔ وہ وقت ہی اور تھا
روشن علی۔ نہین حضور زبان مبارک سے فرمادین کہ ہمنے معاف کیا
تو میری تسلی ہو۔
نواب۔ اچھا ہمنے معاف کردیا۔
روشن علی۔ (استادہ ہوکر تین بار سلام کیا) جان مین جان آئی حضور
امام الدین۔ حضور تو اُسوقت ہنس رہے تھے۔
نواب۔ ہان جی ہمین جو ذرا بھی ملال ہوا ہو تو قسم لو۔
روشن علی۔ حضور رئیسون کو ایسا ہی لازم ہی۔
امام الدین۔ تم رنج کیون کرتے ہو آ تنا۔ ارے بھئی تم کچھ جان بوجھ کے
تھوڑا ہی کہتے تھے۔
روشن علی۔ اسوقت عرق انفعال کے سیکڑون گھڑے ہمپر پڑ گئے۔
توبہ توبہ۔ لاحول ولاقوۃ۔
اتنے مین لالہ حسین بخش صاحب گلبلاکر اُٹھے اور چلے تو دروازے کے
دو شیشے چکنا چور کر ڈالے۔ امام الدین نے اُٹھکر ٹکڑے اُٹھائے اور حسین بخش کو
ایک ڈانٹ بتائی کہ نامعقول کیا رسوا سے دہر کریگا سب کو۔ بیٹھے بٹھائے مین
مار کے شیشے توڑ کے دھر دیے ایسے جامے سے گذر جاتے ہو۔ آپے ہی مین
نہین رہے اپنے حسین بخش لڑکھڑا کر پلنگ پر گرے تو برانڈی کی بوتل اُلٹ
گئی۔ فرش سب شرابور۔ میر گلباز اور روشن علی نے ملکر اُٹھایا۔ امام الدین نے
ہاتھ مین ہاتھ دیا اور کمرے کے ایک کونے مین لیجا کر لٹایا۔
نواب۔ یہ تو بہت بےکیف ہین۔ انکا کچھ علاج کرنا چاہیے۔
امام الدین۔ نہین دیکھیے ہم ایک علاج کرتے ہین۔ ابھی ابھی زمین و

آسمان کا فرق ہو جائے۔

یہ کہکر امام الدین خان نے سوڈا کی ایک بوتل کھولی اور لالہ حسین بخش کے سر اور دماغ پر خوب زور سے بوتل کو اونچا کرکے تڑیڑا دیا۔ اسکے بعد سوڈا کی دوسری بوتل کھولی اور لالہ صاحب کو پلا دی۔ تھوڑی دیر مین پھر ایک بوتل پانی سر پر ڈالا کوئی آٹھ منٹ مین لالہ نے آنکھ کھولی اور کہا کہ سر مین انتہا سے زیادہ درد ہو۔ آنکھین نکلی پڑتی ہین اور پیاس کی کمال شدت ہو امام الدین نے اُسیوقت سوڈا کی ایک بوتل پھر کھولی اور برف ملا کر لالہ حسین بخش کو دی۔ اُنھون نے ٹھنڈا ٹھنڈا سوڈا جو پیا تو کسیقدر تسکین ہوئی۔ اور جان مین جان آئی۔ نواب صاحب نے پوچھا کہ اب کچھ تسکین ہو آہستہ سے بولے کہ جی ہان کچھ کچھ تسکین معلوم ہوتی چلی۔ پیاس کی اب وہ شدت نہین ہو آج ہم بڑے بُرے پھنسے۔

امام الدین۔ ابھی اک دو گھڑی مین خاصے بھلے چنگے ہو جاؤ گے۔ گھبراؤ نہین

میر گلباز۔ انھون نے تو ایسی کچھ پی بھی نہین تھی مگر اتفاق۔

امام الدین۔ نہین پی تو خوب۔ مگر برانڈی کے ساتھ سوڈا ملایا نہ لمونیڈ تو وجہ کیا ہو عمر بھر ٹھرا پیا کیے۔ انکو برانڈی اور سوڈا سے کیا سروکار۔ خالی برانڈی پی اور پی کثرت کے ساتھ دماغ پر گرمی چڑھ گئی بس۔ لگے تنکے چننے یہی تو اسمین خرابی ہو جب پیے ترکیب کے ساتھ۔

نواب۔ تم بھی واللہ اسکے نقاد ہو۔ ہمیشہ کیل کانٹے سے درست رہتے ہو

امام الدین۔ اجی خداوند کیا جانے کسوقت کیا اُفتاد پڑے۔

نواب۔ ہماری تو رائے یہ ہو کہ پیے اعتدال کے ساتھ۔

میر گلباز۔ جی ہان اعتدال کو تو خدا نے عجب برکت بخشی ہو۔

نواب۔ بس دائرہ اعتدال سے قدم باہر رکھا۔ اور گیا گذرا آپ بھی کسیقدر تجاوز کر گئے تھے۔

میر گلباز۔ نہین حضور ہین تو بیہوش نہ تھا۔
نواب۔ ہان صاحب ڈھونڈھ ہوا فقرہ میان روشن علی نے بیان کیا۔
روشن علی۔ وہی حضور جب آپ نے ظہورن کا نام لیا تھا بس سمجھ جائیے
نواب۔ بڑے بدمعاش ہو۔ اور سب باتون کے لیے بیہوش تھے اُس بابت کے لیے ہوش آگیا۔
روشن علی۔ (مسکرا کر) کبھی کبھی ہوش آجاتا تھا۔
ظہور۔ (دروازے کے پاس سے) ذرا باتین کم کیجیے بڑے حضور باہر تشریف لائے ہین۔
نواب۔ (دنگ ہو کر) ارے! اباجان آگئے۔
امام الدین۔ اُف۔ غضب ہوا۔
میر گلباز۔ حضور دروازے نہ کھولیے گا۔ ہرگز ہرگز اتنا کہنا مانیے نہین غضب ہی ہوجائیگا۔
ظہور۔ اس طرف نہین آتے اصطبل کی طرف تشریف لیگئے ہین۔ چھپے بیٹھے رہیے۔ مین بات بنا لونگا۔
نواب۔ سُن سے جان نکل گئی۔ آج سے توبہ کی کہ گھر پر ہرگز ہرگز نہ پینیگے۔
امام الدین۔ حضور اسکا تو بس وہی لطف ہی کہ باغ مین مینھ برس رہا ہو جھولا پڑا ہو۔ ساقی سیم ساق و آئینہ زانو اور مطرب صافی مذاق و عنبر مو ہو اور دَور چل رہا ہو۔
روشن علی۔ اور کیا کمرے بند کر کے لطف مے نوشی نہین۔
نواب۔ آج کسی پر افشاے راز نہو تو ایک دن باغ بھی چلین۔
امام الدین۔ حضور افشاے راز کیونکر ہوسکتا ہی بھلا۔ کمرے مین آپ اور دروازہ بند اور ظہور تعینات۔ پھر بھلا بھید کیونکر کھلیگا۔ بتائیے آپ مطمئن رہین۔ ایسی احتیاط کیجائے کہ بات پھوٹنے نہ پائے۔ اور اب یہ

لالہ حسین بخش اور روشن علی بھی ذرا ہی دیر بعد آ کر بیٹھے۔

نواب - بڑے حضور کیا کرتے ہیں۔ ادھر آنے کا تو قصد نہیں ہے۔

شہور - کنکوے کے پیچ دیکھ رہے ہیں۔

امام الدین - ہاں اُنکو بڑے حضور کو پتنگ کا شوق بہت ہے۔

نواب - اُونہہ - کچھ ٹھکانا ہے - شوق سا شوق - جوانی میں اشرفیاں پیچ بدبد کے لڑائے ہیں۔ مگر اب بحمد اللہ دنیا و ما فیہا سے واسطہ نہیں -

روشن علی - ایسا ہی چاہیے -

امام الدین - بڑھاپے میں ہم بھی توبہ کر لینگے -

نواب - واللہ بڑا احسان اللہ میاں پر کیجیے گا - بڑھوتی وقت کی توبہ قبول نہیں ہوا کرتی - خدا سے بھی شرارت ! ! -

اب سنیے کہ میاں گھسیٹے اُفتاں و خیزاں جھمن اور تراب علی کے ساتھ کوٹھی میں داخل ہوئے - نواب سے خدمتگار نے عرض کیا حضور گھسیٹے آ گئے - فرمایا جلدی بیان کرو کیا روبکاری ہوئی - اُسنے کہا خداوند دو روپے دے کے بیان حساب سے چھٹی - تراب علی نے کہا حضور اسوقت تو مشکیزے کا مشکیزہ ہو تو پی جاؤں ٹھنڈا ٹھنڈا پانی ملوائیے - مرزا آج امام الدین خاں ہوسنے اجی پانی کیا پیو گے - بادۂ گلگوں پیو -

تراب علی - آج تو خلافِ معمول بوے خوش سے کمرا بسا ہے -

جھمن - گلابیاں نہیں دیکھتے -

نواب - رنگ ہی رنگ ہے بھئی واللہ - اور میاں لطفِ زندگی بھی یہی ہے مر گئے کچھ بھی نہ تھا - ؎

ساقیا ابتک رہا ہے چل چلاؤ ... جب تلک بس چل سکے ساغر چلے

محفل ہے خورد و نوش کی بیٹھے ہیں گلعذار
چھایا ہے ابر چار طرف ہے عجب بہار

باد نسیم جھومتی آتی ہے بار بار
طاؤس اُڑ رقص میں ہو عشرت پیے ہوئے

کو کو سے قمریوں کی ہر اک دل ہے بیقرار
ہیں نغمہ زن بلبلیں بھی شاد گلوں کو لیے ہوئے

تو پھر لاؤ امام الدین خان ہمکو بھی شریک کرو (نواب سے) کیا حضور عرصے سے اسکا شوق کرتے ہیں۔

نواب۔ اجی توبہ۔ آج ہی تو بسم اللہ ہوئی۔

تراب علی۔ اعجاز ہے حضور اعجاز ہے۔ واللہ جو بات چیت یا چال ڈھال سے ذرا بھی معلوم ہوتا ہو کہ شراب پی ہے۔

جھمن۔ واللہ میں کہنے ہی کو تھا۔

امام الدین۔ اجی یہ کم ظرفوں کا کام ہے کہ پی اور بازار میں واہی مچانے لگے حضور عالی ظرف ہیں بوتل کی بوتل پلا دیجیے ذرا تو معلوم نہو۔ع

ایسے کم ظرف نہیں ہیں جو بہکتے جائیں

تراب علی۔ مگر خداوندا انکھڑیوں میں تو لال لال ڈورے آ گئے۔

جھمن۔ ہاں واللہ میں کہنے ہی کو تھا۔

امام الدین۔ (برانڈی کا جام دیکر) بسم اللہ۔

تراب علی۔ خداوندا جازت ہے۔

نواب۔ نوش جان۔ اور جھمن کو تو دو۔

جھمن۔ نہیں حضور مجھکو تو معاف ہی کیجیے۔ میں نے کبھی جام نہیں دیکھا۔

نواب۔ اجی تو مٹی کا جام نہ سہی۔ (مسکرا کر) یہ جام جہان نما تو دیکھو۔

جھمن۔ اعجاز۔ اعجاز۔ اعجاز۔ حضور اعجاز۔

تراب علی۔ خدا جانتا ہے کیا کہی ہے۔

امام الدین۔ اور برجستہ۔ آورد کا نام نہیں سبحان اللہ۔

میر گلباز۔ اصل میں دیکھیے تو یہی جام جہان نما ہے۔

تراب علی۔ (کئی بار چسکی لگا کر) سے

پی کے مے دستار لالہ کی اُچھالا چاہیے	دیکھتا تھا راہ وہ گلگون قبا برسات کی

پھر جھوم جھوم کر -

سبزۂ مینا کا عالم دیدنی ہو آج کل	میکدے کو دوڑی جاتی ہو گھٹا برسات کی

نواب - اور جھمن کو پلانا پھر بھول گئے -

تراب علی - (اپنا گلاس دیکر) لو میاں لو حوا در شراب طہور کے پھیر میں نہ پڑو

گویند بہشت و حور و کوثر باشد	وانجا مے ناب و شہد و شکر باشد
پُر کن قدح بادہ و در دستم نہ	نقدے ز ہزار نسیہ بہتر باشد

جھمن - نہیں اس خیال سے نہیں - واللہ کوئی مذہبی خیال مانع نہیں ہو اسوقت

نواب - ہائیں بے ادب - ہمارا حکم نہیں مانتا -

جھمن - پیر و مرشد معاف ہی کیجیے -

نواب - پھاڑ کے پلاؤ -

گو میاں جھمن آدمی بدمعاش اور اوباش پرلے سرے کے گرگے تھے مگر شراب سے طبیعت نفور تھی - سوچے کہ اگر اب بھی انکار کیا تو کھڑے کھڑے نکالے جائینگے اور شراب پینے کو جی نہیں چاہتا - بُرے پھنسے - شرابیوں سے صحبت کریں تو مفت میں پھنسیں - روزگار اگر جاے کوئی ٹکے کو نہ پوچھے - جاے ماندن نہ پاے رفتن - تھوڑی دیر غور کر کے کہا کہ حضور کا حکم ہو تو باہر جاؤں - ابھی حاضر ہوتا ہوں -

میر گلباز - واہ آپ چکمے - حضور یہ گئے تو پھر نہ آئینگے -

نواب - جانے دو - یا ہمیں - یا اُٹھ جائیں ہم

	یک کار ازین دو کار می باید کرد

جھمن - اسی دم حاضر ہوا - حضور کے قدم مبارک کی قسم -

نواب - جائیے جائیے - وہ نہ آئیگا تو کیا ہو جائیگا - خود پچھتائیگا - یہاں کسی کا کیا جائیگا -

میر گلباز - پیر و مرشد سچ ہے - مگر باہر جا کر بدنام کرنے کو تو بہت ہین -
جھمن - کیا تقریر چھانٹتے ہین - کوئی جانے بڑے بقراط کی دم بنے ہین
میر گلباز - ہان! ہمارے محاورات اور طرز کلام پر اعتراض ہے

بت بھی لینے لگے خدائی کی شان ہی تیری کبریائی کی

جھمن - آپ در اصل ہین ———
میر گلباز - (کھلکھلا کر ہنس پڑے) دراصل ہین - کیون صاحب دراصل ہین
حضور فی الحقیقت سچ میں میان جھمن بھی اپنے وقت کے دوسرے
خواجہ صاحب ہین -
نواب - پیو جی -
جھمن - لائیے - خداوندا رحم کیجیو - (ایک گھونٹ آیا پانا کا پی کر) اہو ہو ہو
آنکھین کھل گئین - وہ کباب چکھ جاؤن (کباب کھا کر) واہ واللہ کیا پکایا ہی
اور لطف یہ کہ مربا اور حلوا سوہن اور سوہال ٹاٹ اور حضور پکوان تک
ایسا پکاتا ہی کہ ہندو کیا پکائینگے - اور پلاؤ قورمے کا تو بادشاہ ہی یہ مہان ہی
تراب علی - اچار اسکے ہاتھ کا کھایا ہی کبھی -
جھمن - اچار والے کا لونڈا بھی بولا -
نواب - پیتے ہی چڑھ گئی -
تراب علی - اب سب کو رخصت کیجیے تو حال بیان کرون -
نواب - امام الدین خان تم تو ٹھہرو اور سب کو رخصت کرو -
اب کمرے مین نواب صاحب اور تراب علی اور امام الدین خان کے
سوا پرندہ پر نہین مار سکتا - میان تراب علی دوزانو ہو کر یون گپ اڑانے لگے -
تراب علی - خداوند یہان سے چلے تو گھسیٹے راہ مین کوئی سو بار
مچلا ہوگا - ناکدم کر دیا خداوند تو تھمبو کر کے سمجھاتے بجھاتے لیچلے جون تون

کر کے کچہری پہونچے ہمنے میان مٹھو کو پڑھانا شروع کیا۔ کونسلی نے کہا کہ اگر ہو (بہت ہی خلاصہ) ہم سمجھا ئینگے تو بدنامی ہماری اسمین ہو۔ ہم تمکو جو بتادین وہ تم سکھادو۔ ہم پڑھو پڑھ کے آتے تھے اور انکو بتاتے تھے اور بدُٹیان توتے کی طرح گردن ہلا ہلا کر سنتے سب کچھ تھے۔ مگر دھیان خبر داہی کی طرف تھا۔

امام الدین۔ حضور سنے خوب کیا کہ دو دن کی چھٹی وسے دی جاکے بیوی سے مل آئیگا۔

تراب علی۔ اجی بس حضور سب سن لے اور اس کان سے سنے اس کان سے اڑا دسے جان خدا اب مین کیونکر سمجھاؤن۔ کبھی تو مین جھلا اٹھتا تھا کبھی بُتیا با با کر کے سمجھاتا تھا۔ خیر صاحب بکار ہوئی۔ صاحب اجلاس پر بیٹھے تو پھر تو حضور۔ بس کچھ نہ پوچھیے بس حضور۔

نواب۔ امام الدین خان یہ کہیں اڑ ھکے۔ ایک لفظ کہینگے اور بس یا بس حضور

امام الدین۔ اجی اب صاف صاف کہہ دو نا جھٹ پٹ۔

تراب علی۔ بس حضور ——

نواب۔ پھر وہی بس حضور۔

تراب علی۔ (ہسکی لیکر) آپ تو کہنے نہین دیتے۔

نواب۔ اور سنیے اب ہمکو ڈپٹنے لگے آپ۔ خیر صاحب فرمائیے۔

تراب علی۔ بس پھر پہونچے اجلاس پر صاحب پوچھتے ہین باپ کا نام کہتا ہی خداوند میرے بال بچے بہت ہین۔ دو ننھے ننھے لڑکے ہین۔ اور کیا معلوم کیا کیا بکتے رہا۔ صاحب بھی بہت ہی ہنسے۔ اتنے مین کونسلی نے مجھے بلایا اور کہا مقدمہ بلٹا جاتا ہی حضور مین سیدھا سادہ مسلمان مین سمجھا کہ کونسلی بہکاتا ہی مجھے جسمین کچھ اور دے نکلوں۔ مین نے کہا واہ صاحب تو ہنس رہے ہین اور آپ کہتے ہین مقدمہ بلٹا جاتا ہی

اُنھون نے کہا۔ تم نہین سمجھتے ہو بات۔ صاحب جس سے ناراض ہوتا ہی
ہنس دیتا ہی۔ بس ہنستے ہنستے اور مقدمہ گیا۔ رنگ بُرا ہی اب۔ دو چار باتین کہان
ہین کہ دین مین نے کھیٹے کو ایک ترکیب سے اجلاس ہی پر سمجھا دیا۔ تب تو میان
کھیٹے لگے قرارے اُڑانے پھر لیا تھا بگڑی بات۔ مگر واہ رے کونسلی وہ بھی ایسے
دو دو باتین بتائی ہین کہ واہ جی واہ۔

نواب۔ دورت! کیا اجلاس پر تمھاری طرف سے جوابدہی نہین کی

تراب علی نے کہا اجی خداوند بھلا ایسے ایسے خفیف مقدمون مین کہین
ولایتی کونسلی اجلاس پر جایا کرتے ہین۔ حضور اُنکے بڑے دماغ ہین۔
ہزارون کی آمدنی ہی ہزارون کی۔ بڑے خرچ۔ وہ کیا کسی کو کچھ سمجھتے ہین
توبہ توبہ۔ آخرش صاحب مجسٹریٹ نے دو روپے جرمانہ کر دیے ہین سب نے
گھر سے پھینک دیے۔ اور حضور ایک محرر نے کئی بار دھمکایا کہ نواب صاحب کی
گواہی ضرور ہونی چاہیے۔ اُنکے نام سمن جاری ہو۔

نواب صاحب نے کہا اُف غضب ہی ہو جاتا مگر کم جرمانہ ہونا بھی
ذلت ہی۔ اب کونسلی کو شکرانہ بھی دینا ہوگا۔ کل جا کے دے آؤ۔

امام الدین خان سے تراب علی نے کہا کیون بھئی بس ایک ہی جام
پلا کر رہ جاؤ گے

کہینگے ساقی مہوش سے آج اے سرشار
کہ ایک جام کے امیدوار ہم بھی ہین

اسکے بعد جلسۂ طرب برخاست ہوا۔

دور ساتوان

یہودنون کی پریشانی اور حضرات پولیس کی کارستانی
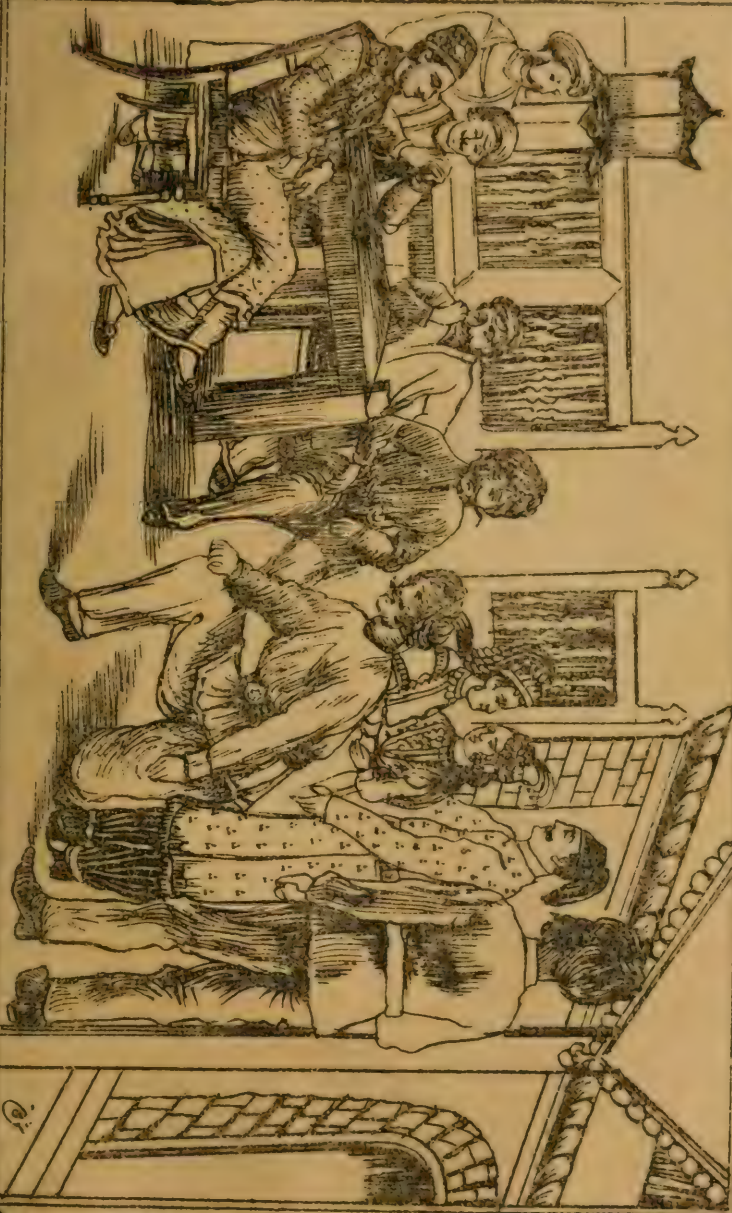
اُن مہوش لالہ رو سیم بدن عنبر مو یہودیوں کے بھائی نے جو قیمتی جڑاؤ کڑے کی جوڑی پائی تو سوچے کہ ذرا بازار میں چلکے انکوائیں تو کہ کتنے کی مالیت ہے۔ سیٹھ جی کی مشکی دورکابہ گھوڑی پر جو فی شیرینیاں لے آئی تھیں سوار ہوئے۔ کوئی بیٹی کو جہیز میں گھوڑا ہاتھی دیتا ہے۔ یہ بہنوں کی کمائی پر اتراتے پھرتے ہیں گھوڑی پر سوار ہوکر گول دروازے کے پاس اتر پڑے۔ چوک میں لالہ ہرک چند کی دکان پر جوڑی انکوائی۔ اُنھوں نے آنک کر ایک ہزار روپیہ دام لگائے۔ اسکے بعد لالہ ہیم داس کی دکان پر آئے۔ اُنھوں نے جو کڑے کی جوڑی دیکھی تو بھانپ گئے کہ یہ لالہ ایشری داس کے ہاں کی ہے۔ آدمی بھیجکر انکی کوٹھی کے منیب کو بلوایا۔ اُسنے جوڑی دیکھتے ہی کہا۔ یہ یہاں کون لایا۔ یہودی نے کہا ہم لائے ہیں۔ پوچھا تم یہ جوڑی کہاں سے لائے کہا تمکو اس سے کیا مطلب۔ منیب جی انکو روشن الدولہ کی کوٹھی یعنی کوتوالی لیگئے۔ سب انسپکٹر سے رپٹ کی گئی کہ یہ چوری کا مال ہے۔ یہودی (سلیمان) کے حواس غائب ہوگئے۔ کہ یہ اچھی اُفتاد پڑی۔ دریافت کیا گیا کہ تم کون ہو نام کیا ہے۔ یہاں کیا کرنے آئے ہو۔ کہاں فروکش ہو۔ کہا ہم یہودی ہیں۔ سلیمان ہمارا نام ہے۔ یہاں امین آباد کے چوراہے پر برج میں ٹکے ہیں۔ سب انسپکٹر نوجوان آدمی اور خوشرو جوان۔ وردی اسپر بہت زیب دیتی تھی تاڑ گیا کہ یہ اُنھیں قتالۂ عالم یہودنوں کے زمرے کا کوئی ہے۔

منیب جی سے پوچھا لالہ یہ تمھیں کیونکر معلوم ہوا کہ یہ کڑے کی جوڑی تمھارے ہی ہاں کی ہے۔ اُسنے کہا ہجور سنار موجود ہے جسنے بنائی اور کئی اور گواہ ہیں۔ مینا کار موجود ہے۔ کندن ساج موجود ہے۔ پانچ چھ دن ہوئے کہ چوری گئی تھی۔ پوچھا روزنامچے میں رپٹ لکھائی ہے۔ کہا ہاں لکھا دی ہے سلیمان سے دریافت کیا تمنے یہ جوڑی کہاں پائی۔ کس سے بنوائی۔ کس سے مول لی۔ سب کے جواب میں اُسنے کہا صاحب ہمارا مال ہے۔

اب کیا یاد ہی کب بنوائی تھی۔ اور ہمارے پاس ہزارون روپے کا زیور ہی۔
کچھ یہی کڑے کی جوڑی تھوڑا ہی ہی۔ سب انسپکٹر نے اس سنار اور مینا کار اور
کندن ساز کو بلوایا جس جس کے نام منیب نے لیے تھے اُن سب نے آن کے جوڑی
پہچانی اور کہا یہ ہمارے ہاتھ کی بنوائی ہوئی ہی۔ جب سلیمان نے دیکھا کہ
اب مین پورا چور اور مجرم بنا جاتا ہون۔ اور پولیس کے محرر نے کہا کہ
حسب دفعہ ۴۱۱ تم چوری کے مال کی حالت مین ماخوذ ہوئے۔ تو یہ اور بھی
چکرایا۔ صاف کہدیا کہ (یہ کڑے کی جوڑی ہماری بہنون نے ہمکو دی ہی)
تھانہ دار نے حکم دیا کہ جا کے انکی بہنون کو الہ آباد سے بلا لاؤ۔ اُن
پری تمثال بہنون کا تو ایک زمانہ عاشق تھا۔ کانسٹبل کے پہونچنے کے
پہلے ہی ایک صاحب اُنکے ہان داخل ہو گئے اور کل معاملے سے مطلع کیا
عورت ذات اور نو عمر نا تجربہ کار اور پردیس کا واسطہ۔ بڑی ہی بدحواس
ہوئین۔ اب جائین تو کہان جائین اور کرین تو کیا کرین۔ اُسنے کہا چلیے
میرے ہان چلیے۔ یہ سوچین کہ کیا معلوم یہ خبر صحیح ہی یا غلط۔ اور اگر صحیح
بھی ہی تو اس اجنبی کے ساتھ کہین کیونکر جا سکتی ہین۔ کرایے کی ایک خالی
گاڑی جا رہی تھی فوراً آدمی سے کہا کہ روک لے۔ اور بدحواسی کے ساتھ
اتر پڑین انکے اُترتے ہی بھیڑ لگ گئی۔ صدہا آدمی جمع ہو گئے۔ بیفکرے
ٹکٹکی باندھے کھڑے ہین۔ گاڑی تک جانے کو رستہ نہین ملتا۔ بہزار خرابی
گاڑی تک پہونچین۔ سوار ہوئین تو کوچبین نے پوچھا کہان چلیے گا۔ کس
امیر کی قسمت کھل گئی کہ چاند سورج کی جوڑی اسکے گھر جاتی ہی۔ یہ کوچبین کانا
آدمی تھا۔ واحد العین۔ اور بڑا مسخرہ اور شریر۔ شیرین ادا نے کہا نواب صاحب
کی کوٹھی پر چلو۔ تو وہ کہتا ہی۔ اجی اس بھولے پن کے صدقے۔ حضور یہ
شہر کا شہر ہی۔ یہان گھر گھر نواب ہین۔ کسی کا نام تو لیجیے۔ نام اُنکو یاد نہین
لیلی نے کہا اچھا سیٹھ جی کے ہان چلو۔ وہ بولا اجی حضور آپ تو پہیلیان

بجھوائی ہین۔ کون سیٹھ گھنٹھی مل کے ہان لیچلین۔ اسپر بنگاڑہ وان نے آوازہ کسا۔ واہ بٹیا واہ۔ جیتے رہو۔ کیا کھاؤ گے۔ گھنٹھی مل کے پاس لیجاؤ یا گڑوالون کی کوٹھی۔ چہارم تمھاری کہین نہین گئی۔ وہ ہم بولا یہ گاڑی الاہی یا لال کھان (خان) کنڈیا۔ اتنے مین ایک جوان سا فقیر آگیا۔ خدا سلامت رکھے میری بھولی بھالی مس بابا کو۔ ان گورے گورے نازک نازک ہاتھون سے سائین کو آج دلوادو۔ بلاچٹ۔ بلاچٹ۔ ان پیارے پیارے گالون کی بچھاور سائین کو بھی مل جائے آج۔ اتنے مین ایک اور بےفکرے لنگاڑے بنے ہوے فقیر جنیڈہ خانے سے نکلے۔ بھردے بھردے شاہ جی کی تونبی بھردے ؎

ترقی پر ہو ہر دم یہ ادائے نازروح افزا	رہین تاحشر زندہ یا الٰہی یہ مسی بابا
زکات حسن دو بوسہ لب لعل شکرخا کا	فقیرون کا سوال ہو ما ہر [illegible]

کوچمین نے کہا سیم صاحب گاڑی کو ان تماش بینون نے گھیر لیا ہے۔ جلدی بتائیے کہان جائیے گا۔ اتنے مین انکے آدھ ہی نے بیچ سے کہا ارے میان سیٹھ گوبرمل کے ہان لیچلو۔ کوچمین نے لوگون کو ہٹا کر گھی تیزکی۔ سیٹھ جی کی کوٹھی پر داخل ہوئی۔ خدمتگار نے اطلاع دی حضور وہی بہو [illegible] آئی ہین اسوقت نصرت الدولہ انکے ہان بیٹھے ہوے تھے غنچۂ دل کھل گیا۔ بلاؤ بلاؤ۔ نیکی اور پوچھ پوچھ۔ فوراً بلاؤ۔ یار ہم قسمت کے دھنی ہین۔ سیٹھ جی نے کہا ؎

ہمنشین [illegible] مرے ایام بھلے آئینگے
بن بلائے وہ مرے گھر مین چلے آئینگے

اتنے مین وہ دونون پریان انا البرق کہتی ہوئی آئین۔
سیٹھ۔ ہیلو۔ بی شیرین جان صاحب سلام مس لیلی گڈ مارننگ۔
شیرین۔ مرے جیتے کی خبر بھی نہین لیتے ہو۔ سچ ہے خیریون کی کسکو پڑی ہے

سیٹھ- کیون کیون خیر باشد- اسوقت یہ سیدھا سادہ لباس کیسا ہی- اور یہ وحشت کیون برستی ہی- مگر جانی خدا گواہ ہی اس سادگی مین اس سے بڑھکر جوبن ہی اور یہ اسوقت میم صاحب بنکر آئی ہو-

لیلی- تھین میم اور جوبن کی سوجھتی ہی- اور یہان جان پر بنی ہی- ذرا ادھر آؤ تو کہین ہوش اُڑے ہوے ہین-

سیٹھ- ا لنسے کچھ چوری نہین ہو جی- یہ ہمارے دوست ہین نواب نصرت الدولہ بہادر-

شیرین- ہان ہمنے آپکو دیکھا ہی- آپ اکثر کمیت گھوڑے پر سوار ہوکر نکلتے ہین

نصرت- زہے نصیب کہ آپ نے ہمین دیکھا- ہم تو اس قابل ہین نہین آپ پر تو تمام لکھنؤ کی جان جاتی ہی- مگر یہ اسوقت آپ نے وحشتناک خبر سنائی خیریت تو ہی- آپ سب کے دشمنون پر خدانخواستہ کیا مصیبت پڑی ہی

شیرین نے مختصر طور پر بیان کیا کہ ایک جوہری کے لڑکے نے ہمین ایک کڑے کی جوڑی دی تھی سونے کی جڑاؤ- ہمنے کہا ایک جوڑی لیلی کے واسطے بھی بنوا لین- بھائی کو دی کہ جاکے انکو اُدھ کینے گئی ہی وہان اُسکو پولیس والون نے گرفتار کر لیا کہ یہ چوری کا مال ہی- کوتوال نے ہماری طلبی کی- ہمکو پہلے ہی اسے معلوم ہو گیا تو گھبرا کے یہان بھاگ آئے

یہ باتین ہو رہی تھین کہ ایک آدمی نے آکر عرض کیا سرکار ان دونون کی تلاش مین ایک تانگہ آرہا ہی- کہا ٹھہراؤ- کپڑے پہنکر نصرت الدولہ اور گوبر لال کوتوالی چلے- اور یہ دونون اپنی کرائے کی گاڑی پر گئین ادھر یہ دونون رئیس زادے اُدھر وہ دونون پریزادین روشن الدولہ کی ابکھی یعنی کوتوالی مین داخل ہوئین-

ان رئیس زادون کو دیکھکر سب انسپکٹر سمجھ گیا کہ سفارشین آنے لگین اگر کوئی اور بنیا مہاجن ہوتا تو تھانہ دار ڈپٹ دیتا- مگر سیٹھ جی کا تمام شہر

احسانمند تھا- اور نصرت الدولہ بھی ایک نامی اور بار باش رئیس تھے-
یہاں اسقدر کارروائی ہو چکی تھی کہ روزنامچے مین چوری کا جرم درج ہو گیا تھا- تھانہ دار کے دل کی اسوقت عجب کیفیت تھی- بار بار کنکھیون سے اُن تبان سیمبر رشک قمر پر نظر غلط انداز ڈالتا تھا اور دل ہی دل مین سیٹھ جی کو کوستا جاتا تھا کہ انکے سبب سے دال نہ گلنے پائیگی-
تھانہ دار- کوئی کڑے کی جوڑی آپ نے اپنے بھائی کو دی تھی-
شیرین- (گوبرل کی طرف دیکھکر) جی ہان دی تھی-
تھانہ دار- سیٹھ جی صاحب آپ بڑے خوش نصیب آدمی ہین انھیو نو ن سے، آپ نے کہان بنوائی تھی-
شیرین- ہمکو ایک جوہری کے لڑکے نے دی تھی جو گھوڑے پر چڑھ کے نکلتا ہو- چاندی کا اسباب گھوڑے پر ہو-
اس جوہری بچے سے سب واقف تھے- اتنا پتا سنتے ہی منیب جی کے تو ہوش اُڑ گئے اور تھانہ دار اپنے دل مین سوچا کہ آج بڑی لمبی رقم چیرونگا- اور عمداً و قصداً اُسکے اظہار قلمبند نہین کیے- منیب جی کی طرف دیکھکر کہا- سنا لالہ جی گھر ہی مین چوریاں کرو- اور پولیس کو بدنام کرو اب بتاؤ خاک مین عزت مل جائیگی یا نہین- منیب جی کا رنگ فق- آنکھین کیا دیکھتے ہین کہ نواب صاحب مع چھمن اور تراب علی کے کوتوالی مین رونق افروز ہوے شیرین اور لیلی نے سلام کیا- مسکراتے ہوے آگے بڑھے- نصرت الدولہ اور سیٹھ جی نے کہا- ائین میان تم یہان کہان- کہا جہان تم وہان ہم- تھانہ دار نے استادہ ہو کر سلام کیا- کہا خان صاحب ذرا یہان آئیے گا علیحدہ کمرے مین تھانہ دار اور نواب صاحب مین گفتگو ہونے لگی-
نواب- بھئی اس مقدمے کو بہت طول نہ دینا- خبردار-

خان - (تھانہ دار) بڑا نازک ہو گیا ہی مقدمہ - منیب نے تو چوری کا مال لکھوایا - اور کئی دن پہلے روزنامچے مین رپٹ بھی لکھائی گئی ہی - اور ان یہودن نے صاف صاف کہہ دیا کہ اُس جوہری بچے نے دی ہی - جو گھوڑے پر سوار ہو کر نکلا تھا ہوا ور چاندی کا ساز ہی - ہم بے چالان کیے نہ رہینگے - اگر ان بیئیے مہاجنون جوہریون کے ساتھ رعایت کرین تو کھائین کیا - دس و پانچ ذرکا تو خرچ ہی یہ کہان سے آئے جناب - آپ اس مقدمے مین نہ پڑیے - ذرا دور دور سے تماشا دیکھیے - بڑی خوش نصیبی سے یہ مقدمہ آیا ہی - یہ یہودنین بھلا یون ہتّے چڑھنے والی تھین - اب لونڈیان بنی ہوئی ہین -

نواب - یہودنون کی طرف نظر بد سے نہ دیکھیے گا - اتنا یاد رہے -

تھانہ دار - (ہنسکر) ہان ایمرلئیے - اچھا صاحب - دوست کے مال پر نظر نہ ڈالینگے مگر اس جوہری سے تو بھر پور رقم لونگا -

نواب - واہ رہ مروت جون کھائی - لعنت ہی تم پر -

تھانہ دار - گھوڑا گھانس سے یارانہ کرے تو کھائے کون مرے - ایسی مروت سے بیٹھ رہیں گے زنا مگر ابھی کم سویرا ہی کہ روزنامچے مین ہمنے کچھ لکھا نہین ہی منیب کو بلا کر سمجھا دیجیے کہ لالہ کوڑی مل کو سمجھا کر ایک توڑا نوٹ کا لے آئین ورنہ وہ ہین اور کوتوالی اور عالم بالا کا میدان -

منیب جی بلائے گئے - کہا لالا آج ہی تو پھنسے ہو - اب یا تو گریبان یا پیکی پیسو یا کے یا بیوی کا منہ دیکھو یا دین کو عزیز رکھو - نواب صاحب نے کہا چلو ہمارے ساتھ تمھارے لالہ ہی نے ہمکو بھیجا ہی - تھانہ دار نے بخ کے ملازم گینڈا سنگھ کی معرفت رشوت لیا کرتا تھا - اسکو بھی ساتھ کر دیا - رستے مین منیب جی کی زبانی معلوم ہوا کہ جوہری بچہ اپنے خاندان اور کل ارباب قوم کے خلاف شراب خوار ہو گیا ہی - اسی قسم کی کئی حرکتین شراب کے نشے مین اس سے سرزد ہو چکی ہین - ایک روز تین دو شالے کھڑے کھڑے جلا دیے

ایک روز برومس کے مکان مین ایک کمہار کے گھر مین کود پڑے - کمہارن نے غل مچایا - بڑا فضیحتا ہوا -

نواب صاحب دل ہی دل مین سوچے کہ جدھر دیکھو اس شراب کی کثرت اور جس سے سنو اسی مردار کی شکایت ہی - اپنی اور سیٹھ جی کی بے اعتدالیان یاد کرکے افسوس کیا - انکو شک کی جگہہ یقین ہو گیا کہ ہم چوہری بچے نے شراب ہی کے نشے مین کڑے کی جوڑی چرا کے دی ہوگی

چوہری کی کوٹھی پر پہونچے تو لالہ نیم جان بوڑھے آدمی - چہرے کا رنگ فق - کہا نواب صاحب کو آج ہمنے بڑی تکلیف دی مگر اور ہمارا کون ہی جو اس وقت کام آتا - نواب صاحب نے سارا حال کچا چٹھا کہہ سنایا - ہزار روپے کی رقم جانے کا اسقدر افسوس ہوا کہ رونے لگے - تھوڑی دیر کی سرگوشی کے بعد کمینہ انکو چار سو روپے دیے اور کہا ہم ابھی کوتوالی مین آتے ہین دو سو کل دیے جاینگے - کوتوالی مین جاکر تھانہ دار کو سمجھا دیا کہ چھ سو پر قناعت کرو - اسنے فوراً انکو ایک ترکیب بتائی - اور پیشی پڑھا کر یون کارروائی کی -

تھانہ دار - شیرین جان تمکو یہ کڑے کی جوڑی کسنے دی -

شیرین - ہمکو سیٹھ کے چبرل نے دی - ہم انکو انگریزی گانا اور پیانو بجانا سکھلاتے تھے

تھانہ دار - آپنے یہ جوڑی انکو دی تھی سیٹھ جی صاحب -

سیٹھ - جی ہان - خاص میری بنوائی ہوئی جوڑی ہی -

تھانہ دار - منیب جی اگر یہ کڑے کی جوڑی آپ کی ہی تو وزن ضرور یاد ہوگا -

منیب - ہان سرکار - اسکا وزن ایسا کہ آٹھ تولے سے ماسا دو ماشا کم ہوگا پر جیاستی نہین ہوئیگا -

تھانہ دار - سیٹھ جی - آپ کی جوڑی کا کیا وزن تھا -

سیٹھ - نو تولے دو ماسے -

سونا تولا گیا تو ٹھیک نو تولے دو ماشے نکلا -

منیب جی دست بردار ہوئے - تھانہ دار نے انکو ضمانت پر رہا کر دیا -
اور صاحب مجسٹریٹ کے اجلاس مین رپورٹ کردی مقدمہ داخل دفتر -
دوسرے روز میان چمن خبر لائے کہ خداوند کچھ اور بھی سنا - پولیس والے
سو روپئے یہو دنون سے بھی لے مرے حضور تو جوہری کے ہان سے گئے تھے -
اور نصرت الدولہ بہادر او سیٹھ جی کو باتون مین لگایا اور وہ برق انداز
سلیمان کو علیحدہ لیگئے - کہا بچہ دس برس کو بھیجے جاؤ گے - اور یہ دونون
چچہ تیرہ میینے جیلخانہ بھگتنی تھا ۔۔۔ تھانہ دار صاحب کو دو سو روپئے نذر دو تو بچنے
کی صورت نکلے ورنہ جیل ہیو جاؤ گے - اُسنے بڑی خوشامد کی تب جاکے
سو روپئے پر راضی ہوئے اور اسیوقت سو روپئے کا نوٹ دھر دالیا - مگر یہ رقم
بالائی یار لوگون نے اوپر ہی اوپر اُڑا دی -
تیسرے روز خبر آئی کہ جس ہیج کو حضور پری منزل کہتے تھے اُسکی پریان
اُرگئین - کمرے خالی پڑے ہین - دو ایک آدمیون کی زبانی سنا کہ حضور
کے حضرات ذات شریف سے اسدرجہ گھبرائین کہ بھاگ گئین - اُدہر حوالات مین
سیٹھ جی اور نواب نصرت الدولہ بہادر آسے تو بڑا کھس کہرام مچ گیا -
ہائے ستم ہائے ستم - واویلا - وامصیبتا - نواب غضب ہو گیا - ہے

	آج ہوتا ہو دلا ورد جو میٹھا میٹھا	
	دھیان آیا ہی تجھے کسکے لب شیرین کا	

سنیئے - شہر چھوڑ کے جنگل بسانے کو جی چاہتا ہی ہے

	گریبان پھاڑ کر دیوانے بنکے نکلیون کہنی	
	کرے کیا عقل و فہم ہی جنون کا کارخانہ ہی	

یار مین تو دیوانہ ہو جاؤنگا کہ وہ الم ٹوٹ پڑا -

دور آٹھواں
بیگم صاحب کا روٹھنا۔ نواب کا منانا

کسی روز کے بعد نواب صاحب دربار برخاست کرکے شب کو محل سرا
تشریف لیگئے سوچتے جاتے تھے کہ آج بیگم صاحب سامنا ہو ڈیوڑھی مین قدم رکھا
تو مغلانی کی وہی چھوکری جسنے مسکرا کر کہا تھا کہ ہوا کھانا مبارک ہو جھپک کر
سامنے آئی اور مسکرائی۔

رئیس زادہ۔ (آہستہ سے) یہ آج مسکراتی بہت ہین آپ۔

مغلانی کی چھوکری۔ حضور آپ ہمسے ڈرا کیجیے۔

رئیس زادہ۔ تمسے تو نہین ہان تمھاری رسیلی نشیلی انکھڑیون سے البتہ
ڈرتے ہین۔ ان دونون بدمستون نے از خود رفتہ کردیا۔ چشم مخمور بھی بربلا ہو
ظالم مظلوم نما ہو۔ شوخی کوٹ کوٹ کر انمین بھری ہی۔ واللہ کیا آنکھ ہی ؎

چشم خونخوار تو از بسکہ سیہ کار افتاد | آنقدر بادہ کشی کرد کہ بیمار افتاد

مغلانی کی چھوکری۔ نہین ایمان کی قسم اب ہمسے حضور ڈرتے ہین۔

رئیس زادہ والا تبار گردون مدار نے اُس ملیح نونیز کے حسب حال یہ کلام
بادل پُردرد بصد حسرت پڑھا ؎

ای کہ سر حلقۂ خوبان سیہ فام توئی | چشم بد دور کہ خال رخ ایام توئی
گرچہ سر تا بقدم آمدہ نسخۂ کفر | کعبہ را مردمک دیدۂ اسلام توئی

مغلانی کی چھوکری۔ آج چھوٹی بیگم صاحب کی طبیعت بے مزہ ہی ذری۔
جانے کیا سبب ہی۔

رئیس زادہ۔ کیون کیون خیر تو ہی۔

مغلانی کی چھوکری۔ اے کیون کیون کا ہیکی۔ مارے غصے کے اور کیون
کیا نتھنے بنے جاتے ہین۔

رئیس زادہ۔ کس پر بد دماغ ہوئین۔

مغلانی کی چھوکری۔ حضور پر۔

رئیس زادہ۔ این! قصور۔ خطا۔ گناہ مین نے کیا کیا بتاؤ ظہورن

(مغلانی کی چھوکری کا نام تھا۔

ظہورن۔ حضور سوچین ہمکو تو تعینات کیا ہی کہ ٹوہ لیتے رہین۔

رئیس زادہ۔ کیا سوچون۔ خیر ہین کام نہین کرتا۔ انھون نے کسی زیور کی فرمایش کی ہو اور مین نے نہ بنا دیا ہو تو کہون اس سے بد دماغ ہو گئین۔ انکی خاطرداری تواضع دلجوئی نہ کرتا ہون تو انکو برا ماننے کا موقع ہو خدا ہی پھیر لائے

ظہورن۔ ہان یہ تو ٹھیک بات ہی مگر اب کیا کہون۔

رئیس زادہ۔ (آہستہ سے چٹکی لیکر) بتاؤ تمھین خدا کا واسطہ۔

ظہورن۔ (ہاتھ کو زور سے جھٹک کر) بس ذری الگ ہی رہیے گا۔

رئیس زادہ۔ شعر کے طرز پر۔

ہم ایسے ہو گئے اللہ اکبر ای تری قدرت
ہمارے نام سے اب ہاتھ وہ کانون پہ دھرتے ہین

ظہورن۔ اوپر آئیے گا تو معلوم ہو گا۔

رئیس زادہ۔ تم ساتھ چلو جانی۔

ظہورن۔ چہ خوش چیرا نباشد۔ واہ جانی وانی نہ کہیے گا۔

رئیس زادہ۔ چلو ہمارے سر کی قسم۔

ظہورن۔ اے حضور قسم نہ دیجیے آپ تو غضب کرتے ہین۔ واہ وا۔

رئیس زادہ۔ اگر ہمارا کچھ خیال ہی تو ساتھ چلیے۔

ظہورن۔ اچھا چلیے کل کو کہین یہ الہنا نہ دیجیے کہ کہا نہ مانا۔

رئیس زادہ۔ (ہاتھ مین ہاتھ دیکر) چلی آؤ چپکے چپکے۔

ظہورن۔ (ہاتھ چھڑا کر) یہ چھیڑ خانی رہنے دیجیے مین اس طرح ساتھ جاؤن تو خود بھی نکالی جاؤن۔ بس حضور اپنی عنایت تہ کر رکھیے۔ یہ آج تو بڑی مستیون پر ہین آپ۔

رئیس زادہ۔ اچھا آپ پہلے چلین۔ خداوند برا نہ مانیے۔

ظہورن۔ ہماری مجال ہی بھلا۔ جب مین پہنچ جاؤن اوپر تب قدم

اُٹھائیے گا بدگانی سے ڈر ہے۔

چھت پر جو پہونچے تو دیکھا کہ انکی چاہتی بیوی ایک نازک مسہری پر خواب ناز مین ہین فرش صاف جیسے بنگلے کا پر نزاکت کا یہ عالم کہ سایے سے بھی کمر نازک چکنے لگے چھوٹی بیگم گلبدن کا پاجامہ پہنے تھین اور سفید باریک تن زیب کا دوپٹہ کھسک کر آدھا مسہری کے داہنی طرف لٹک رہا تھا زلف پریشان تکیے پر بکھری ہوئی تھی کچھ بال بل کھاتے ہوئے گوری گردن کے ارد گرد کالی ناگن کی طرح لہرا رہے تھے ظہورن نے جا کر آہستہ آہستہ جگانا شروع کیا مگر ڈرتے ڈرتے۔

ظہورن۔ چھوٹی بیگم صاحب چھوٹی بیگم صاحب بیوی اے حضور ذری آنکھ تو کھولیے دیکھیے سرہانے کون کھڑے ہین۔

رئیس زادہ۔ مگر کیسے پڑی ہین۔

ظہورن۔ حضور اب آپ جانین آپ کا کام جانے مین تو جگا چکی۔

رئیس زادہ۔ ذرا ہاتھ پکڑ کر ہلاؤ۔

ظہورن۔ اب حضور ہی اتنی جرأت کرین۔

رئیس زادہ۔ (گدگدا کر) اُٹھو۔

ظہورن۔ اُٹھیے حضور ہمکو تو حکم دیا تھا کہ ذری چھوٹے نواب صاحب کی چال ڈھال کو دیکھتی رہنا اور ہمسے کہدینا اور خود سو رہین۔

رئیس زادہ۔ اخاہ۔ یہ جب ہی تم کہتی تھین ظہورن کہ ہمسے ڈریے اب۔ خیر صاحب اب ڈرا کرینگے۔

ظہورن۔ جی ادر کیا۔

رئیس زادہ۔ اجی صاحب اُٹھیے۔ اُٹھو تمھین خدا کی قسم۔ ہمین ایک گلوری دیدو بس پھر چاہے سو رہو۔

بیگم۔ کیا ہی کیا۔ جہان اتنی دیر رہے وہین جاؤ وہین گلوریان بنواؤ۔

رئیس۔ اوہ- اُئیں! خدا خیر کرے- یہ نئی بات سننے مین آئی-
ظہورن- کسی نے آپکی طرف سے کان بھر دیے ہین-
بیگم- اسوقت سر مین درد ہے بے اختیار سونے کو جی چاہتا ہو اب صبح کو
صاف صاف بیان کرینگے سونے دو-
رئیس۔ اوہ- درد سر اور نیند! خیر اچھا سو رہو اسوقت-
معشوقۂ نازنین اور محبوبۂ مہ جبین کو نواب اوہ با تمکین نے خشمگین
اور چین بہ جبین جو پایا تو آہستہ سے قدم اُٹھایا اور دبے پانون جا کر بند مشکین کو
رخ انور سے ہٹایا اور گوش صفا کوش دلبر ناز فروش کے قریب یون فرمایا کہ

چہ کردہ ام سبب رنجش تو میت بگو	بگو بکرد سر بد گمانیت گردم

حیرت تھی کہ یا للعجب یہ کیا اسرار ہو کہ یہ فتنۂ خوابیدہ بر سر پیکار ہی اور صورت سے
اس درجہ بیزار ہو کہ آدھی بات ہمسے نہ پوچھی آنکھ تک نہ کھولی میدان فکر مین
عقل کے گھوڑے لاکھ دوڑائے مگر منزل مقصود تک نہ پہونچنے پائے سوچے
کہ ابھی کل تک تو یہ کیفیت تھی کہ ہماری جدائی ایک آنکھ نہین بھاتی تھی ذرا
دیر ہوئی تو پشیمہ بت پریشیمہ ست آتی تھی چلیے بیگم صاحب یاد فراق ہین
صبح سے صورت بھی نہین دیکھی بیقرار ہوئی جاتی ہین اور آج ایسی بگڑین کہ روٹھنے
کے آثار صاف عیان ہین رنجش وملال کی باتین نمایان ہین چہرہ زیبا پر نقاب ہے
آفتاب عالمتاب تہ سحاب ہو- ع

نیم موسی نقاب از چہرہ بردار	نمی آید خوشم این لن ترانی

حضرت نے گدگدانا شروع کیا تب تو چھوٹی بیگم نے نزاکت سے ہاتھ
جھٹک کر چادر کو خوب زور سے لپیٹ لیا تو نواب صاحب نے چادر کے
چھیننے کا قصد کیا-
اس چھینا جھپٹی کے بعد نواب نے خوب دل کھول کر گدگدایا کئی بار
چھوٹی بیگم نے چٹکیان لین کئی مرتبہ جھلا کر انگلیون کو یون ہی سا کاٹ کھایا

میاں بیوی کی لڑائی جیسے ساون بھادون کی جھڑی ایک چھینٹا پڑا اور کھل گیا۔ ابر محبت سے غبار کلفت دُھل گیا۔ الغرض شکر رنجی ع

اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمے ماند

اور اس روٹھنے منانے بگڑنے اور کدگداانے میں بھی لطف ہے۔ یہ خیالات نواب زادہ والاتبار کے دل میں آئے تو خوب ہی مسکرائے۔ سہ

بگاڑ بھی نہیں ممکن لگاو سے خالی	نہ جاؤ عاشق و معشوق کی لڑائی پر

نواب۔ تم ایسا روٹھیں کہ میرے آنے حواس غائب ہو گئے۔

بیگم۔ یہ ٹھنڈی گرمیاں رہنے دیجیے بس۔

نواب۔ (ہنسکر) کیا ہی کیا۔

بیگم۔ یہاں سو کھے ٹھٹے کسی کو پسند نہیں۔

نواب۔ آخر یہ ماجرا کیا ہے۔

بیگم۔ تمھیں سوچو۔

نواب۔ یا اِلٰہی کچھ سمجھ ہی میں نہیں آتا سوچوں کیا خاک جب کوئی بات بھی ہو۔

بیگم۔ اپنے ہی دل سے پوچھو۔

نواب۔ دل تو قابو ہی میں نہیں ہے۔

بیگم۔ دیکھا ع

جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

دل قابو ہی میں نہیں۔ کاہے سے بے قابو ہو گیا۔ خدا ناکردہ کون ایسی سختی اُٹھائی۔ یہ بے قابو کاہے سے ہوا۔

نواب۔ تمھاری خفگی سے۔

بیگم۔ بجا۔ تتے کہا اور میں نے مانا بندی کا میکا بھی اس لکھنؤ ہی میں ہے کرسی میں نال نہیں گرمی ہو۔ ہماری خفگی سے آپ کا دل بے قابو ہو گیا

کیون صاحب ؟ بجا- ایسے انیلے ہم نہین ہین کسی کے خفا ہونے سے دل بے قابو نہین ہوا کرتا-

نواب - یہ بدگمانی ! خدا حافظ ہی-

بیگم - دل جب بے قابو ہوتا ہی کہ جب کسی کے قابو مین آجائے-

نواب - این ! اوچھا جی - این گل دیگر شگفت-

بیگم - مین تو تمپر جان دون تمھاری تصویر ٹنک کی دن مین سیکڑون بار جی بلائین لون اور تم یہ ہتکھنڈے سیکھو کہو دل جلے یا نہ جلے-

نواب - الٰہی خیر - الٰہی خیر-

بیگم - کیا ننھے ہین (منھ چڑھا کر) الٰہی خیر - الٰہی خیر - جانو کچھ جانتے ہی نہین

نواب - قسم جناب امیر کی-

بیگم - چلو بس قلم و سم نہ کھاؤ لڑکورے گھر مین جھوٹی قسمین کھانا گناہ ہی-

نواب - تو جب جھوٹی قسم ہو نہ-

بیگم - (پلنگ سے جھپٹ کر اُٹھین) اور اوپر سے باتین بناتے ہو-

نواب - اے تو کچھ کہو تو منھ سے (بیگم کے سر پہ ہاتھ رکھکر) اس سر کی قسم کھاکر کہتا ہون کہ-

بیگم - (منھ پہ ہاتھ رکھکر بس بس رکہ) کے آگے اور کلمہ نہ نکلے ہم ایسی سنتے نہین ہین - ہمارا سر بھی کوئی کدو مقرر کیا ہی آپ یہ قسم بازی تہ کر رکھیے - اوسی موئی مال زادی کے سر کی قسم کھاؤ جسکے پھیر مین پڑے ہو-

نواب - یہ آج تمنے سوگ نشینون کی وضع کیا بنائی ہی-

بیگم - (ہاتھ زور سے ٹپک کر) مین کہتی ہون تمھین یہ آج ہوا کیا ہی جو اول جلول منھ پر آتا ہی بے دھڑک بک دیتے ہو سوگ نشین ہون ہمارے دشمن واہ کہین سبزی تو نہین پی آئے ہو-

نواب - جی ہان بھنگ پی ہی - تمنے آج یاقوتی ضرور کھائی ہی - تمھاری

زبان کترنی کی طرح چلتی ہو -
بیگم - پھر آپ کے تو خیر سے ابھی ڈاڑھی بھی نہین -
نواب - (ہاتھ مین ہاتھ دے کر) اب جی خوش ہو گیا بس -
بیگم - ہوا ہو ہمارے تو دل کا کنول کھیا جاتا ہی -
نواب - (پیشانی کا بوسہ لیکر) واسطے خدا کے بتا کو تو یہ روٹھی کیون ہو -
بیگم - اچھا اکی پھر میرے سر پہ ہاتھ رکھو کہ ہمین کچھ نہین معلوم -
نواب - (سر پہ ہاتھ رکھا) اُس سر کی قسم جو مجھے معلوم ہو -
بیگم - ہائے غضب مین فقط تمھین آزماتی تھی اُف ہمارے سر کی قسم کھائی - غضب خدا - !!!
نواب - خدا ہی سمجھے جو مین کچھ بھی سمجھتا ہون -
بیگم - کیا اُڑتے ہین ہمسے -
نواب - خیر اب مین اصرار نکرونگا (تنگ کر) اس بدگمانی کا علاج ہی نہین - اللہ رے بدگمانی -
بیگم - اچھا یہ آج ابھی تک غائب کہان تھے آپ - شام کے گئے گئے اتنی رات جاکے آئے - جانے کیا کیا برے خیال جاتے تھے -
نواب - ہوا کھانے گیا تھا اور گیا کہان تھا - یہ بھی گناہ ہی -
بیگم - یہ اُڑان گھائیان کسی اور کو بتائیے -
نواب - کہا نہ کہ اس بدگمانی کا علاج ہی نہین ہاری مانو نہ جیتی مانو
بیگم - آپ کو ہوا لگی ہو -
نواب - (ہنسکر) تمھین سودا ہو گیا ہی -
بیگم - بجا -
نواب - آخر مین کوئی دودھ پیتا بچہ ہون جو سرِ شام سے گھر مین گھس رہون ساری خدائی کے خلاف باتین کرتی ہو -

بیگم - ہان نواب تک وہ وہ پیتے فرنی سارے نیچے تھے اب آج رات سے جوان ہو گئے ہو نہ -

نواب - ایک ڈاکٹر نے کہا ہو کہ صبح شام ہوا کھانے سے طاقت آتی ہو

بیگم - اُس ڈاکٹر نگوڑے کا سر - نہ کہین جاؤ نہ آؤ اور سنیے اللہ جانتا ہو ٹھیک ٹھیک بتاؤ ورنہ مہنا متھ مچاؤنگی اور جو اپنی والی پر آئی تو پھر خوب سا تماشا بھی دکھاؤنگی -

نواب - ٹھیک ٹھیک بتاؤ دن

بیگم - ہان اور جھوٹ بتاؤ گے تو کیا مین جان نہ جاؤنگی -

نواب - مین وہان گیا تھا سمجھ جاؤ بس -

بیگم - ہان ہان آپ مسکراتے کیا ہین کیا جھوٹ کہتی ہو

نواب - شان خدا -

بیگم - سنا ہوا ہی سب -

نواب - (بوسہ لیکر) تم ہمسے اسقدر بدگمان ہو -

بیگم - ہین ہی -

نواب - اچھا پھر کچھ دن مین تمھین خود ہی معلوم ہو جائیگا -

بیگم - اوہو کچھ دن مین تو تم کھل ہی کھیلو گے -

نواب - ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہو -

بیگم - اور یہ نیچے چپکے چپکے ٹھورن سے باتین کیا ہوتی تھین -

نواب - کس سے ؟

بیگم - تمتے تمسے تمتے اور کس سے - ہونھ ! کس سے -

نواب - مجھسے ؟ کب ؟

بیگم - (چٹکی لیکر) ابھی ابھی جب اوپر آتے تھے اور کب ؟

نواب - کچھ نہین - باتین کیسی -

بیگم - ہان! بلاؤن ظہورن کو قلعی کھل جائے پھر نہین! ہم سب سن رہے تھے

نواب - تم تو مین دیکھتا ہون اب اُڑتی چڑیان پکڑنے لگین

بیگم - کیسی کچھ - جب تمنے کہا کہ اوپر تم بھی ساتھ چلو تو اُسنے کہا کہ مین نہین جانے کا پہلے آپ جائین -

نواب - اچھا پھر اس اتنے کہنے مین بھی کچھ گناہ ہوا -

بیگم - گناہ نہین ہوا مگر تمنے چھپایا تو -

اتنے مین کالی گھنیری گھٹا جھومتی ہوئی اُٹھی اور چوطرفہ تاریکی چھاگئی تھوڑی دیر مین بجلی لوکنے لگی اور رعد نے سوتون کو خواب سے جگایا - ایک دم کے دم مین ننھی ننھی بوندین ٹپ ٹپ گرنے لگین -

بیگم - چلیے مسہری اور پلنگ اُٹھائیے -

نواب - ٹھہرو ظہورن کو بلا لین -

بیگم - (چین بہ جبین ہوکر) پھر وہی بات -

نواب - نہین نہین بھول گیا بھول گیا خطا ہوئی مین نے تمھاری تکلیف بچانے کے لیے کہا تھا - نہ مجھے کیا نہ سہی -

بیگم - تو اور اتنی لونڈیان باندیان صحیلین مغلانیان ماما چھوچھو بھری ہوئی ہین انکا کسی کا نام نہ چھوٹا (منہ بنا کر) ظہورن کو بلاؤن ہ -

نواب - (ہنسکر) توبہ -

اتنے مین ایک لونڈی آئی اور آتے ہی زینے کے پاس سے چلائی کہ حضور لونڈی حاضر ہے - الغرض پلنگ کمرے کے اندر بچھایا گیا اور مسہری بھی آدھی بھیگ چکی - جب اندر گئے تو نواب صاحب نے ٹھنڈی ہوا سے مسرور ہوکر یہ اشعار بہ لحن باربدی پڑھنے شروع کیے -

پیک فرخندہ فال آپہونچا — پھر پیام وصال آپہونچا -
پھر مبارک ہو صحبت ساقی — موسم برشکال آپہونچا

اُتر کے اب جائیگی کہان بط مے		ابر باران کا جبال آ پہونچا

بیگم۔ اہا ہا کیا ٹھنڈا ہو اسوقت ہان یہی شعرین پڑھتے جاؤ۔

نواب۔ اسمین ایک شعر بہت اچھا ہی دیکھو برسات کی تعریف مین کچھ اشعار پڑھین سنو گی۔

یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ پڑوس سے گانے کی آواز آئی اُسوقت کا سمان بھی قابل دید تھا بلکہ دید تھا نہ شنید تھا کالی کالی گھٹا چو طرف چھائی ہوئی مینھ جھما جھم برس رہا ہی رعد کا گرجنا اور بجلی کا چمکنا اور بھی فرقت کی آگ کو بھڑکاتا ہی کمسن ماہرو نوخیز میان بیوی ایک سجے سجائے کمرے مین بیٹھے مزے مزے کی باتین کرتے ہین ایک دوسرے کی محبت کا دم بھرتے ہین اور پڑوس مین گانا ہو رہا ہی تھپے دائرے والا گت بجاتا ہی مطرب اپنے فن کے جوہر دکھاتا ہی کیسا ہی غنچہ طبع کیون نہو یہ سمان اُسکی بیکلی کو دور کردے انقباض خاطر اور ملال طبیعت کو کافور کردے۔

نواب نامدار ذوجم اقتدار اور اُنکی زوجہ مقدسہ رشک بتان فرخار کو گانے کی آواز ایسی بھائی کہ کھڑکی کھول کر دونون نے چپکے چپکے تاک جھانک لگائی تو دیکھتے کیا ہین کہ بارہ بارہ چودہ چودہ برس کی پانچ چھ چھوکریان ملکر گاتی ہین اور سامعین کو وجد مین لاتی ہین۔ کبھی اندرسبھا کے اشعار عاشقانہ ورد زبان کبھی برکھا کی رت کا بیان۔ مگر تعلیم موسیقی سے ناواقف ہان نیچر نے اُنکو ایسی نازک آوازین عطا کی تھی اور اُنکی آواز اسدرجہ پیاری تھی کہ سامع دل و جان سے عاشق ہو جاتا فرط بیقراری سے تاب مفارقت نہ لاتا اول تو سب کی سراپا انداز و طناز دوسرے خوش الحان و نازک آواز تیسرے نوخیز و کمسن چوتھے برسات کی رات بارش کے دن اس سب مصالحے نے ملکر وہ رنگ اثر جمایا کہ روح تک وجد مین آئی۔

ایک دفعہ دو تین چھوکریون نے ملکر آدھی رات پچھلے پہر والا کویل

کو کے بار بار) یہ تان جو اونچے سرون مین لگائی تو نواب اور بھی مست بادۂ جنون ہو گئے عاشق مفتون ہو گئے۔ ع

کشیدہ ام ز جنون ساغرے کہ ہوشم ماند | دگر معاملہ با ہیچ میفروشم نماند

خون جوش بعشق زن ہوا طائر دل نخچیر تیر محن ہوا۔

چنان مست جنونم کہ زمستی جنون ساغر اندم | ز شادی روح مجنون باین دیوانہ می رقصد

پچھلے پہر بیگم کی آنکھ لگ گئی مگر نواب صاحب ادھر سے اُدھر کروٹین بدلتے تھے نیند نہین آتی تھی۔ بیوی نون کی یاد نے اُنکو سخت پریشان کیا آخرکار انکو یہ سوجھی کہ چلکے ظہورن کو چپکے سے جگائین آہستہ آہستہ گئے دیکھا کہ وہ سرست نازنینی پلنگڑی پر لیٹی ہوئی ہے بالکل غافل۔ نواب صاحب نے بے اختیار بوسہ لے لیا۔ بوسہ لیتے ہی اُسکی آنکھ کھل گئی دیکھا تو چھوٹے حضور اشارے سے کہا چلے جائیے۔ یہ بوسہ لینے کی جرأت تو کر ہی چکے تھے آو دیکھا نہ تاو پھر ایک بوسہ لے لیا ظہورن کہ زنگ بازندہ سالہ اور متوالی تھی بڑی ہی خوش ہوئی مگر دیا و امنگیر تھی۔ اس عرصے مین دو ایک عورتون نے انگڑائی لی ایک دو نے کھانسا تو نواب صاحب معاً چلے گئے اور تھوڑی دیر مین تڑکا ہو گیا۔ کوئی دو گھڑی دن چڑھے باہر برآمد ہوئے تو دیکھا کہ چھمن اور ایک اور مصاحب مین گلمنٹ ہو رہی ہے رفتہ رفتہ تکرار بڑھ گئی اور لپتا ڈکی کی نوبت پہونچی چھوٹی بیگم نے ظہورن کو حکم دیا کہ نواب کو ہمارے نام سے بلواو۔ ظہورن ڈیوڑھی مین آئی اور نورا دربان کو پکارنے لگی۔

ظہورن۔ نورا۔ نورا۔ اے نورا۔ موت لگیگی موے اپچی کو۔

خدمتگار۔ نورا۔ او نورا۔

نورا۔ (نیند سے چونک کر) کیا ہے میان۔

خدمتگار۔ دیکھو ظہورن دروازے پہ کھڑی پکار رہی ہین۔

نورا۔ (آنکھ کھول کر) کیا ہے ظہورن۔

ظہورن - تیرا سر ہو کب سے کنواڑے پاس کھڑی غل مچا رہی ہون -

نورا - کہو کہو نا -

ظہورن - چھوٹی بیگم صاحب پوچھتی ہین کہ لڑائی کس سے ہوئی یہ بلڑا ور غل کیسا ہی

نورا - لڑائی وڑائی تو کہین نہین ہوئی - خواب دیکھتی ہو کیا -

ظہورن - ارے یہ محلے بھر مین کھلبلی پڑ گئی ہی تجھے خبر ہی نہین ابھی - موا دوانہ (دیوانہ) گھنٹہ بھر سے برابر بم چخ مچی ہی تیرے حساب کچھ ہوا ہی نہین -

نورا - (خدمتگارون سے) کیا بات تھی بھئی بتاؤ بھائی -

خدمتگار - چھمن اور روشن علی مین دو دو چونچین ہو گئین اس وقت -

نورا - ہان یہ کاہے پر - ہوا کیا تھا کوئی چھتا بھی ہوا -

خدمتگار - چھتا کہین ہونے دیتے ہین دو دو پنجے کسا لیے بس تھوڑا ہی جیٹ الگ کر دیا -

نورا - چھمن کرارا ہی بھئی -

خدمتگار - اجی روشن علی بھی جبار ہا چھلکے چھوڑا دیے میان کے ظہورن نے جا کر اندر یہ چیہ جڑا -

ظہورن - (چھوٹی بیگم سے) ای حضور وہان تو کشتی ہو گئی تمام خون خچر - موئے دوانے گھا گھاتے اسنڈے ہوئے ہین اور چھوٹے نواب صاحب نے انکو اور بھی منھ لگا رکھا ہی - اور نورا تو موا اونگ رہا تھا - جب مین نے چار پانچ ہانکین دین تب لوگون سے پوچھا ہی کہ یہ کیا بات تھی -

چھوٹی بیگم نے کہا ذری بلواؤ تو ظہورن نے نورا کو پکارا -

نورا - (بہ آواز بلند) حاضر - سمجھی تھین ابکی پھر اونگ گیا -

ظہورن - چھوٹے نواب صاحب سے عرض ظہورن بڑے کے پاس کھڑی ہی کچھ پیغام لائی ہی ذری یہان تک آ جائیے گھر سے بڑے حضور نے یاد کیا ہی -

نورا۔ (نواب سے) حضور ظہورن پردے کے پاس ذرا حضور کو بلاتی ہین۔

امام الدین۔ لاحول ولا قوۃ۔

تراب علی۔ یہ ہمین سب کو نکلوائینگے۔

ایک رفیق نے کہا جی ہان انکی ایسی ہی حرکتین ہین دو چار ڈنڈ کیا کیے کہ زمین پر قدم ہی نہین رکھتے۔ نواب صاحب نے کہا لاحول اب جانے بنتی ہو نہ انکار کرتے بنتی ہے۔ جائے ماندن نہ پائے رفتن۔ توبہ توبہ لاحول ولا قوۃ ان بدمعاشون سے خدا بچائے۔ آپا جان کو خبر ہو گئی اب سخت ذلیل ہونا پڑیگا۔ کہا کیسا کچھ حضور انکی بدولت جو نہو سو تھوڑا۔ یہ ہمین نے پہل کی۔ ڈنڈ بیل پر بہت پھولے ہین۔ نواب زادہ باوقار لبخوا ہے۔ فقیر درویش برجان درویش۔ مضطر و بیقرار اٹھے اور چلے تو پردے کے قریب مغلانی کی جھوکری ظہورن سے کہ صاحب حسن و جمال خوبرو زہرہ تمثال پانزدہ سالہ آفت کا پرکالہ تھی دو چار ہوئے ظہورن اسوقت چھوٹی بیگم کے دوپٹے مین عطر عروس ملکر آئی تھی عطر کی لپٹ جو نواب کے دماغ مین پہونچی تو مست ہو گئے اور ظہورن کا پیارا پیارا ہاتھ چوم لیا ظہورن کے ہوش پران کہ خدا ہی خیر کرے بیگم صاحب اسوقت دیکھ لین تو مفت مین مہنا منتہ مچائین خدا جانے کس کس قسم کے خیالات دل مین جگہ پائین لیکن اس خوشرو اور خوش ادا نازنین نے اگر پرزرکھی ہوئی تو خود ہی کہتی موقع غنیمت جانکر ایک ادائے ہوش ربا سے ذرا جھمک کر کھڑی ہوئی اور مسکرا کر کہا۔ دیکھو نواب یہ دل لگی ہمین گوارا نہین ہے۔

نواب۔ (ہاتھ جوڑ کر) خطا ہوئی۔

ظہورن۔ (تیکھی چتون کرکے) اجی واہ صاحب اچھی خطا ہوئی کہ ایک سیانی لڑکی کا ہاتھ پکڑ کر مروڑ ڈالا۔

راوی۔ واہ مروڑ ڈالا! چوم لیا۔

نواب - معاف کرو پیاری-

ظهورن - (پھر تبسم کرکے) اہاہا پیاری! (ہنسکر) کہان ہو اسوقت - یہ پیاری کی کیا تقریر تھی حضور - کہ دون چھوٹی بیگم سے جا کے-

نواب - (دانتون کے تلے انگلی دبا کر) ارے! کہین ایسا غضب بھی نکرنا ہم تو خیر تم تو فوراً ہی گھر سے نکالی جاؤ گی-

ظهورن - (تنک کر) اونہہ اونہہ ذری دیکھیے گا بڑے نکلوانے والے آئے-

نواب - قریب آؤ کچھ کہینگے-

ظهورن - (اور پیچھے ہٹ کر) بس الگ ہی رہیے دور دور - دیکھو ہمنے کہدیا ہے ہان

نواب - اچھا قسم کھاؤ کہ چھوٹی بیگم سے نہ کہو نگی-

ظهورن - اللہ جانتا ہی جو کسی سے بھی ذکر کرون اور چھوٹی بیگم سے کہکر بھلا سو تیا ڈاہ پیدا کرونگی-

نواب صاحب اندر تشریف لیگئے سمجھے تھے کہ بڑے حضور یعنے بڑے نواب صاحب کو خبر ہو گئی مگر جب سنا کہ چھوٹی بیگم نے بلوایا ہی تو جان مین جان آئی منٹ بھر کے بعد ہی ظهورن بھی پہونچین لیکن اب وہ ظهورن نہین ہین جو پہلے تھین - اب نواب صاحب کے سامنے اٹھکھیلیان کرتی چلتی ہین یا یہ کہ ناز و ادا سے اٹھلائے اور جھوم جھوم کر چلنے لگین چھوٹی بیگم کو کیا خبر تھی کہ ظهورن بھی اب مطبوع طبع نواب نامدار ہین انھون نے نواب صاحب کو خوب آڑے ہاتھون لیا-

چھوٹی بیگم - یہ دنگا کیسا تھا-

نواب - دو بدمعاش لڑ پڑے باہم - مگر مین ابھی ابھی انکو سزا دونگا-

چھوٹی بیگم - بھلا محلے والے کیا کہتے ہونگے اپنے دل مین-

نواب - شد فی امر-

چھوٹی بیگم - کیا قصا تھی-

نواب - کیا ؟ -

چھوٹی بیگم - پوچھتی ہون کیا قضا تھی کہ ٹالے نہ ٹلتی شدنی امر کیا -

نواب - مین ابھی ابھی خدا کی قسم اسی دم سزا دونگا جسمین پھر انکو جرات نہو -

چھوٹی بیگم - موے کھا کھا کے سنڈے ہوئے ہین ڈیان لگی ہین نگوڑون کو -

نواب - اور کیا -

چھوٹی بیگم - اوپر سے ہنستے ہو اور کیا جو میرے نوکر ہوتے نہ تو کھڑے کھڑے نکال دیتی -

نواب - کیا خوب - اور ہین کسکے نوکر آخر -

چھوٹی بیگم - ہائین غضب خدا کا ڈنگا سا ذنگا مچا تھا - اور طرہ یہ کہ آپ بیٹھے ہین - وہ رئیس کیا کہ جنکے سامنے ذنگا ہو - مصاحب کشتیان لڑین اور رئیس بیٹھے منہ تاکا کرین -

نواب - مین جا کے ابھی موقوف کیے دیتا ہون دونون کو -

ظہورن - پہلے اس موئے ایمنی کو تو دفان کرو لونڈا کو - اتنا غل غپاڑا مچا اور اسکو کانون کان خبر ہی نہین - دن رات بیٹھا اونگھا کرتا ہی دربان ایسے ہوا کرتے ہین -

راوی - اللہ اللہ اب بی ظہورن بھی شیر ہین نواب صاحب سے فرمایشین ہونے لگین کہ فلانے کو موقوف کرو ڈھمکے کو موقوف کرو - سچ ہی - ؎

خواجہ با بندۂ پری رخسار		چون درآید ببازی و خندہ
چہ عجب گر خواجہ حکم کند		زین کشد بار ناز چون بندہ

چھوٹی بیگم - چاہیے لونڈا کو پنشن دو - چاہو کسی اور کام کے لیے مقرر کرو مگر میرے دروازے پر آج سے آیا تو مین نکلوا ہی دونگی -

ظہورن - حضور آپ نے کچھ کہین جو اکی یہان دروازے پر بیٹھا نہ تھا اللہ جانتا ہی تاک کر آگا سا ہی تو رونگی موے کی پینک مین وہ ہوتا ہی ہم موے اُلّو کی شکل سے ہمین نفرت ہی

نواب ثریا جاہ بیگم صاحب کی میٹھی میٹھی باتون اور ترشروئی کے ساتھ پیار کی گھاتون اور بی ظہورن کی رنگین ادائی اور دلربائی کے لطف اٹھا کر باہر تشریف لائے پردہ اُٹھاتے ہی دیکھا کہ نورا دربان بداطوار افیونیون کا سردار و قافلہ سالار تپائی پر بیٹھا اونگ رہا ہے مارے غصے کے کسکر ایک لات جمائی تب تو میان نورا چونک پڑے اور متحیر ہو کر بولے کہ یا الٰہی یہ کیا آفت ناگہانی آئی آنکھین جو کھولین تو دیکھا کہ چھوٹے حضور ہین جھک جھک کر با ادب آداب بجا لایا اور چپکا ایک کونے مین دبک رہا۔

نواب۔ تم ابھی ابھی برطرف

نورا۔ کیا مجال۔

نواب۔ (چانٹا لگا کر) مردک۔

نورا۔ کیا خوب یک نشد دو شد پہلے لات جمائی ابکی چانٹے کی نوبت آئی بڑے حضور کی دوہائی۔

مصاحب۔ ارے چپ دل لگی کرتے ہین۔

نورا۔ ہمارا تو بھرکس نکل گیا آپ کے نزدیک دل لگی ہے۔

نواب۔ تجھکو ہمنے اسی دم موقوف کر دیا۔

نورا۔ اے حضور کیا طاقت۔

نواب۔ کوئی ہے۔

خدام۔ حاضر۔ حاضر پیر و مرشد حکم حضور۔

نواب۔ اس پاجی کی گردن مین ہاتھ تو دو۔

نورا۔ پہلے حضور ہاتھ لگا کر دیکھ لین پھر اورون کو حکم دین۔

نواب۔ (دھپ جما کر) اب خوش ہوا یا ایک اور دون۔

نورا۔ بس ہمین پر شیر ہین قبلے مارین شاہ مدار۔

نواب۔ بھنگ پی گیا ہے کیا۔

نورا۔ اے حضور کہہ دیا ہے بس اسی مین خیر ہے کہ زبان نہ کھلوائیے غلام اس
ڈیوڑھی پر حضور کے باپ کے ابا جان کے وقت سے مقرر ہے۔ خدا گواہ ہے جو
پروسنے کے پاس کبھی ایسی گفتگو سُنی ہو جیسی ابھی ابھی سُنی مجھے۔ ہا

نواب۔ (رنگ فق) مت بک نالائق نابکار۔

مصاحب۔ (دنگ) حضور یہ گھاس کھا گیا ہے۔

نواب۔ نورا ادھر آ (علیحدہ لیجا کر) کیا بکتا ہے بے تو۔

نورا۔ (کان مین چپکے سے) غلام سے اور اس چھکو ظہورن سے لاگ ڈانٹ ہے
مگر حضور اسپر بے طور ریجھے۔ اسوقت تو واللہ آپ نے غضب ہی کیا کہ عین
ڈیوڑھی مین زبردستی بوسہ لے ہی لیا اب خدا کے لیے مجھ بوڑھے پر رحم کرو
ظہورن آپ کو اور آپ ظہورن کو مبارک مگر مجھ بڈھے بیچارے کو اس خام پارہ
کے چغلی کھانے سے کیون دربدر ٹھوکرین کھلواؤ گے۔

نواب۔ خبردار نورا نمک حرامی نہ کرنا کسی سے جو یہ راز کہا تو حلال ہی
کر ڈالونگا سمجھا!۔

نورا۔ خوب سمجھا مگر یہ حرام کامون کے لیے حلال کا لفظ بھی کتنا موزون ہے
حضور مین کوئی چرکٹا تھوڑا ہون نہین غلام بھی فارسی خوان ہے۔

نواب۔ ہمنے تمہارا قصور معاف کر دیا۔

نورا۔ ہونہہ! کیا احسان جتاتے ہین۔ پیر و مرشد حضور نے میرا قصور
معاف کیا یا غلام نے زبردستی قصور معاف کروایا انصاف کیجیے۔

نواب۔ زیادہ بک بک ہمین پسند نہین۔

نورا۔ واہ! ظہورن سے گھنٹون گھل گھل کے باتین کیا کیجے۔ ہمنے جو
ایک بات کہی تو بگڑ کھڑے ہوئے۔ شان خدا۔

نواب۔ تمنے ظہورن کو چڑیل کیون کہا۔

نورا۔ بغض اور تعصب کے سبب سے عداوت اور حسد کے سبب سے۔

نواب - شاباش نورا بڑے سچے آدمی ہو - اچھا سچ بتاؤ - ظہورن کیسی ہی ہی خوبصورت او جوان کہ نہیں -

نورا - ای حضور بس دنیا مین بند کرنے کے لائق ہی - جوانی پھٹی پڑتی ہی ابھی پورے پندرہ کی بھی تو نہین پھلا وا ہی پھلا وا ہی --

نواب - نورا تم اب رازدان ہو -

نورا - حضور کے باپ اور دادا تک کا تو مین رازدان ہون آپ تو ابھی کل تشریف لائے ہین افشار راز کرون تو کھڑا چنوا دیجیے ایسی بات ہی بھلا

نواب - نورا ظہورن پر ہماری جان جاتی ہی -

نورا - ای خداوند حضور کے دادا کے وقت مین ایک مغلانی تھی ای ہر بس کچھ نہ پوچھیے ظہورن سے بھی بڑھی ہوئی اوسپر آپکے دادا جان مرتے تھے اور بڑے حضور کا بھی ایک منہارن پر دل آیا تھا - یہ تو پشتہا پشت سے حضور کے ہان ہوتی آئی ہی ہان فرق اتنا ہی کہ وہ لوگ کامیاب نہوے اور حضور میری رائے پر چلینگے - تو سرخرو ہونگے - ع

اگر پدر نتواند پسر تمام کند

نواب - تم اگر کوئی صلاح بتاؤ نہ تو عمر بھر کے لیے خوش کر دون -

نورا - واہ ہم در گذرے - عمر بھر کے لیے خوش کر دینگے ہان ہان جانتے ہین کہ انہی آدمی ہو مکھی چوس سا - صدہا عوارض مہلک مین مبتلا - بہت جیا جیا جئیے اور دس پانچ مہینے - کہنے لگے عمر بھر کو خوش کر دونگا - بس اپنی کا آنا نات رہنے دیجیے -

نواب - ارے کمبخت پھر کیا انعام دین -

نورا - بس مین اسی ڈیوڑھی پر رہون -

نواب - اچھا ظہورن سے کہو - وہ ہان جائین تو کیا مضائقہ

نورا - ہاہاہ

نواب - پھر نکل نہ جانا۔
نورا - اجی ہوش کی دوا کیجیے حضور۔
نواب - نورا تم بڑے گستاخ ہو گئے ہو۔
نورا - حضور کا لفظ تو آخر مین کہ دیا تھا کہ نہین۔ پھر کیا ہے۔
نواب - اچھا ظہورن کی ماں کو تو گانٹھو۔
نورا - اجی تو اس جھگڑے سے آپ کو کیا مطلب میرا جو جی چاہے وہ کرون آپکو آم کھانے سے واسطہ ہو یا درخت گننے سے۔
نواب - پھر اسکا کب جواب دوگے۔
نورا - ٹکا سا جواب کہیے آج ہی دے دون مگر جواب با صواب کل دونگا۔
نواب - اچھا مگر ضرور۔
امام الدین - اخاہ! اسوقت تو میان نورا خوب گھل گھل کے باتین کر رہے ہین
نورا - ہونھ! آئے وہان سے بڑے مصاحب کی دم بنکر۔ بھائی یہان برسون سے اسی سرکار کا نمک کھاتے آئے ہین تمسے ایرے غیرے پچکلیان سیکڑون آئے اور سیکڑون گئے۔
نواب - نورا تم جاکے اب بیٹھو مزے سے ڈیوڑھی پر۔
نواب نامدار معہ رفقا و مصاحبین بدگر دار اپنے عالیشان کمرے مین جاکر بصد زیب و تجمل متمکن ہوے۔
میان نورا نے میدان خالی پایا تو پردے کے پاس سے ظہورن کو بلایا ظہورن ململ کا دوپٹا سنبھالتی ہوئی باہر آئی تو نورا کو ڈیوڑھی پر دیکھکر بہت جھلائی۔ چین بہ جبین ہوکر بولی کہ اس افیمی نگوڑے کو موت بھی نہین آتی ہر وقت ابھی اس کھوسٹ کو بھول بھول جاتی ہے۔
نورا - لو ظہورن اب کیا پوچھنا ہے گھی کے چراغ جلاؤ چھوٹے حضور تم پر ریجھ گئے
ظہورن - اے ڈرمرے کچھ شامتین تو نہین آئی ہین۔

نورا - ابھی ابھی مجھسے پوچھتے تھے کہ بی ظہورن کوئی چودہ پندرہ برس کی ہوگی
مین نے کہا قربان جاؤن حضور اُٹھتی جوانی ہے متوالی ہو رہی ہو -
ظہورن - ارے خدا سے ڈر مردوے کہین آسمان نہ پھٹ پڑے -
نورا - دادی جان کے مرنے کی قسم -
ظہورن - (ہنسکر) اے لو اور سنو مسخرے کی باتین - قبر مین پاؤن تو خود
لٹکائے بیٹھا ہے تیری دادی کیا عاقبت کے بورئیے بٹوریگی -
نورا ابھی ہماری دادی دادی کو نہ کوسا کرو - ظہورن تیری نشیلی آنکھڑیون کی قسم
تو نے چھوٹے نواب صاحب پر جادو کر دیا - رسیلی نینون والیون نے
جادو ڈالا -
ظہورن - (قہقہہ لگاکر) اخاہ خیر سے تان سین کی بھی بیٹ کھا گئے ہین -
نورا - ظہورن اللہ جانتا ہے تیرے ہزار جان سے نواب عاشق ہین میرے
منہ سے کہین اتنا سا کلمہ نکل گیا کہ رایا ہوا بدن ہے تو بگڑ کے فرمانے لگے
کہ واہ کہین ہو نہ گدرایا ہوا بدن یون نہین کہتے کہ وہان پان عورت ہے
لو آپ ہین کرو -
ظہورن - اے چل دور ہو موے اپنی آج سے ہمسے دل لگی دل لگی نہ کرنا
نہین تو جانیگا -
نورا - سنا نہین کہ گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے - زیادہ ترش ہو گی تو مین
صاف صاف کہہ چلونگا - وہ اُسوقت کیا ٹھٹھی ٹھٹھی باتین ہو رہی تھین -
ہمکو اُڑان گھائیان بتاتی ہو کیون بو بو اب بولو -
ظہورن - اللہ جانتا ہے تیرا اپنا خون آپ کر ڈالونگی اسوقت جو واہی تباہی
منہ مین آتا ہے بیدھڑک بکتا جاتا ہے کچھ دوانہ تو نہین ہو گیا ہے - اُلّو کہین کا
نورا ظہورن جو مین جھوٹ کہتا ہون تو بہشت نصیب ہو اللہ جانتا ہے - نواب
مجھسے ابھی ابھی کہہ چکے کہ کوئی تدبیر نکالو جسمین ظہورن

ظہورن - اچھا اب اسوقت مختصر کرو چھوٹی بیگم جب آرام کرینگی تو مین چپکے سے چلی آؤنگی - اور سن لونگی -

نورا - اے تم سلامت رہو -

ظہورن کو شک کی جگہ یقین تھا کہ نواب میرے عنفوان شباب اور جوانی کی آب و تاب پر ہزار جان سے ریجھے ہوے ہین - جاتے ہی صابون سے منہ دھویا اور خوب ہی نکھار کیا بالون مین حنا کا سولہ روپے سیر الاتیل کسیو بل کی لیتے تھے اور رخ انور سے حسن و جمال برستا تھا سرخ موباف کا عالم تھا - چھوٹی بیگم نے جو انکو دیکھا تو مسکرا کر کہا کہ اللہ اللہ آج تو غضب کے نکھار ہین - اسوقت تو ظہورن بیگم زادی معلوم ہوتی ہے -

ظہورن - بندگی پھر آخر پیشخدمت کسکی ہون ابھی آپ کے طفیل مین شہزادی معلوم ہونگی یہ سب حضور ہی کی جوتیون کا صدقہ ہے - کچھ اور ہے -

اب دوسرا حال سنیے کہ رئیس زادہ باتوقیر جب نورا دربان مقصر زبان سے رمز و کنایہ کی باتین کر کے کمرے مین آیا تو مسند جاہ نگار و عظمت بار پر بیٹھکر فرمایا کہ امام الدین خان کبھی اسوقت ہم از بس نادم و خجل و شرمندہ و منفعل ہوے - امام الدین نے گردن نیچی کر کے کہا حضور بات ہی ایسی ہوئی مگر افتاد - تراب علی بولے قبلہ عالم یہ سارا تخم فساد میان جھمن کا بویا ہوا ہے ایسے ہی لوگ تو دربارون اور رئیسون کا نام بد کرتے ہین ایک مچھلی سارے تالاب کو گندہ کر دیتی ہے گیہون کے ساتھ ہم لوگ بھی گھن کی طرح پسے جاتے ہین

تراب علی - بہت چل نکلے تھے - جب دیکھو گدے بازی ہی کی باتین کیا کرتے کوئی بولا اور آپ نے آنکھین نیلی پیلی کین - اب آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہوگا -

جھمن - حضور قصور اگر ہوا تو دونون سے روشن علی بچ جائین اور غلام معتوب ہو - بھلا یہ کونسی بات ہے انصاف کی اور یون حضور مالک ہین -

تراب علی۔ اور سنیے؟ انکی اور روشن علی کی برابری؟۔ وہ وزیرزادہ ہین حضور مگر گردش فلکی سے مجبور ہین میان جھمن بھی کوئی شریف ہین۔

نواب۔ ہان! کیا شریف نہین ہے؟

تراب علی۔ اجی خداوند نام ہی سے نہ دیکھ لیجیے۔ جھمن۔ بھلا جھمن بھی آج تک کسی بھلے مانس کا نام ہوا ہو۔ یا جیون سے نام ہین شیخ جھمن۔ یا سید جھمن یا مولانا جھمن کسی نے کبھی سنا ہو تو بتائے۔ اور روشن علی میر روشن علی خان صاحب تو مشہور عالی خاندان آدمی ہین۔

نواب۔ جھمن کے سبب سے محلے بھر مین آج ہماری بدنامی ہوئی۔

رفیق۔ اسمین کیا شک ہے خداوند۔

دوسرا رفیق۔ حضور کی بدنامی تو کیا اگر ہان ہم لوگون کی البتہ ذلت ہوئی۔

تراب علی۔ لوگون نے اپنے اپنے دل مین کیا کہا ہوگا کہ یہان کیسے کیسے بدمعاش جمع ہوئے ہین۔

مصاحب۔ حضور آج تو دربار بالکل بھٹیار خانہ ہوگیا۔

نواب۔ پھر اب جھمن کی صورت دیکھنے کا مین کیونکر روادار ہون۔

جھمن۔ حضور زبان مبارک سے بس اتنا فرما دین کہ جھمن اِنجا بنخریر اقصور معاف کردیا

نواب نے کہا جاؤ معاف کیا۔ تو ایک مصاحب نے کہا جھک کر سلام کر بے ادب۔ دوسرا ابولاسات بارگن سکے۔ تیسرے نے کہا بڑی ذرہ نوازی کی حضور نے۔ امام الدین بولے ایسے رئیس پیدا کہان ہوتے ہین بھائی جان واہ واللہ کیا مزاج پایا ہے۔ وہ موم ہے وہ موم ہے۔ اللہ جانتا ہے وہ موم ہے۔

جھمن نے زمین دوز ہوکر کہا آداب حضور۔ حق تعالی حضور کی مرادین بر لائے جلا لیا۔ خدا جانتا ہے تن مردہ مین اسوقت جان آگئی۔ اسپر روشن علی نے کہا تن مردہ! ہونہہ تن مردہ یا خاصے ہٹے کٹے بنے ہین۔

دور نوان
صحبت رندان ہمدم و ہمساز او خاتون بلقیس مرتبت پر فشار رسا

تمام عمر پیے جام بادۂ گلگون	یہی وظیفہ ہو دن رات مجکو مستی مین
جہان مین نام مرا رند بادہ خوار ہوا	چڑھاؤن جام کوئی نشہ کا اتار ہوا

پہلے تو نواب ہلال رکاب مجھے کہ وہ یاقوت لب سیم غبغب یہودنین امین آباد کے بدمعاشون کی بدمعاشی کے ڈر سے کسی اور محلے مین جاکر مسکن گزین ہوئی ہین چو طرفہ آدمی دوڑادیے کہ جاکے خبر لائین مگر انکا پتا نہ ملا آخرکار نواب صاحب کو یقین ہوگیا کہ ان پریون نے کسی اور شہر کو غیرت پرستان بنایا لکھنؤ کو ویران اور سونا کر گئین دل وحشت منزل کی عجب کیفیت تھی۔ کسی پہلو چین نہین آتا تھا۔ لہذا نصرت الدولہ اور سیٹھ جی کو بلوایا اور اُنسے کہا کہ از برائے خدا اُن عاشق کش معشوقون کی صورت زیبا کہین سے تو دکھاؤ۔ سیٹھ جی نے کہا ہمنے اُڑتی سی خبر سنی ہو کہ اُن شاہدان طناز نے کانپور کو دار الفرح والسرور بنایا ہو۔ ابھی ہوٹل مین ٹکی ہین مگر کمپنی باغ کے محاذی ایک بنگلہ استقامت کے لیے ٹھہرایا ہو اتنا سننا تھا کہ نواب صاحب نے جھمن کو بلایا اور نادری حکم سنایا کہ اسی دم کانپور جاؤ اور اُن اصنام لالہ رو کی خبر لاؤ۔ ہماری طرف سے یہ دو شعر کو دینا۔

من بے تو بنالہ ہائے خونین	اے تو شاہد عشوہ ساز چونی
تو بے من خون گرفتہ چونی	معشوقہ عشقباز چونی

اتنے مین تراب علی آیا دست بستہ عرض کیا پیرومرشد وہ تو بخطار است بمبئی چلی گئین انکو بعض حضرات نے ڈرا دیا کہ سیٹھ جی تیز نالش کرنے والے ہین۔ اور جوہری والے سے پھڑک کھا ہی چکی تھین بدحواس ہوکے بھاگ گئین۔

سیٹھ۔ ہائے افسوس۔ امام الدین ہبی۔ اسوقت کچھ پلواؤ۔
نواب۔ مین کہنے ہی کو تھا۔ میرے دل کی بات کہی۔

نصرت۔ بلے اسکے اسوقت ہرگز نہ رہا جائیگا۔

شرابیون کا قاعدہ ہو کہ روز توبہ کرتے ہین اور روز توبہ شکنی صبح کو توبہ کی شام کو پی رہے ہین۔ پیتے دیر نہ توبہ کرتے۔ اپچھے ہم ہین ابھی توبہ اور چاہے کوئی عارضہ ہو شراب کو سب کا علاج سمجھتے ہین۔ غم غلط کرنے کے بہانے سے اتنی پی کہ نواب صاحب بیہوش ہو گئے۔ شب کو ہوش آیا تو نہ گو جبرل نہ نصرت الدولہ۔ تراب ہو۔ گلباز اور لالہ حسین بخش نعین پڑے ہوے حکم دیا کہ انکو جگا کر رخصت کرو اور محلسرا کی جانب سے دور دور۔

نواب نامدار مصاحبین سے رخصت ہوکر محلسرا جانے لگے تو دروازے کا پردہ اٹھاتے ہی دیکھا کہ بی ظہورن خوب نکھر کر کھڑی ایک عورت سے چپکے چپکے باتین کرتی ہین۔

نواب۔ بی ظہورن ہین۔ دیکھون! یہ تو کوئی اور معلوم ہوتی ہین۔ اندھیرے مین کچھ سوجھتا ہی نہین ظہورن ہی ہین نہ۔

ظہورن۔ (شیرین ادائی کے ساتھ ترش ہوکر) اوئی ہو کیا انجان بنے جاتے ہین جانو کچھ جانتے ہی نہین۔

نواب۔ کہان تھمان اسوقت کہان۔

ظہورن۔ آپ کوئی قاضی ہین؟

نواب۔ یہ باتین کس سے کر رہی ہو۔

ظہورن۔ کسی سے کر رہے ہین (عورت سے) دوگانا چلو چلین۔

نواب۔ اخاہ یہ آپ کی منھ بولی بہن ہین؟ ذرہ ہی ہین تو دکھا دو۔

دوگانا۔ (ظہورن سے لپٹکر) اے ہے بہن یہان تو جیسے کوئی فنکاری مارتا ہو

ظہورن۔ اوئی یہ نگوڑا دربان ہو۔ موا الو را بو تاب خراٹے لے رہا ہو۔

دوگانا۔ اف جی سنسنا اٹھا۔ توبہ ایسے کسی کے خراٹے ہون۔ خیر خیر سہم گئی ہائے ڈر کے۔

نواب - ظہورن تمھین واللہ ذری اپنی منھ بولی بہن کا جھمکڑا دکھا دو-

دوگانا - اونھ اونھ - بڑی دکھانے والی انکی ظہورن چلو بہن چلین اب - ہمین پرائے مردون کی یہ باتین زہر لگتی ہین -

نواب - اللہ اللہ یہ تو بڑی گرما گرم معلوم ہوتی ہین -

دوگانا - ظہورن یہ مردوا آخر ہی کون - اللہ جانتا ہی تمھارے سبب سے چپکی ہو رہی نہین تو کسو کا مقدور پڑا تھا کہ آدھی بات کر لینا -

ظہورن - ای چپ رہو چھوٹے نواب صاحب ہین -

دوگانا - ای واہ حضور - یہ آپ کے وصف تو آج معلوم ہوئے -

ظہورن - چھپے رستم ہین ہین - اور ڈھٹائی تو دیکھو -

دوگانا - اب ہم نہ بولینگے تم دونون کے بیچ مین - تم جانو وہ جانین -

ظہورن - ہائے میرے اللہ آپ جانے ہو کہ ہم جا کے چھوٹی بیگم سے کہ دین - آپ تو ماشاءاللہ دار آدمی ہو کر وہ بنے جاتے ہین -

دوگانا - ای ہر محنت کا جھگڑا لگا لاہی ہماری تو آنکھین جھکی پڑتی ہین -

ظہورن - (ہنسکر) نیند حرام کر دی -

نواب - اچھا ذرا انکی صورت دکھا دو بس ہم چلے جاتے ہین -

ظہورن - دکھا دو دکھا دو - کیا گھول کے پی جائینگے کچھ -

دوگانا - ای واہ اچھی آئین - اسوقت یون ہی جی نگوڑا بدمزہ ہی یہ اور آئین وہان سے دل دکھانے - حضور ہماری شکل تو آپ کے دیکھنے کے قابل نہین -

ظہورن - (ہنسکر) اُف دوگانا تم بڑی شریر ہو - اچھی پھبتی کہی یون ہی نہ کہ دو کہ آپ کا منھ اس قابل نہین کہ ہمین دیکھیے

دوگانا - تم جانو وہ جانین -

نواب - ہنسی ہنسی مین بات اڑا دی - خیر - یاد رکھنا -

ظہورن - سب یاد ہی۔
دوگانا - ایک چیز آپ سے مانگین جو دیجیے تو۔
نواب - جان تک حاضر ہی۔
دوگانا - اہی خدا خدا کرو۔ ہم ایک چیز مانگتے ہین۔
نواب - مانگو۔
دوگانا - ایسا نہو بات ہی جاے۔
نواب - کیا مقدور۔ ایسی بات ہی۔
دوگانہ - ظہورن گواہ رہنا بہن۔
ظہورن - ہان گواہ ہین مگر فریاد کس سے کروگی بہن۔
دوگانا - مانگتی ہون پھر
نواب - ضرور کہو نہ۔ اصرار کیون کرتی ہو اسقدر۔ نہ دین جب ہی کہنا۔ دین اور پھر دین۔
دوگانا - (خوب کھلکھلا کر ہنس پڑین) ہمین سونے دیجیے اور جانے دیجیے
ظہورن - خوب لی لے بس اب ہم ایک نہ سنینگے۔ ہماری گواہی ہو چکی ہی اب جانے دیجیے۔
نواب - اف یہ تو تمھاری ہی سی طرار نکلین
ظہورن - ہئین بہن۔
نواب - اچھا - جاؤ۔ اسوقت جل دے گئین۔

نواب صاحب عالی مقام بام فلک احتشام پر تشریف لیگئے۔ ادھر بی ظہورن اپنی منھ بولی بہن سے ہنس ہنسکر یون گفتگو کرنے لگین۔
ظہورن - تین چار دن سے چھیڑ خانی کر رہے ہین۔
دوگانا - مگر کیا مجاز پایا ہو۔ بڑے منھ پھٹ ہین۔
ظہورن - ہان مگر چلبلے بڑے ہین۔ جب بیگم صاحب سے انسے ہوتی ہی

تب دیکھو کیفیت۔ وہ بھی خوب جلی کٹی سناتی ہین۔

دونون جاکر چارپائی پر لیٹین اور آہستہ آہستہ گانے لگین۔ ؎

دیوانہ ہے دل یار تری جلوہ گری کا ۔۔۔ مشتاق نہایت ہی یہ شیشہ ہے پری کا

انداز کہان یہ روش حور و پری کا ۔۔۔ دم بند ہے ٹھوکر سے تری کبک دری کا

ساقی کی نگاہون نے مرے ہوش اڑائے ۔۔۔ آنکھون سے دیا جام مے بیخبری کا

سبزہ مری تربت پہ ہرا خوب ہوا ہے ۔۔۔ ایسے ہین

ظہورن۔ چپ چپ کچھ بجتا ہے۔ دو۔ تین۔ چار۔ پانچ۔ چھ۔ سات۔ آٹھ۔ نو۔ دس۔ گیارہ۔

دوگانا۔ اوفوہ۔ گیارہ بجگئے۔ بڑی رات آئی۔

ظہورن۔ جب ہی جمائیون پر جمائیان آتی ہین۔

دوگانا۔ جیسے ڈاک بیٹھ گئی۔

ظہورن۔ اب سو رہو۔ صبح اٹھینگے تو باتین ہونگی۔

دوگانا۔ (کروٹ بدل کر) ہمین تڑکے جگا دینا۔

نواب صاحب کوٹھے پر سے چپکے چپکے گانا سن رہے تھے دونون کی نازک آوازین دل و جان سے بھائی تھی۔ مگر تین ہی چار شعر سنے تھے کہ وہ شوریدہ جان نواب صاحب دبستان بادہ گساری کے ابجد خوان تو تھے ہی پینے کو تو برانڈی کے کئی جام پی گئے لیکن کوٹھے پر جاتے جاتے وہ تیز نشہ چڑھا کہ الامان الامان۔ پہلے تو بند کمرے مین بیٹھے بادۂ احمر کے بلبلے پر بلبلے اڑا رہے تھے آدھ آدھ گھڑی کے بعد چسکی لگائی۔ کبھی ایاپانا کا جام لیا۔ کبھی برانڈی لمونیڈ کے ساتھ نوش جان فرمائی اب کھلے میدان مین ہوا جو آئے تو خمارہ کھینچا پڑا۔ پلنگ پہ قدم رکھتے ہی چکر آیا۔ سنبھلے۔ لیٹے تو پھر چکر آیا۔ بادہ ہر دم پیر دروہ امیرانہ صاحبزادے تکلیف کا برداشت کرنا دل لگی تو تھی نہین گھبرا اٹھے بھلا بھلا واسطہ اور نشے کا عالم سمجھے ترنگ مین آ ہین یقو ہو خدا

تو نشے مین یہ سوجھی کہ نبض چھوٹ گئی - اعزا و اقربا کے ماتم اور شور و شین کی آواز کان مین آنے لگی چھوٹی بیگم تھوڑی دیر مین کسی ضرورت سے اُٹھین تو دیکھا کہ حضرت آرام مین ہین - پانون کی آہٹ پا کر نواب صاحب کسیقدر ہوش مین آئے - گرمی کی اس وجہ شدت تھی کہ بھنائے جاتے تھے آہستہ سے کہا کہ (پانی) چھوٹی بیگم نے اچھی طرح سنا نہین - قریب آن کر پوچھا کہ کیا کہتے ہو - نواب صاحب نے اشارے سے بتایا کہ پانی پیونگا -

بیگم - کیا بکر گئے پڑے ہین - کوئی ہانسے خدا نا کردہ دشمن بہارے ہو گئے -

نواب - (آہستہ سے) پانی -

بیگم - ڈنک کہا ہی ہو یہ بکر کی باتین یہان کسیکو بھاتی نہین کیا کہتے کیا ہو

نواب - (ہاتھ جوڑ کر) پانی (پھر اشارے سے بتا کر) پانی -

بیگم - پانی - لو -

(بیگم صاحب نے صراحی کا ٹھنڈا ٹھنڈا پانی پلایا - نواب نے چاہا تھا کہ لیٹے ہی لیٹے پئین مگر بیگم صاحب نے کہا کہ لیٹے لیٹے پانی پینا منحوس ہوتا ہی اُٹھ بیٹھو ذری - اُٹھنا اسوقت دوبھر تھا - مگر بہزار خرابی اُٹھے اور پانی پیتے ہی گر پڑے -

بیگم - ہائین - خیر تو ہی -

نواب - اُف - پھونک دیا -

بیگم - (پاس آ کر) بیٹھا اچھا کیا ہی -

نواب - پانی سے اسوقت بڑی تسکین ہوئی -

بیگم - کچھ کہو تو یہ ماجرا کیا ہی - (منھ بنا کر) ہونھ ہونھ کچھ عجب طرح کی بو سی آتی ہی

نواب - ہمین تھوڑا پانی اور پلاؤ -

بیگم - لو - مگر یہ گھڑی گھڑی پانی پینا کیا معنی ہی کیا - ماجرا کیا ہی -

نواب - خیریت ہی -

بیگم - اللہ خیریت ہی سے گئے مگر کیا ایسا گرما گرم کھا لیا کہ رہ رہ کے دم بدم پیاس لگتی ہے -
نواب - کہہ دونگا - اسوقت کوئی پنکھا جھلے تو جان مین جان آئے -
بیگم - ظہورن کو چپکے سے بلاؤں (زینے پر جاکر) ظہورن - او ظہورن ہائین - سانپ سونگھ گیا کیا -
نواب - (اپنے دل مین) خدا نکرے -
بیگم - اری ظہورن (کنکری پھینک کر) ظہورن -
ظہورن - (چونک کر) کون ہے؟ -
بیگم - ذری یہان تو آنا -
ظہورن - (اپنے دل مین) یا اللہ اسوقت آدھی رات کو کیا کام ہے اور تو کبھی نہین بلوایا آج معمول کے خلاف بلواتی ہین - ہو نہو کچھ دال مین کالا کالا ضرور ہے - کہین انکی اور ہماری باتین نہ سُن لی ہون - اللہ بچائے جو اماں سُنینگی تو کہین کا نہ رکھینگی -
دوپٹا سنبھالتی ظہورن اوپر داخل ہوئین -
ظہورن - اے حضور خیر تو ہے -
بیگم - اسوقت کہتے ہین کہ گرمی معلوم ہوتی ہے - اور ہمکو نیند اچھی نظر آتی دیتیا ہے - اور - اچھا ذری پنکھا جھلو -
ظہورن - (سرہانے جاکر) حضور طبیعت کیسی ہے کہین درد ورد تو نہین ہے -
نواب - (نہایت ہی مسرور ہو کر) - کون ہے ظہورن -
ظہورن - ہان حضور طبیعت کیسی ہے - دیکھون اتنے ہی مین منہ تھتی سا نکل آیا -
بیگم - (نواب کے کان مین) - ایک بات پوچھون سچ بتا دینا کہین کسی نالزادی نے تو کہین ٹونا دونا کر دیا -
نواب - (مسکرا کر) کچھ خیر ہے -

بیگم - پھر ہو کیسے - بے چینی کیون ہی -

نواب - پانی -

ظہورن - ابھی لائی - لیجیے حضور مگر تن کے پانی نہ پیجیے گا - دو گھونٹ پانی پی کے ہونٹون کو ترکر لیجیے -

نواب صاحب نے چاندی کی کٹوری اُس سیمبدن کے دست نگین سے لیتے ہی ایک ٹھوکا دیا - ظہورن کھل گئین کہ اسوقت بھی چھیڑ خانی سے باز نہین آتے -

نواب - اُف پانی سے ذرا تسکین ہوتی ہی -

بیگم - ارے کہین وہ تو نہین مُنھ لگی - یہ کہو ہم پہ کھ گئے اب کالا پانی نگوڑا بھی مُنھ لگا -

ظہورن - نہین حضور - اللہ اللہ کیجیے - یہ بدگمانی ہی بیوی -

بیگم - ہم نی ہمسائی کے میان کو ہنسا کرتے تھے اب لوگ ہمین ہنسینگے -

ظہورن - اے تو حضور اب اس وقت تو نہ کچھ کہیے - پیارے آپ انکا ن مین نہ مین بتاؤن ایک گنڈا میرے پاس ہی -

نواب - اب یہ گنوار ہی باتین رہنے دو - گنڈے تعویذ کا خبط ہمکو نہین ہی

ظہورن - دوا جان کو جگا لاؤن -

بیگم - اُنھین سے پوچھو -

ظہورن - حضور اب تو ذری ذری آرام ہی - اسوقت جو غنچہ کھلے تو طبیعت ہلکی ہو جاے -

نواب - ظہورن ذرا سر دبا دو جو تکلیف نہو تو -

ظہورن - اے حضور آپ کے دُو پٹے تجھ سی سیکڑون قربان ہو جائین سر کا دبانا بھی کوئی پہاڑ اٹھانا ہی -

بی ظہورن سرھانے بیٹھکر پیار سے پیارے ہاتھون سے نوجوان

نواب زادے کا سر دبانے لگین - تھوڑی دیر مین ایک عجیب ادا سے دلربا سے دوپٹا اپنے سر سے سرکا دیا تاکہ مانگ کا جوبن نواب زادے کی آتش عشق کو اور بھی تیز کر دے -

نواب - اُف کسی کروٹ چین نہین آتا تھا اب کچھ کچھ فرق ہے - عطر کا ایک پھویا تو لاؤ -

بیگم صاحب کمرے کے اندر گئین - صندوقچی کھولی - عطر نکالا - موقع و غنیمت جانکر نواب صاحب نے چپکے سے معشوقہ پری چہرہ کے دست سیمین کو چوم لیا اور ظہورن نے بھی ہنسی خوشی ہاتھ ڈھیلا کر دیا - اس تھوڑے ہی سے عرصے مین ظہورن نے وہ وہ پیاری پیاری ادائین کین کہ نواب کا دل ہاتھ سے جاتا رہا - اتنے مین بیگم صاحب عطر کی شیشی لیکر ناز کی کو پکاتی ہوئی آئین تو ظہورن کی طرف دیکھکر مسکرائین - ظہورن کے دل مین تو چور تھا سمجھی کہ بیگم صاحب نے بھانپ لیا - اسوقت گورے گورے گالون کی رنگت کئی دفعہ سرخ سے سفید اور سفید سے سرخ ہوگئی - مگر وہ مسکرائی صرف اس بات پر تھین کہ عطر کی عوض تیل لائی تھین کہ دیکھون نواب پہچانتے ہین یا نشے کی حالت مین تیل کو عطر کے دھوکے بدن مین مل لیتے ہین شیشی لا کر نواب صاحب کو دے دی -

بیگم - لو پوچھو تو بھلا کسکا عطر ہے - باجی جان نے قنوج سے بھیجا تھا -

نواب - (سونگھکر) ماشاء اللہ - آپ کی باجی جان کے قربان - ایسا عطر تو پسنہار یان بھی نہ چھوئین - آپ کی باجی جان خیر سے بڑی نفیس مزاج ہین

ظہورن - (شیشی لیکر) واہ - اے یہ تو حنا کا تیل ہے چھوٹے گندھی کے یہان کا -

بیگم - (قہقہہ لگا کر) ہم جان بوجھ کے لائے تھے کہ دیکھین نشے مین جو تو نہین ہین

ظہورن - ائی بی بی جیسے کبھی رہتے ہین - ایسا بھی نشہ نوج کسیکو ہو - کیا وہ ہوا دریان حیثیت مقرر کیا ہو کچھ - کہان نگوڑا تیل کہان عطر -

بیگم - اچھا عطر کی شیشی دیکر، لو -

نواب - ہان یہ البتہ عطر ہو - دماغ کو معنبر کر دیا -

بیگم - گلوری کھاؤ گے جو جی چاہتا ہو تو بنا دون -

ظہورن - واہ پان اور گرمی کریگا -

نواب - خدا جانے پان کے عوض کیا بلا لے آؤ - بس آپ گلوری رہنے دیجیئے ہم درگذرے - برف ہو چکی کہ ہو -

ظہورن - حضور ساری گھل گئی - منگوا لیجاے - اُس موئے چھتنے نگوڑے گورا کو بھیج دون -

بیگم - واہ آج کا گیا پرسون کی خبر لے - سیدانی کو بھیج دو سیدانی کو -

نواب - اور سُنیے - عورت ذات - آدھی رات - برف لینے جاے - یہ پچاس ساٹھ آدمی کیا دیکھنے ہی بھر کے ہین -

بیگم - اجی ہو مطلب یہ کہ بات نہ پھوٹنے پاے -

ظہورن - تو بیوی سیدانی کا یہ جگرا نہین ہو کہ اسوقت اندھیاری مین کوس بھر برف لینے جائین -

بیگم - کون - اللہ جانتا ہو وہ بڑی قہر ہو - جاوے تو لے ہی آوے -

ظہورن - اجی وہ شتل کیا ہو بیچاری -

بیگم - یہ شوق تمھین کب سے ہوا - اور کوئی اتنی پی جاتا ہو - ضرور انھین موئے خوشامد خورون نے اس ڈھرے لگایا ہوگا -

نواب - سچ یون ہو کہ مغل پٹھان شیخ سید برہمن چھتری کسی قوم سے نہین بچی ہو - اور ہان خوب یاد آیا بہت بڑھ بڑھ کے باتین بناتی ہو تمھارے بھائی نہین پیتے - دائم الخمر -

بیگم - واہ تو کونسا ایسا اچھا کام کرتے ہین - انھین کوئی بھی اچھا کہتا ہو - ہان اب تمھاری انکی بنیگی خوب -

نواب - ہان ع

	خوب گذریگی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو	

ظہورن - اے بیگم صاحب مین صدقے ہو جاؤن بہت دن ہو سے کوئی چھ مہینے جب سے آپ کے ہاتھ کی گلوری نہین کھانے مین آئی۔
بیگم - (پیشانی نورانی پر دست رنگین ٹیک کر) اے پتھر پڑین تمھارے اس جھوٹ پر ظہورن چھ مہینے ہوئے ہمارے ہاتھ کی گلوری کھائے کو - !
ظہورن - وہ نہ سہی چھ مہینے مگر بہت دن تو ہو گئے -
بیگم - (گلوری بنا کر) لو -
ظہورن - بندگی - واہ واہ کیا گلوری ہی - اللہ جانتا ہی پسینے آ گئے یہی تعریف ہی بنانے کی -
نواب - بس اب بہت خوشامد نہ کرو -
ظہورن - اے لو خوشامد کرتی ہون مین -
نواب - اس پلنگ مین کھٹمل بہت ہین - آج بے طور دق کیا -
بیگم - اے تو مسہری پر سو رہو - ہم کونچ نکلوا لینگے - یہ کھٹمل کہان سے آئے
نواب - نہین آج ہم اُس پلنگ پر سوئینگے جسکے ہرے ہرے پائے ہین یا بہت بڑا پلنگ ہو - خوب آرام سے سوئینگے -
ظہورن - تو مین نیچے جا کے جگا نہ دون دو تین کو ہا تھون ہاتھ پلنگ آ جائے یہان -
نواب - نہین ہم خود چلتے ہین - تم یہان سیدانی کو بھیجدو اور مغلانی کو - ظہورن نے جا کر بی بی سیدانی اور بی مغلانی کو جگایا اور کوٹھے پر بھیجا نواب صاحب نے پلنگ اُٹھایا ظہورن قریب کھڑی دیکھتی تھین -
ظہورن - دیکھیے دیکھیے اسوقت بہت زور نہ بدن پر دیجیے - اے ہی کہین منڈیری کی اینٹین نہ گر پڑین تو ناحق چوٹ آ جائے -

نواب - مضبوط لینا پلنگ - چھوڑون - چھوڑتا ہون بی سیدانی -

ظہورن - اوئی واہ - (آہستہ سے) ہاتھ پکڑ کر چھوڑ دینا ایسے ہی بے غیرت نکٹون کا کام ہی -

نواب - (جھینپ گئے) جواب دینے کو تھے مگر نہ سوجھا - کیا !

ظہورن - بس اب شرمایئے نہ -

سیدانی - حضور پلنگ بچھ گیا تشریف لایئے -

ظہورن - جایئے بس اب جایئے اب کہین پی پی کے غل نہ مچایئے گا اکہ محلہ بھر جاگ اُٹھے -

نواب - ظہورن تمھاری سادی وضع قیامت بپا کرتی ہی -

ظہورن - اے بس اب جاتے ہو یا باتین بنایا کروگے سیدانی کو کہین کچھ اور شک نہ ہو کہ بیٹے ہوئے گر پڑے کہین -

نواب - تمھاری صورت دیکھے سے اُسوقت ہمین وحشت ہوتی ہی -

ظہورن - کیا کہا - کیا ہوتا ہو کیا ہوتی ہی -

بیگم - ظہورن کیا کرنے لگی وہان -

ظہورن - حضور پانی پی رہے ہین - گھونٹ گھونٹ -

بی سیدانی اور بی مغلانی اُتر آئین - اور نواب صاحب کوٹھے پر جاکر پلنگ پر لیٹ رہے - شب کو باد سرد کے فرحناک جھونکون اور چھوٹی بیگم کی زلف چلیپا کی بوے عنبر بار اور چاندنی کی دل لبھانے والی بہار سے نواب نامدار خوب میٹھی نیند سوئے - تین بجے آنکھ کھل گئی تو مارے پیاس کے لب خشک تھے - اور شدت تشنگی سے کلیجہ مُنھ کو آتا تھا - بہزار دقت بستر استراحت سے اُٹھے اور لڑکھڑاتے ہوئے صراحی سے ٹھنڈا ٹھنڈا پانی پیا تو ذرا قلب کو تسکین ہوئی - پھر سو رہے - ساڑھے چار بجے کے وقت پھر نیند سے چونک پڑے اور پھر گئی آبخورے پانی کے پیے - سو رہے

تو آٹھ بجے کی خبر لائے۔ سویرے منہ اندھیرے بیگم صاحبہ نے کئی بار
جگایا مگر وہ اسوقت سنتے کسکی تھے۔ بڑے نواب صاحب نے تین چار مرتبہ
دریافت کیا کہ آج چھوٹے نواب کیسے ہین۔ تشویش تھی کہ خلاف معمول
اتنی دیر تک سونا کیا معنی۔ چھوٹی بیگم صاحب عورت تھین تمیزدار کہلا بھیجا
کہ پنڈا تو ذری پھیکا تھا۔ بے چینی اسقدر کہ پلک سے پلک نہ جھپکی۔ کوئی
چار بجے خدا خدا کر کے آنکھ لگی اب اسوقت اچھے ہین۔ مگر رات بھر کے
جاگے ہین ذری سو لین تو اچھا۔ بڑے نواب صاحب کو کیا معلوم تھا کہ
یہ سیہ کاری اور بادہ گساری کا نتیجہ ہے۔ سمجھے کہ آج کل فصل اچھی نہین ہے اور
آدمی ہین نازک مزاج کھانے پینے مین بے اعتدالی ہوئی ہوگی۔ جب اٹھ کا
گجر بجا تب تو چھوٹی بیگم بھی گھبرائین کہ تڑکے کے گھر و سے کے اٹھنے والے اور اب تک
غافل سو رہے ہین۔ ظہورن سے کہا کہ ذری جا کے جگا تو دو۔ کہو سارے
محل مین دھوپ پھیل گئی آپ ابھی تک آرام ہی کر رہے ہین۔ ظہورن نے
کہا بیگم صاحب حکم بجا لانے مین اس لونڈی کو عذر نہین۔ مگر آپ ہی دل مین
سوچیے کہ اتنی ڈھٹائی مین کہان سے لاؤن کہ جا کر جگاؤن۔ بھلا کوئی
بات بھی ہے۔ ہان حضور کے ہمراہ کہیے تو چلی چلون۔ مگر اکیلے جاتے ہوئے
طرح طرح کے خیال آتے ہین۔ اور جو آپ کی یہی مرضی ہے۔ تو خیر بسم اللہ ہم
جاتے ہین۔ یہ کہکر ظہورن کوٹھے کی طرف جانے لگی چھوٹی بیگم نے اسکے
دوپٹے کے آنچل کو پکڑ کر مسکراتے ہوئے کہا کہ ٹھہرو ہم بھی ساتھ چلتے ہین بیا
جو تمکو وہان کھٹکا ہے خوف ہے تو آؤ ہم بھی ساتھ چلین ظہورن نے کہا قربان جاؤن
حضور اللہ نہ کرے کہ ڈر کا مقام ہو۔ مگر آپ منصف مزاج ہین آپ ہی غور کیجیے
کہ مین کوئی بوڑھی عورت تیس چالیس برس کی ہوتی تو بے جھجک چلی جاتی مگر گو
چھوٹے نواب صاحب کو خدا سلامت رکھے بڑے نیک رئیس ہین لیکن پھر بھی
جو دیکھتا وہ اپنے دل مین کیا کہتا کہ یہ جوان جہان اور انکو جگانے گئی

حضور ہم غریب ہین تو کیا ہوا عزت آبرو کا بڑا خیال ہی۔ بیگم صاحب پھر مسکرائین اور بولین کہ ظہورن اللہ جانتا ہی ہم تمسے اسوقت بہت خوش ہوے۔ آؤ چلو چلین جگائین۔ آخر یہ سونے کا بھی کوئی ٹھکانا ہی۔ ای ہی آٹھ بجگئے اور اب تک آپ سو ہی رہے ہین۔ ظہورن پیچھے پیچھے اور بیگم صاحب آگے آگے دونون ملکر گئین نواب صاحب کو جگانے۔ کوٹھے پر پہونچین۔ کمرے مین گئین تو دیکھا کہ حضرت بالکل غافل سو رہے ہین۔ دنیا و ما فیہا سے بیخبر۔

بیگم صاحب۔ اللہ اللہ۔ دنیا بھر مین دھوپ پھیل گئی اور یہ سو ہی رہے ہین بے غافل۔

بیگم صاحب۔ (شانہ ہلاکر) اُٹھو اُٹھو۔ اَین! کچھ خبر بھی ہی۔ ای آٹھ بجگئے۔

ظہورن۔ حضور اب اُٹھیے۔ دن بہت چڑھ گیا۔

بیگم صاحب۔ ای اُٹھو بھی۔ اوئی۔ موئی نیند نہوئی نوج ہو گئی۔

نواب۔ (انگڑائی لیکر) کے بجے ہونگے اسوقت۔

بیگم۔ نو بجینگے اب۔ ذری آنکھ تو کھولو (منھ پر سے دُلائی ہٹاکر)۔

نواب۔ اُف اوہ۔ نو بجینگے!!! توبہ۔ توبہ۔

ظہورن۔ حضور بڑے نواب صاحب کئی بار پوچھ چکے ہین تجبر تے۔

نواب۔ (آنکھ کھولکر) اَین! سچ مچ نو ہی بجے۔ لاحول ولا قوۃ۔

بیگم۔ اب اسوقت ہو کیسے؟ طبیعت تو اچھی ہی۔

نواب۔ ہان بفضل الٰہی ہی مگر تشنگی کی شدت ہی۔ ہائے پیاس کے لب خشک ہوے جاتے ہین۔ تالو مین کانٹے پڑے ہوئے ہین۔ زبان خشک ہی۔

ظہورن۔ سویرے سویرے نہار منھ پانی پینا بُرا ہوتا ہی۔

بیگم صاحب۔ ای کچھ سڑن ہوئی ہو۔ پانی لاؤ جاکے۔

بیگم صاحب نے کہا جو صراحی خوب ٹھنڈی ہوئی ہو وہ لے آؤ۔ ظہورن نیچے گئی کہ آب سرد لائے بیگم صاحب نے نواب سے کہا ہماری ہی بہتی کھانے

جو جھوٹ بولے سچ کہنا تمھین قرآن کی قسم اب اسوقت نشہ تو نہین ہی- ہاے غضب ارے اتنی افسانن پیے ہی کیون کہ دس دن تک خمار باقی رہے- ہاے افسوس اب اسوقت کیا کہون- شام کو کہونگی- نواب سخت خفیف ہوئے- مارے شرم کے مُنھ سے کوئی کلمہ نہ نکلا-

اسنے مین بی ظہورن ایک شیشے کا گلاس اور ایک صراحی ٹھنڈے پانی کی لائین- اور نواب پر اپنی نزاکت ثابت کرنے کے لیے صراحی کو زمین پر ٹیکا- اور اوئی کہکر بیٹھ گئین- اللہ ری نازکی- کچھ ٹھکانا ہی- ہمین اس مقام پر پھر وہی قول یاد آیا- ؎

خواجہ با بندۂ پری رخسار … چون در آید ببازی و خندہ
چہ عجب گو چو خواجہ حکم کند … وین کشد بار ناز چون بندہ

بیگم صاحب نے صراحی سے ایک گلاس پانی اُنڈیلا اور اپنے دست سمین سے نواب صاحب کو دیا- نواب صاحب اسوقت پانی کو غنیمت سمجھتے تھے انھون نے چاہا کہ لیٹے ہی لیٹے پانی پی جائین- مگر بیگم صاحب نے تنک کر کہا کہ اللہ جانتا ہی ہم پانی وانی پھینک دینگے اور اُٹھ کے چلے جاینگے- ہزار بار سمجھایا کہ لیٹے لیٹے پانی نہ پینا چاہیے- ذری اُٹھ بیٹھو- پانی پی لو پھر لیٹ رہنا-

نواب صاحب کوشش کر کے اُٹھے- پانی پیا تو جان مین جان آئی پھر لیٹ رہے اور باتین کرنے لگے-

نواب- کیا ابّا جان یہان آئے تھے-

ظہورن- نہین حضور یہان تو نہین آئے- مگر کئی بار پوچھ چکے-

بیگم- اب اُٹھ کے اُنسے ملتے آنا- کہہ دینا کہ رات کو ذرا جی مالش کرتا تھا مگر اب اچھا ہون- وہ بیچارے بہت بیقرار ہین-

ظہورن- اے ہوا ہی چاہین- بیگم صاحب-

بیگم- اور کیا- مگر اب آج سے توبہ کرو کہ پھر کبھی نہ پینگے-

نواب - واسطے خدا کے اسوقت کوئی اور ذکر چھیڑو۔
ظہورن - اچھا اور ذکر سہی - وہ موا وربان وفادان ہوا کہ نہین -
بیگم - وہ تو مرکے بھی بھتنا بنیگا مونڈی کاٹا -
نواب - پشتہاپشت سے اسی سرکار کا نمک پرور دہ ہی - اب پیرانہ سالی مین اوسکو کیونکر جدا کرون - سوچو تو سہی -
بیگم - تو اسکو پنشن دو - کوئی اور مقرر کرو -

نواب زادہ بلند اختر وعالی گوہر خراماں خراماں اپنے پدر بزرگوار کے پاس آئے - فرط ادب سے زمین دوز ہوکر آداب بجالائے - بڑے نواب صاحب خوش ہوئے کہ فرزند دلبند صحیح وسلامت سامنے آیا -

بڑے نواب - شب کو کیسے تھے بیٹا -
نواب زادہ - ابا جان - جی مالش کرتا تھا -
بڑے نواب - اب تم دودھ پیتے بچے نہین ہو خدا جانے ہزار بار سمجھایا کہ شبنم مین شب کو سونا مضر ہی - دس گیارہ بجے تک خیر چندان مضائقہ نہین مگر تمھارے مزاج مین ضد اور ہٹ بہت ہی - رات بھر اوس مین سوتے رہے ہمارا کہا نہ مانا
نواب زادہ - بجا ہی کبھی ایسا اتفاق ہو جاتا ہی ورنہ شبنم سے تو مین خود احتیاط رکھتا ہون -
بڑی بیگم - گھر سے مین رات بھر کیا جاتا رہے تو کیا ٹھنڈھک منو اوس مین کیا لڈو دھرے ہین - پیشانی پر ہاتھ رکھکر - بنڈا اگنگتا ہی -
ظہورن - جی ہان رات بھی بنڈا پھیکا تھا -
بڑے نواب - نبض دیکھکر - نہین - فضل الٰہی ہی -
بڑی بیگم - کیا اسوقت بدن صاف ہی -
بڑے نواب - ہان ہان - فضل الٰہی ہی - بس یہ اوس مین سونے کے سبب سے خرابی ہوئی -

اب مصاحبین بادہ گسار کا حال سنیے - لالہ حسین بخش نے جو ہو کھائی تو پانوں ڈگمگانے لگے - یہ گرے وہ گرے - اس مصیبت سے تھوڑی دور چلے تھے کہ نشہ اور بھی تیز ہو گیا - اب راستہ نہیں سوجھتا - ایک درخت کے تنے سے ٹکرائے اور گرے اور وہیں بیہوش پڑے رہے -

تراب علی ساقن کی دکان پر پہونچے - وہاں چرس کے دم لگائے ایک تو برانڈی کا نشہ ہی کیا کم تھا اسپر چرس کا دم اور بھی طرّہ ہوا - لے اُڑا - دماغ پر گرمی چڑھ گئی اور بھیٹ سے دکان ہی پر گر رہے - دو چار آدمیوں نے ملکر اُٹھایا - کسی نے پانی کے چھینٹے دیے کسی نے برف کا ٹکڑا کھلایا -

ساقن - میری دکان پر ایسی بات کبھی نہیں ہوئی تھی -

مدک باز - اور ایسے تو کچھ دم بھی نہیں لگائے -

چرسیا - اجی صاحب تمھارے انکی چلم کی تو آسمان کی کھبر لاتی ہو - آج تو جب آئے جب ہی ڈھیلے نجر آئے (نظر) -

مدک باز - ڈاکٹر کو بلواو -

ساقن - اور دور ڈپکسکے گھر سے آئینگے - مر جائیگا موا مر جاوے - کل موا آج دوسرا دن -

برق انداز - کیا ہوا بیوی سلار و -

ساقن - اجی میاں کیا بتاؤں کیا ہوا - یہ آئے اور اک دو دم لگائے بس بیہوش گر پڑے (اے لو وہ گاڑی ڈاکٹر کی آتی ہو ذری روک لیجیے روک لیجیے -

ڈاکٹر - (گاڑی رکوا کر) کیا ہو -

ساقن - ذری ایک مریض کو دیکھتے جائیے - یہ سامنے بیہوش پڑا ہو -

ڈاکٹر - ول کیا ہوا گیا -

ساقن - ابھی کوئی آدھ گھڑی کچی ہوئی کہ یہ دکان پر آئے تو انھون نے کہا کہ جی مالش کرتا ہی مگر مُنھ سے شراب کی بو آتی تھی اور نشے مین تھے مین نے لاکھ لاکھ منع کیا کہ چرس نہ پیو - ای مین تو اُس طرف کسی کام کو گئی ادھر آپ نے دو دو دم لگاہی تو لیے - بس پھٹ سے گر پڑے -

ڈاکٹر - اچھا آدمی ساتھ کردو ہم دوا دے دیگا -

ساقن - میرے بابو صاحب ایسی دوا دیجیے کہ ہوش آجائے -

ڈاکٹر - اچھا دوا ہی - شو گھبرانے کا بات نہین -

ڈاکٹر صاحب نے ایک گولی دیکر کہا کہ یہ گولی ابھی کھلا دو تو استفراغ ہوگا اور ہوش آجائیگا - اسکے بعد اس بوتل کی دوا آدھی چھٹانک اسوقت پلا دو اور آدھی چھٹانک دو گھنٹے کے بعد - آدمی نے گولی اور بوتل لی اور حکم کے موجب ایک گولی تراب علی کو کھلائی - استفراغ ہوا ہوش آیا - بتایا کہ سر مارے درد کے پھٹا پڑتا ہی اور دماغ بھنکا جاتا ہی - آدمی نے بوتل سے آدھ چھٹانک عرق ایک پیالی مین لیکر پلا دیا - دس بارہ منٹ مین تراب علی اُٹھ بیٹھے -

ساقن - اب کیسے ہو -

تراب علی - اب اچھا ہون مگر گرمی بہت معلوم ہوتی ہی اور سر مین تھوڑا تھوڑا درد ہی -

ساقن - کوئی ایسا کام کرتا ہی - شراب پی کے آئے اور اوپر اتنے دم لگائے

چرسیا - توبہ توبہ - بہت نکچے صاحب تمھارے -

تراب علی - اب ہم جا کے سراے اکا کرتے ہین اور گھر جاتے ہین -

چرسیا - اکا نکرنا - اُسکے ہچکولے صاحب تمھارے اور بھی حیران کردینگے مجے مجے (مزے مزے) پیدل چلے جاؤ - ٹھنڈی ہوا ہی اسوقت -

تراب علی - رخصت ہوئے -

میر گلباز کا حال سنیے - یہ جو نواب صاحب کے دربار سے اٹھے تو سیدھے
نان بائی کی دکان پر پہونچے اور نشے کی حالت مین اس سے یون کہنے لگے
میر گلباز - بھائی جان اسوقت کچھ کھلواتے نہین ہو -
نان بائی - جو حکم ہو مگر کیا پیے ہوے ہو - ذری دکان سے الگ ہی
رہیے گا - کوئی مسلمان دیکھ لیگا تو چھوئیگا نہین -
میر گلباز - سنتے ہو میان ہم اسوقت پیے ہوئے ہین -
نان بائی - (مسکرا کر) ہان ہین سمجھا -
میر گلباز - مجھے خوب مین نے کہا - ہم اسوقت برانڈی پی کے آتے ہین -
چار - ویڈ بوتل والی -
نان بائی - سمجھا سمجھا - آپ کے بے کہے ہی سمجھ گیا تھا -
میر گلباز - کہینگے تو ہم اپنے منھ سے کبھی نہین - مگر ہم پیے ہوے ہین
ارے میان تمکو ہماری بات کا یقین نہین آتا - واللہ ہم پیے ہوے
ہین - نہ بھئی -
نان بائی - اب جائیے سو رہیے رات بہت آئی -
میر گلباز - لاحول ولا قوۃ انکو یقین ہی نہین آتا - خدا گواہ ہے ہم پیے ہوئے ہین
نان بائی - اجی تو مین کیا کرون پیے ہوئے ہین آپ تو میری بلا سے -
میر گلباز - یہ نہین - نہ بھئی مطلب یہ کہ برانڈی اسوقت خوب پی ہو
نان بائی - خدا نکرے کہ شرابی سے پالا پڑے -
میر گلباز - اور امام الدین بھی پیے ہوے ہین - اور ہم بھی -
نان بائی - امام الدین کون شخص ہین -
میر گلباز - ہونھ - جانتے ہی نہین گویا - گویا جانتے ہی نہین - جان بوجھ کے
پوچھتے ہین کہ کون شخص ہین گویا کبھی کی ملاقات ہی نہین جانتے ہی نہین گویا
نان بائی - اب جائیے حضرت - گھر جائیے -

میر گلباز۔ ارے میان ہم تو نشے مین ہین۔ سمجھے بھائی جان۔ نشے مین
عین ہین۔ پور بالکل۔
نان بائی۔ (جھلاکر) اجی پڑو جہنم مین نشے مین ہو یا کسی مین ہو۔ ہماری دوکان
چھوڑ دو۔ چلو اٹھو۔ واہ بک بک کے مغز کھا گئے۔
نان بائی کا آدمی۔ میان انکو پہچانا نہین یہ تو گلباج (گلباز) ہین۔
نان بائی۔ ارے! توبہ توبہ۔ میر صاحب ہین میر صاحب۔ آ گئے مین
سمجھا نہین تھا ابھی تک۔
میر گلباز۔ ہم اسوقت خوب پیے ہوئے ہین برانڈی پر برانڈی اور جام پر جام
نان بائی۔ کہا سنا اب (معاف) کیجیے گا۔
میر گلباز۔ ٹھنڈی ہوا نے اور نشہ تیز کر دیا۔
نان بائی۔ میر صاحب اتنی کیون پی جاتے ہو بھائی۔ ذرا سی پی بس
معاملہ ختم کیا۔
میر گلباز۔ تتنے دیر مین ہمکو پہچانا۔
نان بائی۔ جی ہان آپ کو کبھی اس طرح دیکھا تو تھا ہی نہین پہلے۔
میر گلباز۔ بجے کے۔
نان بائی۔ یہی کوئی گیارہ کا عمل ہے۔
میر گلباز۔ اوہ۔ گیارہ بجے۔ اچھا سلام۔
نان بائی۔ ذری ٹھہرے رہیے مین اپنا آدمی ساتھ کیے دیتا ہون چھجن
ذری انکے ساتھ تو چلے جاؤ۔ گھر تک جانا۔
چھجن۔ اچھا۔ پھر ادھر ہی سے مین گھر چلا جاؤنگا تڑکے آ جاؤنگا۔
میر گلباز۔ آدمی کی تو ضرورت نہ تھی (آگے بڑھے تو ٹھوکر کھائی)
نان بائی۔ یا علی۔
چھجن۔ ادھر کیچڑ ہے۔ یون آئیے۔ ادھر ادھر۔ ہان ہان

میر گلباز۔ (دو قدم جا کر پھر پلٹے) ارے میان سنتے ہو خوب یاد آیا لالہ حسین بخش بھی پیے ہوئے ہین۔

نان بائی کی دکان پر تین چار آدمی اسوقت بیٹھے تھے۔ سب کے سب کھلکھلا کر ہنس پڑے کہ اتنی دور جا کر پھر پلٹے اور صرف اتنا کہنے کے لیے کہ لالہ حسین بخش بھی پیے ہوئے تھے لاحول ولا قوۃ۔ نان بائی نے کہا جی ہان سب پیے ہوئے تھے اب آپ جائیے رات بہت آئی کل ملینگے۔

الغرض میر گلباز نے راستے مین کوئی پچاس مرتبہ نان بائی کے آدمی سے کہا کہ نواب نے بھی اور تراب علی اور امام الدین نے بھی برانڈی کے کئی جام لنڈھائے اور لالہ حسین بخش نے بھی خوب ہی مزے سے چسکی پر چسکی لگائی اُس بیچارے کی ناک مین دم آگیا وہ کہتا جاتا ہو کہ آپ چپ چاپ گھر چلے چلیے۔ مگر یہ ایک نہین سنتے۔ آخر کار دو چور ملے میر گلباز کو دیکھکر جھک کر آداب بجا لائے اور یون گفتگو کی۔

چور۔ آپ اسوقت کہان۔

میر گلباز۔ ارے میان کسی سے کہنا نہین نواب نے بھی آج خوب پی اور ہمنے بھی پی۔ اور تراب علی نے بھی پی۔ سمجھے خوب پی۔

چور۔ آپ اسوقت بہت پی گئے ہین۔

میر گلباز۔ چپ بے سور مین نے اسوقت برانڈی پی ہی۔

چور۔ چلیے اچھا ہے ہی ساتھ چلیے۔ گھر پر جائیے یا ہمارے ہان چلے چلیے۔

نان بائی کا آدمی۔ (چپکے سے) انکو لیجاؤ۔ یہ راہ بھر بکتے آئے۔

چور۔ چلو استاد گانا سنوائین۔

میر گلباز۔ ہمنے۔ سمجھے نہ۔ ہمنے اور نواب نے اور میر گلباز نے سب نے خوب پی

چور۔ آپ نے اور میر گلباز نے پی۔ اور وہ گلباز کون ہین۔

میر گلباز۔ وہ بڑا سور ہی۔

چور- کون ہے-
میر گلباز- گلباز- اور کون- اور نواب- اور کون- اور تراب علی- اور کون
اور امام الدین- اور کون- چلا جاؤ بر ہٹر-
چور- (ہنسکر) استاد آج تو اسوقت بالکل غین ہو واللہ-
میر گلباز- چپ سور- چپ رہو- ہمنے اور نواب سنے اور تراب علی نے
خوب پی ہے- خوب ہی پی ہے- واللہ خوب ہی پی ہے-
چور- استاد بس چلو ہمارے ساتھ تم اسوقت بہکے بہت ہو-
نان بائی کا آدمی- ہان انکو لیجاؤ نہین یہ کیا جانے کیا کر گذرینگے-
چور- استاد چلو ایک جگہ برانڈی پلائین-
میر گلباز- (ریشہ خطمی ہوکر) ہان! برانڈی ہی برانڈی-
چور- استاد اول نمبر کی-
میر گلباز- لا- لا- جلد لا- ابے لا بھی- مگر ہم اور نواب سب نے پی-
چور- تو چلو پھر یہان کہان ہو-
میر گلباز- اچھا چلو-
چورون نے نان بائی کے آدمی کو رخصت کیا اور میر گلباز کو دلاسا
دیتے ہوے اپنے ہان لیگئے- اور وہان انکو تو تھمبو کرکے بستر پر سُلا دیا-
اب میان روشن علی کا حال سنیے- جب نواب کے گھر سے چلے تو
یون ہی سا نشہ تھا لیکن راہ مین ایک اور خدائی خوار رند خرابات ملگئے
اور وہ ذات شریف انکو زبردستی اپنے گھر لیگئے کہ چلیے آپ کو سونف کی
شراب پلامین-
روشن علی- بھئی برانڈی پی کے پھر دیسی پینے والی کی ایسی تیسی-
رند- اجی تم دیکھو تو چلکے- واللہ برانڈی ورانڈی سب بھول جاؤ-
روشن علی- موے کی ہو گی ٹھرا-

رند۔ نہین میان خاص سونف کی اور بھپکا بھی نیا تھا۔ خاص دارو غہ آبکاری کی معرفت بنوائی ہی۔ تم چل کے دیکھو تو۔

گھر پہونچکر رند خرابات نے روشن علی کو سونف کی شراب کا ایک جام پلایا

روشن علی۔ ہان ہی تو اچھی مگر دیسی اور ولایتی مین زمین آسمان کا فرق ہی لے اب چلتے ہین۔ بہت پی۔ قسم ہی خدا کی دوپہر سے جسکی لگاتے لگاتے یہ وقت آیا۔ میان روشن علی نے گھر کی راہ لی۔ مگر ایسے چوندھیائے کہ رستہ نہین سوجھتا۔ لڑکھڑاتے ہوئے سڑک پر جاتے ہین۔ ایک آیا سامنے سے آتی تھی یہ جھومتے ہوئے چلے تو قریب پہونچتے ہی پانون ڈگمگایا اور اسپر اررا کر گرے۔ آیا نے غل مچانا شروع کیا۔ اوی یہ کون بلا ہی۔ اپنے بل چل مردوے گیا نشے مین ہی گیا۔ روشن علی سنبھلے دس قدم گئے ہونگے کہ پھر جسکر آیا تو ایک درخت کے تنے کے سہارے کئی منٹ کھڑے رہے۔ بعد ازان آگے بڑھکر ایک سبیل پر انھون نے پانی پیا اور منھ دھویا تو ذرا تسکین ہوئی وہان سے آہستہ آہستہ چلے اور بہزار دقت گھر پہونچے لیکن پیاس کے مارے برا حال تھا

روشن علی۔ (دروازے پر کھڑے ہوکر) کھولو۔ دروازہ کھولو مبارک قدم او مبارک قدم۔ (کنڈی کھڑکھڑا کر)۔

مبارک قدم نے دروازہ کھولا اور حضرت گھر مین تشریف لیگئے۔ جاتے ہی چارپائی پر دھم سے گرے اور کہا کہ مبارک قدم ہمنے تمکو طلاق دی۔

مبارک قدم۔ (لونڈی) کیا! اور سنو۔ میان کیا کہتے کیا ہو۔

روشن علی۔ تمکو تمکو سمجھی۔ ہمنے اپنی خوشی اور مرضی سے بحالت ثبات عقل طلاق دے دیا۔ لفظ طلقتک گفتم۔ پھر اب تو گفتم سو گفتم۔

روشن علی کی بیوی۔ آج ہو کہان اسوقت۔

روشن علی۔ تمکو بھی عاق کیا۔

روشن علی کی بیوی۔ چہ خوش لونڈی کو طلاق دیا اور بیوی کو عاق کیا۔

مبارک قدم - بیگم صاحب آپ نہ بولیے - اسوقت پتے گھڑنے کی خبر ہی ہو -
بیگم صاحب - اے ہم پہلے ہی سمجھ گئے تھے -
روشن علی - تمکو عاق کیا عاق کردیا تمکو -
بیگم صاحب - جو - واکو نہین عاق کیا کرتا ہو کوئی - عاق اولاد کو کرتے ہین
ہوش مین آؤ - (مسکراکر) جاؤ ہمنے بھی تمکو خلع دے دیا -
روشن علی - مبارک قدم تمکو ہمنے طا - طا - طا - طلاق دیا -
مبارک قدم - (ہنسکر) تو میان کیا میرے (خسم) ہو تم -
روشن علی - خسم کو بھی ہمنے طلاق دے دیا -
بیگم صاحب - ابھی تو ہوا سے لڑوگے تم - یہ آج سوجھی کیا کہ سب کو
طلاق ہی دیتے پھرتے ہین -
روشن علی - تمکو بھی طلاق دے دیا - بس - جاؤ - طلاق -
بیگم صاحب - اب سو رہو سو رہو - فجر کو طلاق کی باتین ہو رہینگی -
روشن علی - سونے کو بھی طلاق دیا -
بیگم صاحب - یہ آج ہو کیا گیا - واہی تباہی بکتے جاتے ہو - بس اب
سو رہو اللہ برائے خدا سونے کا دھیان کرو - طلاق دے چکے گھر بھر کو -
یہ گفتگو اتفاق سے ہمسائے کی عورتین بھی سنتی تھین - روشن علی نے
جو کئی بار مبارک قدم کو طلاق دیا اور بیگم صاحب کو عاق کیا تو وہ کھلکھلا کر
ہنس پڑین اور پکار کر پوچھا کہ بی ہمسائی آج کیا ماجرا ہو تمھارے میان
سب کو طلاق دے رہے ہین - روشن علی کے کان مین جو یہ آواز آئی تو
آپ نے غل مچا کر کہا کہ جاؤ تمکو بھی طلاق دیا - ہمسائے کی ایک طرار عورت
بولی کہ ہوش کی دوا کرو مردوے - کہین سبزی تو نہین پی کے آیا ہو - بی ہمسائی
بہن انکو سلا دو - کسی ترکیب سے - روشن علی کی بیوی نے جھینپ کر کہا کہ
اے بہن لاکھ جتن کرتی ہون وہ سوتے ہی نہین سب کو طلاق دیتے جاتے ہین

تمھاری آواز آتی ہمیشہ کو طلاق دے بیٹھے - روشن علی نے چارپائی پر جھک کر کہا کہ آواز کو بھی طلاق دیا - تب تو ہمسائی کی عورتوں نے اور بھی قہقہہ لگایا اور بی ہمسائی کو چٹکیوں پر اُڑایا - روشن علی کی بیوی مارے شرم کے کٹ کٹ گئی مگر ہچولیوں سے جی دل لگی تو ہوتی ہی تھی کچھ بول نہ سکی -

روشن علی کی بیوی - ای ہمسائی بہن کسو کو ہنسنا نہ چاہیے -

ہمسائی - ای ہم تھوڑا ہی ہنستے ہیں - یہ تو خانم ہنس رہی ہو -

روشن علی کی بیوی - اچھا خانم ہنسو ہنسو -

روشن علی - خانم کو بھی طلاق دیا -

تب تو روشن علی کی بیوی اور مبارک قدم بھی بے اختیار ہنس پڑیں -

مبارک قدم - بسم اللہ میاں نے ہماری ہی طلاق سے کی -

خانم - ای یہ آج بوکھلائے کیوں ہیں -

مبارک قدم - جانے کیا سبب ہی - جسکا نام سنا اسکو طلاق سنا اور جٹ طلاق

روشن علی - تمکو بھی طلاق -

مبارک قدم - نہ میاں - تم طلاق دے دوگے تو اس بوڑھوتی وقت کسکی ہوکے رہونگی -

روشن علی چارپائی سے پھر اُٹھ بیٹھے مبارک قدم سے کہا کہ ذرا سا پانی ہمکو پلاؤ - لونڈی پانی لیکر گئی - تو اب حضرت پانی نہیں پیتے - میاں پانی لائی ہوں - میاں ای میاں پانی مانگا تھا - روشن علی تو اسوقت اپنے آپے میں تھے ہی نہیں - یاد کسکو کہ پانی مانگا تھا یا نہیں انکی بیوی نے جب یہ کیفیت دیکھی تو مبارک قدم سے کہا کہ دو آفتابے خوب ٹھنڈے پانی کے بھرلا - دو سے خوب تراڑے سے سر پر دیے تو روشن علی کے دماغ کی گرمی چھنٹی -

روشن علی - بیگم اف - آج تو بہوت دیا ہیں -

بیگم - خدا غارت کرے اس موئی شراب کو - باپ ماں کی جمع جتھا سب اسی کے پیچھے پھونک دی - یہ گت ہوئی اب بھی نہیں چھوڑتے -

مبارک قدم - ای بیوی اس نگوڑی کا قایدہ (قاعدہ) ہی کہ جہاں منہ لگی بس لگ گیا -

روشن علی - توبہ کی - بس اب آج سے توبہ کی ہی -

بیگم - ہاں! اک دس ہزار دفعہ تو ہمارے سامنے توبہ کر چکے -

روشن علی - خیر جہاں دس ہزار وہاں ایک دفعہ اور سہی -

بیگم - (آہستہ سے) ہاں بیحیائی پر جب کمر باندھی تو کیا ڈر ہی -

روشن علی - اب میں سوتا ہوں جگانا وگانا نہیں -

صبح کو جو میاں روشن علی اُٹھے تو طبیعت از بس مضمحل پائی سوزش احتراق تشنگی کم طاقتی درد کمر - درد سر ان سب کی مہمانی تھی - اُٹھے تو تیورا کے گرے

بیگم - یا علی -

مبارک قدم - (دوڑ کر) اے میاں کیا حال ہی خیر تو ہی -

روشن علی - ذرا سا پانی پلاؤ -

مبارک قدم - لیجیے آپ لیٹے رہیے - اُٹھیے نہیں - توبہ - کیا حال ہو گیا رات ہی بھر میں چہرہ اُتر گیا - کیا بُری چیز ہی -

روشن علی - نہیں آج کچھ طبیعت ہی ناساز ہی -

بیگم - اور جا کے پی لو تھوڑی سی طبیعت تو ناساز ہوا ہی چاہے -

مبارک قدم - لپک کے پچھواڑے سے حکیم صاحب کو بلا لاؤں -

بیگم - ابھی ذرا اور ٹھہر جاؤ -

روشن علی - کہیں حکیم وکیم کو نہ بلوانا - ورنہ بڑی بیعزتی ہو گی -

یہ کہکر میاں روشن علی پھر سو رہے اور مبارک قدم پنکھا جھلنے لگی -

اب میاں گلباز کا حال سنیے کہ رات کو اُنھوں نے وہ ہلڑ مچایا کہ الامان گلا پھاڑ پھاڑ کر کہتے جاتے ہیں کہ لوگو آہستہ باتیں کرو یہاں سب

پیے ہوسے ہین۔ نواب نے بھی پی اور لالہ بھی غین ہر اور امام الدین بھی نشے مین ہین۔ اور ہمنے بھی پی ہر خبردار غل نہ مچانا ورنہ سب کو معلوم ہو جائیگا انکے ساتھیون نے سمجھایا کہ میان خدا کے واسطے خاموش بھی رہو۔ تم تو پی آئے ہو۔ ہم سب کو بھی اپنے ساتھ بدنام کروگے کیا۔ وہ برابر یہی کہتے جاتے ہین کہ سب پیے ہوے ہین۔ لالہ اور تراب علی اور ہمارے نواب صاحب اور جتنے حوالی موالی تھے سب پیے ہین۔

صبح کو جو نواب صاحب برامد ہوئے تو مصاحبون سے یون گفتگو ہونے لگی

نواب۔ کہیے رات کی سرگذشت کہیے۔

امام الدین۔ حضور خوب مزے مین کٹی۔

نواب۔ تم اپنی کہو میان تراب علی۔

تراب علی۔ حضور پیاس کی بڑی شدت تھی۔ خدا جھوٹ نہ بلائے واللہ کوئی دس مشکیزے تو پی گیا ہونگا۔

نواب۔ یہان تو بڑی بے لطفی مین کٹی۔

اتنے مین میر روشن علی صاحب وڑتے ہوئے آئے۔

روشن علی۔ مجرا عرض کرتا ہون خداوند۔ خان صاحب کو بندگی ہر۔

امام الدین۔ آئیے آئیے مین تو سمجھا آندھی آگئی۔

نواب۔ آپ کیا آئے گویا بھونچال آیا۔

جھمن۔ اعجاز۔ اعجاز۔ کیا کہی ہر خداوند۔

تراب علی۔ بہت ہی خوب۔ قسم قرآن کی کیا پھبتی ہوئی ہر۔

امام الدین۔ اسوقت تو چھاگئی بھئی روشن علی۔

روشن علی۔ (مسکراکر) حضور تو ایسی پھبتی کہتے ہین کہ پھر جواب کی گنجایش ہی نہین رہتی۔

جھمن۔ اور لطف یہ کہ فی البدیہہ۔

امام الدین - آمد ہونا آورد کا نام نہین -

جھمن - غلام دستگیر - ارے میان کیا آج رمضان شریف ہین -

نواب - حقہ لاؤ جی - نہ گلوری نہ حقہ - یہ ماجرا کیا ہی - ہان روشن علی کل کی تو کیفیت بیان کرو -

روشن علی - کیا عرض کرون خداوند کل تو بے کیف کر دیا -

نواب -

عروس بس خوشی ای دختر رز		ولے گہ گہ سزاوار طلاقی

روشن علی - حضور یہان سے جو چلا تو راہ مین شیطان کے ایک چیلے مل گئے - اب مین لاکھ لاکھ کہتا ہون کہ اسوقت خوب تیز نشه ہر معان کرو وہ کہتے ہین نہین سونف کی شراب ذراسی پیتے جاؤ - ہماری سنی ہی نہین اپنی ہی کہے جاتے ہین - انھین بھی اسوقت کچھ گھڑے کی چڑھی تھی - آخر کار پنجے جھاڑ کے چمٹ گئے - اور پلا ہی چھوڑی - وہان سے جو ہم چلے تو اب راستہ نہین سوجھتا - بارے لڑھکتے پڑھکتے ھذا خدا کر کے گھر پہونچے -

امام الدین - جاکے سو رہے نہ - ڈنگا تو نہین مچایا -

روشن علی - سو جاتے تو اچھے نہ رہتے -

جھمن - محلے والون پر تو نہین ثابت ہوا -

روشن علی - یہی تو افسوس ہی - اور افسوس کیا ہی -

امام الدین - لاحول ولا قوۃ -

روشن علی - جاتے ہی دھڑ سے گر پڑے چارپائی پر - اب - اُف - واللہ کچھ ہنسی آتی ہی کچھ رونا آتا ہی - گرے تو اب جو بولتا ہی اسکو ہم طلاق دے بیٹھتے ہین - بیوی نے کہا - یہ آج ماجرا کیا ہی - ہمنے کہا تمکو بھی خلع دے دیا - بی ہمسائی کی آواز آئی اور ہمنے انکو بھی طلاق دیا کسی نے پانی کا نام لیا اور ہمنے کہا پانی کو بھی طلاق دیا تو بہ توبہ ہماری بی بی اسوقت کٹ کٹ گئین

اور میری یہ کیفیت کہ چور۔ ذرا پانی نہ ملا اور ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگا مبارک قدم لونڈی نے پوچھا میاں کیسے ہو ہمنے کہا تمکو بھی طلاق دیا۔
امام الدین۔ حضور ہزار بات کی ایک بات یہ ہو کہ ؎

بلکہ می میشود از خوردن نادان بدنام		ئی کہ بدنام کند اہل خرد را غلط است

نواب۔ یہ سب شاعروں کے ڈھکوسلے ہین جنہین سے فیصدی بیس بھی شراب سے واقف نہ تھے کہ ہو کیا بلا۔ اصل مین شراب مردار واقعی مین بری بری چیز ہو۔ اُف۔ توبہ۔ توبہ۔ کان پکڑے۔ توبہ کی۔ اب کبھی نہ پینگے۔
اتنے مین غلام دستگیر نے آنکر چپکے سے کہا کہ حضور بی مغلانی کہتی ہین کہ چھوٹی بیگم صاحب ابھی ابھی فوری آپ کو بلاتی ہین۔ پوچھا خیر تو ہو۔ کہا کچھ لڑائی سی ہو رہی ہو گھر مین۔
چھوٹے نواب صاحب جھپٹکر محلسرا مین تشریف لیگئے۔ اودھر چوکھٹ پر اُنھون نے قدم رکھا تھا کہ چھوٹی بیگم بجلی کی طرح چمکتی ہوئی سامنے آئین۔
نواب۔ کیا ماجرا ہو کچھ کہو تو۔
چھوٹی بیگم۔ کہین تو اُس سے جو کچھ مانے۔ اور جو سنے ہی نہین اُس سے کہہ کے مفت مین بات ہی گنوائین اپنی۔
نواب۔ اگر سی پر بیٹھکر اخیر تھین اختیار ہو نہ کہو۔
میاں بیوی مین یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ بی ظہورن ململ کا صندلی رنگا ہوا دوپٹا پھڑکاتی اٹھکھیلیان کرتی سامنے آئین نواب صاحب نے جو اُس بت آئینہ زانو پر نظر ڈالی تو دیکھا کہ چہرہ اُداس ہو اور اشک جاری ہین۔
نواب۔ ظہورن۔
نواب صاحب کا اتنا کہنا تھا کہ ظہورن اور بھی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔
چھوٹی بیگم۔ روتی کیون ہو ظہورن۔ اللہ جانتا ہو اسی گھڑی تو موئے کو نکلوا دون۔ ڈیوڑھی نہ ٹھہری بھٹنگیر خانہ ٹھہرا شہدا موا۔

نواب - کون - کون - نام تو لو اُسکا -

بیگم - اُسی موئے خبیث نورا کو -

نواب - بس اتنے ہی کے واسطے -

بیگم - ہماری تو آنکھون مین تنکے کی طرح کھٹکتا ہی - مگر کیا کرین بس نہین چلتا -

نواب - کیسی باتین کرتی ہو - بیوقوفون کی سی -

بیگم - اے ظہورن آنچل کی خبر لو - دیکھو دوپٹا سرکا جاتا ہی -

ظہورن - (دوپٹا سنبھال کر) اللہ کرے ہم مر جائین (رو کر) اب ہم یہان نہ رہینگے اماّن چاہین رہین چاہے جائین -

نواب - آخر صاف صاف بتاؤ تو کہ نورا نے کہا کیا -

بیگم - دو روپے لیکے ظہورن پردے کے پاس گئین اور نورا سے کہا کہ کسی آدمی کو دے دو اور کہو چھوٹی بیگم صاحب کا حکم ہی کہ چھوٹی الایچی جو گھرے کی لے آئے - اے بس تنک گئے بولا کہ چلو چلو - آئین وہان سے حکومت کرنے کوئی انکے باپ کا نوکر ہی جیسے - اسپر ظہورن سے رہا نہ گیا - انھون نے کہا کہ چپ رہ موے دوانے - جوتیان کھانے کو تو جی نہین چاہتا ہی - اتنا کہنا تھا کہ ہزارون گالیان دین - بیسوا اسکو بنایا - نٹ کھٹ اسکو کہا - شفتل اسکو کہا - اور اللہ جانے کیا کیا بکا کیا - بھلا زنانی ڈیوڑھی پر ایسے نگوڑے شہدون کا کیا کام ہی - اللہ کو گواہ کرکے کہتی ہون خاتون جنت کی قسم میری آنکھون مین خون اُتر آیا -

نواب - مُنھ دھو ڈالو ظہورن -

بیگم - ظہورن مُنھ دھو ڈالو -

ظہورن نے اُٹھکر مُنھ دھویا - مگر منھ دھوتے وقت اور بھی زار زار روئی نوجوان رئیس نے اوسے جو اپنی معشوقہ نوخیز و پری تمثال حور طلعت جادو جمال کو بھولے پن کے ساتھ پھوٹ پھوٹ کر روتے دیکھا تو ایک عجب

ستم کا اثر انکے دل پر ہوا جسکو وہی سمجھ سکتے ہین جو سمجھ سکتے ہین بار بار کنکھیون سے
اُس برق وش کو دیکھتے جاتے تھے اور سچ یون ہو کہ گو اس خندہ پیشانی کے
رونے سے نواب کا دل بھر آیا مگر اُس بت جادو نگاہ کی چشم سرمہ آلود پر اسوقت
وہ جوبن تھا کہ غزالان حرم بھی دیکھتے تو شرما جاتے ؎

تعلیم ناز چیندہ ہی چشم مست را		دل آنقدر بہ کہ توانی نگاہ داشت

نواب ۔ (ظہورن کی مان بی مغلانی سے) بی مغلانی ہین کھڑے کھڑے
اُس مردک کو نکالے دیتا ہون ۔ تم خاطر جمع رکھو ۔

مغلانی ۔ اے حضور لونڈی تو اس مالہ (معاملہ) مین بولتی ہو نہ چالتی ہو
بیگم صاحب جم جم جیین ۔ اسقدر مجھپر اور میرے بچون پر عنایت کرتی ہین
کہ میرا ہی دل جانتا ہو ۔ مگر ہان اسوقت اس نگوڑے دربان نے وہ لام کاف
بکا کہ جی چاہتا ہو دست پناہ سے زبان پکڑ کر کھینچ لون ۔ ظہورن اب رو نہ
بیٹا علم بردار کا علم ٹوٹے مونڈی کاٹے پر دیکھو اللہ نے چاہا تو اٹھوارے ہی
مین موے کا جنازہ نکلے

نواب صاحب ازبس خشمگین ہو کر باہر تشریف لائے اور نادری حکم دیا
کہ ابھی ابھی اس بدبخت نورا کے سر پر پانچ جوتے گن کے لگاؤ ۔ یہ کہکر نواب
نامدار پھر اندر تشریف لیگئے غلام دستگیر نے نورا سے کہا کہ گردن جھکا ؤ حضور کا
حکم ہم ضرور بجا لائینگے ۔ نورا ایک ہی شریر آدمی تھا ۔ گڑگڑا کر بولا کہ بڑے بھائی
پانچ جوتے مین تو ہماری کھوپڑی ہی پلپلی ہو جائیگی ۔ غلام دستگیر نے کہا پھر
چاہے جو ہو ۔ حکم ہی دے گئے ہین ۔ نورا بہت ہی تیکھے ہوئے ۔ واہ حکم کی
ایک ہی کہی تمھین شرم نہین آتی خدمتگاری کرنے آئے ہو یا جوتے بازی
اس سے تو دو گھنڈے کتا ہی مارا کرو ۔ ستھو نے ہنسکر کہا بس اب گردن جھکا ؤ ۔
خیر اسی مین ہو بہت سب کی چغلیان کھایا کرتے تھے آج آٹے دال کا بھاؤ
معلوم ہوگا بچہ جی کو ۔ اچھا بھئی غلام دستگیر ایک کام کرو ۔ دیوار پر پانچ جوتے لگاؤ

نورا نے کہا واہ واہ بھائی ہتھو رکیون ہو ہو۔ شاباش۔ کیا تدبیر سوچ کے نکالی ہو۔ اندر تک آواز جاے۔ سمجھین کہ نورا پر بے بھاو کی پڑ رہی ہین اور یہان کان پر جون بھی نہ رینگے۔

غلام دستگیر نے گن کے پانچ مرتبہ دیوار پر تڑاتڑ جوتے لگائے اور نورا نے وہ غل مچایا کہ الامان پھاٹک پر سپاہی اور بنگلے سے تراب علی اور امام الدین اور میان خجمن اور روشن علی دوڑ پڑے کہ دیکھین کیا واردات ہو گئی دیکھا تو نورا غل مچا رہا ہی۔ اور خدمتگار دیوار کو جُتیا رہا ہی۔ بڑی ہنسی ہوئی۔

بی ظہورن وشاباش شاباش کہ نورا پر جوتے پڑے۔ لاکھ چاہا کہ رونی صورت بنائے رہین مگر لب پر ہنسی آ ہی گئی۔ نواب کے غنچۂ دل کے ساتھ اس ہنسی نے بادِ صبا کا کام کیا۔ اسوقت ظہورن کے رخسارِ تابان کی رعنائی قابل دید تھی۔ اور صندلی دوپٹے پر وہ عالم تھا کہ واہ جی واہ۔ ؎

صندلی رنگ پہ مین مرہی گیا	درد سر کسکا یہان سر ہی گیا

نواب۔ اب خوش ہو ہین۔

ظہورن گوری گوری گردن پھیر کر مسکرائین۔ اس ہت شیرین حرکات کے خندۂ نمکین نے انکے دل پر بجلی گرائی۔ ؎

نگر از بادۂ و اوبر آب بستان جمالش را	کہ گلہائے تبسم از لبش مستانہ می آید

عنان صبر ہاتھ سے چھٹ گئی اور اُس نا ظورۂ ملائک فریب کی چاہ کنوئین جھکانے لگی۔ جس طرح فصل بہار مین طاؤس رنگین پر و بال ابر کی طرح جھوم جھوم کر ناز کرتا ہی اسی طرح یہ زہرہ شمائل مشتری خصائل بعد آن بان دلربائی اٹھکیلیان کرنے لگی۔ ؎

شمع رویش محفل افروزِ بہار	نرگس مستانہا از وی پر و اہ وار
زلف و کاکل سنبل گلزار طور	ساق و ساعد ماہی دریای نور
مہر از شوقش دل آوارۂ	قرص مہ از سینہ اش انگارۂ

از نگاہ آن دو چشم نیم خواب		آب دریا قوت میگردد شراب

صبح زار شمع تن دیوانہ اش
کشتی بوے سمن دیوانہ اش

حضرات عاشق تن اور پختہ مغزان جنون خوب جانتے ہین کہ جسوقت عاشق زار اپنے معشوق گلعذار کو کسی خفیف بات کے سبب سے آزردہ خاطر پاتا ہی تو جھوٹ موٹ کا رونا دھونا اور روٹھنا منانا کس درجہ لطف دکھاتا ہی بی ظہورن جو اتنی دیر تک روئین اور پھر رخ انور کو صندلی دوپٹے کے آنچل مین چھپا کر مسکرائین تو نواب صاحب کو وہ لطف مزید حاصل ہوا کہ ظہورن یون ہنستی تو ہرگز نہ حاصل ہوتا -

بیگم صاحب - اوفوہ ظہورن کی آنکھین مارے غصے کے لہو کی بوٹیان ہو رہی تھین -

سیدانی - ای بیوی پھر ہوا ہی چاہین -

نواب - اور اب -

ظہورن - (چہرے پر پنکھیا رکھکر) مسکرائین -

سیدانی - پنکھیا کی اچھی آڑ کی -

نواب - (پنکھیا چہرے سے ہٹاکر) آئین!

ظہورن نے گردن نیچی کر لی اور بیگم صاحب بولین کہ چلو بس اب چھیڑ خانی نہ کرو نہین یہ پھر رو دینگی -

نواب - ہان! روتی بھی ہین -

ظہورن - (تنک کر) جی ہان عشرے کی پیدایش ہو -

بیگم - خیر اب سے بولین تو اتنی دیر کے بعد -

نواب نادار بیگم صاحب کا دل بہلا کر اور ظہورن کو ہنسا کر باہر تشریف لیگئے

فورا - آداب عرض ہی خداوند -

نواب - اب کی جو شکایت آئی نہ تو قسم کلام اللہ کی ظہورن سے کہونگا

کہ پانچ چپتین گن کے لگا دے۔

نورا۔ خداوندا افسوس تو یہ ہو کہ وہ بھولی بھالی چھوکری ابھی ایک تک گنتی تو جانتی ہی نہین۔

تہور۔ ہم نہ گنتے جائینگے۔

نورا۔ حضور۔ اللہ جانتا ہی۔ تہورن جب چاہے چپتین لگائے۔ خدا چاہے تو دو دن تک نازک نازک ہاتھ اور ملائم ملائم انگلیان درد کرین اور یہان جون تک نہ ہو۔

نواب۔ بڑا بیحیا ہی۔

نورا۔ کون ہی۔

نواب۔ تو اور کون۔

نورا۔ یہ کاہے سے بیحیائی کیا کی۔

نواب۔ ابھی پٹ چکا مگر بیحیا کی بلا دور۔ شرم چہ کُتّی ست کہ پیش مردان آید۔

نورا۔ قسم ہو قرآن شریف کی کس سور پھول کی چھڑی بھی پڑی ہو۔

نواب۔ آئین۔ بدبخت شرعی قسم کھاتا ہی۔

نورا۔ حضور کا نمک ہی پھوٹ پھوٹ کے نکلے جو اسمین ذرا فرق ہو۔

نواب۔ سچ بولو غلام دستگیر۔

غلام دستگیر۔ (ہاتھ جوڑ کر) حضور قصور ہوا۔ اب کیسے پانچ کے عوض دس دو لگان۔

نورا۔ اب مجھے حکم دین حضور تو پانچ مین اسکے لگاؤن۔ بدتمیز اپنے آقا کا حکم نہین مانتا۔ خداوند چوتی دینے کا جو غلام نے وعدہ کیا تو جھٹ سے راضی ہو گیا ایسا بے ایمان ہو۔

غلام دستگیر۔ امام حسین کی قسم جو تی دونی سب جھوٹ ہی۔

تہور۔ حضور رونے لگا تو انھون نے ترس کھا کے دیوار پر جوتے لگا دیے۔

نواب۔ بڑے خوش قسمت ہو نورا۔

نورا۔ (بیچکے سے) مگر خداوند اُس ملانی کی چھوکری سے کم ہی کم۔

نواب صاحب یہ فقرہ سنکر ہنس دیے۔ آتش جو یہ شرارت کی تو نورا نے عرض کیا۔ حضور غلام کی مطلق خطا نہ تھی یہ سارے کانٹے بوئے ہوئے اس بڑھی کھوسٹ ملانی کے ہین۔ ظہورن کی اماجان۔ ایک ہی ہیر کی کانٹھ ہی فرہاد کے تیشے کا حال تو اُسنے ضرور دیکھا ہوگا۔ تاریخ مین دو ہی بڑھیون کا ذکر ہی ایک فرہاد کُش بڑھیا اور دوسری یہ دُھدھو اسکے مارے ناک مین دم آگیا۔ یہان حضور کی جوتیون کے صدقے مین پھینکنے سے تر مال چکھنے کے عادی ہین۔ اس نصیحتے سے تو یہی اچھا کہ زہر دیجیے کہنے کو تو ہوگا کہ مرتے دم تک ڈیوڑھی نہ چھوڑی۔ مرکے نکلا۔ یہان اسی ڈیوڑھی پر بھوین تک سفید ہو گئی ہین۔

نواب صاحب نے نورا کا قصور معاف کر دیا۔

دورِ دسواں
نواب صاحب کھل کھیلے۔

اب نواب صاحب کو جو ساغر و مینا اور اصنام ماہ سیما کی صحبت کا چسکا پڑا تو آزادی کو روز بروز ترقی ہوتی گئی۔ یہان تک کہ مہینوں شب کو ایک ایک دو دو بجے گھر مین آنے لگے اور سارے شہر مین انکی بادہ گساری اور تماش بینی کا چرچا ہو گیا۔ مگر ابھی تک بڑے حضور کے کان تک بھنک نہین گئی تھی۔ ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ ادھر لیلائے شب نے حسن ملیح کی جھلک دکھائی اور عروس عدن کی سواری بصد زیب و تجمل آئی اُدھر نواب گردون قباب کے خانہ باغ مین یاران موافق اور رفقائے صادق مصاحبین خوشخو اور احباب لطیفہ گو دو گھڑی غم غلط کرنے آئے۔ اور حسب معمول سب نے باہم صحبت کے خوب مزے اڑائے کبھی ہمہ تن شکر خائی کبھی شعرخوانی کبھی ارباب نشاط کا تذکرہ کبھی توہم ھاریون کا چرچا

قلیان پیے مشکبو دھوان دھار	بیڑے تھے پان کے مزے دار

ادھر ادھر کے نقرے چست ہو رہے تھے کہ اتنے مین نواب نصرت الدولہ نے جو رنگین طبع خوش مذاق نوجوان رئیس زادے تھے چھوٹے نواب سے کہا یار اسوقت گانا سننے کو جی چاہتا ہی۔ واللہ شب ماہ مین بغیر ماہرو کے کس مردود کو اپنے حساب زندگی کا لطف آتا ہو۔ بلواتے نہین کوئی پری پیکر اسوقت۔ واللہ بے گلعذار گلبدن کے باغ کاٹے کھاتا ہی اور یہ پھول خار کی طرح آنکھون مین کھٹکتے ہین۔ بلاؤ تمھین واللہ۔

مصاحب۔ حضور سنا حیدر جان عظیم آباد سے آئی ہین۔

نصرت الدولہ۔ واللہ اہوہوہو۔ (چھوٹے نواب سے) یار تمھین جناب امیر کی قسم۔ ضرور بلواؤ۔

چھوٹے نواب۔ حضرت یہ آپ ہی کا کام ہی۔

نصرت الدولہ۔ اخاہ بے زبان کو بھی زبان آئی۔ خیر آپ صاحب۔ واللہ چھپے رستم نکلے۔ ہم تو اب تک سمجھتے تھے بڑے تعویذ دیئے ہین مگر یہ راز تو آج کھلا کہ ضلع فگت مین بھی طاق ہین۔

نصرت الدولہ۔ ضلع جگت کیا معنی۔ آپ انھین نرا ہا گلو ہی سمجھے تھے
اب تک حضرت یہ بہت دور ہین۔ نرے ملا ہی نہین ہین۔

مصاحب۔ خداوند ایک دیہاتن آئی ہو۔ چھ برنٹے سے۔ واللہ باللہ ثم باللہ
کیا نور کا گلا پایا ہو۔ ایسی ٹیپ ار آواز تو کسی نے پائی ہی نہین تجھ پا بندیا
لیگئی مور۔ کل ایسا ایسا گائی ہو کہ محفل بھر کو لٹا دیا۔

امام الدین۔ ٹکی کہان ہو۔

مصاحب۔ اجی پرانے حیدر گنج کی طرف جو نخاس کے پل سے جاؤ
تو خیراتخانہ کے پاس ایک بارہ دری نہین ہو بائین ہاتھ۔

امام الدین۔ ہان ہان۔ ہو۔ کسی راجہ کے پاس ہو گرو۔

مصاحب۔ ہان وہی۔ بس اُسی بارہ دری کے سامنے جو میدان ہو۔

امام الدین۔ ہان ہان اسپتال کے ادھر۔

مصاحب نے کہا ہان وہی۔ بس وہین پر ڈیرا ہو۔ حضور دیکھنے سے تعلق ہو
او ہو ہو ہو۔ واللہ ہو اچھے اچھے زاہدون کو چٹکیون مین کافر کر دے۔
اور وہ گت باندھتی ہو کہ مرقع کھینچ جاے۔ اور توڑون کی یہ کیفیت ہو کہ
چاندنی مین شکن نہ پڑنے پاے۔ حضور بوٹی بوٹی پھڑکتی ہو۔ دسا بارہ تیرہ برس کا
تو سن ہو ابھی اور سیماب کمبخت کو تو قرار بھی ہو اسکو ایک دم قرار نہین۔ طرارہ
بھرا اور وہ ہو رہی۔ ناک مین بندا وہ جوبن دیتا ہو کہ واہ جی واہ چوک مین
ایک تو اُس ساتھ کی ہو نہین۔ فرخندہ نام ہو۔ لوگون نے قہقہہ لگا کر کہا
فرخندہ! کیا کسی کی لونڈی نکل بھاگی ہو کیا۔ کڑبے گاودی ہی رہے

مصاحب نے جھلا کر کہا بات سنی ہی نہین پوری اور بھٹی جوتی کی طرح
دانت کھول دیے کسی اور صحبت مین ہوتے تو گردن پکڑ کر نکلوا دیے جاتے
واللہ یہ لوگ صحبت کے لائق نہین ہین قسم قران کی اٹھوانے کے قابل ہین

امام الدین نے کہا فرخندہ دیہاتنون کا نام ہوتا ہی بھائی آمین منی کی کیا بات تھی

مصاحب بولا دیکھیے تو بھلا ؎

لائق صحبت نگردد ہر کہ خندد بے محل		گفش چون دندان برآرد دور زمحفل یا کنند

امام الدین - لائق صحبت نگردد نہین لائق صحبت نباشد -
نصرت الدولہ - نواب یار بلواؤ اس دیہاتن کو انھون نے تو تعریف کے پُل ہی باندھ دیے (مصاحب سے)
نواب - ابا جان سُن لینگے بھائی تو بُری ہوگی -
نصرت الدولہ - اجی بیٹھو بھی چپکے سے بلوالو کانون کان تو خبر ہوگی -
نواب - بجا ارشاد ہوا بندہ نواز اور گانے کی آواز تو وہان تک جاوہگی ہی نہین
نصرت الدولہ - تو یہ کیا فرض ہو کہ خواہ مخواہ گا نا ہی ہو -
نواب - معقول - پھر بلانے سے کیا فائدہ -
نصرت الدولہ - سیدھے سادے مسلمان ہین بیچارے - ابے نامعقول دو گھڑی گھورا گھاری چہل ڈل لگی ہوگی - دیکھو تو چھیڑ چھاڑ کیا لطف دکھاتی ہو
تراب علی - عرض کرون خداوند دیہاتن یہ باتین کیا جانے -
جھمن - بھائی کریا - اور سکان کو نکھری - اور آگ کو آگی کہنا جانین مہان کی شستہ تقریر سے انکو کیا مس ہو بھلا -
مصاحب - چل بھن گئے خاک ہو کر ہم خدا کی قسم جیجلا چاہتا ہو ابھی جا کے ساتھ لے آؤن صحیح ہم کہتے ہین کہ اچھا جواب نہین رکھتی مگر یا ستے تین مہین -
نصرت الدولہ - اچھا اسی بات پر لاؤ جا کے -
مصاحب - ای حضور یہ سب بدمعاش ہنسینگے اور مجھے آئیگا غصہ -
نصرت الدولہ - نواب سمجھ لو اللہ اگر اسوقت بلاؤ تو خدا کی مار تمپر -
نواب - ایک شرط ہے کہ اُس برج مین چل کے بیٹھنگے چاہیے جسقدر غل ہو مجھے خبر بھی نہو کسی کو -
نصرت الدولہ - اجی تم چل کے جہنم مین بیٹھو چاہیے ہم -

ہمکو تو دل لگی سے غرض ہو کہین سہی

اتنی شہ پاتے ہی نواب نصرت الدولہ بہادر نے اپنے خدمتگار کو بلایا
اور پوچھا (فرخندہ کو تم جانتے ہو) اسنے عرض کیا جی ہان وہ جو مجرہ بیٹھے
سے آئی ہین۔ وہان ٹوریا گنج کے اسپتال کے پاس رہتی ہین حکم دیا کہ
انکو جاکے لے آؤ۔ ساتھ ہی بلا لاؤ۔ خدمتگار نے جاکے بی فرخندہ کی
مان سے کہا کہ نواب صاحب نے بلایا ہی ہمارے ساتھ ہی کر دیجیے۔
فرخندہ نے پوچھا (کہان رہت کہان ہین کوئی دوئی تین کھیت
ہوئی) خدمتگار نے کہا۔ (کوئی ٹکا ڈولی) انکو ڈولی پر چڑھنے کی عادت
تو تھی ہی نہین۔ ٹکا دولی کا محاورہ یہ کیا سمجھین۔
الغرض بی فرخندہ کی ڈولی ایک گھنٹے کے عرصے مین نواب صاحب کی
کوٹھی مین داخل ہوئی۔
بڑے نواب صاحب باسٹھ برس کے تھے۔ باسٹھ ہوا اور پچھتر برس کے
سن مین انکے پدر بزرگوار نے انتقال کیا۔ اتنی مدت سے اس کوٹھی مین
کبھی بیسوا کا گذر نہین ہوا تھا۔ لیکن آج نواب نصرت الدولہ بہادر اور
رفقاے بدکردار کی بدولت مجرہ بیٹھے والی فرخندہ چھم چھم کرتی ہوئی آئین
فرخندہ ایک سیزدہ سالہ بابندہ بالا برق دم پری چہم نازک اندام کا غام بیسوا
رگ رگ مین چلبلا پن کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔ آتے ہی جھک کر سلام کیا
اور ایک کرسی پر بے تکلف جا ڈٹی۔
نصرت الدولہ۔ آپ کا نام کیا ہی۔
فرخندہ۔ ہمرا نام فرخندہ۔
نواب نامدار نے جو اُس بت پندار پر نظر ڈالی تو عنان صبر ہاتھ سے
چھٹ گئی دولت پارسائی لٹ گئی۔ دیکھا کہ ایک ایک عضو بدن
سانچے کا ڈھلا ہوا ہی۔ ع

گل سے رخسار گول گول بدن	گات جس طرح سے تھے روشن
جلوۂ حسن رشکِ شعلۂ طور	چشم بد دور آنکھیں ہوتی چور
آڑی ہیکل گلے مین ڈالے ہوے	پیاری پیاری کُچین نکالے ہوے
رگ گل سی کمر لچکتی ہوئی	چوٹی ایڑی تلک لٹکتی ہوئی
بے مسی کے وہ دانت رشکِ گہر	جانِ عاشق نثار ہو جس پر

دیکھتے ہی نواب عاشق زار ہو گئے۔ تیر نظر نے گھائل کر دیا عشق رنگ لایا۔ جنون مزاج پرسی کو آیا۔

نواب۔ لکھنؤ مین کب سے ہو بی فرخندہ۔

فرخندہ۔ یہی تین چار مہینے ہوے ہونگے عشرہ محرم یہان ہوا۔ حسین کا تیجہ یہان شہر (شہر) مان (مین) کیا۔

نواب۔ گانا کہان سیکھا۔

فرخندہ۔ دو ئی برس گوالیر مان ایک نایک سے تعلیم پائی۔

نصرت الدولہ۔ اللہ اللہ نایک سے تعلیم پائی۔

نواب۔ اور ناچ کس سے سیکھا۔

فرخندہ۔ اماں سکھاین رہین۔

نصرت الدولہ۔ واہ رے لکھنؤ۔ اُف۔ پتھر کا دیا خدا کی قسم۔

فرخندہ۔ شہر کے لوگن سے تو اللہ پناہ مین رکھے۔

نواب۔ کیون صاحب؟ اہل شہر کا قصور؟

فرخندہ۔ ای بات بات پر ہنست ہین۔ ہم تو دیہات ہین۔ چاہے کوئو ہنسے یا نہ ہنسے۔

نصرت الدولہ۔ بھئی کتنی ہنس مکھ ہو۔

فرخندہ۔ (ہنس کر) مول بڑھاؤ مول بڑھاؤ۔

امام الدین۔ خداوند ابھی یہ کھلی نہین ہین۔

نصرت الدولہ - ایک ہوئی بی فرخندہ صاحب یاد رہیے گا۔ہان بھولنے کی سند نہین۔

فرخندہ - تم اپنی لال کتاب پر لکھت جاؤ۔جہان (جسمین) بھول نہ پاؤ۔

امام الدین - حضور یہ تو قیامت ہو واللہ۔ رشک حور ہو۔ خدا جانتا ہو پرستان کی پریان دیکھ پائین تو شرما جائین - کیا بانکی ادا ہو - او ہو ہو ہو۔ واہ واہ واہ

تراب علی - خداوند غلام ناک ناک بدتا ہو جو کوئی اسی ساتھ کی دوسری شہر بھر مین نکال سے۔

نواب - واللہ آج تک جو بیبی کا فر نظر سے بھی گذری ہو۔

فرخندہ نے کہا اے تنک حقہ وقہ پلاؤ۔جیسے ابھی سے رمجان ہم انکے ہان نکھلوؤ کا تماکھو مہکوا تو ہوت ہو مدا ہمکا پسند ناہین آوت ہو۔

اسپر ایک مصاحب بولے سے

	چہ داند بوزنہ لذات ادرک	

شیخ کیا جانین سابن (صابون) کا بھاؤ۔ فرخندہ نے بھولے پن کے ساتھ کہا جب تمھار آدمی گوا تو پہلے تو اآن بھیجت ڈرات راہین مدا اب پٹھے رہین ہمکا جلدی جائے کی ہو بھائی - اس بھائی کے لفظ پر مذاق ہونے لگا۔ نواب صاحب نے کہا نصرت الدولہ یہ آپ کی طرف مخاطب ہو کر انھون نے کیا کہا - وہ بولے آپ کی جیب میرے سر آنکھون پر مخاطب تو آپ ہی کی طرف تھین - اور صورت بھی ملتی ہو - اسپر بڑا قہقہہ پڑا محلسرا تک آواز گئی اور چھوٹی بیگم صاحب ظہورن کو ساتھ لیکر سہ منزلے پر آئین کہ دیکھین یہ قہقہہ بازی کتنا کی ہو رہی ہو۔

ظہورن - (دریچے سے جھانک کر) اے بیگم صاحب ادھر تو دیکھیے ذری۔

بیگم - بہت سے لوگ بیٹھے ہین۔

ظہورن - وہ لوگ تو گئے ایسی تیسی مین - اُس کرسی پر تو دیکھیے ذری غور سے

بیگم - اوئی - ہان! یہ بھی واخل ہونے لگین -

ظہورن - آج تک ہمنے کبھی چھوٹے حضور کو اس رنگ مین نہین دیکھا تھا -

بیگم - یہ ان مردون کی بھی کیا ارشاد ہو -

ظہورن - بیگم صاحب اللہ جانتا ہو آپسے تو آپ - مین تک اس آفتابہ اُٹھاؤ دُن

بیگم - واہ ذرسی قطع تو دیکھیو - اللہ جانتا ہو ہنسی آتی ہو -

ظہورن - تپ دق کا عارضہ ہو موئی شفتل کو -

بیگم - اب سب اسوقت اسپر لوٹ ہین - جانو پرستان کی پری ہی تو یہ ہی ہم تو چوٹی ایڑی پر قربان کردین ایسی ایسی بہتر ہزار کو - ہونھ -

ظہورن - شکل چڑیلون کی ناز پریون کا -

بیگم - یہ بھونڈے غمزے تو دیکھو - واہ رے تیرا چھبیلا -

ظہورن - جی چاہتا ہو ایک جھار پھینچ مارون اُٹھا کے -

بیگم - آج آنے تو دو - اب تو کھل ہی کھیلے -

ظہورن - حضور آج کل کے زمانے مین سب مردون کا یہی حال ہو گھر مین جورو چاہے بیٹھی ہو - باہر بالزادی -

بیگم - بدنسل کا ماٹھ ہی بگڑا ہو - آئینگے نہ - پہلے تو مین بولون ہی گی نہین - میری آنکھون مین خون اُتر آئیگا - اور جو چھیڑینگے تو پوچھونگی کہ کیون صاحب یہی منصفی کے معنے ہین کہ ہم آپ پر جان دین اور آپ ہمارے سامنے ایک چڑیل کو لیکے بیٹھین - خیر -

ظہورن - کھڑ گنجی چھتیسی -

بیگم - اب تک تو ایسے بے لحاظ نہ تھے - یہ رفیق خوشامدی سے اُکھاڑ پچھاڑ کرکے خواہی نخواہی ایک نہ ایک عادت لگا ئے جاتے ہین - آخر اسکا نام کیا ہو - یہ ہو کون -

ظہورن - آہا - مین تاڑ گئی - اللہ چاہے ہو نہو وہی ہو -

بیگم - کون کون - اے جانی کسکا دھیان ہوا - تمنے بھلا اسے کہان دیکھا تھا
ظہورن - ایک بار ہی یہ درگاہ جاتی تھی - نوچندی تھی جمعرات اور
کھچاکھچ ڈولیون پر ڈولیان اور فنسون پر فنسین اور بگھیان اور گھوڑے
اور یہ اور وہ تانتا لگا ہوا تھا - رجب کی نوچندی - حضرت عباس کی درگاہ
مین تل رکھنے کی جگہ نہ تھی - تو یہ بھی گئی تھی - فیروزہ - نہین نہین - کیا
جانے کیا نام ہو بھلا سا نام ہو مگر ہی یہ کہین دیہات کی -
بیگم - ہو ابھی کم عمر ہی -
ظہورن - ہاے اسی پر تو لٹو ہین - اور اس گھر گرہستی مین ہر کیا ہو آپ
پہلے اپنا ظاہر نہ کیجیے - باتون باتون مین پوچھیے کہ کہین باہر کی ہو تو ہنسنے
لگی - کبھی گرون پر تو نہین پہونچے - کبھی کوئی ڈولی تو دروازے پر نہین آئی
پھر دیکھیے کیسے گھوٹ کے بیل باندھتے ہین -
بیگم - (خوش ہو کر) ہان ہان اچھا خوب سوجھی ظہورن -
ظہورن - اہو ہو ہو - اُدھر تو دیکھیے - نواب صاحب کی کرسی کھسک کر
پاس آگئی - اخاہ کھل ہی کھیلے سچ مچ - ہی ہی جو بڑے حضور دیکھ لین اسوقت
تو غضب ہی ہو جاے - اللہ بچاے بوہی - اللہ بچاے -
بیگم - ہمارا تو اسدم جسم بھر پھکا جاتا ہو - کیا بے دھڑک لیے بیٹھے ہین
اُف ری ڈھٹائی -
ظہورن - ہمین رہ رہ کے تاجب (تعجب) آتا ہو کہ وہی نواب صاحب
ہین یہ - کایا پلٹ ہی ہو گئی -
چھوٹی بیگم اور ظہورن مین یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ اُدھر نواب
نصرت الدولہ بہادر نے چھوٹے نواب صاحب کے کان مین کہا کہ بھئی اسکو
بلوایا ہو تو کچھ خاطر تواضع ضرور کرنی چاہیے - چھوٹے نواب نے بہ خندہ پیشانی
کہا کہ رخصت کے وقت دس روپے ہاتھ دھر دینگے - وہ بات ہی کیا ہو - نصرت الدولہ

بولے اجی رو یہ تو دو ہی گے اسمین ایک خراب عادت ہو - وہ کیسا
تنا ہی رون - کہنا نہ کسی سے - یہ پیتی بھی ہو - چھوٹے نواب نے جو یہ فقرہ
سُنا تو اُچھل پڑے - فرمایا کہ اچھا پیتی ہین تو پھر کیا پوچھنا ہو - امام الدین خان کو
حضور نے قریب بلایا - وہ پھرتی کے ساتھ حاضر ہوے - کان مین کہا کہ
اسوقت ہم تخلیے کی صحبت چاہتے ہین - اغیار کو اُٹھا دو - مگر ترکیب کے ساتھ
امام الدین تو ان باتون مین برق تھے ہی - آپ نے صلاح دی کہ سہل تو
ترکیب ہی - حضور ذرا کرسی سے اٹھ کھڑے ہون - اور مین پوچھون کہ کیا
آرام فرمائیے گا - حضور جھوٹ موٹ محلسرا کی طرف جائین - ایرے غیرے سب
ہُرہو جائینگے - ہتور سے مین کہ دونگا کہ تراب علی اور روشن علی کو نہ اُٹھنے دین
اور اُٹھین بھی تو چپکے سے کہ دین کہ جائیے نہین کچھ کام ہو - بس چھٹی ہوئی -
نواب صاحب کو یہ تجویز ازبس پسند آئی - تھوڑی دیر کے بعد اُٹھے امام الدین خان
نے حسب تجویز پوچھا (کیا حضور اب آرام فرماوینگے) نواب نے کہا ہان چلیے جونہی
موالی ہان کا لفظ سنتے ہی کے سب بھر بھرا کے اٹھ بیٹھے نصرت الدولہ بخوبی سمجھ گئے
امام الدین خان ساقی بنے اور دور چلنے لگا - تھوڑی دیر مین سب مست ہو گئے
تو فرخندہ نے بے جھجک گانا شروع کیا -

فرخندہ -	بہار آئی ہی بھر دے بادۂ گلگون سے پیمانہ رہے لاکھون برس ساقی ترا آباد میخانہ	

ترا آباد میخانہ - ترا آباد میخانہ -

نصرت الدولہ - واللہ شین قاف تو درست ہی -

نواب - بھئی گانا وانا موقوف ہی رکھو ورنہ ہم ذلیل ہو جائینگے -

فرخندہ - ایَن! اب کو وُ آنا بھی جو رہے سے آنا مین فرق ہی - ای گاوی تو دیو ہمکا تنک
تراب علی نے کہا حضور چکر آنے لگے اور قلب پر — یہ کہکر تراب علی

پیٹ سے گر پڑے اور مارے کرب کے تڑپنے لگے۔ امام الدین خان نے
چاہا کہ اُٹھائیں مگر بے سود۔ نواب نامدار نے ستّو کو حکم دیا کہ پنکھا جھلو
اور منھ پر خوب پانی کے چھینٹے دیے۔ فرخندہ کھلکھلا کر ہنسنے لگیں کہ ایک تو
ڈھلکے۔ تراب علی کے دماغ پر گرمی چڑھ گئی تھی۔ جب پانی کے چھینٹے دیے
تو ذرا ذرا ہوش آیا۔ آہستہ سے کہا کہ حضور غلام کو ڈولی پر سوار کرا کے اسپتال
بھیج دیجیے۔ اسوقت بڑی بُری حالت ہے۔ نواب صاحب سوچے کہ کسی طرح
اس بلا کو ٹالوں تو جھٹ سے راضی ہو گئے۔ مگر امام الدین خان نے سمجھایا
کہ خداوند بڑی بدنامی ہوگی۔ شہر بھر میں مشہور ہو جائیگا کہ نواب صاحب کے ہان
شراب خوری ہوتی ہے۔ آئندہ جو حکم ہو۔ نصرت الدولہ بہادر چسکی لگا کر بولے
کہ انکو پانی پلاؤ اور ہوا میں تھوڑی دیر ٹہلاؤ۔ اک دس پانچ منٹ میں گرمی چھنٹ
جائیگی۔ اسپتال بھیجنا واقعی غلطی ہے۔ تراب علی کو دو آبخورے پلا کے لے گئے
اور ستّو نے باغ میں پلنگ بچھا کر کہا کہ چلیے وہان خوب ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے
تراب علی نے ہوا کھائی تو ذرا جان میں جان آئی اور آرام سے سو رہے۔
اب سنیے کہ بی فرخندہ بیٹھے بیٹھے دفعتہً اُٹھ کھڑی ہوئیں پوچھا کہاں
کہاں۔ کہاں جاؤگی۔ بولیں ہم ذری نواب صاحب کا محل تو دیکھ لیں نواب کے
ہوش پران کہ خدا ہی خیر کرے۔ اب چھٹکارا مشکل ہے۔ نصرت الدولہ نے جو
یہ کیفیت دیکھی تو اُٹھکر فرخندہ کو سمجھایا کہ کچھ دیوانی ہوئی ہو۔ بھلا اسوقت
شراب پی کر وہان جانا کون سی دانائی ہے فرخندہ کو تو کچے گھڑے کی چڑھی تھی
نصرت الدولہ کی چپت گاہ پر ایک ٹیپ جمائی۔ تو ٹوپی کھوپڑی پر سے
ایڑی کی خبر لائی۔ یہ تو ارباب نشاط کے ہاتھ سے پٹنے کے عادی تھے کانوں
کان خبر ہی منھ سے مگر نواب نامدار البتہ بہت ہی جھلائے فرخندہ ہنسکر
بیٹھ گئیں مگر بیٹھتے ہی پھر اُٹھیں اور ایک طرارہ بھرا تو صحن میں تھیں۔ جب تک
امام الدین اور روشن علی وہان تک جائیں اُسنے آسمان سر پر اُٹھا لیا

اور اسقدر غل مچایا کہ دربان اور سپاہی بھر بھرا کر دوڑ آئے۔ دیکھا تو
بی فرخندہ زمین پر قدم ہی نہین رکھتین چمک چمک کر گالیان دے رہی ہین
بگر بلا ہی۔ لوگون نے دانتون کے تلے انگلیان دبائین کہ غضب ہے گیا۔ یہ لوگ
کبھی ایسی باتون کے عادی تو تھے ہی نہین اس واقعہ دردانگیز کو حیرت کی
نظر سے دیکھنے لگے۔ سب کو یہی خوف تھا کہ مبادا بڑے حضور جاگ اٹھین
یا صبح کو کوئی خوشامد خورا پرچہ جڑ دے تو ستم ہی ہو جائے۔ امام الدین خان اور
روشن علی نے آنکر فرخندہ کو سمجھایا اور اپنے ساتھ لیجا کر پھر کمرے مین بٹھایا
نصرت الدولہ۔ فرخندہ تم امیرون رئیسون کی صحبت مین رہکر بھی
نادان ہی رہین۔

فرخندہ۔ (جیت جما کر) تھار موٹر۔ ہم تو نواب کا محل جرور کرکے دیکھب
فرخندہ پھر اٹھی۔ مگر اس مرتبہ نواب نصرت الدولہ بہادر کو جو غصہ آیا تو طیش
کھا کر آپ بھی ساتھ ہی اٹھ کھڑے ہوئے اور فرخندہ کا ہاتھ پکڑ کر زور سے
جھٹکا دیا۔ فرخندہ نے چاہا کہ انکو اپنی طرف کھینچے مگر نصرت الدولہ نے بٹھا ہی دیا
اس چھینا جھپٹی مین نصرت الدولہ کے انگرکھے کے بند چٹ چٹ ٹوٹ گئے
اور فرخندہ کی کئی چوڑیان ٹھنڈی ہو گئین۔

فرخندہ۔ گاج پڑ جائے۔ جن ہاتھون سے چوڑیان ٹھنڈی کین وہ ٹوٹ جائین
اللہ کرے۔

نصرت الدولہ۔ پھر تم کہا تو مانتی ہی نہین ہو۔

سلارو۔ دیکھو ہم کہت راہی کہ امیرن کے پاس بیٹھ کے سہور (شعور)
سیکھو۔ ہر دنگا کرے لاگیو نہ۔

نواب۔ انھون نے تو ناک مین دم کر دیا۔

فرخندہ جھک کر پھر صحن مین ہو رہی اور لگی غل مچانے یہان تک کہ ظہورن
اور چھوٹی بیگم نے مہتابی کی کھڑکی سے پھر جھانکا تو دیکھا کہ وہی بیسوا

جھک جھک کر نواب کو بے نقط سنا رہی ہے۔ اور ہر گرد دس بارہ آدمی آہستہ آہستہ
سمجھاتے جاتے ہین کہ چپ رہو۔ چپ رہو۔ غل نہ مچاؤ۔ بیگم کی آنکھون مین
خون اُتر آیا اور ظہورن بھی بکمال افسوس کہنے لگی۔ لیکن اتنی خیریت گذری کہ
بڑے نواب صاحب کا پلنگ بہت دور تھا۔ اُنکے کان تک فرخندہ کی
آواز نہین گئی ورنہ غضب ہی ہو جاتا۔ نواب صاحب نے نصرت الدولہ
سے کہا کہ بھائی اب ہم گھر مین منھ دکھانے کے لائق نہین رہے۔ واسطے
خدا کے اس مردار کو یہان سے لیجاؤ۔ نصرت الدولہ نے کہا یار خفیف تو
ہم بھی ہوئے مگر انہ برا سے خدا جورو سے تو نہ اسقدر ڈرا کرو۔

نواب - اجی خوف کو رکھیے چھپر پہ - جورو کا خوف چہ معنی دارد۔ اپنا
نفس خود ملامت کرتا ہے افسوس کا مقام ہے۔

نصرت الدولہ - اجی بس جاؤ بھی۔ لائے وہان سے وہی نرے
لٹھ ملاؤن کی سی باتین۔ سہ

مے خور مے خور اگرچہ خدا میخواہی	ناکردہ گناہ پیش قاضی نبرند

نواب - بس ایسے ہی ایسے کلامون نے تو شراب خوری کو ترقی دی۔
سمجھے خاک نہین کہ شاعر کا مطلب خاص کیا ہے۔ کہنے لگے مے خوری خوب ہے۔

نصرت الدولہ - بھئی اب تو جو ہوا سو ہوا۔

نواب - واللہ بڑے ہی خفیف ہوئے۔ اب ہم اس قابل بھی نہین رہے
کہ نوکرون کو منھ دکھائین آپ کو دل لگی سوجھی ہے اور یہان خون خشک ہے۔
جنت سے ہم ضرور محروم رہینگے۔

نصرت الدولہ - اجی جنت کو ڈالو جہنم مین۔ اب بتاؤ چلتے ہو ہمارے ساتھ
چلو ہمارے مکان پر چلو۔ فرخندہ کو بھی لیتے چلینگے قسم خدا کی۔

نواب - کچھ خیر ہے۔ بھلا اسوقت جانے کا کون موقع ہے۔ کوئی ہے۔ ذرا
پہرے والے سے پوچھو گھڑی مین کے بجے۔

حسینو۔ حضور اب چار بجینگے۔

نواب ۔ ایّن اِتڑکا ہوگیا۔ لاحول ولاقوۃ۔

نصرت الدولہ ۔ اجی نہین کوئی بارہ بجے ہونگے۔

تہور۔ حضور تراب علی کا بُرا حال ہی کھایا پیا سب ——

نواب ۔ ہان ہم سمجھے استفراغ ہوگیا۔

تہور۔ بیٹھے رو رہے ہین۔

نواب ۔ نصرت الدولہ بھئی اب تم تو اسکو لیکر جاؤ۔ ہم تراب علی کو جاکر دیکھتے ہین۔

نصرت الدولہ ۔ ذرا حقہ تو بلواؤ۔

نواب ۔ کچھ سڑی ہو گئے ہو۔ تڑکا ہوگیا۔ اب اسکو یہان سے ذغان کروگے یا اچھی طرح ذلیل ہی کرنا چاہتے ہو۔ حقہ وقہ رہنے دیجیے۔

نصرت الدولہ کچھ کہنے ہی کو تھے کہ مسجد سے اذان کی آواز آئی تب تو نصرت الدولہ بہادر گھبرائے فرخندہ کو گاڑی پر بٹھایا اور رلیسے ہوے۔

شراب پیے تو اتنی تو پیے۔ پیتے پیتے تڑکا کردیا۔ دور جو چلنے لگا تو دنیا ومافیہا کی خبر ہی نہ رہی۔ خوب شراب لنڈھائی۔ تڑکے گجردم ابنصرت الدولہ بہادر بی فرخندہ کو ساتھ لیکر اپنے گھر تشریف لیگئے اور یہان چھوٹے نواب صاحب کی یہ کیفیت کہ آنکھین جھکی پڑتی ہین تہور کو حکم دیا کہ کمرے کے دروازے کھول دو۔ اور قلی سے کہو کہ پنکھا کھینچے۔

نواب صاحب آرام فرمانے لگے۔ ظہورن نے دربان سے پوچھا کہ چھوٹے حضور کہان ہین اُسنے کہا آرام میں ہین۔ پھر ظہورن نے کہا کہ چھوٹی بیگم صاحب دریافت کرتی ہین کہ شب کو کہان تھے۔ دربان نے چپکے سے کہا کہ تھے تو یہین مگر اب تو نئی نئی باتین ہونے لگین۔ وہ جو نواب ہین لبسے سے بنکے یہان دوسرا لڑکا پیدا ہوا تھا وہ آئے تھے۔ اور ایک

دیہاتن کو بھی اپنے ساتھ لائے تھے رات بھر ہلڑ مچا کیا۔ اور وہ پی پی کے مست جو ہوئی تو دروازے پر آکے غل مچانے لگی مینے کہا غضب ہو گیا اندر تک معلوم ہو جائیگا اور پھر بڑی خرابی ہو گی ابھی ابھی تو وہ نواب گئے ہین ظہورن نے پوچھا (اور وہ دیہاتن کہان ہو اُسکو یہین چھوڑ گئے ہونگے۔) دربان نے کہا نہین وہ تو ساتھ گئی ہو۔ اب تو فقط نواب صاحب ہین رات بھر سونا نصیب نہین ہوا۔ اب صبح تان کے سوئے ہین۔ دیکھ لینا کوئی دس گیارہ بجے کی خبر لائینگے۔ ظہورن سے دربان نے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ خدا کے لیے کہین چھوٹی بیگم صاحب سے نہ کہنا نہین نواب صاحب مجھے کھڑے کھڑے نکال دینگے۔ ظہورن اپنے دل مین سوچی کہ یہ بکتا کیا ہو۔ اسکو خبر ہی نہین کہ چھوٹی بیگم اپنی آنکھون ساری کیفیت دیکھ چکی ہین۔

گیارہ بجے چھوٹے نواب صاحب بیدار ہوئے۔ مُنھ دھو کر بہتور سے کہا کہ ہم کھانا نہ کھائینگے۔ مگر تم کسی سے کہنا نہین کہ آج چھوٹے حضور نے کھانا نہین کھایا۔ آلو کا آب زلال ہمکو پلاؤ۔ بہتور نے تھوڑی دیر مین تعمیل ارشاد کی اور نہایت عمدہ کیوڑا ڈال کر آب زلال لوے بخارا حاضر کیا۔

آلو پی کر نواب صاحب محلسرا مین تشریف لیگئے۔ تو پہلے ظہورن سے مڈھ بھیر ہوئی۔ شب کا خمار ابھی تک باقی تھا۔ اور وہ رشک حور سولہ سنگار اور غضب کا بناؤ چناؤ کرکے کھڑی تھی ململ کا دوپٹا دھانی۔ گلبدن کا نیا پاجامہ۔ ہاتھون مین مہندی پور پور رچی ہین۔ ظہورن کے گال پر ہاتھ پھیر کر کہا اسوقت اُداس کیون ہو۔ کہا حضور کل تو بڑا ہی غضب ہو گیا اب حضور بالکل ہی کھل کھیلے۔ بیگم صاحب تک خبر ہو گئی۔ نواب صاحب نے کہا (چل جھوٹی ہم سے اور چکمہ) یہ کہکر آہستہ سے پیار کے ساتھ ظہورن کے گورے گورے گالون پر ہاتھ پھیرا اور بیگم صاحب کے کمرے مین گئے تو بند پایا۔ لاکھ لاکھ قسمین دین۔ صد ہا جتن کیے مگر انھون نے نہ کھولا نہ کھولا

تب ظہورن نے آہستہ سے کہا سرکار انھون نے کل رات کا کل حال اپنی آنکھون دیکھا۔ اور بڑے حضور کو بھی سب خبر ہو گئی۔ بیگم صاحب تو مہتابی پر سے سب دیکھ رہی تھین۔ مگر بڑے حضور کا حال ہمنے ابھی ابھی وقت امان سے سنا بلکن یہان تلک سنا کہ بڑے حضور نے کہا کہ اکیلا لڑکا ہی نہین تو مین عاق کر دیتا۔

عاق کا لفظ سنتے ہی نواب صاحب آگ ہو گئے۔ بیگم صاحب کے کمرے مین بھی نہین جانے پائے اس سے اور غصہ آیا۔ اور اسپر طرہ یہ ہوا کہ بڑے نواب صاحب نے نورن لونڈی کے ہاتھ ایک رقعہ بھیجا جسمین دو سطرین لکھی تھین۔ (چھوٹے نواب مین اپنے مکان مین یہ بدمستی اور سیہ کاری نہین پسند کرتا۔ تم اب کہین اور مکان لو۔) پڑھتے ہی جھلا اُٹھے۔ کہا ظہورن اپنی بیگم سے کہدینا کہ جیتے جی ہم آنکر اپنی صورت نہ دکھائینگے یہ کہکر چھوٹے نواب بڑے غصے مین باہر چلے گئے اور اُسیدم نصرت الدولہ کے باغ مین جو شہر سے دو کوس کے فاصلے پر تھا جاکر فروکش ہو گئے۔ اور باپ اور بیوی کے جلانے کے لیے فرخندہ کو سو روپیہ ماہواری پر نوکر رکھ لیا اب تو کھُل ہی کھیلے۔ نہ بیوی کی طعن و تشنیع کا خوف۔ نہ باپ کا ڈر۔ نہ مان کا لحاظ۔ دن رات صحبت فسق و فجور۔ ہو حق۔ روپیہ کوڑیون کی طرح لٹانے لگے ہر وقت نشے مین چور۔ ہر دم مخمور۔ چھ مہینے تک اسی طور پر اُس باغ مین رہے۔ دن عید۔ رات شب برات۔ نہ بیوی کا خیال۔ نہ مان باپ کی فکر۔ بی فرخندہ ہین اور آپ اور مصاحب اور شراب خواری اور سیہ کاری۔

دور گیا جوان
دھوم دھام کی تیاری اور تزک و احتشام کی مہمانداری
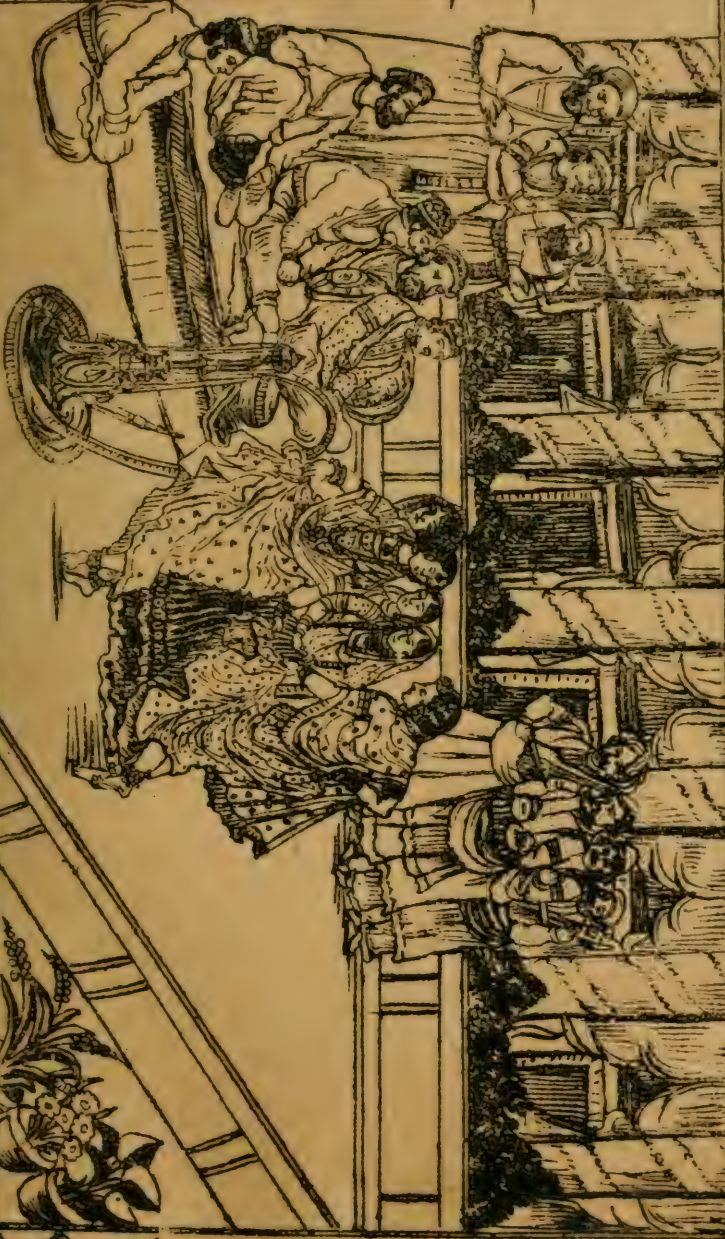
جب تک چھوٹے نواب باغ مین رہے نصرت الدولہ اور سیٹھ جی ہر روز
بلا ناغہ اُنسے ملنے جاتے تھے اور ہر دم شغل میگساری رہتا تھا۔ اس باغ مین
ساری خدائی کے افعال قبیحہ و ذمیمہ سرزد ہوتے تھے ایک روز سیٹھ جی نے
اپنے ہان نواب صاحب کی دعوت کی اور اس دھوم سے کہ شاید ہی کسی نے
کی ہو۔ انکے مزاج مین امارت تو ایسی سمائی تھی کہ کسی سے دب نکلنا کمال شاق
گذرتا تھا چاہے ادنی ادنی بات مین ہزارون بلٹ جائین مگر بات مین فرق
نہ آنے پائے۔ کسی سے آنکھین نیچی نہون۔ کوئی نوک کی نہ لینے پائے۔ اور
خدا کے فضل سے روپے والے بھی تھے۔ تعلقہ دار۔ ساہوکار۔ تاجر با وقار۔
لاکھون کے نوٹ بنک مین جمع۔ ہزارون سود کے آتے تھے۔ سیٹھ گوبرئیل
صاحب گو فضول خرچ اور بادہ خوار انتہا سے زیادہ تھے۔ ساتھ ہی اسکے دیانت
اور سچائی پر ہر دم تُلے رہتے تھے۔ دور دور تک انکی ساکھ تھی۔ اس سے
بڑھکر ایک وصف انمین یہ تھا کہ غربا کو چار چھ آنے سیکڑا پر سود دیتے تھے اور
ضرورت کے وقت کسانون کی مدد مین ساعی بانجیر ہوتے تھے۔ اگر خدا نخواستہ
فصل اچھی نہوئی تو سود اور قرضے کی بابت اُنپر سختی نہین کرتے تھے۔
ہان اسکے ساتھ ہی ڈوم ڈھاڑی ارباب نشاط اور بدوضع آدمیون کو بھی ہزارون
روپیہ بات کی بات مین اُٹھا دیتے تھے۔ اور رفیقون کے ہاتھ ایسے بک گئے تھے
کہ جو اُنھون نے کہا وہ کیا۔ دس کی جگہ بیس خرچ ہون یا سو کی جگہ پانچ سو اس سے
انکو سروکار نہ تھا۔ تجارت کے سوا اور امور مین حساب کتاب کو دیکھنا اور
انکی جانچ پڑتال کرنا جانتے ہی نہ تھے۔ جسکے پاس جو رقم رکھی وہ اُسکے باپ کی
ہوگئی۔ کسی نے مہینے مین ساٹھ ہضم کیے اور ڈکار تک نہ لی کسی نے سو اُڑا دیے
انکے فرشتہ خان کو بھی خبر نہوئی۔ یار لوگون نے صدہا کے وارے نیارے
کیے چٹکیون مین سیکڑون ہزارون چٹ کر گئے انکو کانون کان خبر بھی نہونے پائی
نواب والاتبار کی جو انھون نے دعوت کی تو ٹھان لی کہ چاہے دس

پندرہ ہزار ایک شب مین صرف ہو جائے مگر ایسی معقول دعوت ہو کہ شہر
مین دھوم مچے اور اخبارون مین چھپ جائے۔ میان عنایت بھٹیارے کو
روپے دیے گئے کہ نکیلی رنگیلی چھیل چھبیلی نوجوان جوان بھٹیاریون کو بلا لائے اور
کہے کہ باہم ہاتھ پھیلا پھیلا کر اور انگلیان مٹکا مٹکا کر لڑین اور جتنی گالیان یاد ہون
بکین۔ دم نہ لین۔ مگر تاکید اکید کی تھی کہ جتنی ہون مثالی سج دھج کی ہون
اور بانکی ادا ستم ڈھائے۔ بوڑھی ریٹ ایک بھی ہوئی تو حضور بد دماغ ہو جائینگے
پھر روادار نہونگے کہ اس ڈیوڑھی پر میان عنایت قدم رکھنے پائین۔ عنایت نے
اپنی سرا مین جا کر نوخیز اور رنگیلی بھٹیاریان چنین۔ اسی طرح شہر کی دو چار نامی
سراؤن سے جوان اور نگاہین بھٹیاریان منتخب کین۔ اور اُنسے کہا کہ خوب
بن ٹھن کے چلو۔ وہ نکھر نکھر کے بن ٹھن کر چھما چھم کرتی ناز و ادا سے قدم دھرتی
آئین۔ عنایت نے سیٹھ جی کو اطلاع دی کہ خداوند چودہ چودہ پندرہ پندرہ اور
بیس بائیس برس تک کی کوئی اُنیس بھٹیاریان سولہ سنگار کرکے اسوقت سرا مین
تیار بیٹھی ہین۔ جو ہو دُلھن بنی ہوئی اور شہر بھر سے چُن کے لایا ہون سب چھنٹی ہوئی
ہین۔ حکم کی دیر ہے خداوند پھاٹک ہی سے لڑتی جھگڑتی آئین۔ ایک مصاحب
بولے ارے میان عنایت تم گُن بھی ہو۔ عنایت نے کہا واہ وہی نہوتی حضور
اب تو چار دن مین مجرے جایا کرینگی۔ دوسرے صاحب نے فرمایا کیون جی گھر سے
بھی لائے ہو۔ عنایت بولا اے حضور بالے بنچ اب تو وہ کسی نواب کے گھر پڑی ہے
تیسرے ذات شریف نے بڑے شوق سے پوچھا کہ بھلا نظیرآباد کی طرف بھی
گئے تھے۔ میان عنایت نے (ہونھ) کرکے کہا۔ واہ وہین نہ جاتا۔ سب سے پہلے تو
وہین گیا تھا۔ سیٹھ گوبرمل صاحب یہ بیہودہ تقریرین سُن کر کھلے جاتے تھے۔
جامے مین پھولے نہین سماتے تھے کہ کوئی نامی بھٹیاری باقی نہین رہی۔
اتنے مین ایک رفیق نے بڑے شوق سے دریافت کیا کہ ارے میان عنایت
نواب گنج والی جلائی ہے یا نہین۔ لالہ نتھومل نے آہ سرد بھر کر کہا۔ افسوس

اسوقت تمنے کس کافر کا نام لیا - وہ تو مر گئی بیچاری - ایَن! (مر گئی) -؟
اجی ہنین - عنایت نے اسکی تصدیق کی کہ ہان واقعی مر ہی گئی - لوگون نے
کہا افسوس نام جلانی اور اسقدر جلد قضا آئی بڑی دیر تک محفل اُداس رہی
تھوڑی کئی منٹ تک اُسکی ادائے رنگین اور شوخی کی تعریف کیا کیے - سیٹھ جی
بھی ان سب کے افسوس مین شریک تھے -

ارباب نشاط کے پاس چھڑی معمول سے زیادہ بھیجی گئی - قوالون کو تاکید
کی گئی کہ ٹھیک شام کو حاضر ہون -

جل ترنگ والے سے کہہ دیا گیا کہ اگر انعام خاطر خواہ لیا چاہو تو چراغ
روشن ہونے سے قبل ہی آجاؤ -

ایک انگریز کو جو تھیٹر کا مالک تھا مع اُسکی نوعمر اور حسین مس کے بلایا تھا
کہ انگریزی ناچ اور تماشا دکھائے - وہ بھی کھٹ پٹ کرتا ہوا دن سے موجود -
رفیق اور مصاحب تعظیم کے لیے اُٹھے - اور جھک جھک کر آداب بجالائے
گویا کوئی بڑے جلیل القدر حاکم آگئے تھے - صاحب نے احمد بیگ سے پوچھا
کہ ول صاحب کہان - احمد بیگ نے کہا جی حضور مین سمجھا نہین - صاحب
بہت جھلائے - یو بلڈی فول - مالک کہان اس مکان کا - سیٹھ جی نے
اُٹھکر کہا مین ہون -

صاحب - ول صاحب (ٹوپی اُتار کر سلام کیا) آپ نے تکلیف کیا -
سیٹھ - واہ مین نے کیا تکلیف کی - آپ نے البتہ تکلیف اُٹھائی کہ
آج ہی تھکے ماندے آئے اور منظور کر لیا - آج کیا آپ اکیلے تماشا دکھائینگے
یا مس صاحب بھی آئینگی -

صاحب - ول جگہ بتاؤ -

سیٹھ - جگہ مین خود چلکر بتاتا ہون - پس آپ تماشا کرینگے اور
مس صاحب - ہی نہ -

صاحب - جگہ بڑی چاہیے -
سیٹھ - میدان اور کوٹھی فراخ سب حاضر ہی لیکن مس صاحب کو تو بلائیے
صاحب - اب وقت بہت کم ہی آپ ہمین جگہ جلد دکھائین -
سیٹھ جی اپنے ساتھ لیگئے اور کوٹھی کا سب سے بڑا کمرہ دکھایا -
صاحب ایک ہی گھرانٹ آدمی تھا - گرگ باران دیدہ امریکا اور فرانس اور انگلستان اور جرمن اور چین اور ہندوستان ہزارون کنوؤن کا پانی پیے ہوے بھاپ گیا کہ رئیس بڑا امیر کبیر ہی - اصطبل مین دس گیارہ گھوڑے - انغل بغل فنسین اور تامدان پالکیان - بگھی خانے مین فٹن پالکی گاڑی کارٹ ادھا ٹینڈم ونگینٹ ہر قسم کی گاڑیان - دروازے پر سپاہی خدمتگار بار ہی کہار جاہ و حشم دیکھکر سوچا کہ انکو پھانسنا چاہیے -
کوٹھی مین جو قدم رکھا تو دیکھا کہ ہر کمرہ سجا سجایا دُلھن بنا ہوا ہی - جو شئی ہی بیش بہا ایک سے ایک بڑھ چڑھ کر - سیٹھ جی نے جو لڑکپن کے سبب سے کئی بار پوچھا کہ مس کہان ہین - وہ بھی آئینگی یا نہین اُنکو بلوائیے نا - تو سوچا کہ اس نوجوان رئیس زادے کو اُلّو بنانا چاہیے - سیٹھ جی ہر بات مین یہی پوچھین کہ مس صاحب ابتک کیون نہین آئین مہربانی کرکے اُنکو بھی بلوا لیجیے اُنکے بغیر محفل کی رونق نہین - رنگ نہ جمیگا - صاحب سنتا جاے دل ہی دل مین ہنسے مگر جواب نہ دے - اس سے انکی بیقراری کی آگ اور بھی مشتعل ہوتی تھی - اتنے مین انھون نے کہا کہ اگر آپ ارشاد فرمائین تو مین ابھی ابھی فٹن بھیجدون - صاحب نے بہت متانت کے ساتھ یون جواب دیا -
صاحب - ول سیٹھ صاحب مس نہین آسکتین - اور آئین بھی تو ناچینگی نہین - وہ کسی کے مکان پر جاکر ناچنا گانا پسند نہین کرتین ہان اگر خوش ہوگئین تو شاید ہمارے تماشے مین ساتھ دین - مگر ہم جانتے ہین کہ وہ نہ آئینگی
سیٹھ - ازبس بیقرار ہوکر) نہین آپ ضرور بلوائیے - میری محفل کی رونق

جاتی رہیگی۔ رنگ بالکل پھیکا ہو جائیگا۔

صاحب۔ اچھا تو چٹھی لکھتے ہین آپ ہمارے آدمی کو فٹن پر بھیجیے۔
صاحب نے چٹھی لکھی۔

ڈیرلِلی۔ یہ رئیس جسکے ہان آج ہمارا تماشا ہو بڑا امیر آدمی ہو۔ ہمسے بار بار پوچھتا ہو کہ مس کہان ہو۔ مس کیون نہین آئی۔ ہمنے تو تمھارے اور اپنے دونون کے تماشے کا روپیہ چکایا تھا مگر یہ سیدھا سادہ آدمی ہمسے پوچھتا ہو کہ آپ اکیلے تماشا دکھائینگے۔ ہمنے کہا بیشک تو بہت بیقرار ہوا۔ تب ہمنے کہا کہ مس کسی کے گھر پر جا کر نہین ناچتی ہین۔ ہان اگر کسی امیر یا رئیس کی تواضع تکریم خاطرداری سے خوش ہو گئین تو مضائقہ نہین۔ شاید شریک ہو جائین۔ تم ضرور آؤ مگر اسطرح کی باتین کرنا کہ سیدھا آدمی ریجھ جائے۔ اسکے کمرون مین عمدہ عمدہ اشیا ہین۔ ہم جب تمھاری کارستانی کے قائل ہون دو تین ہزار کا اسباب باتون باتون مین اُٹھوا لیجاؤ۔ مگر جو کچھ یہان سے وصول ہو گا اُسمین تین حصہ ہمارا ایک حصہ تمھارا تم ہماری تنخواہ اور کھانا پاتی ہو۔ اور تمھارے والدین نے تمکو ہمارے ساتھ بھیجا تھا تو اسی عہدے پر بھیجا تھا کہ اگر کوئی رئیس یا امیر اسکو انعام دے تو صرف ایک حصہ کی تم مالک ہو گی اور تین حصے کے ہم۔ رئیس خوبصورت اور نوجوان آدمی ہو۔ اسکو کسی نے بہکا دیا ہو کہ تم میری لڑکی ہو۔ تم انکار نہ کرنا۔ آج اسکو خوب بناؤ اور اس سے کوئی معقول رقم اینٹھو۔ جان کوپن۔

یہ خط بند کر کے اپنے نوکر کو دیا اور فٹن پر سوار کر کے اُسکو مس کے پاس بھیجا۔ سیٹھ جی نے کوچبان سے کہدیا تھا کہ بچہ اگر ہوا سے باتین کرتی جوڑی نہ گئی تو کل تم موقوف کر دیے جاؤ گے۔ بہت تیز جاؤ۔ ذرا گھوڑون کو دم نہ لینے دو۔ خبردار۔ ورنہ میرا نمک پھوٹ پھوٹ کے نکلیگا۔ ایک سپاہی بھی ساتھ بھیجا کہ دیکھو کوچبان گھوڑون کو ہوا کی طرح اُڑائے۔ خیر صاحب نے

اس کمرے مین مزدورون اور آدمیون کی مدد سے اپنا اسباب قرینے کے ساتھ رکھا لمپ روشن کیے۔ آدمیون کو باہر نکال کر پردہ ڈال دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد برآمد ہوے۔

صاحب - اب سب ٹھیک ہو۔

سیٹھ - بس مس صاحب کی کسر ہو۔

صاحب - ولیمنی تو بہت لکھا ہو اور تاکید کی ہو مگر لڑکی ضد سبب کرتی ہو جو سمائی بس سمائی۔ ناچنے گانے مین فرانس تک کے تھیٹرون مین ایسی ایک نہین۔

سیٹھ - خدا کرے منظور کرین۔

صاحب - یہ آپ کے اختیار مین ہو ہم نہین جانتے۔

سیٹھ - جو کچھ فرمائینگی۔ مین نذر کرونگا۔ مگر آپ کے ساتھ تماشا دکھانے مین شریک ہون اور ناچین گائین۔

صاحب - آپ اپنے کمرے دکھائیے۔ شاید کوئی چیز پسند آگئی بس پھر ناچنے سے انکار نہ کرینگی۔ نقد کی انکو پروا نہین۔ اسقدر شوق ناچنے گانے کا ہو کہ شادی نہین کرتین۔

سیٹھ - سن کیا ہوگا۔

صاحب - (دل ہی دل مین خوب ہنسے) - ول - کوئی اٹھارہ برس بلکہ کم سیٹھ جی نے حسن وجمال کی تعریف تو سنی ہی تھی اب جو سنا کہ اٹھارہ ہی برس کا سن ہو تو اور بھی ریجھ گئے - سچ ہی ---

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد		بسا کین دولت از گفتار خیزد

ٹھان لی کہ اگر ایک لاکھ روپیہ بھی مفت مانگے اور بے ناچے گائے لیجائے تو توقف نہ کرونگا۔ بلا سے لاکھ پچاس ہزار یون بھی سہی کیا پروا ہی صاحب کو انھون نے اپنے حساب اپنا یارچہ بنایا۔ اور وہ ایک ہی خرانٹ دل مین انکی سادگی اور بھولے پن او عشق جنون خیز پر قہقہہ لگاتا تھا۔

اور کھلے جاتا تھا کہ آج رقم معقول ہتے چڑھی-

سیٹھ جی- مس صاحب نے اب تک شادی نہ کی-

صاحب- ابھی بچہ تھا- صرف اٹھارہ برس کا اب سن ہو-

سیٹھ جی- اب شادی ولایت مین کیجیے گا- ہو نہ-

صاحب- ول وہ شادی کرنا اگر پسند کرے-

سیٹھ جی- یہ کیا- کیا ہندوستانی رئیس کے ساتھ شادی کرنا پسند کرینگی-

اس فقرے پر صاحب بہت ہی ہنسے- لاکھ ضبط کیا مگر ہنس ہی دیے اور بولے کہ ول ہم اس معاملے مین دخل نہین دیتے اگر وہ پسند کرین تو کیا ہرج ہو- مگر ہندوستانی جنٹلمین امیر ہو- تربیت یافتہ- بدوضع نہ ہو- شراب خوار نہو- جواری نہو- بدمعاش نہو- خداترس ہو اور حسین ہو- بدصورت نہو ایسا شکیل اور خوبصورت ہو کہ جو لیڈی دیکھے پھڑک جائے- تو ہم فوراً منظور کر لین- سیٹھ جی اسوقت دیوانے تو ہو ہی گئے تھے سمجھے کہ صاحب جو کچھ کہتے ہین سب سچ ہو- یہ تقریر جو سنی تو ریشہ خطمی ہو گئے- بار بار آدمی پر آدمی دوڑاتے ہین کہ دیکھو فنٹن آئی- گاڑی کی گھڑگھڑاہٹ ہوئی اور دوڑے کہ فنٹن آئی- صاحب یہ سب تماشے دیکھا جاتا تھا- انکی بیقراری کی انتہا ہی نہ تھی-

صاحب- کتنے آدمی ہونگے آپ کے ہان-

سیٹھ جی- تھوڑے ہی ہونگے-

صاحب- چاہے جسقدر ہون-

سیٹھ جی- بس سب ملا کر کوئی سو آدمی ہونگے- کیون جی نتھومل- ہو نہ- یا زیادہ ہونگے-

نتھومل- وہ بیس کم بیش زیادہ ہوئے تو کیا-

سیٹھ گوبرمل صاحب سے نتھومل نے رسوخیت جتانے کے لیے کہا

کہ ہجور اسکو کچھ دین وین ہنین اس سے تو وعدہ ہو چکا ہی کہ پورا تماشا
دکھائیگی۔ مس آئے اور پھر آئے یہ بڑا بھجھا لیا معلوم ہوتا ہی۔ اسکی نیت یہی
یہ ہی کہ بس کچھ لے مریے۔ سو اب دینا چکما کھانا ہی سب بات یاد رکھنے کے
کابل (قابل) ہی آیندہ جو جی چہے اچاہیے) سو کیجیے آپکی مرجی (مرضی) سیٹھ جی تو اس
کافر کے حسن، گلو سبزرا اور نور عالم افروز کا شہرہ سن سنکر دیوانے ہو رہے تھے
انکو تاب کہان کہ کوئی مصاحب یا رفیق صاحب کو بے ایمان کہے اور
یہ چپ چاپ سن لین۔ نتھو مل پر بہت ہی جھلائے تو بیچ مین بولنے والا
کون ہی۔ تو ہی کون بیچ مین بولنے والا۔ گنوار جاہل۔ خبردار ان باتون مین
جو دخل دیا ہوگا تو ٹوجائیگا۔ اور سنیے بڑے مشیر کی دم بنکے آئے ہین
مجھے کوئی لونڈا مقرر کیا ہی۔ کیا اگر ہزار دو ہزار اور اٹھ گئے تو کیا ہو جائیگا
دوالا نکل جائیگا ہمارا۔ آخر ہوگا کیا۔ ہماری تو دلی آرزو ہی کہ وہ مس آئے
اور ہمسے کچھ مانگے۔ قسم جناب باری کی دس ہزار کی رقم بھی مانگے تو کون مردود
دریغ کرے۔ طبیعت ہی تو۔ اور تم صلاح دینے آئے کہ صاحب اگر سو پچاس
اور مانگے تو نہ دیجیے گا۔ چلو ہٹو سامنے سے بدتمیز بے شعور۔

لالہ نتھو مل انکے مزاجدان تو تھے ہی سمجھ گئے کہ اب چاہے ساری خدائی
ایک طرف ہو جائے ممکن نہین کہ یہ کسی کے سمجھائے سمجھین۔ صاحب ہی
قسمت کا دھنی خوب بٹور لیجائیگا۔ اور مزے اڑائیگا۔ اور وہ پرکالہ آتش
مس تو بس لوٹ لیگی۔ مال کا مال لوٹیگی اور دل کا دل۔ اسکی جوانی اور اسکا
چہرۂ نورانی اور مستانہ چال اور حسن و جمال انکو دیوانہ بنائیگا۔ اب خدا ہی
حافظ ہی۔ عشق تنکے چنوائیگا۔ دست بستہ عرض کیا کہ حضور مجھے یہ کیا معلوم
تھا کہ آپ کی نیت کیا ہی اب البتہ سمجھ گیا جواب بولون تو گنہگار۔ سمٹرا وار
سیٹھ جی نے کہا تم پھاٹک پر کھڑے رہو۔ جیسے ہی فٹن آئے ہمین معًا اطلاع
دو۔ بہت خوب کہکے لالہ نتھو مل روانہ ہوے۔ اور پھاٹک پر جاکر ٹھہرے

وہ صاحب کو جو کچھ اور بندوبست کرنا تھا اُس سے فراغت پائی تو سیٹھ جی نے اونکو اپنی کوٹھی ازسرنو دکھائی صاحب نے بڑی دیر تک تعریف کی اور کہا اسمین شک نہین کہ آپ نے کوٹھی کو خوب سجایا ہی۔ ہم جانتے ہین یہان تک رئیس کی کوٹھی بھی ایسی آج سجائی نہوگی۔ جو چیز ہی لاجواب۔ ہزارون مین فرد لاکھون مین انتخاب۔ کوٹھی کیا دلھن ہی۔ مس کو صفائی کا نہایت ہی شوق ہی عجب نہین کہ ہوٹل کو چھوڑکر آپ ہی کی کوٹھی مین رہنا پسند کرین صرف دو چار دن تو اس شہر مین رہنا ہی ہی۔ سیٹھ جی کا چہرہ گلنار ہوگیا دل ہی دل مین دعا مانگی کہ یاالٰہی مس آتے ہی اسمین رہنا شروع کردے۔ ہوٹل جانے کا نام نہ لے۔ اگر ایک دن ٹک جائے تو برس بھر تک ہر روز دعوت کرون۔ اور اُسکی محبت و عشق کا دم بھرون۔ عقد نکاح مین لاؤن۔ لطف زندگی اُٹھاؤن آدمیون کو حکم دیا کہ فی کمرہ دو دو لمپ اور روشن کردو۔ خدام سلیقہ شعار نے آقاے نامدار کے حکم کے بموجب دو دو لمپ پھرتی کے ساتھ معاً روشن کردیے۔ کوٹھی اور بھی جگمگانے لگی۔ اب ہر سمت عالم نور ہی۔ الٰہی یہ کوٹھی ہی یا کوہ طور ہی۔ ہر در و دیوار سے صبح بنارس کا جلوہ عیان ہی۔ چپہ چپہ نور افشان ہی

اب سنیے کہ سیٹھ گوبرمل کے ایک مصاحب تھے۔ پشیر دیبی دین ایک ہی کائیان زمانہ ساز دغاباز آدمی۔ مگر جہان جہان گوبرمل کا پسینا گرنا وہ بلا مبالغہ اپنا خون گراتا۔ لیکن بڑا کھانے والا۔ پیڑ کو جڑ سے کھا جائے۔ اور سانس ڈکار تک نہ لے۔ جو رقم اُسکے پاس رکھوائی اسکے باپ دادا کی ہوگئی۔ گوبرمل کی بدولت بنگیا۔ خود مہاجنی کرنے لگا۔ انکی کیفیت جو دیکھی کہ مس کے حسن صبیح کی توصیف سنکر از خود رفتہ ہوگئے تو چپکے سے کان مین کہا کہ اگر حکم ہو تو جبدم میم صاحب فٹن پر سے اُترین سلامی اُتاری جاے ایک دستہ جوانون کا ہتھکلائین لیے ہوے کھڑا رہے۔ ادھر فٹن سے وہ اُترین ادھر دائین دائین سلامی اُترے پھر دیکھیے کیسا رنگ جمتا ہی سیٹھ جی

اس صلاح سے ایسے خظوظ ہوئے کہ دیبی دین کو گلے لگا لیا - اور پیٹھ ٹھونک کر
کہا کہ شاباش دیبی دین - بس ایسے ہی مصاحب تو امیرون اور رئیسون کے
دربار کے قابل ہین اسوقت تمنے وہ صلاح دی کہ جی خوش ہو گیا - کوئی ہے -
خزانچی سے کہو کہ سو روپئے ہمارے خرچ کے حساب مین لکھکر دیبی دین کو دے دے
دیبی دین نے شکریہ ادا کیا اور کہا کہ اَن داتا تمھاری ہی بدولت تو جیتے ہین
کچھ کام کرین نہ کاج سیکڑون روپیہ سال مین پاتے ہین اور بال بچون کو لیکر
بیفکری سے دندناتے ہین - سیٹھ جی آدمی تھے فیاض - ایک ذراسی بات مین
رفیق کو سو روپیہ انعام کا دے دیا - دیبی دین خوش و خرم کہ سو روپیہ نقد پایا
اور رئیس کے دل مین جگہ ہو گئی - ہر طرح اچھے رہے - حکم دیا گیا کہ بارہ جوان تھریکلائر
لیکر عین پھاٹک پر حاضر رہین - فوراً آتے ہی سلامی اُتارین - اگر ایک بندوق
بھی رنجک چاٹ گئی تو حضور از بس ناراض ہو جائینگے - جب یہ خبر مشہور ہوئی
تو مصاحبون نے قہقہہ لگایا - رفیقون نے کہا کہ دیبی دین نے رئیس کو سدم
چٹکیون پر اُڑایا - اچھا بھرا دیا - اور خوب ہی رنگ جمایا - سپاہی بندوقین
بھر بھر کے پھاٹک پر مِس صاحب کی آمد آمد کے منتظر ٹہلنے لگے - محلے بھر کے آدمی
صدہا زن و مرد میم کے ناچنے کی خبر سنکر کوٹھی کے ارد گرد ٹھٹ کے ٹھٹ
لگائے کھڑے تھے - کہ ناچ شروع ہو تو دیکھین میمین کس طرح ناچتی ہین -

صاحب - آپ ساہوکار ہین -

سیٹھ - ہان - اور تعلقہ بھی ہے - اور نوٹون کا سود آتا ہے اور تجارت کرتا ہون -

صاحب - واہ وا - تب تو آپ بڑے امیر ہین -

سیٹھ - امیر ہونا تو مشکل ہے مگر ہان دال روٹی خدا دیے جاتا ہے یہی غنیمت ہے

صاحب - آپ کے والد کہان ہین -

سیٹھ - انتقال کیا -

صاحب - کوئی بھائی ہے -

سیٹھ - جی نہین -

صاحب - شادی آپ کی ہوئی ہی -

سیٹھ - ابھی نہین -

صاحب - آپ اب شادی کیجیے -

سیٹھ - مین نے قسم کھائی ہی کہ جب تک کوئی تربیت یافتہ اور پڑھی لکھی لیڈی نہ ملیگی مین شادی نہ کرونگا - اگر یہان حسب دلخواہ وہ مطلب یہ کہ مرضی کے موافق شادی ہوگی تو فہو المراد ورنہ ولایت جاؤنگا مصمم ارادہ تھا کہ فرانس جاکر پیرس مین شادی کرون -

صاحب - پیرس نہین - پیری تلفظ ہی - س کا تلفظ نہین کیا جاتا - فرانسیسی لفظ ہی نہ - ول - تو آپ ولایت کی کسی مس کے ساتھ شادی کرنا چاہتے ہین - اچھا ہم مس صاحب سے کہینگے - اگر وہ کسیکو جانتی ہون تو سفارش کرین انکے ساتھ اسکول مین دو چار بڑی حسین اور نازک اندام چھوکریان پڑھتی تھین اگر وہ آپ کے عقد نکاح مین آئین تو آپ بھی خوش ہو جائین -

سیٹھ - مس صاحب بھی تو ابھی ناکتخدا ہین -

صاحب - ہان - ول - مگر ———

سیٹھ - مجھے آپ مثل اپنے غلامون کے سمجھیے -

صاحب - اسکے کیا معنی - آپ رئیس ہین - امیر ہین - سیر چشم ہین - ہم کوشش کرینگے کہ کسی یوروپین لیڈی کو آپ بیاہین -

سیٹھ - اجی گڑ گڑا کے) کوشش کیا معنی - آپ کے تو امکان مین ہی اقتدار ہی آپ کی صاحبزادی ———

سیٹھ صاحب کہنے کو تھے کہ آپ کی صاحبزادی ہی مستعد ہین - مگر جرأت نہوئی - مس انکی لڑکی تو تھی نہین ایک غریب آدمی کی لڑکی کو انھون نے تھیٹر کے لیے تیار کیا تھا - تنخواہ دیتے تھے اور ساتھ رکھتے تھے لیکن

جہان کہین جاتے لوگ اُسکو انکی لڑکی ہی سمجھتے۔ پوچھا کہ آپ گانا جانتے ہین
سیٹھ جی نے مسکرا کر کہا۔ کیا خوب گانا اور رونا کون نہین جانتا۔ مگر تم لوگون
کی طرح مین نہین گا سکتا۔ صاحب بولے کہ ول اگر آپ انگریزی ناچ سے واقف ہوتے
تو مس بڑی خوشی سے آپ کے ساتھ ناچتین۔ سیٹھ جی نے کہا اُس طرح صاحب نے
انکی کمر مین ہاتھ ڈالکر ناچنا شروع کیا۔ سیٹھ گوبربل کف افسوس ملنے لگے کہ ہائے ہم
مین واقفیت کیون نہوا۔ کس لطف کے ساتھ کمر مین ہاتھ ڈالکر ناچتا ہے۔ مگر نہ دیکھا
صد افسوس۔ اگر کوئی با کمال رقاص ایسے اسوقت دس بیس ہزار روپیہ مانگتا
اور وعدہ کر لیتا کہ ایک گھنٹے مین ہم ناچنا سکھا دینگے تو سیٹھ بے دریغ دے نکلتے
ذرا چون و چرا نکرتے۔ لیکن ایسا رقاص کہان۔

لالہ نتھومل۔ وہ جل ترنگ والا آیا ہی۔ بٹھا دیا اُس کمرے کے چبوترے پر۔

سیٹھ۔ بہتر ہی فنٹن نہین آئی۔

نتھومل۔ اب گئی ہی۔ کپڑے وپڑے پہنینگی۔ نہائین دھوئینگی۔
بنین ٹھنینگی۔ جب تو آئینگی۔ بے سنگار کیے کبھو نہ آنے کی۔

سیٹھ۔ ہان چاہیے بھی ایسا ہی۔ مگر سچ کہنا حسین ہی۔

نتھومل۔ چاند کا ٹکڑا ہی۔ چاند کا۔ دبلی پتلی کامنی۔ اور چنچل نار۔

اتنے مین منیب جی نے آنکر مژدہ دیا کہ دسون گھوڑے بازی لے گئے۔ اور
سب ملا کر گیارہ ہزار کا فائدہ ہوا۔ سیٹھ جی بہت خوش ہوے۔ نتھومل سے
کہا کہ بولو اب گیارہ ہزار مفت ملے یا نہین۔ پھر اگر دو چار ہزار اس
کامنی کے لیے بھی خرچ کیا تو کیا۔

اتنے مین نواب قمر رکاب کا صحیفہ رشیقہ آیا۔

مخدومی جناب سیٹھ صاحب بی فرخندہ کی طبیعت اسوقت نصیب اعدا
یون ہی سی بے لطف ہو گئی ہی۔
ڈاکٹر صاحب کو بلوایا۔ نسخہ لکھ گئے ہین۔ خاکسار نو بجے حاضر خدمت

شریف ہوگا۔ کیا کرون مجبور ہون۔ ورنہ ممکن نہ تھا کہ وقت معینہ سے
ایک منٹ بعد آتا۔ نہ کہ گھنٹون کی کسر۔ وجہ معقول پیش کی ہو قصور معاف فرمائیے گا
آپ کا خادم نواب امین الدین حیدر

یہ خط پڑھتے ہی سیٹھ جی کھل گئے۔ دعا مانگی کہ خدا کرے نو بجے کے بعد
نواب صاحب آئین۔ تا کہ اُس بت جادو جمال سے باتین کرنے کا خوب موقع
ملے اُسیدم خط کا جواب لکھا۔

عالی جناب نواب صاحب بہادر آداب عرض کرتا ہون۔ نامۂ نامی
پڑھکر طبیعت کو انتشار ہوا۔ خدا شفاے عاجل اور صحت کامل عطا کرے
یہان سب سامان لیس ہو۔

آپ کا خادم سیٹھ گوجرمل عفی عنہ تاریخ ـــــ

یہ خط نھومل کو دیا اور باہر گئے۔ تو دیکھتے کیا ہین کہ ایک کمرے مین
جل ترنگ والا اپنے لونڈے لاڑھیون کو لیے ہوے بیٹھا ہو۔ دوسرے
کمرے مین ارباب نشاط اور ڈھاڑی اور طبلیے اپنے اپنے رنگ مین
مست ہین۔ ایک طرف چانڈو اُڑ رہا ہو۔ ایک طرف ساز مل رہا ہو۔
تیسرے کمرے مین وو طائفے ٹکے ہین۔ اور آہستہ آہستہ ایک خوش گلو
گاتی جاتی ہو ـــ

مگر اسکو فریب نرگس مستانہ آتا ہو	اُلٹتی ہین صفین گردش مین جب پیمانہ آتا ہو
طلب دنیا کی کرکے زن مریدی ہو نہین سکتی	خیال آبروے ہمت مردانہ آتا ہو

استاد جی بتاتے جاتے تھے (ہمت مرہمت مر) دیکھو تمھاری بہن
ماشاء اللہ سے کیسی خوش گلو ہین اور کس دھیان سے سنتی ہین جو ایک نغمہ
کہا عمر بھر نہ بھولینگی۔ ہان کہو (ہمت مرہمت مرا) وانہ آتا ہو۔ ہمت مردانہ آتا ہو
اور آگے بڑھے تو صادق علی خان صاحب نے اُٹھکر سلام کیا۔
سیٹھ جی۔ آج مقابلہ ہو خانصاحب۔ تان رس خان بھی آتے ہونگے۔

صادق علیخان - حضور ہم مقابلہ وقابلہ کیا جانین - بس اتنی آرزو ہی کہ اللہ کرے محفل مین تمیزدار بیٹھے ہون - کوڑھ مغز نہ بیٹھے ہون جو بہاگ اور بھیروین تک مین تمیز نہ کر سکین -

سیٹھ - نہین آپ بھی فرد ہین واللہ -

خانصاحب - آپ سے کچھ کان مین کہنا ہی -

سیٹھ جی - کوئی کفر کی بات تو نہ کہیے گا -

سیٹھ گوجرمل کے کان مین خانصاحب نے آہستہ سے کچھ کہا - انھون نے نتھومل کو بلوایا اور حکم دیا کہ جو خانصاحب کہتے ہین وہ سن لو -

نتھومل - آپ بھی بس ایک ہی ہین یہان - سیٹھ جی اکثر تعریف کیا کرتے ہین

احمد بیگ - اجی دور دور تک ثانی نہین رکھتے خانصاحب - قسم خدا کی بس گانا کیا اعجاز ہی اور بھیروین کے تو بادشاہ ہین -

ایک رفیق - دم غنیمت ہی خانصاحب فرد ہو فرد - واللہ باللہ بس یکتا ہو -

صادق علیخان - یہ آپ کی قدردانی ہی - ورنہ من آنم کہ من دانم -

احمد بیگ - تان رس خان بھی آتے ہین -

نتھومل - آئے ہین یا آتے ہونگے -

رفیق - اجی وہ کوئی آئے - ہمارے خانصاحب دب نکلنے والے نہین -

صادق علیخان - وجہ دب نکلنے کی وجہ -

رفیق - سچ ہی - اللہ نے جوہر دیا ہی -

صادق علیخان - مگر آج تو لکھنؤ بھر کے طائفے اور قوال اور یہ اور وہ جمع کر لیے ہین بھئی - کوئی گھڑی بھر کا مجرا ہوگا -

نتھومل - یہ پیار کھان (پیار خان) جو مشہور تھے وہ کون تھے -

احمد بیگ - وہ رباب یے تھے - گویون سکے بھی پیر - راگ کا دھرم رکھنا اُنپر ختم ہو گیا -

صادق علیخان - ہولی دھرپد کے بادشاہ تھے -

نتھو مل - اور تان رس خان -

احمد بیگ - وہ خیالیے ہیں ٹیپ - ڈکار - رنگ باز - منھ چڑھے -

نتھو مل - کوئی اور اشور مشہور ہیں بڈو خان یا بڈو خان -

احمد بیگ - وہ تان کا کپتان تھا - بڑے زور شور کی کا گانا جسکے شانے سے نکلتے تھے - ڈھار فرا گھٹے کے تھے مگر منھ چڑھے انتہا زیاد!

نتھو مل - اور ہمارے کہان صاحب -

احمد بیگ - کون ؟ یہ - صادق علیخان - اجی یہ سب گن پورے انھین کون کہے لنڈورے - خیال ٹپہ ٹھمری سب میں طاق - خصوصاً دھن میں شہرہ آفاق - نتھو خان فرا تان کے مقدمے میں واجبی ہی واجبی لیاقت رکھتے تھے -

احمد بیگ - مگر استائی تو ایسی بھرتے تھے کہ واہ جی واہ کیہ کیا فضا !

صادق علیخان - اسمین کیا شک ہے -

احمد بیگ - مگر استاد تم بھی اپنے فن میں یکتا ہو - دھن میں تمنے سب کے کان کاٹے - اور یون تو سب اپنی اپنی جگہ استاد ہیں - تان رس خان کی ادکاری کیا کچھ کم ہے -

رفیق - میان خدا کی دین ہے ۵

خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھیے احوال	کہ آگ لینے کو جائین پیمبری ہو جائے

کیون صاحب یہ بہادر سین کون تھے -

احمد بیگ - آفتاب تھے اپنے وقت کے - سر سنگار کے یہی موجد تھے رلا دینا اور ہنسا دینا انکے بائین ہاتھ کا کرتب تھا - کوئی بات ہی نہ تھی

سیٹھ جی ادھر سے خراماں خراماں برآمد ہوئے - نہایت حیرت سے پوچھا کہ نتھو مل ابھی تک فٹن نہ آئی - نتھو مل نے کہا خداوند آتی ہوگی احمد بیگ

ہوئے دیر آید درست آید سچ ہے سچ کے آئینگی - پھر بننے ٹھننے مین کچھ دیر لگتی ہو یا نہین - سیٹھ جی نے دریافت کیا کہ فنٹن کے ساتھ سپاہی گیا ہو یا نہین - کہا گیا کہ حضور بھیجا ہو -

سیٹھ گوبرمل صاحب نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ جناب نواب صاحب کے پاس جاؤ - کہنا پوچھا ہو کہ فرخندہ کیسی ہین - اور کہا ہو کہ ہمکو کچھ جلدی نہین ہو آپ کو جسوقت فرصت ہو تشریف لائیے قدم رنجہ فرمائیے یہان سب ساماں لیس ہو - آدمی کو سمجھا کر روانہ کیا - صاحب کے پاس چلے کہ پوچھین کسی شی کی ضرورت تو نہین ہو کہ اتنے مین بندوقون کے دغنے کی آواز آئی - دن - دن - دن - بارہ بندوقین - ایک دم سے اٹین اٹین کر کے دغین - نتھومل دوڑے ہوئے بدحواس آئے - حضور چلیے احمد بیگ لپکیے پیر و مرشد فنٹن آگئی - دو رفیقون نے بڑھکر آواز دی خداوند مس صاحب آگئین آئیے حضور سیٹھ گوبرمل صاحب تھوڑی دور تک تو بدحواس دوڑتے ہوئے گئے - مگر پھر سوچے کہ اگر اس حالت وحشت مین ہمکو دیکھا تو اپنے دل مین کیا کہیگی سمجھیگی کہ کوئی جنگلی ہو گنوار ٹھہر گئے اور ذرا دم لیکے چلے - فنٹن کے قریب جا کر کھڑے ہوئے اُس بت پندار صنم گلعذار کے اسوقت کچھ اور ہی ٹھاٹھ اور ہی دماغ تھے فرانسیسی فیشن وہ بانکی پوشاک اور کج کلاہ کہ بانکپن بھی اُس سے سبق لے - بال بکھرے ہوئے لٹین کالی ناگن کی طرح لہراتی ہوئی کمر نازک کے نیچے تک لٹکتی تھین - گوری گوری گردن اور چاند سے مکھڑے کا جوبن اُس زلف سیاہ نے اور بھی دوبالا کر دیا تھا - بس بلا مبالغہ یہی معلوم ہوتا تھا کہ بن گہنا چاند ہو - ابر زلف سے ماہ رخ ابھی ابھی نکلا ہو - ایک رفیق نے ڈرتے ڈرتے کہا حضور مس صاحب سیٹھ جی صاحب فنٹن کے پاس کھڑے ہین اتنے مین صاحب بھی رپ رپ کرتے ہوئے تشریف لائے

صاحب۔ سیٹھ کنور گوجرمل آپ ہین۔

مس۔ (نصف ہاتھ بڑھا کر) ول سیٹھ صاحب۔

سیٹھ جی نے بڑی خوشی سے مصافحہ کیا۔ نازک نازک دست سیمین اور ملائم ملائم انگلیان جو ہاتھ مین لین تو جامے مین پھولے نہ سمائے۔ مس صاحب فٹن پر سے اُترنے لگین تو سیٹھ جی کی طرف ہاتھ بڑھایا انھون نے لپک کر ہاتھ دیا اور فٹن سے اُتارا۔ ایک قوال جو بن بلائے آیا تھا اس کیفیت کو دیکھکر بے تکلف گانے لگا۔ رسیلی نینون والیون نے پھندا مارا۔ سیٹھ جی ادب کے ساتھ ہمراہ چلے۔ اٹھلا اٹھلا کر اور ادائے دلربا سے قدم اُٹھا کر مس للی نے خرام ناز سے سیٹھ جی کا دل پامال کر دیا۔ ؎

من باین رفتار شیرین عمر خود در باختم	عمر من میرفت و من پنداشتم رفتار اوست

سیٹھ جی کا جی چاہتا تھا کہ ہر مقام پر جہان اُس سرو روان گلشن رعنائی کا قدم پڑے بوسے لین اور اُس مین کو ہزار ہزار بار چوم لین۔ ؎

تو می خرامی و من از ہیبت تپیدہ ام	گز اضطراب زخم بوسہ بر کنارم زمین

کوٹھی کے ایک سجے سجائے کمرے مین مس للی بصد شان دلربائی و رعنائی متمکن ہوئین۔ اور زلف چلیپا کرسی کے اِدھر اُدھر فرش مکلف پر مار سیاہ کی طرح لہرانے لگی۔ ؎

نہ زلف ست آنکہ ہر دم بر قد دلدار می پیچد	ز مستی ہر نفس بر شاخ صندل مار می پیچد

اس بت لیلی سرشت نے رئیس نوجوان پر بغور نظر ڈالی اور ایسی تیکھی چتون سے انکو دیکھا کہ تیغ نگہ کا گھائل ہی کر دیا۔ طرح طرح کے ناز و ادا اور عشوہ ہاے دلربا سے انکا دل قبضے مین کر لیا۔ کبھی سینہ صافی کو اُبھار کر تن گئی۔ کبھی گردن نیوڑا کر پھیر لی اور گلوے مصفا کی جھلک دکھا دی۔ گردن فوارہ نور تو سینہ صافی روکش آب بلور۔ ؎

پیداست ہمچو قبلہ نما از تن بلور	از سینہ لطیف دل آئینہ آہنش

مست صہبائے ناز - سراپا انداز - شیرین حرکات - انتخاب مہ وشان کائنات مہ لقا - سمن سیما - ایک ایک ادا مین سو سو کی گھاتین - پیاری پیاری بھولی بھولی باتین - کبھی آپ ہی آپ لجانا - کبھی مسکرانا - کبھی پیشانی نورانی پر عرق آنا

نیست عرق کہ بر رخت در حرکات میچکد		ہر قدمے کہ می نہی آب حیات می چکد

سیٹھ جی سے کہا کہ چلیے کوٹھی کی ذرا سیر کرین - یہ کھل گئے کہ ماشاء اللہ منھ مانگی مراد پائی - اس معشوق عنبر مو کو کوٹھی ایسی پسند آئی کہ سیر کرنے کو دل چاہا - کوٹھی دیکھنے کا شوق چرایا -

پہلے سیٹھ جی خانہ باغ کی طرف لیچلے تو خدا لی موالی اپرا غیر انتھو خیرا سب سایے کی طرح مس کے ساتھ - پیچھے پھر کر نہایت غیظ و غضب سے دیکھا - نتھو مل تو ایک ہی کائیان تھے تاڑ گئے کہ تنہائی کی صحبت اسوقت پسند ہو - بھیڑ بھڑکے سے طبیعت نفور ہو - شب ماہ ہو - بغل مین حور ہو - فکر کو سون غم و الم منزلون دور ہو صنم مہوش پایا ہو - اور اس غیرت گلزار کے ساتھ سیر چمن کا شوق چرایا ہو مس نے بصد انداز و دلربائی اٹھکیلیان کرتے ناز معشوقانہ سے قدم دھرتے باغ کو رشک فرخار بنایا - بیلون کو آتش حسد سے جلایا گلون کو شرمایا - ؎

	وہ یکایک باغ مین پہونچے ہوا کھاتے ہوے کبک بھاگے سامنے سے ٹھوکرین کھاتے ہوے	

سیٹھ جی - آئیے چھوئی لا چھو لیں -

مس - واہ -

سیٹھ جی - اگر مضائقہ نہو اور طبع نازک پر گران نگذرے تو از راہ کرم چھوئی لا چھو لیجے -

نتھو مل - (دور سے) ؎

چھوئی لا چھوئی لا اینگے لیہائے چمن مین تجھ کو		رت کہین آنے تو دے حور لکا ساون کی

احمد بیگ - کی فاتون مین شعر یاد کیا تھا - اور حور لکا کی کتنی کہی ہو -

اس غیرت خوبان فرخار نے چمک کر ایک طرارہ جو بھرا تو دوسری روش تین
ہو رہی۔ اور وہان سے جو تن تن کے جھوم جھوم کر چلی تو سیٹھ جی کا دل
اور بھی پامال خرام ناز کر دیا۔ ع

ہی نسیم صبح کا عالم خرام ناز مین سبزۂ خوابیدہ کو چلتے ہوئے ٹھکراتے ہوئے

سیٹھ جی سمجھ گئے کہ اب زلف کے پھندے سے نکلنا معلوم۔ بیٹھے بٹھائے
اچھا درد سر مول لیا۔ مس نے تھوڑی دیر کے بعد پوچھا کہ یہان کسی اچھے
نامی سوداگر کی کوٹھی بھی ہی ہمکو کچھ سودا خریدنا ہی۔ لفٹنٹ راس یہان
فوج مین ایک صاحب ہین۔ انسے ہم فرمایش کرینگے۔ بیچارے بہت اچھے
آدمی ہین۔ اور ہمسے اُنکو دلی محبت ہی۔ کبھی ہمارا کہنا نہ ٹالا۔ تنخواہ تو کم ہی
ابھی مگر گھر کے امیر کبیر ہین۔ اُنکو ساتھ لیکے جائینگے اور جن جن اشیا کی
ضرورت ہی کوٹھی سے پسند کر کے لے آئینگے۔

سیٹھ جی رقیب کا نام سنکر دھک سے رہگئے۔ آنسوؤن کا تار بندھ گیا۔
کہ انکے چاہنے والون مین ایک ہم ہی نہین ہین۔ خاص اسی شہر مین ایک
پلٹن کے صاحب بھی ہین جنپر انکو یہ دعوی ہی کہ جو چاہینگے اُنکے ساتھ
جاکر کوٹھی سے لے آئینگے۔

سیٹھ جی

فرمایشین حضور نہ اغیار پر کرین
موجود ہی یہ تابع ارشاد کس لیے

مس۔ (مسکراکر) ہم آپ کے ساتھ باہر نہین جا سکتے۔ آپ نیٹو۔
ہم یورو پین۔

سیٹھ جی۔ جو فرمایش کیجیے یہین حاضر ہی۔

مس۔ ہم آپ کو تکلیف دینا نہین چاہتے (خدمتگار سے) ٹھنڈا پانی بلاؤ۔
مس جھک کر دوسری روش مین جا کھڑی ہوئی۔ سیٹھ جی نے بھی اُس
روش کی طرف رخ کیا۔ خدمتگار ایک عشرہ بھا ٹمبار مین آب سرد لایا۔ سیٹھ جی نے

بصد ادب اپنے دست مبارک سے پلایا اور دونون باغ مین ٹہلنے لگے
سیٹھ۔ کل ہم آپ کو اپنے بڑے باغ لیچلینگے۔
مس۔ کل تو لفٹننٹ راس سے اقرار ہی اُنکے ساتھ ہوا کھانے جائینگے۔

سیٹھ جی۔
صبا کس درجہ تو ام شادی و غم ہین زمانے مین
شب وصلت سے روز ہجر ہم آغوش آتا ہی

مس۔ اب تو ناچ کا وقت آگیا۔
سیٹھ جی۔ ہم کمال مشتاق ہین کہ آپ کا ناچ دیکھین۔
راوی۔ دیکھتے جائیے۔ ابھی وہ آپ کو انگلیون پر نچائینگی۔
مس۔ (تنک کر)۔ ہمارا ناچ؟ ہمارا ناچ کیسا۔
سیٹھ جی۔ (ڈرتے ڈرتے) کیا آپ آج شب کو نہ ناچینگی۔
مس۔ ہرگز نہین۔ راس خفا ہو جائینگے۔
سیٹھ جی۔ کسی کو کانون کان تو خبر ہونے نہ پائیگی۔
مس۔ راس کے گویندے چھوٹے ہوے ہین۔
سیٹھ جی۔ آپ نہ ناچینگی تو ہمکو کمال ملال ہوگا۔
مس۔ خیر۔ مگر راس کا دل ہم نہ دُکھائینگے۔

سیٹھ جی۔
مرے حال پر رحم کرتا نہین ہی
خدا سے بھی ای بت تو ڈرتا نہین ہی

قضا کی نشانی ہی الفت بتون کی
وہ جیتا ہی جو ان پہ مرتا نہین ہی

صبا بیٹھ رہ ہاتھ پر ہاتھ دھر کر
کوئی کام تجھسے سنورتا نہین ہی

مس۔ (چین بہ جبین ہوکر) ہمارے راس کو بُرا بھلا نہ کہنا۔
سیٹھ جی۔ (آہ سرد بھر کر)۔ نا۔

مر جاؤنگا مین کہیں تو چین بر جبین نہو
برق غضب کہین نگہ خشمگین نہو

اغیار کے نہ عشق جتانے پہ جائیو	کوئی بکا کرے خبر از نازنین نہو

مس للی انکے جلانے اور نائرہ عشق کے مشتعل کرنے کے لیے لفٹنٹ
راس کا نام کئی بار زبان پر لائی۔ اور واقعی انکے کانون سینہ مین حسد
اور بغض کی آگ ایسی تیز کر دکھائی کہ ہر دم آہ شرربار تھی اور طبیعت ازبس
بیقرار تھی۔ رقیب کا ذکر سنکر شیشہ دل چکناچور ہوا۔ جگر مین عشق کا ناسور ہوا
اُس بت سفاک کو انکی چتونون سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ راس کا ذکر
انکی رگ جان پر نشتر کا کام کرتا ہی۔ اور نام سنتے ہی آہ سرد بھرتا ہی۔ سیٹھ جی
پہلے تو مثل گل کھل گئے تھے کہ محبوب مطلوب کو باغ مین خندان و فرحان
ساتھ لائے مگر اب دل کا کنول بجھ گیا۔ ؎

جھونکے چلنے لگے ہیم جو ہوائے غم کے	رہ گیا بجھ کے چراغ دل روشن کیسا

کہان تو جشن خسروانہ کی تیاریان تھین کہان آہ آتش فشان ہی۔ اور
بکا و فغان ہی۔ مس نے کہا کہ ہمین اپنی کوٹھی تو دکھلاؤ۔ سیٹھ جی
ناشاد و نامراد اُس پریزاد کو ساتھ لیکر چلے۔ کوٹھی کو جو دیکھا تو ہر در و دیوار
نور بار ہی۔ جو کمرہ ہی جواہر نگار ہی۔ اشیائے بیش بہا لاتعد و غیر محدود
ساری خدائی کی نعمتین موجود۔

سیٹھ جی نے ایک نادر جیبی طلائی گھڑی خاص جنیوا کی بنی ہوئی کوئی
دو ہزار روپے کی مس للی کی نذر کی اور کہا یہ گھڑی آپ اپنے پاس رکھیے
یہ بطریق نذر دیتا ہون۔ مس للی پھولی نہ سمائین۔ پیار کی نظر سے سیٹھ
گوبرمل صاحب کو دیکھا اور مسکرا کر کہا کہ ہمین نہین چاہیے۔ سیٹھ جی نے
دست بستہ عرض کیا کہ کیا خفا ہو گئین اسپر وہ ستمگر قہقہہ لگا کر ایک مسہری پر
لیٹ گئی۔ سیٹھ جی گھڑی ہاتھ مین لیے۔ کھڑے گھورتے تھے۔ مس للی معاً
اُٹھین اور بجلی کی طرح چمک کر دوسرے کمرے مین ہو رہین۔ سیٹھ صاحب نے
کہا ازبرائے خدا یہ تحفہ قبول فرمائیے۔ غریبون کا کہنا بھی مانتے ہین۔

للی نے گردن نیچی کرکے کہا کہ رَاس سن لیگا کہ ایک خوبرو جوان سے کے ہان سے
مفت گھڑی لائی - گو جرنل اسوقت نہایت ہی برافروختہ ہوئے - پھر اسی رقیب
روسیہ کا نام اُس گلفام کی زبان پر آیا غصے کو ضبط کرکے فرمایا کہ اُنکے تو
فرشتہ خان کو بھی خبر ہونے پائیگی - حالانکہ لفٹنٹ راس صرف ایک مصنوعی
نام تھا - یہ فقط سیٹھ جی کے پھانسنے کے لیے ساری تدبیرین ہوئی تھین کہ
اُنسے رقم کثیر لیکر ہوا بتایئے اور اُلّو بنایئے - سیٹھ صاحب نے ہاتھ جوڑ کر
عرض کی کہ اگر آپ یہ گھڑی نہ قبول کرینگی تو ہم تماشا دیکھنے نہ آئینگے مِس نے
اس بھولے پن سے ساتھ اُنکی طرف دیکھا کہ سیٹھ کو جرنل صاحب ہزار جان سے
عاشق زار ہو گئے - اور پھر عرض کیا کہ واسطے خدا کے گھڑی کو قبول فرمایئے
مِس للی نے گھڑی لے لی اور کہا آپ کی خاطر ہے -
کیا خوب سودا پٹا - ناچنے گانے تماشا دکھانے آئی ہین اور دو ہزار کی گھڑی خاطر سے لی ہمکو یقین آگیا
سیٹھ جی نہ سمجھے کہ اب مار لیا ہے - یارون کا وار خالی نہین جاتا - اب اُس
گلبدن سیمتن کو عقدِ نکاح مین لائے - پانچون گھی مین - چین ہی چین لکھتا ہے
مِس للی نے ایک انگریزی شعر پڑھا جسکا مطلب یہ تھا - ؎

سر یہ احسان لین امیرون کا ۔۔۔ ہم فقیرون کا یہ دماغ نہین

سیٹھ جی - احسان ! چہ خوش ! احسان کیا معنی - اللہ اللہ یہ در پردہ
احسان جتاتی ہو - بیشک - بیشک - ہم کمال مشکور ہوے آپ نے اسوقت
ہم پر وہ احسان کیا کہ دل ہی جانتا ہے اور چاہیے بھی ایسا ہی -
مِس - اب ہم اباکے پاس ذرا جاتے ہین -
سیٹھ جی - (ہاتھ پکڑ کر) - نا ؎

آج اندھیر ہے گر وصل نہو ۔۔۔ رات آتی ہے کہان جایئے گا

مِس للی - اَبا نے ہمارے ساتھ اس آدمی کو تعینات کر دیا ہے جب سے
برابر ساتھ رہتے ہے - آپ تاجر بھی ہین -

سیٹھ جی - جی ہاں -
مس للی - کسکی تجارت ہوتی ہو (مسکرا کر) با جرے کی -
سیٹھ جی - وہ کوئی اور ہوتے ہونگے - گھوڑے کی سوداگری ہوتی ہو اور جواہرات کی -
مس للی - ایک عمدہ سا گھوڑا کوئی چودہ پندرہ سو کا ہو مگر جوان تھی ہمارے ہاتھ بیچیے - قیمت اسی دم دینگے -
سیٹھ جی - بہت خوب ایسی کھری اسامی کہاں ملیگی - مگر مول تول کی سند نہیں - ایک جوان گھوڑا تو میں ہی ہوں -
مس للی - آپ تو گدھوں کی سی باتیں کرتے ہیں - پسند آیا خرید اور نہ چھوڑ دیا
احمد بیگ - (کمرے کے باہر سے) گھوڑے کے لیے چھوڑنا بھی کیا خوب کہا ہی حضور واللہ طناز ہی نہیں حکمت باز بھی ہیں -
عنایت بھٹیارے نے پھر انگھتول سے کہا کہ خداوند اب سب اکٹھا ہو گئیں سرائیں اٹھی ہیں جب ضرورت ہو بلوا لیجیے - انگھتول بولے اب بلا لاؤ مس للی نے سیٹھ جی سے فرمایش کی کہ کوئی تیز اور سبک خیز گھوڑا ہمیں دکھائیے مگر گیارہ بارہ سو تک قیمت کا ہو - سیٹھ صاحب مس للی کو ساتھ لیکر اصطبل دکھانے لیچلے - کمرے کے باہر قدم رکھا ہی تھا کہ قوال اور ارباب نشاط اور ڈھاڑی اور جوالی موالی سب اُٹھ اُٹھکر جھانکنا شروع کیا - للی کی گوری گوری صورت پر سیاہ سیاہ زلف عجب جوبن دکھاتی تھی اور بکھرے بکھرے بال جو کمر نازک تک لٹکے تھے اُنسے جوبن اور بھی دو بالا ہو گیا تھا - ؎

کمر تک جو زلف چلیپا گئی		مہماں وہ کمر لاکھ بل کھا گئی

جس طرف نظر غلط انداز سے دیکھا کشتہ کر دیا - کشیدہ قامت - حور طلعت گلعذار سطر عذار - چھریرا بدن - غنچہ دہن - فرط مستی سے جھوم جھوم کر قدم رکھتی اصطبل کی طرف بصد کرشمہ و خوبی چلی - ہماد تو علیخاں پکار اُٹھے - ؎

موت آتی ہو عشق گیسو مین		مغفرت بال بال کی ہوتی

اصطبل مین جا کر دیکھتی ہین تو ایک سے ایک بڑھکر گھوڑا -

۱ - دیلر - پنچ سالہ - وورکابہ - بگھی مین اس طرح جاتا ہو جیسے آندھی آگئی ہو اسکا نام آندھی روگ ہو -

۲ - کمیت - آٹھون گانٹھ کمیت - ران سواری - پوری گھوڑی چار سال ہوا پیچھے رہے - یہ آگے ہو پہنچے - اڑن کھٹولا نام ہو -

۳ - سمند سیاہ زانو - گھوڑا کیا دلھن ہو - کانپور کی گھوڑدوڑ مین تین بار اور لکھنؤ کی ریس مین ایک دفعہ بازی جیتا - کوونے پھاندنے مین طاق ہی نام صف شکن -

۴ - سبزی گھوڑی پیٹھ پر انسان آیا اور یہ ہوا ہوئی - یہ جا وہ جا - نہایت خوبصورت گھوڑی ہو - نام پری -

۵ - سرنگ بڑا منھ زور گھوڑا ہو چلنے مین بجلی - نام برق -

۶ - پیگو کا ٹانگھن - بد قطع - بھدے بھدے ہاتھ پانون - مگر زمین پر قدم ہی نہین رکھتا - جگری قدم ایسا کہ اچھے اچھے گھوڑے دلکی جائین مگر اسکو نہ پائین - نام چلتا پرزہ -

الغرض اصطبل بھر کا مس صاحب نے جائزہ لیا - اور سمند سیاہ زانو پسند کیا - اس فرس تندخو کے کپتان و لاٹ چار ہزار دیتے تھے اور راجہ بھنگا نے پانچ ہزار لگائے تھے - ایک وکیل فخنتانے مین مانگتے تھے شہر بھر مین ایسا ایک گھوڑا بھی نہ تھا - سیٹھ جی نے کہا حاضر ہو - کھلوا لیجائے تب تو مس للی بہت ہی خوش ہوئین - اور پھر پیار کی نظر سے سیٹھ جی کی طرف مسکراتے ہوے دیکھا اور یہ پہلا ہی مرتبہ تھا کہ انکے ہاتھ مین ہاتھ دیکر اٹھلاتی ہوئی چلین - کوٹھی کے قریب صاحب ملے -

صاحب - اب ہمکو آپ اسوقت ذرا سی برانڈی پلوائین -

مس - کیا ساتھ نہین ہو-
مس - آپ بھی برانڈی پیتے ہین سیٹھ جی -
سیٹھ جی - ہان - کیون - پیجیے تو لاؤن -
مس - ہم تو میٹھی شراب پیتے ہین -
سیٹھ جی - روز - اپاپانا - موزیل - اسپارہ - کلانگ ہاک - چری برانڈی
کیور یسو - ہر قسم کی میٹھی شراب موجود ہو - نکالون کوئی بوتل
مس - ول کیور یسو -
سیٹھ جی - ہمکو بھی یہی پسند ہو -
مس - آرنج ڈیب -
صاحب - تم سب کے سامنے نہ پینا - الگ جاکر پیو اور اس
بیراکو ساتھ رکھو -
بیرا - حضور مس بابا کے ساتھ ساتھ تو تھا -
مس للی - ہان یہ کیا کہین چلا گیا تھا -
مس للی کو سیٹھ جی پھر کوٹھی مین لیکر گئے اور ایک نیا کمرہ دکھلایا
للی دنیا بھر کی سیر کر آئی تھی سوچی کہ اگر اِنسے اب کوئی فرمایش کرتی ہون
تو چھوٹی بات ہو - ایک جھاڑ کو غور سے دیکھا کہا کہ اہا کیا اچھا جھاڑ ہی
سیٹھ جی سے اگر اسوقت پچاس ہزار روپیہ نقد بھی مانگتین تو معاً دیدیے
ذرا پیش و پیش نہ کرتے - انھون نے دیکھا کہ مس للی نے اسکو پسند کیا -
فوراً آدمی کو حکم دیا کہ لیجاؤ علیحدہ رکھو - جب مس صاحب جائینگی تو انکے ساتھ
بھیجدینا - یہ سوا تین سو روپے کو سیٹھ جی نے نیلام سے خریدا تھا - اس فیاضی
کے صدقے دل مین دعا مانگتے جاتے تھے کہ خدا کرے کوئی شے اور پسند
کرے کہے تو کوٹھی کی کوٹھی اسکے نام لکھ دون - عشق نے عقل کی آنکھون پر
پٹی باندھ دی - اسوقت دنیا و مافیہا کی انکو خبر نہ تھی -

اتنے مین پورن خدمتگار کیوراسیو کی بوتل اور ٹمبلر اور برف اور سوڈا
اور لیمونیڈ اور کاگ پیچ اور برز لیکر آیا - سیٹھ جی نے کہا لیجیے لیجیے - آج ہمارا
آپکا مقابلہ ہے - دیکھین کون زیادہ پیتا ہے - مس للی مسکرائین اور عجب ناز و ادا سے
فرمایا کہ ہم بڑی خوشی سے آپکی تندرستی کا جام پینگے - بوتل کھولی اور نصف
ٹمبلر کیوراسیو برف کا ٹکڑا ملا کر پی گئین - سیٹھ جی نے بھی چوتھائی ٹمبلر پیا -
للی نے کہا ہم جسقدر شرابی سے ڈرتے ہین اسقدر شیر سے نہین ڈرتے
سیٹھ جی نے پوچھا یہ کیون - کہا طبیعت - کہا اور لیجیے - پوچھا اس تو
ہم نہ سن لینگے -
سیٹھ جی اسوقت عین خوشی کی حالت مین تھے مگر اس کا منھ نام سنتے ہی
انکا چہرہ اداس ہو گیا - کہا پھر تمنے وہی نام لیا - اچھا بتاؤ - اس مین کونسی
بات ہے جو ہم مین نہین ہے - کہا وہ ملٹری آدمی ہین - یعنی فوجی کا افسر - وہ جو ہمکو
یہان دیکھین آتے تو ہمکو گولی مار دین مگر تم بھی خوب آدمی ہو - طبیعت بہت خوش
ہوئی جب تک ہم اس شہر مین ہین - روز تمسے ملنا -
سیٹھ جی - اور اس شہر سے جاؤ گی کہان - ہم کیا جانے بھی دینگے -
للی - بس اور دس بارہ روز یہان ہین - پھر ہم کہان - تم کہان -
سیٹھ جی نے دست بستہ کہا پیاری کوئی تدبیر ایسی کرو کہ ہمارا تمھارا
ساتھ ہو - واسطے خدا کے کوئی تدبیر سوچو ازبراے خدا - پیاری للی -
للی نے کہا خوش - ڈر سے مین آنے نہین تو کہتی ہی تھی کہ پی کر مست
ہو جاؤ گے - یہ پیاری کیا معنے - بس - اب ہم جاتے ہین - سیٹھ جی نے اٹھکر
آہستہ سے ہاتھ پکڑ لیا قصور معاف کیجیے - پیاری کہا تو گناہ کیا گیا - اور
گناہ ہوا ہو تو جان بخشی ہو - للی مسکرا کر بولی - جان بخشی کیسی - کیا خون کیا ہے
اتنے مین لالہ تھجل نے آکر عرض کیا کہ خداوند بڑی گھٹا اٹھی ہے -
سیٹھ جی خوش ہو گئے - اہو ہو ہو - ع

یہ چار طرف گھٹا جو چھائی
بادل آئے ہین عیش کے جھوم
ایسا کر دے مجھے سیہ مست

ہی زلف صنم کی یاد آئی
اسوقت نہ رکھ تو مجھکو محروم
تا برق کی طرح دل کرے جست

سیٹھ کو جبرل صاحب مس للی کو لیکر کوٹھی کے باہر تشریف لائے تو پھاٹک کے پاس بھٹیاریون کا غول دیکھا جو ہو نکیلی رنگیلی رسیلی چھین چھبیلی - ایک نوجوان نوخیز بڑی پھرتی سے آگے بڑھی اور لہنگا کچھ یون ہی سا اٹھا کر کولا پھڑکا کر مٹکا کر گانے لگی - چڑیا کی بندی چھوڑا دے پیارے - نینون کے مارے بان جگر بھئے پارے -

چڑیا کی بندی چھوڑا دو پیارے

کرتی ہتی ہین بولی ٹھولی تم ایسے گاڑھے جوان پلنگے ناہین -

چڑیا کی بندی چھوڑا دو پیارے

ارے کوو - چڑیا کی بندی چھوڑا دو پیارے

دس بارہ نوجوان بھٹیاریان طلکر تالیان بجاتی تھین اور دو ایک کہتی جاتی تھین (ہک - ہک - ہک - ہک -) للی (ہنسکر) یہ کون ہین ؟ یہ چھوکری تو خوب ناچتی ہی -

احمد بیگ - حضور خدا کی قسم آج تک ایسا ناچ اور گانا سنا نہ دیکھا -

نتھو مل - نئی بات ہو -

صادق علیخان - معلوم ہوتا ہو یہ پی گئی ہین -

احمد بیگ - خوب پہچانا -

رفیق - ہمنے بھی اتنی عمر آئی یہ باتین آج ہی دیکھین -

نتھو مل - یہی مین بھی کہنے کو تھا -

احمد بیگ - ارے میان نتھو مل یہ کون ہی بھئی جو سب سے زیادہ پیشقدمی کرتی ہی -

نتھومل - کیا خوب -

احمد بیگ - کیا خوب! کیا خوب تو ایک بھانڈ ہی -

نتھومل - مین کیا کوئی بھٹیاریون کا داروغہ ہون -

اور سب تو دل لگی دیکھا کیے - مگر مولوی محمد ممتاز الحق صاحب اور پنڈت پرمیشری داصل جب کہ اس وجہ انکا آنا اور مشک شاک کرگانا اور گالیان بکنا ناگوار گذرا کہ اٹھکر چلے گئے ایک دم بھر بیٹھنا بھی شاق تھا -

جسوقت بھٹیاریان تھرک رہی تھین شامت اعمال سے سیٹھ گوبرمل صاحب کے ایک بزرگ بھی آن پڑے یہ صاحب کلکتہ گئے تھے - ریل پر آئے بگھی کرایہ کی اور وہان سے داخل - یہان دیکھا تو کچھ اور ہی نقشے ہین سترہ سترہ اٹھارہ اٹھارہ برس کی بھٹیاریون کا غول ہی - اور ہلڑ مچا رہی ہین - چپکے سے کوچبین کو حکم دیا کہ گاڑی پھیر - ایک اور رشتہ دار کے گھر پر گئے راہ مین سوچتے جاتے تھے کہ بس اب سیٹھ جی کا دیوالا نکلا - گئے گذرے اب تو ابج کی لینے لگے - بھٹیاریون کا ناچ کسی نے آج تک نہ دیکھا ہوگا حضرت بھٹیاریان بھی نچوانے لگے - اور یہ خبر ہی نہ تھی کہ مس کو سمند سیاہ زانو اور جھاڑ بخش دیا - اپنے عزیز کے مکان پر فروکش ہوئے اور کمال افسوس کے ساتھ اسنے کہا کہ گوبرمل گئے گذرے بس اب خدا حافظ ہی - ایک سال دو سال شاید اور کارخانہ چل سکے دیوالا نکلا سمجھو - غضب اسکا اسوقت جو جا کر دیکھتا ہون تو وہ روشنی اور نور کا عالم کہ محلہ بھر جگمگا رہا ہی - اور کوئی پچاس ساٹھ بھٹیاریان کھڑی بیہودہ بک رہی تھین لاحول و لاقوۃ - لاحول و لاقوۃ قلم دوات کاغذ منگوا کر گوبرمل کے نام خط لکھا -

عزیز از جان من سیٹھ گوبرمل حفظہ سلمہ بعد دعا ئے کہ ما فوق آن نباشد مطالعہ نمایند کہ اندرین اوقات از سواری ریل شریف کہ گردون دو دست بدر آمدہ بر بگھی نشستہ بر مکان شما رفتم اما دیدم کہ باشندگان نوجوان وسیمتن

واگ بھبھوکاے سراے کہ عبارت از بھٹیاریان نازک کمر و شیرین ادا و غشوہ
خو بہیاست بر دریچۂ کلان یعنے پھاٹک شما دیدم - چہ گویم کہ چہ قدر ملال
عارض حال این خیر سگال عقیدت مآل شد بر دریچۂ کلان مکان رئیس جوان
و عالی خاندان بھٹیارن را اجتماع نمودن و آنرا براے تھرکیدن اجازت
دادن و گفتن کہ ہان مٹک مٹک اور چمک چمک کر گاؤ محض از عقل بعید ست
چہ کہ مردمان رہرو و آیندگان و رفتگان و رہ گذشتگان وغیرہ وغیرہ دیدہ
چہ می گویند کہ این مردم سیٹھ بسیار بد معاش ست کہ دن دوپہرے بھٹیاریان را
طلبیدہ مے رقصاند - لاحول ولا قوۃ -

لہذا ان عزیز را از بزرگانہ فہمایش می کنم کہ آیندہ از ہمچو حرکات مجنونانہ
کہ صرف بھٹیاریان سراے را لازم و ملزوم ست خویشتن را سپرد نہ فرمایند -
راہ راست رو - بابا - راہ راست گرفت کن - راہ ٹیڑھی مرو - کہ شیخ جی گفتہ بودند
ہمین نیات خود - ؎

راستی موجب رضی خداست　　ندیدم کہ کس گم شدہ از راہ راست

قول حکما و علما را جان برابر باید فہمید زیرا کہ قول شان باعث سعادت
جوانان براے تعمیل و عملدرآمد ست نہ براے آنکہ کتاب خواندہ بر طاق کسر آی
نہاوند و گفتند کہ من ہم در پنجم سواران ہستم - واہ - این چہ معنی - در پنجم
سواران ہستی یا نہ ہستی - جبکہ آن زنان جوانان و بندہ را بر دریچۂ کلان و
بزرگ شما دیدم از ہوش رفتم کہ این چہ باشد خرافات بات - امید کہ
آیندہ خیال دارند - براے خدا - از براے خدا - ؎

آنچہ گویم شما مکن آن کن　　مصلحت بین و کار آسان کن

این مال و زر و روپیہ و اٹھنی و چونی و دونی و اکنی خاک ست
مگر تا ہمچنین حیات کہ انسان زندہ باشد جان ست و روح رحمان ست
و از ہمین جملہ سامان ست - خیر آنچہ شد آن شد - نشدن آن نمیتواند شد

مطلب ما منظلہ (کیا خوب ! بجے - لیجے - بچے -) امید کہ آئندہ خیال بلمدار ندے

حریفان بادہ ہا خوردند و رفتند ۔۔۔ تہی خمخانہ ہا کردند و رفتند

راقم آثم گلکتا پرشاد

یہ فصیح و بلیغ تحریر جسکے حرف حرف سے علمیت ٹپکی پڑتی ہی سیٹھ جی نے دیکھکر ایک قہقہہ لگایا۔ شراب کے نشے مین چور تو تھے ہی جواب یون لکھا اب بے جا - بڑا بزرگ کی دم بنا ہی - بچہ تم اپنی تو خبر لو - ہم اپنی بھگت لینگے - میان ہم تو رند مشرب آدمی ہین - تم پرانے کھوسٹ - بھلا بھٹیار یون کے نچانے مین عیب کیا ہی - واہی ہو - میان دنیا کے یہی مزے ہین - اور ہی نہین کیا - غالب دہلوی خوب کہ گیا ہی کہ ایک نیکبخت اگر بہشت مین ملی تو اجیرن ہو جائیگی - سہ

زن نو کن ای دوست در ہر بہار ۔۔۔ کہ تقویم پارینہ ناید بکار

اب بتاؤ ہمارا قول اچھا یا تمھارا - تم اپنے گاڑھا دھوتر بیچو - تمکو ان امور سے کیا واسطہ - تم گزہی گاڑھے مین سکھ چہالئین کا بھاؤ جانو - یہ اور ہی کوچہ ہی - تم کیا جانو - سہ

درین ورطہ کشتی فرو شد ہزار ۔۔۔ کہ پیدا نشد تختہ بر کنار

سمجھے اب بھی نہ سمجھو تو خدا سمجھے - سہ

ابر ست و بہار ست و ہوا ہم مزہ دارد ۔۔۔ بر سبزہ کہ لغزیدن پا ہم مزہ دارد

اور سنو معاملے کی بات تو یہ ہی - سہ

اے دل شراب پیجیے دن ہین شباب کے ۔۔۔ قربان واعظون کے عذاب و ثواب کے

کسکی بہشت کیسا دوزخ کہان کی جہنم مفت کا غم - سہ

مر گئے ہم نجات کے غم مین ۔۔۔ ایسی جنت پڑے جہنم مین

دنیا کے لطف اٹھاؤ - کھاؤ اور کھلاؤ - یہ نہین کہ بڑے زاہد بنے وہ بن سکے چلے ہین - سہ

اک روز مجھکو زاہد مکار سا قیا	دکھلا کے سبز باغ ثواب و عذاب کا

کہنے لگا زراہ حماقت کہ بیحیا
معلوم ہوگا حشر مین پینا شراب کا

آپ شتاب۔ ہو حق۔ واہ رے مین۔
میان ہم اسوقت ہین ہین ہین۔ واہی بنے ہوئے۔ اور آپ کو سوجھتی ہے پادری پن کی۔ پھر بنے کیونکر۔ قاضی جی دبلے کیون ہوئے جاتے ہین شہر کے اندیشے مین۔
خط آدمی کو دیا۔ حضرت نے جو پڑھا۔ تو آگ ہو گئے سبحان اللہ بزرگون اور بڑون سے اور یہ چہل۔
اب ادھر کا حال سُنیئے کہ نواب صاحب اور نصرت الدولہ بہادر اور امام الدین خان اور تراب علی اور روشن علی اور چھبن اور حسام علی لیس ہوکر گاڑیون پر سوار ہوے اور چلے۔

دور بارھواں
سنّاٹا

ظلمتکدہ مین میرے شب غم کا جوش ہے / اک شمع ہے دلیل سحر سو خموش ہے
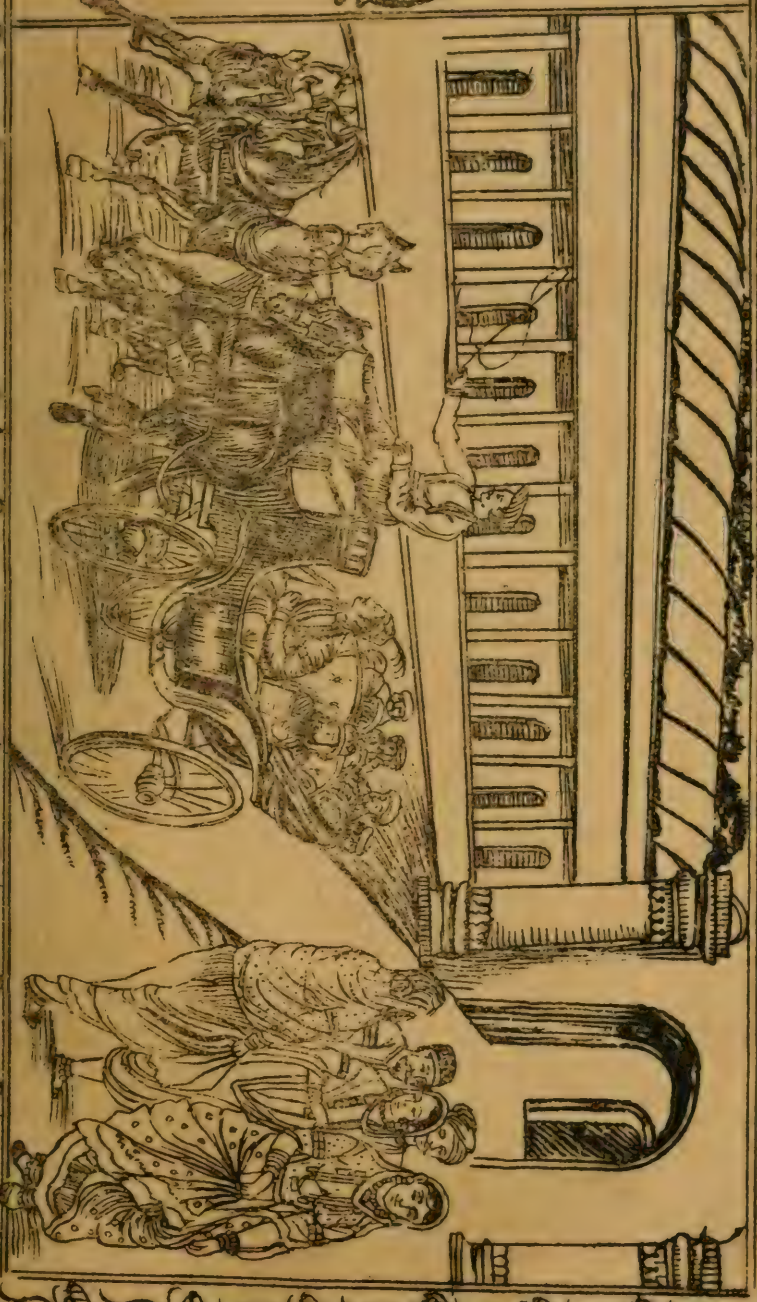
نے مژدۂ وصال نہ نظارۂ جمال / مدت ہوئی کہ آشتی چشم و گوش ہے

اے تازہ واردان بساط ہوائے دل / زنہار اگر تمھین ہوس ناے و نوش ہے

دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو / میری سنو جو گوش نصیحت نیوش ہے

ساقی بجلوہ دشمن ایمان و آگہی / مطرب بہ نغمہ رہزن تمکین و ہوش ہے

یا شب کو دیکھتے تھے کہ ہر گوشۂ بساط / دامان باغبان و کف گلفروش ہے

لطف خرام ساقی و ذوق صداے چنگ / یہ جنت نگاہ وہ فردوس گوش ہے

یا صبحدم جو دیکھیے آکر تو بزم مین / نے وہ سرور و سوز نہ جوش و خروش ہے

داغ فراق صحبت شب کی جلی ہوئی
اک شمع رہ گئی تھی سو وہ بھی خموش ہے

ایہا الناظرین۔ صبح کسکی یہان رات ہی کو تڑکا ہو گیا۔

اب سنیے کہ محفل رقص و سرود آراستہ و پیراستہ ہونے ہی کو تھی کہ رئیس جم اقتدار نواب والاتبار مع مصاحبین و رفقاے سلیقہ شعار فٹن پہ سوار ہو کر چلے۔ سمند گھوڑیان کنوتیان بدلکر ہوا سے باتین کرتی آتی ہین کوٹھی کے ہر در و دیوار پر عالم نور ہے۔ حیرت تھی کہ یا للعجب یہ مکان ہے یا کوہ طور ہے بیش بہا لیمپ اور جھاڑ کنول کے سے جگمگاتی تھی دل کی کلی نسیم مسرت سے کھلی جاتی تھی۔ صاحب نے اپنے اسٹیج اور تماشے کے سامان کو لیس کر رکھا تھا مس فوق البھڑک لباس زیب تن کیے ہوئے اتراتی پھرتی تھی۔ ایک ایک بن مو سے انا البرق کی صدا بلند تھی۔ چمک دمک مین برق جہندہ سے بھی دوچند تھی۔ جوبن پھٹا پڑتا تھا۔ جمال مین حسن یوسف سے ٹکر لڑتا تھا۔ رخ انور رشک قمر۔ زلف پریشان تا کمر۔

چھٹنا ضرور رخ پہ ہے زلف سیاہ کا / روشن بغیر شام نہو چہرہ ماہ کا

اٹھکھیلیان لگاوٹ ناز۔ ایک ایک اشارے مین لاکھ لاکھ انداز۔

سیٹھ گوجرمل صاحب اس نگار عنبر مو کی لگاوٹ اور رکھاوٹ دیکھکر
زبان حال سے کہتے تھے ؎

میں انھیں چھیڑوں اور کچھ نہ کہیں | چل نکلتے جو مے پیے ہوتے
قہر ہو یا بلا ہو جو کچھ ہو | کاشکے تم مرے لیے ہوتے

وہ صنم عربدہ جو کچھ دلبری کی راہوں سے واقف تو تھی ہی تاہم بھی لگاوٹ کی باتیں کرتی تھی۔ عشق و محبت کا دم بھرتی تھی۔ کبھی چیں بہ جبیں ہو جاتی تھی۔ کبھی مسکرا مسکرا کر انکے دل پر بجلیاں گراتی تھی ؎

نہ شعلے میں یہ کرشمہ نہ برق میں یہ ادا | کوئی بتاؤ کہ وہ شوخ تند خو کیا ہے

سیٹھ گوجرمل نے بصد منت و سماجت کہا کہ اب آپ کچھ دن اس کلبۂ احزان ہی میں تشریف رکھیے۔ دعوت قبول فرمائیے۔ فقیروں پر کرم کیجیے۔ جانے کا لفظ زبان پر نہ لائیے۔ تو ایک ادائے دلربایانہ کے ساتھ تیکھی ہو کر بولی کہ واہ یہاں رہنے کی وجہ۔ ہم ابا کے پاس جاتے ہیں چہ خوش۔ آپ اڑان گھائیاں بتلاتے ہیں۔ بس اب رخصت۔
سیٹھ جی نے آہ سرد بھر کر کہا ؎

یہ بھی کوئی ہنسی ہے کہ رخصت کا لیکے نام | سو بار بیٹھے بیٹھے ہمیں تم رلا چکے

سیٹھ جی۔ یہ رخصت کا لفظ کیوں گھڑی گھڑی زبان پر لاتی ہو۔
مس۔ اپنے جی کی خوشی کسیکو کیا۔
سیٹھ۔ کچھ ہماری دلشکنی کا بھی خیال ہے۔
مس۔ دلشکنی تو ہمارا جوہر ہے۔

سیٹھ ؎
گر صد ہزار لعل و گہر میدہی چہ سود
دل را شکستہ نہ کہ گوہر شکستہ

مس۔ ٹھنڈی سانسیں کیوں بھرتے ہو۔
سیٹھ جی ؎

دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت درد سے بھر نہ آئے کیون
روئینگے ہم ہزار بار کوئی ہمین ستائے کیون

ادھر مین کا رہے چھون ترباؤ دیکر ہنکارتا تھا کہ واللہ منیڈہ باٹہ مین وہ مزہ دکھاؤن کہ لوگ کہین سر ون کے مینڈک سے رہاتر۔ میان کی بلار اور کانھرا اس لطف سے بجاؤن کہ گویا محمد شاہ کی سواری چلی آتی ہے قربان جاؤن اپنے استاد کے جوڑے کی تیاری اس بلا کی ہے کہ بجانے بجانے ہاتھ سیدھا کر دون تو معلوم ہو تیر کی گھوم رہی ہے۔ بھانے مین وہ لطف حاصل ہو کہ نیند آنے لگے گویا کوئی کان مین ٹھپر رہی کر رہا ہے

قوال اپنے کمال کے زعم مین اتراتے تھے۔ اسوقت تو شاہ سدا رنگ بھی آئین تو منہ کی کھائین۔ تان سے گولا مارون تو زمین سے پانی نکل آئے غلام رسول خان کی روح مرحبا و احسنت کہے تو سہی۔

جل ترنگ والا کہتا تھا فرنگیون نے پانی اور دھوئین کی ریل چلائی ہم پانی اور چینی کے برتنون سے وہ بات کر دکھائین کہ تمام اہل محفل وجد مین آئین۔

بھٹیاریان تخت کے چوکے پر ٹھسّے سے بیٹھی تھین کہ ذرا اشارہ ہو اور چمک کر گالیان بکنے لگین۔

ارباب نشاط نکھر نکھر کے تیار تھے کہ اپنا اپنا جوبن دکھائین اور نظر غلط انداز سے گھائل کرین۔

نواب صاحب کی گاڑی تھوڑی دیر مین سیٹھ جی کے در دولت پر داخل ہوئی۔ چوبدار دوڑا کہ سیٹھ جی کو اطلاع دے۔ لالہ ٹھنٹھول پیشوائی کو گئے۔ نواب صاحب مع نواب نصرت الدولہ بہادر و رفقا گاڑی سے اُترے تو دھوم دھام دیکھکر از بس محظوظ ہوئے۔ ایک نازک کمر نازک بدن نازک اندام بھٹیارنی نے نواب نصرت الدولہ کو دیکھکر ایسا اشارہ کیا

کہ نواب اڑ گئے کہ کبھی کی ملاقات ضرور ہو -

نواب - یار مال تو اچھا ہے - کھرا مال ہے - اور غضب کی صورت زیبا پائی ہے - مگر یہ تو بھٹیاریاں سی معلوم ہوتی ہیں -

نصرت - جی نہیں لکھنؤ کی بھٹیاریاں بھی وہ نکیلی ہوتی ہیں کہ دیکھنے سے بھوک پیاس انسان کی بند ہو جاسے ادائیں کتنی بانکی ہیں کہ پری بھی شرما جائے

نواب - ارے بھئی احمد بیگ سیٹھ جی کہاں ہیں - اور یہ تو بتاؤ کہ طائفے ہیں -

احمد - خداوند اٹھارہ اُنیس تو جوان بھٹیاریاں ہیں اور پانچ طائفے زنانے اور ایک مردانہ ہے - اور قوالوں میں خانصاحب ہیں اور جل ترنگ والا ہے - اور حضور ایک تماشے والا انگریز آیا ہے اُسکی سیر یاد دیکھیے گا تو لوٹ پوٹ ہو جائیے گا - ایسی چھوکری دیکھی نہ سنی

اتنے میں قریب تھا کہ طبلے پر تھاپ پڑے اور سے

محفل میں گدگداتی ہو شوخی نگاہ کی	شیشوں سے آ رہی ہو صدا قاہ قاہ کی

کہ دفعۃً چوبدار نے نتھومل کی طرف مخاطب ہو کر کہا لالہ جی ہمارے سرکار کہاں ہیں - چوطرفہ تلاش کر آیا کہیں پتا ہی نہیں ملتا - کنوؤں میں بانس پڑ پڑ گئے - نہ زنان خانے میں ہیں نہ کوٹھی میں - نہ باغ میں - نہ چھت پر سامعین کو حیرت ہوئی کہ سیٹھ جی کہاں چل دیے - اِدھر اُدھر ڈھونڈھا مگر بے سود - ابھی تک کسی کا ذہن نہیں لڑتا کہ کیا واردات ہوئی - کہاں چلے گئے - گھر میں بزم طرب آراستہ - ہزار ہا روپیہ ایک شب کے لیے صرف کر ڈالے اور خود غائب - اب لا مکان ہے بغیر جلسہ بھلا کیونکر شروع ہو -

اتنے میں تماشے والا بوڑھا انگریز آیا - اور نتھومل سے کہا تمھارا سیٹھ ہماری مس بابا کو لیکے کہاں چل دیا - اس سوال سے نتھومل کا

رنگ فق ہوگیا۔

نواب - (پیچھے سے) کچھ دال مین کالا کالا نظر آتا ہے۔

نصرت - معلوم ہوتا ہے مس پر دل آگیا اور ڈورے ڈالا دیکھئے کہین پھنس گئی

جھمن - حضور بڑا جوتا چلیگا - خدا خیر کرے -

صاحب - (بہت جھلا کر) تم نہین بتاؤگے جی -

احمد - یہ آپ جھلاتے کس پر ہین - ہم تو نوکر لوگ ہین۔ ہم کیا جانین یہ آپ کی زبانی سنا کہ مس بابا بھی نہین ہین -

صاحب آگ بھبوکا ہوگیا - چہرہ مارے غصے کے سرخ - کئی بار پانون زور سے زمین پر دے پٹکا - اور کئی مرتبہ میز پر ہاتھ دے مارا اور اپنی زبان مین خدا جانے کیا کیا بکا کیا - اور للی للی غل مچاتا ہوا ادھر اُدھر تلاش کرنے لگا -

ادھر نواب صاحب اور نصرت الدولہ بہادر نے احمد بیگ اور نتھو مل کو علحدہ لیجا کر دریافت کیا کہ اصل حال کیا ہے - سیٹھ جی کو سمجھا دو کہ لڑکپن نہ کرین اگر مس نابالغ ہے - تو یہ تماشے والا چھتر بگاڑ دیگا - ہم لوگون سے ہرگز مخفی نہ رکھو - اگر سیٹھ جی کے خیر طلب ہو تو ہم سے صاف صاف بیان کرو - ان دونون نے قسمیہ عرض کیا کہ ہمین ذرا بھی نہین معلوم ہے کہ سیٹھ جی کہان چلے گئے - اور مس للی کہان ہین - مگر اسقدر البتہ جانتے ہین کہ سیٹھ جی نشے مین چور ہین - اور مس بھی مسرور ہین ہے - اتنے مین ایک ڈھاڑی نے کہا حضور وہ تو ایک کرایے کی گاڑی پر سوار ہوئے سے تھے اندھیرا بہت تھا مین پہچان نہین سکا کہ کون کون لوگ اُنکے ہمراہ تھے لیکن سرکار کو مین نے بخوبی پہچان لیا - اسپر نواب صاحب نے آدمی چوطرفہ دوڑا دیے کہ پتا لگائین اور کل اڈگرٹے والون سے اپنے طور پر دریافت کرکے چپکے سے ہمین اطلاع دو - مگر با ایہمہ سیٹھ جی کا پتا

نہ معلوم ہوا - دو تین گھنٹے تک تو تلاش رہی - اسکے بعد تماشے والے
صاحب نے تھانے پر جا کر رپٹ لکھوا دی کہ سیٹھ گوبرل نے تماشے کے
پہلے سے بہکا دو مس للی کو بلوایا اور ہماری لاعلمی مین مس کو کسی نشے کی دوا سے
بیہوش کر کے بھگا لیگئے - وہ ابھی نابالغ ہی - اور سیٹھ جی نے ہماری اطلاع
کے بغیر بدنیتی سے اسکو بھگا دیا -

ایک بجے کے وقت نواب صاحب اور نصرت الدولہ بہادر اپنے اپنے
گھر جانے لگے تو سیٹھ جی کے ایک پیشگار نے نواب صاحب کو ایک رقعہ دیا
جسکا مضمون یہ تھا -

جناب نواب صاحب بہادر - کورنش - طائفون اور قوال اور جلترنگ
والون اور بھنڈیارون اور تماشے والے صاحب کو جو کچھ مناسب ہو
اپنے ہاتھ سے تقسیم کر دیجیے - روپیہ خزانچی سے لے لیجیے بندہ ایک
ہفتوارے کے بعد آپ سے ملیگا - مگر حلیہ ضرور دیکھیے گا ایک مین نہین تو بیگمین ہی
سہی - نصرت الدولہ بہادر کی خدمت مین تسلیم -

آپکا خادم گوبرل -

یہ خط پڑھکر سب تاڑ گئے کہ اُس بت نازنین و زہرہ جبین یعنی مس للی
کے حسن و جمال پر ایسے لٹو ہوے کہ اسکو کہین بھگا لیگئے - گو صاحب
اوس پڑ گئی مگر خود بھی دھرے جاینگے - نواب صاحب نے ارباب نشاط
اور کل حاضرین کو حکم دیا کہ کل تین چار گھڑی دن رہے ہمارے داروغہ
کے پاس حاضر ہو تو انعام دلوا دیا جاے - اور سب نے تو منظور کر لیا
مگر صاحب بہادر بہت ہی بگڑے اور بڑے ہی غصے مین تھے لیکن قہر درویش
بر جان درویش -

نواب - کیون جی لالہ مقتول کیا واقعی بڑی خوبرو اور نازکبدن لونڈ
چھوکری ہی -

نتھومل - سرکار ایسی کامنی ہمنے تو کبھی دیکھی نہین تھی -
احمد - حضور ممکن نہین کہ کوئی جوان اور شوقین رئیس اسکو دیکھے اور فریفتہ نہو جاے عورتین تک خدا کی قسم گھورنے لگین -
نواب - تو بس پھر لے اُڑا جوان بگ کسی سے مشورہ تو لینا تھا -
نتھومل - نہ کسو سے پوچھا نہ کسو سے کچھا اور بھاگ گئے -
احمد - خداوند عالم جوانی ہاست -
نواب - مگر فضیحتا بڑا اُڑیگا - یہ پیر فرتوت تماشے والا بڑا خرانٹ اور خرانٹ کیا معنی اسکی تمام عمر کی کمائی جاتی ہی - کوئی اسکے قلب سے پوچھے
احمد - حضور سراپا سانچے کا ڈھلا ہوا ہی - نہ ایسی گوری کلائی دیکھی نہ ایسا گورا مکھڑا - نہ ایسے ابرو ؎

ترے ابروے پیوستہ کا عالم مین فسانہ ہی
کسی استاد شاعر کی یہ بیت عاشقانہ ہی

اتنے مین نواب صاحب وغیرہ گاڑیون پر سوار ہوے - ڈوم ڈھاڑیون نے بوریا بندھنا اُٹھایا - جل ترنگ والے نے پیالے سنبھالے قوال اور بین کار چلتے ہوے - ارباب نشاط نے چھم چھم کرتے ہوے ڈولیون کو رونق بخشی - سب ہر - مگر تماشے والا صاحب بلا کی طرح اس کوٹھی کو چمٹا رہا -

---

دور تیرهوان

صبح کو نواب نامدار سات بجے باہر آئے۔ تراب علی۔ اور امام الدین خان آداب بجالائے۔ سیٹھ گوجرمل صاحب کی باتین ہونے لگین۔ نواب صاحب نے آتے ہی پوچھا۔ احمد بیگ کوئی اور خط تو نہین لائے تھے۔ لالہ ٹھنولی تو نہین آئے تھے۔ سیٹھ صاحب کا کچھ اور حال تو نہین معلوم ہوا۔

حضور کچھ بھی نہین مگر مین نے ایک رقعہ احمد بیگ کے نام بھیج دیا ہو آدمی جواب لاتا ہی ہوگا۔

اتنے مین میر روشن علی صاحب بھی نازل ہوے۔ آداب بجالاتا ہون خداوند۔ خانصاحب کو سلام ہو۔ کیسے مزاج اقدس۔ امام الدین خان نے کہا بندگی عرض ہو حضرت۔ آئیے۔ مگر استاد اسوقت تو باچھین کھلی جاتی ہین کیا پایا۔ کچھ ملا ضرور ہے۔

جانور فربہ شود از نائے و نوش		آدمی فربہ شود از راہ گوش

روشن علی نے موچھون پر تاؤ دینا شروع کیا۔ کھرے ہین اللہ کھرے ہین کیا کیا کچھ بتاؤ تو بھی۔ بتا چکے۔ مٹھائی آگے رکھو۔ شاگرد ہی کرو تو بتائین یون نہین بتایا کرتے ہین۔ کاتا اور لے دوڑی۔ نواب کی طرف مخاطب ہوئے خداوند آج کے چھٹے مہینے غلام بھی ملک التجار ہو جائیگا دیکھتے تو جائیے۔ جو کوئی تاجر بھی مقابلہ کر سکے تو ناک کی راہ نکل جاؤن ازنوابصاحب مسکرائے۔ خدا کرے آپ تاجرون کے سردار ہو جائین مگر پھر تو کاہیکو دماغ ملیگا۔ سلام بھی کرینگے تو حضور منہ پھیر لینگے جواب نہ دینگے۔ ہے کہ نہین۔

روشن علی نے کہا کیا مجال خداوند ہم لوگ نمکحرام تھوڑے ہی ہین کرور پتی کیون نہون مگر جب آقا سے ملینگے جھک کر۔ ایسی بات ہی بھلا۔
نواب۔ اب بتاؤ تو ملک التجار کیونکر ہو جاؤ گے۔

روشن علی۔ حضور ایک یابو خریدا ہے۔ اہو ہو ہو۔ یابو کیا بس بجلی ہے بجلی برق دم۔ پری جھم۔ زمین پر قدم ہی نہین رکھتا۔ خدا کی قسم اس طرح

کھٹ پٹ کھٹ پٹ جاتا ہو کہ باید و شاید۔ حضور کل تک مین نے آزمایا تھا۔ آج صبح کو چکر تک گیا۔ بس کچھ نہ پوچھیے۔ ایک کپتان صاحب بشکی دور کا سبزے گھوڑے پر آتے تھے۔ بابو جو سامنے سے نکل گیا تو دلگی چلانے لگے۔ لیکن حضور قربان جاؤن اپنے بابو کے ہوا ہو گیا۔ واللہ حق تو یہ ہو کہ ابھی اسکے مقابل مین گرد ہی ہے ادھر سوار پیٹھ پر آیا اور وہ گولی بھر کے ٹٹے پر ہو رہا۔ واہ رے بابو۔ ناگھن کیا بلا ہے بے دریان ہو۔ حضور دیکھنے کے قابل ہو۔

امام الدین خان۔ میان ہزار مرتبہ کہدیا کہ اتنا جھوٹ نہ بولا کرو کچھ ٹھکانا ہو۔ جھوٹ بھی تو کتنا۔ بابو گیا ریل گاڑی ہو۔ بجلی ہو۔ صاحب قہقہ کہنے لگے کپتان کا بشکی پیچھے رہگیا۔

جھمن۔ خداوند واللہ ہو کوئی لدو ٹٹو ہو گا کسی بھٹیارے وٹیارے کا۔ کہنے لگے ہوا ہو۔ اور بلا ہو اور بجلی ہو اور یہ ہو اور وہ ہو۔ کبھی بابا راج سواری رکھنا نصیب ہوا تھا۔ بھلا لائیے تو اُس بابو کو۔

روشن علی۔ قسم خدا کی جی چاہتا ہو کہ اپنا مُنھ پیٹ لون۔

نواب۔ فوراً۔ فوراً۔ چوکو نہین۔

جھمن۔ کون! جو یہ اپنا مُنھ پیٹ لین۔ نہ تو مین قائل بھی ہو جاؤن۔

روشن علی۔ واللہ اسوقت بے اختیار جی چاہتا ہو کہ مُنھ پیٹ لون بس۔

جھمن۔ پھر تامل کیا ہو لگے ایک دو ہتڑ۔

نواب۔ ہان صاحب لو بابو کیا ریل گاڑی کا جواب ہو۔

امام الدین۔ اور خریدا کتنے مین تھا۔

جھمن۔ کوئی دو تین ہزار کو لیا ہو گا۔

روشن علی۔ ایسے ہی ہوتے تو یہان نہ بیٹھے ہوتے تم ایسے گرگے خوشامد کرتے ہوتے۔ اور ہم بھی رئیس بنے مسند تکیہ لگائے —

نواب - کہیے تو غلام مسند چھوڑ دے -

حاضرین - اعجاز حضور اعجاز -

امام الدین - خوب کہی - واللہ پانی پیتے پیتے مارے ہنسی کے رہا نہ گیا -

نواب - ابھی جاؤ اور ابھی وہ پابو لاؤ -

روشن علی - خداوندا اگر حضور پسند فرمائین تو حاضر ہی مگر اسمین دو آدمی شریک ہین ایک غلام اور دوسرے شنکر سہاے -

نواب - شنکر سہاے کون -

روشن علی - حضور ایک تحصیل کے قانونگو تھے - اب گھوڑون کی سوداگری کرتے ہین -

چھمن - لائیے پابو لائیے تو سہی -

روشن علی نے کہا خداوندا اب گیارہ بجینگے - گیارہ نہین تو دس تو ضرور ہی بجینگے - اور ہمکو ایک چکر لگا چکا ہی - شام کو حاضر کرونگا - مگر شرط یہ ہی کہ اگر اس شہر کا کوئی پابو اُسکے مقابلے مین ٹھہر سکے تو جو کہیے وہ مین ہارون - ورنہ میان چھمن پر جرمانہ ہو - چھمن نے کہا درست ہم پر شیر ہین اور یہ دو گھنٹے سے امام الدین خان بنا رہے ہین اُنکی کچھ نہین کہتے ا۔ مصرعہ ہیون پر شیر ہین -

امام الدین - بھئی کیون لڑواتے ہو - بس تمھاری انھین باتون سے تو روشن علی کو کتنے نفرت ہی - ہی نہ میان روشن علی -

روشن علی - اجی تم سب ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہو -

نواب - جی اور کیا سگ زرد برادر شغال -

روشن علی نے کہا مین جا کر ابھی ابھی لے آؤن - ۶

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے

دیکھ لیجیے نہ - اگر ہوا کی طرح نہ جائے تو ایک مہینے کی تنخواہ جرمانہ ورنہ

روشن علی سرخرو - اور چھمن کا مُنہ کالا - یہ بات وہ ایسی کہ نہین - یہان تو یاران چوری نہ ہیر ان دغا بازی - اور یہ بات تو کوئی ایسی نہین کہ جسکا ثبوت مشکل ہو - آج شام کو دو گھڑی دن رہے کسوا لاؤنگا چاہے حضور سوار ہون چاہے میان چھمن - بڑے بڑے شہسوار کے نخچے بنے ہین قلعی کھل جائیگی -

چھمن نے کہا اچھا میر صاحب بہت نخرے بگھارتے ہو قدرِ عافیت معلوم ہو جائیگی - مین راجہ برتھی سنگھ کا بابو کسوا لاؤنگا - چلیے مقابلہ ہی سہی دیکھئیے تو کیونکر آپ کا بابو نکل جاتا ہی - نواب صاحب نے کہا ہمنے وہ بابو دیکھا ہی بیشک ہوا ہی - اور شاید ہی روشن علی صاحب کا ٹانگھن اس سے نکل جاوے ورنہ امید تو یہ ہی کہ وہ بابو اسکے چھکے چھڑا دے -

روشن علی - فہمیدہ خواہد شد - مین تو دعوی کرکے کہتا ہون کہ آدھ میل ریل تک سے ساتھ لیجا سکتا ہون چاہے یقین نہ آئے کسیکو اسکی پروا نہین ہم کہتے ہین کہ ریل اسکی گرد کو بھی نہ پا سکے -

نواب صاحب نے کہا واہ رے بابو - بھلا کیون میر صاحب جادو کے زور سے تو نہین بنا ہی - اسپر مصاحب کھلکھلا کر ہنس پڑے اور روشن علی بہت ہی جھلّائے - دانت پیس پیس کر رہجاتے تھے مگر سوچتے جاتے تھے کہ شام کو ان سب پر آپ ہی کھل جائیگا -

تین بجے کے وقت میان روشن علی گھر گئے - شنکر سہائے سے کہا کبھی سنتے ہو آج ہمنے اپنے نواب کے ہان جمع ہس بابو کا ذکر کیا تو سب کے سب ملکر ہمکو بنانے لگے - کسی نے کہا بابو کیا ریل گاڑی ہی - کوئی بولا بجلی ہی - کسی نے مسکرا کر کہا جادو کا تو نہین بنا ہوا ہی - جان عذاب مین آ گئی - یار آج دو گھڑی دن رہے لیچلو تو وہ سب روسیاہ ہون - اور پھر ہم سب کو للکارین کہ دیکھا کیسا بابو ہی - شنکر سہائے نے کہا ابھی ابھی چلو خدا کی قسم ایسا بابو دیکھا نہ سنا - وہ لوگ جب اسکا جگری قدم دیکھینگے

تب البتہ چکر اینٹھے - ابھی جو چاہیں بک دیں - یابو کیا ایک چیز ہے - واللہ پیار کرنے کے قابل ہے جانور - ہاں خوبصورت نہیں ہے - مگر قدم تو بس ستم ہے - تم تو چکر تاک آج خود ہی ہو آئے ہو پھر کیسا پایا -

روشن علی نے کہا جب ہی تو جا کر ہمنے اسقدر تعریف کی -

خیر پانچ بجے کے وقت لاٹنگ سیاے نے یابو کسوایا - روشن علی سوار ہوے اور نواب صاحب کے مکان پر پہونچے -

امام الدین - کہیے وہ ریل گاڑی کہاں ہے -

جھمن - اس جادو کے یابو کو بھی لائے یا خالی خولی آئے -

روشن علی - اب آپ فرمائیے راجہ پرتھی سنگھ والا ٹانگھن کہاں ہے -

جھمن - موجود مستعد -

الغرض نواب صاحب اور رفقا باغ میں جا کر سڑک کی طرف کھڑے ہوے اور یہ بھی سڑک پر دونوں یابو آ گئے - ایک نے کہا امین ماشاءاللہ دوسرے نے کہا ارے ! اسی کی اسدرجہ تعریف کرتے تھے - تیسرا بولا لاحول ولا قوۃ - شاید ؎

	شیطان اسی پہ نکلا تھا جنت سے ہو سوار	

صورت حرام تنفر ہے - گدھا ہے یا یابو - میاں روشن علی کو گدھے کی سواری ہوئی - میاں روشن علی اور جھمن سڑک پر گئے - ادھر یہ ادھر وہ سوار ہوئے - نواب صاحب اور رفقا بغور ٹانگھن کی طرف دیکھ رہے تھے روشن علی ادھر سوار ہوئے اُدھر نظر سے غائب - یابو ہوا ہو گیا - جھمن کا یابو بھی نہایت تیز جاتا تھا مگر اسکی گرد کو بھی نہیں پاتا تھا -

نواب - سبحان اللہ - سبحان اللہ -

امام الدین - اہو ہو ہو - وہ پہونچا یابو - اس باغ کے دہان پر -

تراب علی - بجلی کی ایسی تیسی -

تھور- مگر روشن علی میان جمے بھی خوب ہین- دوسرا ہوتا تو اب تک گر پڑتا مُنھ کے بل-
رہرو- واہ واہ- کیا یابو ہی پری ہی پری-
دوسرا رہرو- ہمنے تو آج تک ایسا جانور نہین دیکھا تھا-
امام الدین- مضمون نظر ہی نہین آتا-
تراب علی- میان جھمن پلٹے آتے ہین-
نواب- میان مُنھ کی کھائی نہ بھئی روشن علی سچ کہتا تھا کیون-
تراب علی- خداوندا ایسا یابو ایک رئیس کے پاس تو نکلیگا نہین-
تھوڑی دیر کے بعد میان جھمن واپس آئے- نواب نے پوچھا کہو واپس آئے- جھمن نے کہا خداوند سچ ریل کا دادا ہی- اُفوہ کچھ ٹھکانا ہی اُٹھر رہے قدم-
نواب- تمھارا یابو اُسکے مقابل مین گدھا ہی-
میان روشن علی بھی کھٹ پٹ کھٹ پٹ کرتے آئے-
روشن علی- میان جھمن سلام-
جھمن- بھائی سخت خفیف ہوئے-
تراب علی- بات تیر سے کی-
روشن علی- امام الدین خان کہان ہین-
امام الدین- شاباش بھئی کوئی انکے ڈنڈ تو مل دینا-
نواب- اب یہ بتاؤ کہ وہ شنکر سہاے کہان ہین- ابھی بلواؤ-
روشن علی- بہت خوب- تھوڑا کسی سپاہی سے کہو ہمارے مکان سے لالہ شنکر سہاے کو بلا لائے- کہتے ابھی چلیے سپاہی روانہ ہوا- لالہ شنکر سہاے صاحب تشریف لائے- آتے ہی نواب صاحب کی خدمت مین آداب عرض کیا نواب صاحب نے جواب دیا- اور یون مکالمہ کیا-

نواب۔ یہ یابو آپ کا ہی۔

لالہ ش۔ ہان حضور۔

نواب۔ برق ہی یابو کیا ہی۔

لالہ ش۔ حضور اسکے ساتھ اور کسی یابو کا چلب دشوار ہی (چلب دشوار)

اس فقرے پر نواب صاحب مسکرا دئے۔

نواب۔ ہان واقعی نہایت تیز قدم ہی۔

لالہ ش۔ حضور زود گام ہی۔ اور کوئی منزلین بزودی ہر چہ تمامتر چلت ہی۔ مانو باد صبا۔

امام الدین۔ کہان خریدا تھا۔

لالہ ش۔ بٹھور ——— وہ بٹیسر کے میلے پر۔

امام الدین۔ اَیْن! ہمنے نہین دیکھا۔

لالہ ش۔ میلے کے بعد سوداگر لایا تھا۔ وہ وہ اسپان کہ دیکھنے سے تعلق رکھت ہی۔

امام الدین۔ اسپان تھے اور اسپینی بھی کوئی تھی۔

لالہ ش۔ اسپین؟

امام الدین۔ (مسکرا کر)۔ جی ہان۔ گھوڑی سے مراد ہی۔ بھلا کوئی اسپچہ بھی تھا۔

نواب۔ (ہنسکر)۔ اسپچہ کیا معنی؟ بچھیرے سے مراد ہی نہ۔

لالہ ش۔ گلستان سعدی مان (مین) اسپچہ اور اسپینی کا ذکر خیر نہین گذرا

امام الدین خان۔ ہان نہین ہی۔ مگر بوستان جامی مین ہی۔

نواب۔ بھلا کوئی شعر بھی یاد ہی۔

امام الدین۔ جی ہان خداوند۔ لالہ شنکر سہاے صاحب داد دینگے۔

یکے اسپینی بود چون حاملہ
کہ من بعد دہ ماہ شد اسپچہ

اسپر حاضرین نے قہقہہ لگایا - واہ بھئی امام الدین خان کیون نہو - واللہ کیا جھٹ پٹ شعر موزون کردیا - اسمین اور اسپہ دونون کی مثال موجود ہی

لالہ شنکر سہاے صاحب سے نواب صاحب نے یابو کی قیمت دریافت کی لالہ صاحب نے کہا اول یہان بیش بہا استادون کی راے ہی - جون کچھ حضور ہو دین تو وہ منظور - زمین سے چکانا چکونا نہ چاہیے - نواب صاحب نے مسکرا کر کہا بھئی یہ کچھ بات نہین جو قیمت ہو بتا دو - کچھ مول تول کا جبر تو ہی نہین کہ ہم بہیلا گھسو ہم آدھی پر ٹہرین جو قیمت ہو صاف صاف بیان کردو - خریدنا منظور ہوگا - فوراً خرید لینگے - ورنہ خاموش ہو رہینگے - لالہ شنکر سہاے صاحب بولے کہ اسمین ہمارا اور روشن علی کا ساجھا ہی - اور روشن علی حضور کے نمکخوار - قربان ہون اور اپنی فراست قدردان ہین - جون حضور دین اور آپ فرماتین تو منظور ہی - روشن علی نے اشارے سے سمجھایا کہ مجھے اسمین شریک نہ کرو تم خود نپٹ لو - مگر شنکر سہاے کی سمجھ مین نہ آیا - روشن علی سے نواب صاحب نے پوچھا کہ قیمت کیا ہی - روشن علی نے گردن جھکالی - بتاؤ بھئی - ارے میان بولو - جی کیا عرض کرون - بتاؤ جی شنکر سہاے - شنکر سہاے نے کہا حضور مرضی - اسپر روشن علی بہت ہی جھلا گئے - حضور مرضی - حضور مرضی کے کیا معنی ہین - حضور مرضی کیسی - صاف صاف کیون نہین کہ دیتے کہ بھئی اسقدر لینگے - امام الدین خان نے کہا حضور مین فیصلہ کیے دیتا ہون روشن علی اور شنکر سہاے کو علیحدہ لیگئے کہا اب یہ بتاؤ کہ یابو ہی کسکا - ساجھا ہی دونون کا - اچھا تو ایک قیمت تجویز کرلو - اور کہ دو کہ اس سے کم نہ لینگے - ڈیڑھ سو ان دونون نے قیمت بتائی -

امام الدین خان نے نواب صاحب کے کان مین کہا کہ پیر و مرشد ان دونون کا ساجھا ہی - اور ابھی اسکا اعتبار بھی نہ کرنا چاہیے بھلا آپ کے نزدیک یہ یابو کہان تک سے ملے تو اچھا -

نواب صاحب نے سوچکر کہا۔ میرے علم و یقین مین اگر سات سو تک بھی ملے تو برا نہین۔ اور رئیس کو پسند آجاے تو ہزار بھی کم ہی۔ امام الدین خان نے نواب صاحب کی راے سے اتفاق کیا اور کہا کہ خداوند ہمکو اس معاملے مین شک ہی۔ چھمن آدمی بڑا کائیان ہی۔ یہ روشن علی سے ملگیا ہو تو عجب نہین۔ پرتھی سنگھ کے یابو پر چھمن تھا اور روشن علی اپنے یابو پر تھے باہم دونون نے سازش کر لی ہو تو عجب نہین۔ یا شاید ہماری ہی راے غلط ہو امتحان تو کر لیجیے۔ حضور تو سوار ہون شنکر سہاے والے یابو پر اور غلام راجہ کے یابو پر سوار ہو پھر اگر نکل جاے تو البتہ ہم تعریف کرین۔

نواب صاحب نے اس راے سے اتفاق کر لیا دوسرے روز نواب صاحب روشن علی والے ٹانگھن پر اور امام الدین خان راجہ صاحب کے یابو پر سوار ہوے۔ چالیس قدم تک دونون ٹانگھن برابر جاتے تھے۔ چالیس قدم کے بعد روشن علی کا یابو ایسا ہوا ہوا کہ دم کے دم مین نظر سے غائب تھا۔ یہ گیا وہ گیا۔ اب نظر ہی نہین آتا۔ روشن علی کا نتھا کے خوش لالہ شنکر سہاے جامے مین پھولے نہین سماتے۔ باغ باغ ہوے جاتے ہین امام الدین خان واپس آ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد نواب کا یابو بھی آن موجود ہوا۔

نواب - سبحان اللہ سبحان اللہ۔

چھمن - خداوند پیار کرنے کے قابل ہی۔ آندھی ہی آندھی۔ صورت دیکھیے تو یہی معلوم ہوتا ہی کہ لدو ہی مگر سیرت سبحان اللہ۔

شنکر سہاے - حضور لوگون کی قدر دانی ہی۔

امام الدین - اور فیض دانی نہین ہی۔

تراب علی نے کہا حضور واللہ ہی سیکڑون ہزارون شاہی یابو انھین آنکھون دیکھ ڈالے۔ ایک سے ایک بڑھا ہوا۔ مگر ایسا یابو

اتنی عمر آئی ہی۔ قسم خدا کی جو کبھی دیکھا بھی ہو۔ واہ زمین پر قدم نہین رکھتا ہوا کو جواب دیتا جاتا ہی اور کسقدر تن سے چلتا ہو کہ واہ جی واہ۔ بابو ہو تو ایسا۔ پرتھی سنگہ کا بابو اس شہر مین بس ایک ہی ہی مگر اسکی تو گرد تک کو نہین پاتا۔

نواب صاحب نے امام الدین خان سے کہا کہ تم جا کر چپکے سے دریافت کرو کہ راجہ صاحب نے یہ بابو کتنے مین لیا تھا۔

امام الدین خان نے کہا بہت خوب۔ بہت خوب کہکر امام الدین خان راجہ پرتھی سنگہ کے مختار کے پاس گئے اور قیمت دریافت کی تو معلوم ہوا چھ سو روپی کو خریدا تھا اور بلا کمیشن۔ امام الدین نے نواب سے کہا کہ حضور چھ سو کو خریدا ہی۔ نواب کے ہوش اڑ گئے۔ سوچے کہ وہ بابو چھ سو کا ہی تو یہ کم سے کم ہزار کا ضرور ہی۔ دو سو کو کوڑیون کے مول ہی کہا بھئی اسی وقت روپیہ گنوا دو اور اصطبل مین بندھوا دو۔

روشن علی نے جو دیکھا کہ نواب لوٹ ہین تو شنکر سہاے سے کہا کچھ سمجھی ہو۔ ارے کم سے کم چار سو تو کھرے ہوتے۔ اری لعنت خدا کی پھٹے سے منھ۔ دو سو روپیہ اور یہ بابو۔ مگر شنکر سہاے نے قیمت کا بڑھانا منظور نہ کیا۔ اب تو جو کہا سو کہا۔ اسی دم دو سو نقد چہرہ شاہی گن دیے گئے۔ اور بابو اصطبل مین بندھ گیا۔ سو چہرہ شاہی روشن علی نے لیے۔ اور سو لالہ صاحب کے ہاتھ آئے۔ اس بابو کی شہر بھر مین دھوم مچ گئی۔ راجہ پرتھی سنگہ نے مختار کو بھیجا کہ حضور ذرا راجہ صاحب دیکھنا چاہتے ہین نواب زادون نے جو اسکا قدم دیکھا تو غش غش کر گئے یوروپین لیڈیون اور جنٹلمینون کی انگلیان اٹھتی تھین۔

نواب صاحب دوسرے تیسرے بابو ہی پر ہوا کھانے جاتے تھے اس بابو کا چھوٹے حضور کو بڑا خیال تھا۔ اور بڑے نوابصاحب بھی

وہ ایک بار سوار ہوکر ازبس محظوظ ہوئے۔ کہ واہ بابو کیا عجائبات سے ہی روشن علی سے سو روپے جو پائے تو پچاس کا غلہ خریدا۔ اور پچاس روپے میں مکان کی مرمت کی۔

اب نواب صاحب کے ہان کا ذکر سنیے کہ ایک روز امام الدین خان اسی قدمباز بابو پر سوار کھٹ پٹ کرتے ٹھنڈی سڑک پر جاتے تھے جسنے بابو کو دیکھا غش غش کرنے لگا۔ واہ کیا قدم ہی۔ قدم کیا انجن ہی انجن اہو ہو ہو۔ اے سبحان اللہ۔ یہ گیا وہ گیا۔ ہوا ہو گیا۔ زمین پر قدم ہی نہین رکھتا۔ یوروپین لیڈیان بڑے شوق سے اس بابو کو دیکھتی تھین خشنا مین انگلیان اُٹھاتے تھے۔ میان امام الدین خان تنے بیٹھے ہین اسٹیشن بھر مین اس بابو کی دھوم مچ گئی۔ امام الدین خان کے پاس روز دو چار آدمی آنے لگے۔ ایک صاحب آئے علیک سلیک کے بعد فرمایا۔ فلان نواب صاحب نے آپ کے پاس بھیجا ہی۔ اور کہا ہی کہ وہ بابو ہمین ازبس پسند ہی۔ جو قیمت آپ فرمایئے نذر کیجائے۔ اور جو ایسے شوق کی چیز دو تو مجبوری ہی۔

دوسرے صاحب نے آن کر کہا حضرت اول تو اس بابو کو اپنی ہی سواری کے لیے رہنے دین اور اگر علیحدہ کرنا منظور ہو تو ہمکو یاد کیجیے کا پہلے ہم پھر اور کوئی تیسرے صاحب نے کہا کہ کل سرکار نے آپ کو ٹھنڈی سڑک پر دیکھا تھا بابو پر سوار آپ آصف باغ کی طرف جاتے تھے۔ مین نے سلام بھی کیا۔ مگر آپ تو اسوقت ہوا کے گھوڑون پر سوار تھے آپ سنتے کسکی تھے۔

امام الدین خان نے عذر کیا حضرت خوف رہتا ہی واللہ قدم قدم پر خوف رہتا ہی کہ مبادا کوئی رہرو جھپیٹ مین نہ آجائے۔ جرمانہ دینے کا خیال نہین۔ مگر کسیکا ہاتھ پاؤن منھ کیون ٹوٹے۔ اس وقت آج کہان تکلیف فرمائی۔ انھون نے کہا سرکار نے بھیجا ہی۔ اور کہا ہی کہ اگر یہ بابو

آپ نے اپنی سواری کے لیے خریدا ہی تو خیر - ورنہ اگر بیچیے تو ولیا لیجیے پھر کہ ہت خریداری منظور ہی - امام الدین خان مسکرا دیے - حضرت یہ تو پہلے سے حضور کی سواری کا ہی - بیچنا کیا معنی - وہ بولے کہ واللہ کہکر مین محجوب ہوا - مگر لاعلمی مین بیان کیا تھا - معاف فرمائیے گا -

امام الدین خان نے نواب صاحب سے جا کر تعریفین کرنا شروع کین

امام الدین - پیر و مرشد کیا گھوڑا ہی - واہ واواہ -

قدم بارہ ایسا کوئی نہ پایا مواج دریا ہی	سبک خیز اسقدر ہلنے نہ پائے پیٹ کا پانی

روشن علی - حضور مہندی نے اور بھی لطف فزدہ کھایا سبحان اللہ -

آسیش کہ جہاں زیب طراز تن اوست	گوہیست کہ لالہ زار دامن اوست
نی نی غلطم کہ آسمان دگر ست	و ز رنگ حنا شفق بہ پیراہن اوست

بھمن - حضور کل نواب تہور علیخان بہادر کے ہان بھی اسکا چرچا تھا

تراب علی - ہوا ہی چاہے - اور ایک وہان پر کیا فرض ہی - شہر بھر مین دھوم مچی ہوئی ہی -

نواب - مین تو اسپر عاشق ہون - واللہ ہزار جان سے عاشق ہون

امام الدین - خداوند نعمت ایک اٹھارہ آدمی دروازے پر آ چکے - فلان رئیس نے یا بو پسند کیا ہی جو قیمت ہو بھیج دی جائے - کوئی کہتا ہی سرکار نے پسند کیا ہی - یا بو بھیجدیجیے اور جو کہیے وہ دے دیا جاے -

تراب علی - واہ رے یا بو -

	آہو شکار شیر طبیعت وغا پسند	

روشن علی - حضور ہمین انعام نہ ملا -

نواب - تمنے کچھ نذر کیا ہوتا تو کیا مضائقہ تھا -

امام الدین - واہ حضور کیا خوب بات فرمائی ہی - خدا کی قسم کیا بات کہی ہی -

تراب علی - جھیپے تو ہو گے میان -

جھمن - واہ شرم چہ کتی ست کہ پیش مردان آید -

تراب علی - پھر نور قیمت لے چکے اور انعام مانگتے ہو -

جھمن - شرم نہین آتی -

روشن علی - اجی سرکار سے مانگنے مین کیا شرم ہی - شرم کیسی -

نواب - بھلا صاحب لوگ بھی پسند کرتے ہین -

امام الدین - اے خداوند انگلیان اُٹھتی ہین اور لیڈیان تو بڑی دیر تک دیکھا کرتی ہین -

تراب علی - اسمین کیا شک ہی -

جھمن - حضور یہ رباعی مصنف نے اسی کی شان مین کہی تھی -

ایسا چالاک کہ اس طرح سے اُڑ جاتا ہی — جس طرح عاشق دلباختہ کے ہوش و حواس
پہونچے اس رخش فلک سیر زمین ہا کو — نہ منجم کا خیال اور نہ مہندس کا قیاس

نواب - عرفی نے خوب کہا ہی ؎

نہ توسن تو عرق بہ زمین فرو ریزد — صبا بطرف چمن یاسمین فرو ریزد
چو تازیانہ بجنبید ہزار بحر شتاب — ز جنبش قدم اولین فرو ریزد
اگر بہ طی زمانش نہ جا برانگیزند — بجائے گام شہور و سنین فرو ریزد
برون جہد ز حصار غرور اگر گروش — صبا ز باہد خلوت نشین فرو ریزد

تراب علی - حضور سنیے گا ذرا -

اُسکے گجگاہ کی اللہ رے چہرے پہ لپک — کہکشان جیون شب تاریک مین تابان فلک
بیٹھنے مین ہی وہ کوہ اُٹھنے مین ہوا ہر سایہ — عرش رفعت مین ہی اور چلنے مین جرخ اطلس
جھول پر اُسکی ستارونکا کہو نین کیا حسن — تارے جسطرح رہین رات اندھیری مین چمک
لنکے خرطوم مین زنجیر پھرائے وہ اگر — اسکے دانتونکو یہ سمجھے جو کوئی ہو زیرک

نواب - گھوڑے کی تعریف ہوئی تھی یا ہاتھی کی - کتنے بہکے ہو -

امام الدین۔ حضور اسکے یہ معنی کہ ہمکو بھی شعر یاد ہین۔
جھمن۔ جی ہان ع

	ہم بھی ہین پانچوین سوارون مین	

روشن علی۔ مین بھی سوچتا تھا کہ یہ تگگاہ اور جھول اور خرطوم سے کیا واسطہ ہو
تراب علی۔ تو کیا قسم کھائی تھی کچھ کہ گھوڑے ہی کی تعریف کیے جائینگے
روشن علی۔ خداوند گھوڑے کی تعریف کا ایک شعر ہمکو بھی یاد ہو۔

	خیریت چاہے تو سیدھی چال چل اے یار مست گرتے ہین نشہ مین چلتے ہین اگر منہ کے بل مست	

اسپر بڑا قہقہہ پڑا۔ واقعی حضرت کیا شعر ہو۔ سبحان اللہ گھوڑے کی پوری پوری تعریف بیان کر دی۔ قدم اور رکاوا اور ملیٹھی پوئی اور اقبرن سب کی تعریف آگئی۔ میان تراب علی بہت ہی جھینپے۔
اِدھر یہ لوگ چہک رہے تھے۔ اور اُدھر یار لوگ اور ہی فکر مین تھے۔ مصاحب تراب علی کو بنا رہے تھے کہ اتنے مین میر گلباز صاحب آئے
میر گلباز۔ خداوند آج تو اک عجب خبر سننے مین آئی۔
نواب۔ خیریت ہو۔
میر گلباز۔ نہین حضور۔
نواب۔ الٰہی خیر۔
امام الدین خان۔ بتاؤ میر صاحب جلد بتاؤ۔ از برائے خدا جلد بولو کہین وہ حسین بخش والا مقدمہ تو نہین ہو۔
میر گلباز۔ جی نہین۔
روشن علی۔ اجی اسکی اب کیا فکر ہو۔
میر گلباز۔ خداوند یہ یاہو مسحرا نکلا۔
نواب۔ کیون۔

امام الدین - کیا -
جھمن - منحوس !
میر گلباز - جی ہاں منحوس منحوس - بلکہ اور اس سے بھی زیادہ -
نواب - آخر وجہ منحوس ہونے کی وجہ -
میر گلباز - خداوند یہ مال مسروقہ ہو -
نواب صاحب کانپنے لگے - یا خداوند - مال مسروقہ ! مال مسروقہ !
چوری کا مال - خدا بچائے - یہ چوری کا مال کیسا - روشن علی یہ کیا کہتے ہین
روشن علی کے منھ پہ ہوائیان چھوٹنے لگین - ع

	کاٹو تو لہو نہین بدن مین	

چپ - تب تو نواب صاحب نے خوب للکارا - بولو صاحب بولو -
آخر یہ چوری کا مال کیسا ہو - کسنے چوری کی - میر صاحب آپ نے جو کچھ
سنا ہو بیان کیجیے -
میر گلباز نے کہا خداوند شہر بھر کی چوری چکاری کا حال غلام کو ضرور
معلوم ہو جاتا ہو -
کل شب کو دو چار آدمی بیٹھے حقہ پی رہے تھے کہ ہر دوئی کا ایک چوبدار
آیا اور حضور کا نام لیکر کہا کہ نواب صاحب نے چوری کا مال خریدا ہو
ہوش اُڑ گئے مین نے کہا کیا جواہرات کی قسم سے ہو - کہنے لگا نہین
زندہ جیتا جاگتا مال ہو - مین یہ زندہ مال کیسا کیا کسی نے بردہ فروشی
کی ہو - مسکرایا - کہا ایک ٹانگھن نواب صاحب نے خریدا ہو - پوچھا کیا
چوری کا مال ہو - اُسنے کہا دو چار روز مین خود ہی معلوم ہو جائیگا -
حضور یہ یابو ایک راجہ کا ہو - ترائی کے راجہ ہین - نیپال والے نے
انکو تحفہ کے طریق پر بھیجا تھا - کوئی سوا مہینا ہوا کہ ایک چور کھول
لیگیا یہ وہی یابو ہو خداوند - اور تھانے پر رپٹ بھی لکھوا دی گئی ہو -

اتنا سننا تھا کہ نواب صاحب کے ہوش و حواس بجربادہ ہو گئے۔ مال مسروقہ کا خریدنا تو جرم ہو۔ امام الدین خان نے کہا اسمین کیا شک ہو حضور جرم سا جرم ہو۔

نواب صاحب نے روشن علی سے پوچھا کہ یہ پایو تمکو کہان ملا۔ روشن علی آئین بائین شائین بتانے لگے۔ خداوند ——— حضور ——— مین تو برسون سے ——— حضور کیا عرض کرون۔

نواب۔ اَین اُنالائق۔ بات کا جواب نہین دیتا۔ واہی تباہی بک رہا ہو۔

روشن علی۔ خداوند۔ اگر میری ہارش ہو تو توپ کے مہرے اُڑا دیجیے غلام کو ذرا بھی جو کچھ حال معلوم بھی ہو۔ چوری سے منزلون دور رہتا ہون مگر اسوقت یہ خبر سنی تو ہوش اُڑ گئے۔

نواب صاحب کو یقین واثق ہو گیا کہ بغیر عدالت کے چھٹکارا محال ہے کئی بار روشن علی کو سخت سست کہا۔ کئی مرتبہ پوچھا کہ یہ پایو تمنے کہان سے پایا۔ روشن علی کا خون خشک ہی ہوتا جاتا تھا۔

امام الدین۔ صاف صاف بتاتے کیون نہین۔

تراب علی۔ آخراب تو ایک حرکت ہوئی سو ہوئی مگر اب تو بتا دو کہ ماجرا کیا ہو۔ وہ لالہ کہان ہین۔ جو اُس دن آئے تھے شنکر سہاے کو بلواؤ اور پوچھو کہ پایو کہان سے لایا۔ کس سے خریدا۔ اور کہان سے مال لیا۔

امام الدین۔ ہٹ جاؤ سامنے سے اسوقت شنکر سہاے کا پتا لگاؤ۔ ورنہ تم ہی دھرے جاؤ گے۔

روشن علی۔ ہاے افسوس۔

جھمن۔ اب افسوس کیے سے کیا ہوتا ہو۔ پہلے نہ سوچے چور سے یارانہ پیدا کیا۔ پایو بیچا اور اب باتین بناتے ہو۔ کیون بچہ بڑے بدذات ہو۔

نواب صاحب اسقدر گھبرائے کہ نواب نصرت الدولہ بہادر اور میر محمد محسن صاحب اور منشی جگت سنگھ وغیرہ احباب کو بلوایا تاکہ اُنسے مشورہ لین اور انکی صلاح کے مطابق چلین۔ تھوڑی دیر مین منشی جگت سنگھ اور نواب نصرت الدولہ آ گئے۔

نواب صاحب نے کہا حضرت آج تو اسوقت کمال رنج ہی واللہ وہ یابو جو خریدا تھا وہ چوری کا نکلا۔

منشی جگت سنگھ نے کہا مین کل ہی سُن چکا ہون یہ یابو ترائی کے ایک اچھے صاحب نیپال والون نے دیا تھا۔ جو وہ سو روپے کا گاہکن ہی چور تو آپ جانیے ایک اُستاد شب کو اصطبل سے کھول لائے۔ اور لالہ شنکر سہائے ایک شخص ہی اُسکے ہاتھ فروخت کیا۔ شنکر سہائے کو خوب معلوم تھا کہ چوری کا مال ہی مگر چور پٹے حالون تھا۔ ستر روپے کو گوڑے کیے اُنھون نے خرید لیا آپ کے کوئی مصاحب ہین روشن خان اُنسے اور شنکر سہائے سے بڑا یارانہ ہی اُنھون نے روشن خان سے کہا کہ یار یہ مال ہاتھ لگا ہی مگر چوری کا ہی۔ مصاحب نے کہا شرمی ہو چلو اپنے نواب کے ہاتھ بیچ ڈالین۔ دو سو روپے کو شاید آپ نے خریدا مگر بہت بُرا کیا۔

نصرت الدولہ بہادر نے بھی منشی جگت سنگھ کی راے سے اتفاق کیا اور کہا ایسا مال بے جانے بوجھے نہ خریدا کیجیے۔ اور مال مسروقہ خریدنا تو بڑا سخت جرم ہی۔ آپ نے غضب ہی ڈھایا۔ کوئی ایسا کرتا ہی۔ مگر تعجب ہی کہ اتنے مصاحبون مین سے ایک نے بھی نہ منع کیا اور روشن علی کو یہ کیا سوجھی کہ اُس چور سے سازش کر کے اپنے آقا کو بیٹھے بٹھائے گرفتار مصیبت کیا۔ نمک حلال آدمیون کا یہ کام نہین ہی۔ آخر اب روشن علی کہتے کیا ہین۔ روشن علی نے گردن جھکا لی۔ کمال محجوب ہوے مگر کرتے کیا۔ دل مین تو چور تھا۔ جسنے جو اینڈی بینڈی کہی سُن لی۔

جھمن کو خوب موقع ہاتھ آیا۔ لگے صلواتین سنانے۔ خداوند جو نمک کھاکے آقا کو دھوکا دے اُسکا مُنہ نہ دیکھے نمک حرامی سے بڑھکر کوئی عیب نہین۔ چور دغاباز و میخوار بے ایمان سب بہتر مگر نمک حرام سب سے بُرا رفقانے باواز بلند کہا سچ کہا سچ ہی سچ ہی۔ بیشک بیشک۔ ایسی ہی بات ہی میان جھمن روشن علی نے جو سون کھینچی تو سب کی سنا کیے لب تک نہ ہلا ئے۔ دل ہی دل مین سوچتے جاتے تھے کہ نوکری تو اب نہین رہی۔ نوکری سے تو دست بردار ہوے۔ مگر عدالت مین کیا کرینگے اور معاملہ طول ضرور کھینچیگا یہ ممکن نہین کہ پولیس والے چشم پوشی کرین۔

اتنے مین میر محمد محسن صاحب بھی آگئے۔ علیک سلیک کے بعد پوچھا کیون مزاج کیسا ہی۔ نواب صاحب نے کہا حضرت بیٹھے بٹھاتے ایک جھگڑے مین پڑ گئے۔ وہ پایو جو اُس دن آپ نے دیکھا تھا اسیکا جھگڑا ہی بلا سے جان ہو گیا۔ دو دن بھی سوا نہین ہوے مگر اب بھگت رہے ہین میر صاحب نے پوچھا کیون کیا جھگڑا۔ اب اسمین کیا ہی۔ نواب صاحب نے پہلے روشن علی کی خوب شکایت کی۔ پھر کہا کہ مال مسروقہ ہی۔ چوری کا مال حضرت نے ہمارے ہاتھ بکوایا۔ یہ ان بزرگوار کے ہتکنڈے ہین۔ اب فرمائیے کسکا اعتبار کرین۔ دن رات یہان رہتے ہین۔ نوکر ہین چاہیے پاتے ہین۔ مگر جانی دشمن ہین۔ بغلی گھونسا نکلے۔ افسوس صد افسوس ہی اب یہ سوچتا ہون کہ آخر انجام کیا ہوگا۔ آپ سب صاحب ملکر صلاح دین کہ اب کیا کرنا چاہیے۔ میرے تو ہوش ٹھکانے نہین ہین۔ تو بہ کیا کیا جائے۔

نصرت الدولہ۔ ہماری تو صلاح یہ ہی کہ آپ صاحب مجسٹریٹ سے ملاقات کیجیے اور کہیے کہ حضور ایک شخص شنکر سہاے نامے میرے ہاتھ پایو بیچ گیا۔ اور روشن علی کے ذریعہ سے آیا تھا۔ مین کیا جانتا تھا

کہ وہ مزوہ ہو۔ یا بوکو قدیماز پاکر مین نے خرید لیا۔ اگر مجھے معلوم ہوکہ
مال مسروقہ ہی تو ہرگز اسقدر جرات نہو لیکن مجھے کیا معلوم تھا کہ میرا
خاص مصاحب مجھے جکمہ دیگا۔ اب سنا کہ مقدمے کی تحقیقات ہونیوالی ہو
لہذا مین خود آیا۔ کہ سچا سچا حال عرض کردون میرا اسمین مطلق قصور نہین
مین رئیس زادہ ہون چوری چکاری کے مال سے مجھے کیا واسطہ۔ مگر اتفاق
وقت۔ کہا گیا تھا۔ اب جو ارشاد ہو اسکے مطابق عمل مین لاؤن۔ جرمانہ
جو کہیے داخل کردون۔ اسمین عذر نہین۔ اور عذر کرے کیا بچ سکتا ہون
اتفاق سے ایک حرکت ہوگئی کیا کیجیے۔

اس تقریر کو منشی جگت سنگھ اور میر محمد محسن صاحب اور نواب صاحب
تینون آدمیون نے پسند کیا۔

منشی صاحب نے کہا ہمارے نزدیک پہلے تو آپ کسی بیرسٹر سے
پوچھیے دیکھیے اسکی کیا راے ہی۔ پھر کسی وکیل سے ملیے اور کہیے
بیرسٹر صاحب کی یہ صلاح ہی آپ کی کیا راے ہی۔ دو چار اہلکارون سے
صلاح کیجیے۔ پولیس کے انسپکٹر سے مین خود جاکر دریافت کرتا ہون
آپ گھبرائیے نہین۔ خدا نے چاہا کچھ بھی نہو۔ اور آپ رئیس ہین۔ آپ پر
یہ شک تھوڑا ہی ہوسکتا ہی کہ چوری کا مال جان بوجھکر خریدا۔ لاحول ولاقوۃ
کیا مجال کبھی نہین ہوسکتا۔

نواب۔ آپ مہربانی کرکے انسپکٹر سے ملیے اور پوچھیے دیکھیے
کہ وہ کیسا کہتا ہی۔

جگت سنگھ۔ ابھی چلا۔ وہ میرے دوست ہین۔

نواب۔ اگر ——— سمجھ گئے نہ آپ۔ ہان۔

جگت سنگھ۔ اے لاحول۔ یہ آپ کیا فرماتے ہین۔ وہ بڑے
متدین آدمی ہین۔

نواب - خیر۔ آپ کو اختیار ہے۔ ؎

سپردم بتو مایۂ خویش را ۔۔۔ تو دانی حساب کم و بیش را

مصاحبون کا رنگ فق ہوگیا۔ کہ ایک معقول رقم ہاتھ سے گئی۔ اگر انسپکٹر صاحب کے پاس ہم لوگ جاتے تو خوب رقمین اڑاتے۔ اُسنے کچھ لیتے اُنسے آنکے کچھ کہتے۔ خائف تو حضرت ہین ہی۔ جو چاہتے خاطر خواہ رقم اڑاتے۔ اور چین کرتے۔ مگر اب سونے کی چڑیا اڑ گئی۔ ہاتھ مل کے رہ گئے۔ افسوس صد افسوس۔ یہ کمبخت جگت سنگھ کہان سے آیا بلا کی طرح نازل ہوا نامعقول۔ واللہ بڑی رقم ہاتھ سے نکل گئی۔ ہائے ستم

نواب - امام الدین خان جانا نہ کہین اسوقت۔

امام الدین - نہین حضور۔ بھلا جانے کا موقع ہی کہان۔

جھمن - خداوند جائینگے کہان۔ بیٹھے روشن علی کو دیکھ رہے ہین

تراب علی - جی ہان۔ ذرا کوئی صورت تو دیکھے کیسے غریب بنے ہوے ہین۔ گویا کچھ جانتے ہی نہین۔

جھمن - اے لعنت ہے پھٹے سے منھ۔

میر محمد محسن - اس تو تو مین مین سے کیا واسطہ (نواب سے) بڑے بدتمیز ہین آپ کے رفیق۔ صریح جانتے ہین کہ انکے آقا بیٹھے ہین۔ اور دو چار صاحب اور بھی آئے ہین۔ کہنے لگے لعنت خدا اور پھٹے سے منھ۔ انتہا کی بدتمیزی ہے۔ لاحول ولا قوۃ۔ ؎

حقوق خدمت صد سالہ لعب طفلانست ۔۔۔ بگشو ریکہ در و کودکان خداوند اند

نواب نے مسکرا کر کہا میر صاحب برا نہ مانیے تو اسقدر دریافت کرون کہ اس مقام پر اس شعر کا کیا موقع تھا۔ انصاف سے کہیے گا۔ میر صاحب نے کہا مطلب یہ کہ ؎

قدر یاران خود را بیفزا اے قدر ۔۔۔ کہ ہر گز نیاید ز پرورده غدر

نواب - اے سبحان اللہ۔ ایک اور بٹ تکی اڑائی یک نشد دو شد۔
میر صاحب - اے حضرت مطلب یہ کہ قدیمون کو تو آپ منھ نہین لگاتے اور ایسے ایسے نکھٹوون کو مصاحب بناتے ہین جو مال مسروقہ آپ کے ہاتھ بیچ جاتے ہین۔
میر گلباز - خداوند آداب عرض ہے
میر صاحب - اخاہ - آپ ہین - واہ وا واہ - نواب کے ہان چوری کا مال بکے اور تمکو خبر بھی نہو۔
میر گلباز - خداوند مین نے ہی تو اطلاع دی۔
میر صاحب - اجی بس جاؤ بھی۔
میر گلباز - حضور کے قدمون کی قسم میر صاحب -
نواب - ہان ہان ہمین انھون ہی نے اطلاع دی آنکر۔
چھمن - اور ایک روشن علی ہین کہ چوری کا مال بیچ گئے۔
منشی جگت سنگھ صاحب انسپکٹر صاحب بہادر کے پاس گئے۔
انسپکٹر - آیئے حضرت کہان رہے۔ ماشاء اللہ اب تو ملاقات ہی نہین ہوتی
جگت سنگھ - جی ہان علیل تھا - بخار آتا تھا - اور گھر مین بھی علالت تھی اب فضل الٰہی ہے - بڑی بیماری اُٹھائی ۔
انسپکٹر - اب کی فصل بہت خراب ہے - خدا خیر کرے ہیضے کی بھی جا بجا چھیڑ چھاڑ ہے -
جگت سنگھ - خدا مالک ہے - اسوقت ایک امر مین مشورہ لینے آیا ہون
انسپکٹر - بسم اللہ بسم اللہ - فرمایئے - کیا کوئی واردات ہو گئی -
جگت سنگھ - ہان - مال مسروقہ ایک شخص نے مول لیا ہے -
انسپکٹر - دھرا جائیگا - کوئی امیر اور شریف ہے یا کوئی اٹھائی گیر -
جگت سنگھ - رئیس اعظم - نواب زادے - بڑے باپ کے بیٹے ہین

انسپکٹر۔ اخاہ۔ سمجھ گیا۔ وہ جو آپ کے دوست ہین نواب صاحب نے
دو سو کو دو ہزار کا بایو خرید لیا۔ کیا دل لگی ہو۔ واہ۔ اور وہ جو انکا
مصاحب ہو بدمعاش اُسنے چور کو اپنے گھر میں ٹپکایا۔

جگت سنگھ۔ اجی پھر یارانہ کس دن کام آئیگا۔ اگر جرم نہو تو آپ سے
کہتا کون بھلا۔ کوئی تدبیر بتاؤ تو بڑے مشکور ہون۔

انسپکٹر۔ کچھ ہونا نہین ہو۔ خاطر جمع رکھو۔ کیا مجال جو بال بھی بیکا ہو
نواب صاحب کے ہاتھ پانون پھول گئے کہ ہاے یہ کیا غضب ہوتا
ابکی بیڈھب پھنسے گھسیٹے والے مقدمے سے تو خدا خدا کرکے جان بچی
مگر اس مقدمے سے چھٹکارا معلوم۔ آتنا بڑا رئیس اعظم اور مال مسروقہ
خریدنے کا مجرم۔ ڈوب مرنے کی بات ہو۔ رفیق سے کہا کسی لائق
برسٹر کے پاس جاؤ اور جو کچھ وہ صلاح دے اسکے مطابق عمل مین لاؤ
مگر ایسا نہو کہ کہین ہمین عدالت جانا پڑے۔ سنا وہان کٹہرا ہوتا ہو۔
اسمین مجرم بند کیے جاتے ہین۔ غضب ہو بھئی۔

امام الدین خان نے کہا حضور بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہین
اللہ بچانے والا ہو۔ وہی بچائیگا۔ مگر حضور یہ تو غلام ذمہ لیتا ہو
کہ کٹہرے مین نہ جائیے گا۔ کرسی حضور کو دلوائین گے کسی نہ کسی ترکیب سے
تو سہی۔ مگر خداوند بقول حضور یہی کیا کم ہو کہ عدالت تک جانا پڑے
رئیس زادے اور عدالت دیکھین۔ اب گفتگو کا تو بہت ہی کم موقع ہو
غلام کو رخصت ہی کیجیے۔ تراب علی اور چھمن کو بھی ساتھ ہی لیے جاتا ہون
دیکھین صاحب کی راے کیا ہو۔

تراب علی نے کہا اجی پہلے انسپکٹر سے تو ملتے چلو۔ کیسا معلوم
جگت سنگھ وہان تک گئے بھی کہ باتین ہی بناتے تھے بڑھ بڑھ کر۔
دو دو باتین منشی جگت سنگھ سے بھی ہوئی ہونگی۔ مگر اپنی اور بات ہو

خداوند۔ اور خوب یاد رکھیے۔ جگت سنگھ کے چاہے لاکھ دوست
ہون وہ۔ ممکن ہی نہین کہ بے لیے دیے مطلب نکل سکے۔

اب سنیے کہ یہ انسپکٹر پولیس بڑے متدین آدمی تھے۔ انسپکٹری کی
حالت مین کبھی کسی سے ایک ٹکا بھی نہ لیا۔ جب ڈپٹی انسپکٹر تھے تو کسی
مجرم سے دو سو روپے دھمکا کر وصول کر لیے بات کھل گئی۔ مقدمہ دائر ہوا
قسم کھائی کہ اگر بچ گیا اور ثبوت جرم نہوا تو ادھی نہ ہاتھ سے چھوونگا—
رشوت لینا یکقلم چھوڑ دونگا۔ بری ہو گئے تو۔ لیکن قول اور قسم کا
خیال رکھا کسی سے ایک پیسا تک نہ لیا۔ مصاحبون نے انسپکٹر کی
ملاقات رشوت دینے اور نال چیرنے کا ذریعہ مقرر کیا۔ سوچے کہ بیرسٹر
کے ہان تو پیچھے جائینگے آؤ پہلے تھانے ہی پر چلے چلین۔ امام الدین خان
سوچتے تھے کہ انسپکٹر کو بالکل گانٹھ ہی لین صاف صاف سمجھا دین کہ
ہمارے رئیس بھولے بھالے آدمی ہین تم ذرا ادھر ادھر ڈانٹ ڈپٹ
بتانا واللہ کانپ اُٹھین۔

تراب علی بولے خداوند اب اسوقت تو ہم پہلے پولیس والون سے
ملینگے۔ پھر وہان سے جائینگے بیرسٹر کے ہان۔ اور کسی وکیل سے بھی
ملاقات کرینگے۔ حضور اب ذرا تسلی دیتے جائیے دل کو۔ ان
معاملون مین استقلال ضروری امر ہو۔

نواب صاحب اسدرجہ پریشان اور سراسیمہ ہوئے کہ بے اختیار
آبدیدہ ہو گئے۔ مگر بہت ضبط کیا۔ رفقا نے جو یہ کیفیت دیکھی تو
منانا شروع کیا۔

جھمن۔ حضور وقت تو نہین رہیگا۔ مگر یہ بات رہ جائیگی۔ اسوقت تو
ہم روشن علی کی جان ومال کو دعائین دیتے ہین۔ یہ سب انھین کے تو
کانٹے بوئے ہوئے ہین خداوند اسوقت کچھ خیرات کر دیجیے۔

تراب علی۔ ہان چاہیے تو ضرور۔
نواب۔ مجھسے پوچھنے کی کیا ضرورت ہو اسمین۔ فوراً حکم دے و آدمیون کو
امام الدین۔ بہت خوب حضور۔
جھمن۔ تہور کو بلا لائیے۔
امام الدین۔ مین خزانچی سے خود کہے دیتا ہون جا کے۔
اتنے مین حاتم علی آئے آتے ہی گھبرا کر پوچھا حضور کیا بات ہی
شہر بھر مین ہلڑ مچا ہوا ہو کہ چوری کا مال نواب صاحب نے خرید لیا۔
نواب صاحب نے اشارے سے کہا کہ انسے پوچھو۔ (روشن علی کی طرف اشارہ کر کے)۔
حاتم علی۔ پیر و مرشد۔ کیا عرض کرون۔ کیسے حضرت۔ اجی حضرت۔
میان روشن علی تمسے کہتے ہین۔
روشن علی۔ (گردن نیچی کر کے) ارشاد۔
حاتم علی۔ یہ کیا ہوا کیا۔ وہ لالہ کہان ہین۔ جو مالک بنے تھے تباؤ۔
جھمن۔ اجی ان دونون کی سازش تھی۔
حاتم علی۔ اسمین کیا شک ہی۔ مگر بڑی بری بات ہی نمکحرامی بھی تو کتنی۔
جھمن۔ میرے دل کی بات کہی۔
روشن علی۔ بھائی مجھے یہ کیا معلوم تھا کہ چوری کا مال ہی۔
نواب۔ تمھین معلوم نہین تھا تو ہم کیا کرین۔ تم تو خود مالک بنکے آئے تھے۔ تم تو کہتے تھے کہ ہم دونون کا ساجھا ہی۔ آدھی آدھی قیمت دونون لینگے۔ اور اب ننھے بنے جاتے ہو۔
امام الدین۔ جی ہان۔ اور افسوس تو یہ ہی کہ اب بھی صاف صاف نہین بتاتے غضب ہی کہ نہین۔ کچھ تو بولو میان روشن علی۔
جھمن۔ اب یہ بھاگنے ہی والے ہین۔

امام الدین خان تراب علی کو لیکر چلے۔ پہلے تھانے پر جا کر پوچھا۔ انسپکٹر صاحب کہان ہین۔ معلوم ہوا اپنے گھر کھانا کھانے گئے ہین۔ پوچھا کب تک آئینگے۔ کہا۔ کوئی دو گھنٹے مین۔ یہ دونون انسپکٹر صاحب کے مکان پر گئے۔ انسپکٹر صاحب سے کہا آپ کے پاس سرکار نے بھیجا ہی کہا ہی آداب عرض کرنا ہماری طرف سے اور کہنا کہ ہمارے مقدمے مین اگر آپ کوشش کرین تو ہم بڑے شکر گذار ہونگے۔ اور آپ کا منہ بھی میٹھا کر دینگے۔ انسپکٹر کا چہرہ مارے غصے کے سرخ ہو گیا۔ امام الدین کو غور سے دیکھا۔ اور کہا بجا ہی۔ نواب صاحب سے کہہ دیجیے گا کہ آپکی ریاست کا مقتضا یہی تھا جو آپ نے فرمایا۔ مین کمال مشکور ہوا اور نہی ہوا اگر میرے امکان مین کیا ہی۔ کچھ بھی نہین اور یہ بھی کہہ دیجیے گا کہ اس مقدمے مین کچھ بھی ہونا نہین ہی گھوڑا واپس کرنا پڑیگا۔ بس۔ اور یہ کوئی مشکل بات نہین۔ گھبراہٹ بیکار ہی۔ استقلال سے کام لیجیے۔

امام الدین خان اپنے دل مین سوچے کہ اگر ہم نواب صاحب سے یہ صاف صاف کہہ دین تو ہمسے بڑھ کے احمق کوئی نہین ہم تو چلکے یہی کہینگے کہ انسپکٹر صاحب نے بات ٹال دی۔ جب تک ہاتھ نہ گرمائینگے کچھ نہ مانینگے۔ تراب علی کو بھی انسپکٹر کی بات ازبس ناپسند آئی۔ انسپکٹر صاحب سے رخصت ہو کر چلے۔

تراب علی۔ اس سے کچھ نہ مطلب نکلیگا۔

امام الدین۔ ای تو یہ۔ اجی چلو وکیل کے پاس چلے چلین دیکھتے تھے کیسا خفا ہو گئے۔ آگ بھبوکا۔ لینے دینے مین ہین نہین شاید۔

تراب علی۔ بات تو اچھی ہی مگر ہمارے نزدیک بے فیض ہین۔ کہتا امام الدین نے تراب علی کو بخوبی سکھا پڑھا دیا کہ وکیل سے تم کچھ نہ خبردار خبردار جو کچھ بھی کہا ہو۔ ہم سمجھ لینگے۔ ایسا نہو تم معاملہ بگاڑ دو۔

تو پھر آ تو ہی بنین - تراب علی نے کہا کچھ خبر ہی - مجھے بھی کوئی بیوقوف مقرر کیا ہی - ہو نہو بگاڑنے کی ایک ہی تھی -

وکیل کے دکان پر پہونچے تو امام الدین نے اُنسے کل حال کہا - کچھ سوچکر وکیل نے یون جواب دیا -

مال مسروقہ کی خریداری سخت جرم ہی - ہزار کا مال دو سو روپے کو کس برتے پر خرید لیا - ایک بچہ تک سمجھ سکتا ہی کہ سوداگر کبھی ہزار کا مال دو سو کو نہ بیچیگا - اگر لالہ شنکر سہاے کو سوداگر سمجھے تھے تو بارہ سو روپیہ کا مال دو سو روپے مین کیونکر خریدا اور اگر سوداگر نہین سمجھے تھے تو پولیس مین اطلاع کر کے کیون نہ لکھایا - کوئی جواب نہین - جب جرم بخوبی ثابت ہی مگر یہ بتاؤ کہ لالہ شنکر سہاے ہین کہان - اُنسے کل امور دریافت کیے جائین تو بات بنے - یہ نہ کہتے پھریے کہ دو سو کو خریدا - جو کوئی قیمت دریافت کرے کہیے پانچ سو کو خریدا مگر شنکر سہاے نے کمیشن نہین دیا - سب مصاحبون سے کہہ دیجیے کہ پانچ ہی سو بتائین -

امام الدین خان نے کہا بہت خوب - جو راے اقدس ہو - مگر اب عزت آپ کے ہاتھ ہی - عمدہ صلاح دیجیے گا - اور جو کچھ آپ فرمائین اُسکے مطابق عمل مین آئے - باقی لینے دینے کا خیال نہ کیجیے گا - جو فرمائیے حاضر ہی -

وکیل - ہان مگر اسکا فیصلہ ہو جائے تو بہتر ہی -

امام الدین - دو سو روپے حاضر ہین -

وکیل - مین تین سو روپے سے کم نہ لونگا -

امام الدین - حضور کو اختیار ہی - بالفعل دو سو یہ لیجیے - اور پچاس اور حاضر کرونگا -

وکیل - کوئی اور وکیل تو نہین ہی -

امام الدین - حضور نواب صاحب کا حکم ہے کہ ایک بیرسٹر بھی ہو حضور ہی کسی کو تجویز دین - یا حکم ہو تو مین جاؤن -

وکیل - دو بیرسٹر تو مفصل ہین ہین آج کل - ایک صاحب ولایت گئے ہین اور ایک علیل ہین - اور وہ جو وہان رہتے ہین - حضرت گنج کے اس طرف - انسے مین نہ کہونگا - لیکن اگر انکا اور میرا ساتھ ہو تو مضائقہ ندارد - مجھے عذر نہین - آپ اسوقت اُنکے ہان جائیے اور کچہری مین مجھسے ملیے -

امام الدین - بہت خوب یہ دو سو کسکو گن دون -

وکیل - قائم علی یہ روپئے گنوالو -

امام الدین خان نے روپئے گن دیے - چلتے وقت کہا حضور دس روپئے ہمکو بھی اسمین سے دیجیے - ہمارا بھی حق ہے -

وکیل - اگر استحقاق جتا کر آپ لینا چاہتے ہین تو مین نہ دونگا اور یون مانگتے ہین تو بسم اللہ لیجیے -

امام الدین خان نے کہا پھر اب جو چاہیے سمجھیے - ہم تو جیسے آپ کے نوکر ویسے نواب صاحب کے - اور حضور آپ ہی کے لوگون کے ذریعے سے ہمین بھی چار پیسے ملتے ہین -

نواب صاحب نے تو منع کر دیا ہے کہ کچھ نہ لینا - مگر نہ لین تو خرچ کیونکر چلے - وکیل نے دس روپئے گنوا دئے -

امام الدین خان نے لیے اور رخصت ہو کر چلے - اثناے راہ مین تراب علی اور امام الدین مین باہم مشورہ ہوا - تھوڑی دیر کے بعد کوچمین نے کہا حضور کونسلی کا مکان آن پہونچا -

امام الدین خان گاڑی پر سے اُترے - تراب علی کو بھی ساتھ لیا - اور بیرا سے کہا صاحب کو اطلاع دو - بیرا نے کہا چلیے سلام دیا ہے

آئیے - امام الدین خان اور تراب علی اندر گئے -

یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ ایک راجہ صاحب بہادر ہاتھی پر سوار تشریف
لائے - دس بیس گنوار لٹھ لیے ہوئے ساتھ - پیچھے دو تین گھوڑوں پر
مختار لوگ سوار - چپراسی نے آ کر کہا حضور کنارہی کے راجہ صاحب
آئے ہیں - بیرسٹر نے ان لوگوں سے کہا آپ ذرا تامل کریں - ہم
راجہ صاحب سے مل لیں - برآمدے میں راجہ صاحب سے ہاتھ ملایا
کمرے میں لائے - ول راجہ صاحب آپ بہت اچھے - ہاں صاحب سے
اچھا سب اچھا - اکال ہٹ گیا ہے تو جو کہیں دس پانچ دن اور نہ بر
تو پھر کال پڑ جاوے - صاحب نے کہا ہاں مگر ابھی دو ایک چھینٹے اور
پڑنے چاہییں - کہیے اس مقدمے میں کیا ہوا - وہ جو آپ سے اور آپ کے
اس زمیندار سے لڑتا تھا - مختار نے کہا وہ مقدمہ تو ہار گئے - صاحب کمشنر
نے فیصلہ عدالت ماتحت کا بحال رکھا - حضور غور اس میں نہیں ہوا ورنہ
بڑا مطلب نکلتا - اب دس پانچ نالشیں اور بھی دغنے والی ہیں اور اس
مقدمے کی نظیر دیکر سب کے سب ڈگری پا جائینگے - کچھ صلاح دیجیے
نہیں تو بڑا نقصان ہوگا - آپ صاحب کمشنر کا فیصلہ ذرا پڑھ جائیے
تو خود کہیے کہ بیشک اپیل کے قابل ہے - بیرسٹر نے کہا اچھا کاغذ آپ
ہمارے پاس چھوڑے جائیے - ہم آج دو بجے دیکھینگے - مختار نے کہا
خداوند اب تو یہاں سے کہیں چلے جائینگے ہم - تین مقدمے دائر تھے
تینوں ہار گئے اور مفت - بیرسٹر صاحب مسکرائے - ول ہارنے میں
تعجب کیا ہے - ضرور ہارو گے - چھوٹے چھوٹے وکیلوں کو مقرر کرتے ہو
ہم سے مشورہ لیتے ہی نہیں -

راجہ صاحب بہت ہی ہنسے - ہاں ادھر کیا - صاحب سے پوچھو تو
ٹھیک ہے بات - اور نہیں کیا -

بیرسٹر۔ بیشک ہمسے پوچھو ہم سب بتائین۔
مختار۔ آج شام کو بھی حاضر ہونگا۔
بیرسٹر۔ نہین۔ اتنی فرصت ہمین کہان۔ اب پرسون آؤ۔
مختار۔ اور کل نہین۔
بیرسٹر۔ نہین۔ کل شکار کھیلنے جائینگے۔
اتنے مین چپراسی نے آنکر کہا حضور میم صاحب آئی ہین وہ جو اُن صاحب کی بہن ہین جو کانپور سے پرسون آئے تھے۔ صاحب نے کہا آؤ۔ وُل کدھر ہین۔ صاحب اٹھکر گئے۔ ایک کمرے مین دونون بیٹھے۔ پندرہ منٹ کے بعد میم صاحب گئین اور چلتے وقت کہ گئین پرسون ہمارا مقدمہ ہے آپ ضرور خیال رکھیے گا کہ وقت پر ہان پہونچ جایے
بیرسٹر نے مسکرا کر اُنکو بادب رخصت کیا۔
امام الدین اور تراب علی نے سلام کیا۔ بیرسٹر نے کہا ٹھہرے رہو۔ یہ کہکر راجہ صاحب کے پاس گئے اور پوچھا کچھ اور کہیے گا اب آپ پرسون آجائیے۔ راجہ صاحب رخصت ہوگئے۔
امام الدین خان صاحب سے ملنے ہی کو تھے کہ ایک فٹن آئی۔ چپراسی نے کہا شارٹ صاحب سوداگر آئے شارٹ صاحب سوداگر نے صاحب کے پاس اپنا کارڈ بھیجا۔ چپراسی نے آنکر کہا چلین حضور۔
تراب علی پھر بیٹھ گئے۔ امام الدین خان سے کہا یار یہ بڑی مصیبت ہے خدا ہی خیر کرے۔ اب شاید آج ملاقات ہو۔ پھر دوڑنا پڑیگا۔
آدھ گھنٹے تک صاحب جمے رہے۔ اٹھنے ہی کو تھے کہ دو مہاجن رتھ پر سوار کسی گانون سے آئے۔
چپراسی نے صاحب کو اطلاع دی صاحب نے اُنکو بھی بلوا لیا۔
ایک مہاجن۔ بڑا بھاری مقدمہ ہے ابکی۔

بیرسٹر۔ ہی دس بارہ لاکھ کی نالش۔

دوسرا مہاجن۔ دس بارہ لاکھ کی نہین تو ستر ہزار ہین تو فرق نہین

بیرسٹر۔ او۔ بس۔ بہت کم ہو۔

مہاجن۔ کم ہوا

بیرسٹر۔ اپیل ہو کوئی۔

مہاجن نے چپراسی سے کہا ذرا ہمارے کارندے کو باہر سے بلا لو۔ لالہ گجادھر لال مختار عام آئے۔ صاحب کو سلام کیا۔

بیرسٹر۔ اپیل ہو کوئی۔

مختار۔ نہین حضور۔ ابتدائی مقدمہ ہی۔ اپیل نہین ہو۔

بیرسٹر۔ اچھا۔

مختار۔ آپ سے تو کچھ کہنے سننے کی ضرورت نہین ہی بس مین کل حاضر ہو جاؤنگا۔ ہمارے ضلع بھر مین دھوم ہو حضور کی۔

بیرسٹر۔ (ہنسکر)۔ ہم حاکم لوگ سے اپنے موکل کی طرف سے خوب لڑتا ہی اچھا پرسون آپ آئین صبح کو۔

دونون مہاجن رخصت ہوئے۔ صاحب نے چپراسی سے کہا دل اٹھا تیار ہو۔

امام الدین اور تراب علی دونون حیران کہ یا خدا یہ کیا ماجرا۔ اور سب آئے ملاقات ہوئی ہم منہ ہی تاکتے رہے۔ چپراسی سے کہا واہ صاحب سے ہمارا ابھی تو ذکر کر دو۔ کہ حضور نے کہا تھا ذرا تامل کرو۔ پھر اب کب تک تامل کیا جاے۔ چپراسی نے صاحب سے کہا خداوند وہ دو مقدمے والے کھڑے ہین۔ صاحب نے کہا ہمکو یاد ہی۔

تھوڑی دیر کے بعد اٹھا آیا۔ صاحب باہر تشریف لائے۔

امام الدین۔ خداوند ہم کھڑے ہین اسوقت سے۔

بیرسٹر۔ کیا مقدمہ ہے۔
امام الدین۔ حضور بے سمجھے ہوے نواب صاحب نے ایک بابو کو دوسو کو خرید کیا۔ سنا وہ چوری کا ہے۔
بیرسٹر۔ او وہ مال مسروقہ پنل کوڈ دیکھیے۔ دفعہ ۴۱۱۔ مگر بددیانتی سے لیا ہو ورنہ جرمانہ اور قید تین برس تک۔
امام الدین۔ حضور بدنیتی سے نہین لیا تھا۔
بیرسٹر۔ ول تو پھر کچھ پروا نہین۔
تراب علی۔ اسکا ثبوت دینگے ہم۔
بیرسٹر۔ اچھا آپ لوگ ایک گھنٹہ ٹھہرین یا جائیے شام کو آئیے کوئی پانچ بجے۔ ٹھیک پانچ بجے ملو۔
یہ کہکر بیرسٹر صاحب اڈے پر سوار ہو گئے اور دونون مصاحب نواب صاحب کی گاڑی پر سوار ہو کر چلے۔ مگر بیرسٹر کی ملاقات سے خوش نہوئے۔
امام الدین۔ اللہ رے دماغ۔
تراب علی۔ کچھ ٹھکانا ہے۔
امام الدین۔ چین کرتے ہین۔ واللہ پانچون گھی مین۔
تراب علی۔ ارے یار ہم بھی بارسٹر ہوتے تو بڑا لطف تھا کیون امام الدین۔
امام الدین۔ اب بیرسٹر ہو چکے۔
تراب علی۔ جی ہان رہین جھونپڑون مین خواب دیکھین محلون کا۔
امام الدین۔ بات تک اچھی طرح نہین کرتے۔
تراب علی۔ جی اور کیا۔ بھلا ہوگی کوئی ہزار روپے مہینے کی آمدنی۔
امام الدین۔ واہ کوستے ہو۔ کم سے کم تین ہزار۔
تراب علی۔ اُفوہ۔ اللہ اللہ۔

امام الدین - اب پانچ بجے پھر آنا ہی -
تراب علی - یار یہ تو بڑا غضب سنائی کہ جرمانہ اور قید اور سزا -
امام الدین - بزنیتی کیونکر ثابت ہوگی -
تراب علی - ہان رئیس آدمی ہین - اور مشہور رئیس -
تراب علی - بچ تو جاوینہی گے مگر استاد ہماری تمھاری چڑھ بنی ہی کہ نہین - چین ہی چین لکھا ہی -
امام الدین - بچ نہ جائینگے تو ہوگا کیا - کوئی ایسے ویسے ہین اور ہم تم تو قسمت کے دھنی ہین ہی -
امام الدین اور تراب علی نواب صاحب کے مکان پر پہونچے تو دیکھا کہ کمرے مین اور کئی سفید پوش تشریف رکھتے ہین - یابو ہی کی باتین ہو رہی تھین چھوٹے نواب صاحب نے پوچھا کیسے وکلا نے کیا رائے دی - امام الدین خان نے کہا - خداوند فضل الٰہی ہی - گھبرانے کی بات نہین ذرا خوف نہ کیجیے - وکیل کے ہان پہلے گئے - انکی صلاح ہوئی کہ ایک بیرسٹر بھی ہو - بڑی دیر تک سوال پوچھا کیے کیسا یابو ہی - کسکا یابو ہی - کسنے بیچا - کسکے ذریعے سے بکا - کب خریدا - قیمت کیا دی - جسنے یابو بیچا وہ کہان ہی - ہزارون ہی باتین پوچھین آخرکار تسلی دی کہ کچھ خوف کا مقام نہین ہی - پھر وہان سے بیرسٹر کے ہان گئے - خداوند بس وہان کا حال نہ پوچھیے - کوٹھی ایسی سجی سجائی ہی کہ باید و شاید - باتین ہونے ہی کو تھین کہ ایک راجہ صاحب آئے - ہاتھی پر سوار بڑی شان و شوکت سے - اب ہم اُنسے بولین یا ہمسے مخاطب ہون - پھر دو مہاجن آئے اُنسے باتین رہین - پھر خدا جانے کون کون آیا - مگر سب امیر کبیر - سب رئیس زادے اور روپیہ والے ہم باہر ٹہلتے رہے - اتنے مین چپراسی نے آنکر کہا کہ صاحب آتے ہین

آپ چلے نہ جائیے گا۔ آپ نے کھٹ پٹ کرتے ہوئے۔ وَل کیا مانگتا ہے۔ عرض کیا خداوند ہمکو سرکار نے بھیجا ہی۔ حضور کا نام سنتے ہی کرسی وہی اندر لیگئے۔ بٹھایا۔ سب حال پوچھا آخر میں کہا کہ کچھ ہونا نہیں ہے۔ ہمارے پاس شام کے پانچ بجے آؤ۔

نواب صاحب نے کہا کہ اتنی عمر آئی۔ ہزاروں گھوڑے اور بابو اور باغ اور مکان اور محل اور بارہ دریان اور فینسین اور ہوادار خریدے مگر خدا کی عنایت سے ایسا اتفاق کبھی نہیں ہوا۔ ابکی یہ گل کھلا۔ اب گو کچھ ہونا نہیں ہی مگر بدنامی تو ہے۔

منشی کریارام صاحب نے کہا جی نہین نواب صاحب بدنامی کیسی یہ کہیے کہ مفت کی جھنجھٹ ہی۔

نواب صاحب بولے ہان صحیح ہے۔ پریشان کر دیا۔ انتہا کا پریشان کر دیا۔ اب طرح طرح کے خیالات دل مین آتے ہین۔ چوری کے مال کی خریداری۔ ہم قانون سے واقف نہین۔ حکام کا سامنا۔ اللہ ہی اپنا فضل کرے ہمین تو اب تک یقین ہی کہ اور چاہے کچھ نہو جرمانہ تو ضرور ہی ہوگا ملک بے سیاست۔ مال بے تجارت مشہور ہی۔ سیاست مدن کے اصول ہی یہ ہین کہ جو خلاف قوانین و آئین موضوعہ و صنول قانون عمل مین لائے ضرور سزا پائے۔ اب وہ تو ہی نہین کہ حبیب الدولہ بہادر نے سفارش کی اور چاہے کیسا ہی مجرم کیون نہو رہا کر دیا گیا۔ نجیب الدولہ بہادر کی خوشامد کی اور مونچھون پر تاؤ دیتے چلے آتے ہین۔ اب تو سزا اور جزا دونون ہین مگر جزا کم سزا زیادہ۔ اگلے وقتون مین ذرا ذرا سی بات پر شہنشاہ خوش ہوکر لاکھون کروڑون روپے نکلتے تھے۔ کسی کو جاگیر عطا کی کسی کو خلعت دے دیا۔ اب کبھی سننے ہی مین نہین آتا۔ خصوصاً فرنگ مین۔ ہان اتنا ہی کہ خطاب شاہی ملتے ہین۔ نجم الہند۔ ستارہ ہند۔ کے سی دس

خدا جانے کیا ہم تو اچھی طرح کہہ بھی نہین سکتے۔ انکے ہان ذرا اخلاق کم ہو ظاہر داری گو اچھی نہو مگر لازمۂ انسانی ہو اور ضرور کسیقدر برتاؤ اسکا بھی چاہیئے یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ برق انداز وردی پہنے رپ رپ کرتا آن موجود ہوا۔

چھوٹے حضور بولے خداوند اخیر کیجیو۔ روشن علی کانپ اٹھے حوالی موالی کی نظر اسکی جانب تھی۔ اُسکے بعد جمعدار صاحب آئے۔ حاضرین جلسہ مین سے ایک صاحب نے کہا چلیے بس اب بات بنگئی یہ ہمارے سالے ہین۔

جمعدار صاحب نے بڑے ادب سے چھوٹے نواب صاحب کو بندگی کی اور جھکر کہا۔ حضور یہ کیا بات ہوئی۔ اور وہ نمکحرام مصاحب کون ہو جسنے دھوکا دیا۔

نواب صاحب نے کہا یہ تشریف رکھتے ہین۔ جمعدار صاحب نے کہا اخاہ آپ ہین۔ تو کیون نہو پھر یہ تو تھانگیے ہین۔ بڑا شرابی ہو ایک قتل کے مقدمے مین بھی ماخوذ ہوئے تھے حضرت۔ خدا اسنے محفوظ رکھے۔ انکے کاٹے کا تو منتر ہی نہین۔ یہ بابو کسکا تھا بولو۔

روشن علی۔ اجی صاحب ہم تو چور ہو ہی گئے۔ سارا قصور ہمارا ہی ہو کیون۔ مگر ہمارا خدا خوب جانتا ہو کہ ہم بے قصور ہین۔ اللہ جانے بندہ جانے یا نہ جانے کچھ پروا نہین۔

جمعدار۔ کون۔ اجی یہ ڈھکوسلے رہنے دو بالاے طاق۔ صاف صاف جواب دو۔ وہ کون تھا جو بابو لایا تھا۔

روشن علی۔ ایک شخص ہو۔

جمعدار۔ تقریر کو سنیے۔ ایک شخص ہو۔ شخص نہین تو کیا گدھے بھی بابو بیچا کرتے ہین۔

روشن علی۔ تو آپ بگڑتے کیون ہین۔

جمعدار - اچھا تکیے بھی ہوے جاتے ہین آپ - یہین ٹھیک بنا دونگا ابھی ابھی - تکرار کہین کا -

روشن علی - خدا خوب واقف ہی -

جمعدار - ہم لوگ تو واقف ہوہی گئے - خدا کا واقف ہونا کوئی تعجب کی بات ہی -

روشن علی - خدا ہی مالک ہی ہمارا -

نواب صاحب کو ازبس تشویش تھی کہ یا خدا یہ ہونا کیا ہو اور کچھ نہو تو اسیقدر کیا کم ہو کہ مال مسروقہ کی خریداری کا جرم عائد ہوا - یہ تھوڑا ہو - اور اگر حاکم نے دس پانچ روپے جرمانہ کر دیے تو ستم کا سامنا ہو - گو دس پانچ ہزار مین بھی ہمارا بال بیکا نہین ہو سکتا تاہم بیعزتی تو ہو - اور بیعزتی بھی کیسی کہ بدنیتی سے مال مسروقہ خرید لیا - مگر جمعدار نے جو جھک کر سلام کیا اور روشن علی کو للکارنا شروع کیا تو کسیقدر ڈھارس ہوئی - حاضرین نے کہنا شروع کیا کہ خداوند دیکھیے جو کچھ بھی ہو - ہونا ہوانا کچھ بھی نہین ہو - لیکن روشن علی چپیٹ مین آگئے - انکی خیر نہین نظر آتی - یہ اب دین کے رہے نہ دنیا کے -

گئے دونون جہان کے کام سے یہ نہ ادھر کے رہے ادھر کے رہے

دمڑی کی ہنڈیا گئی کتے کی ذات پہچان لی -

جمعدار - شنکر سہاے کہان ہین -

روشن علی - ہمسے کہکر گیا تھا کہ کانپور جاتا ہون - خدا جانے کہان گیا

جمعدار - تمسے کہان کی ملاقات ہو -

روشن علی - ہم اور وہ شاہی مین دگلے والی پلٹن مین نوکر تھے -

جمعدار - وہ تمھارے ہان کتنے روز رہا -

روشن علی - دس بارہ روز -

جمعدار۔ بابو کی نسبت کیا بیان کرتا تھا۔
روشن علی۔ کہتا تھا کہ دیبی پاٹن کے میلے سے لایا ہون۔
جمعدار۔ تمھارا ساجھا کیونکر ہوا۔
روشن علی۔ ہمسے کیا واسطہ۔ ہمارا ساجھا کیسا۔
امام الدین۔ ایِن۔ خدا سے خوف کرو۔ خدا سے ڈرو۔ لاحول و لا قوۃ۔
روشن علی۔ کیا کچھ جھوٹ ہی۔ ہمارا ساجھا کیا معنی۔
امام الدین۔ مرد خدا تمنے نہین کہا تھا کہ ہمارا اور اُنکا ساجھا ہی۔
جھمن۔ اور اُنھون نے بھی آنکر یہی بیان کیا۔
چھوٹے نواب۔ تو یہ کہیے آپنے بیچ بیچ دھروانے ہی کی فکر کی تھی
امام الدین۔ صاف ظاہر ہی۔
جمعدار۔ آپ کا کچھ نہ بگڑیگا۔ اُنکے ماتھے جائیگی۔ اُنکی خیر نظر نہین آتی
جھمن۔ توبہ توبہ۔
حاتم علی۔ ایک مچھلی سارے تالاب کو گندا کرتی ہی۔
جھمن۔ جی اور کیا اُنکے (بہ سبب) ہماری بھی ساکھ گئی۔
نواب۔ پہچاننے والا آدمی چاہیے۔ یہ تو ابھی بالکل ناتجربہ کار ہین
جمعدار۔ جی ہان حضور۔ ابھی کم سن نام خدا کم عمر ہین۔
شیخ صاحب۔ مگر اہل اور رشید اور سعید۔
چھوٹے نواب۔ روشن علی تمنے ہمین بہت بدنام کیا۔
جمعدار نے کہا بابو ہمارے ساتھ کیجیے۔ روشن علی اُٹھو تمنے بابو
نواب صاحب کے ہاتھ فروخت کیا۔ تمھارا چلنا بھی فرض ہو۔ تمھین
نہ چلوگے تو چلیگا کون۔ اور امام الدین خان کو ساتھ بھیج دیجیے۔
بس بالفعل یہی کافی ہی۔ روشن علی نے ہلڑ مچایا۔ واہ۔ نرم زمین کے
ہیلدار۔ دبلے مارین شاہ مدار۔ امیرون سے چلتی نہین۔ غریبون کے لیے

جمعدار بن بیٹھے - اور چلنے کو جہان کہو چلتا ہون - نہ چلنا کیا معنی ؟ چلین ہیچ کیست - یاران چوری نہ پیران دغا بازی - چلیے - مگر ہماری آہ تو ضرور اثر دکھائیگی -

جمعدار - اخاہ آپ ولی بھی ہین -

روشن علی - اب تو مید رہین - مگر اللہ بچانے والا ہی -

حاضرین نے متفق الراے ہوکر کہا کہ بیشک اسمین روشن علی ہی کا قصور ہی - اور روشن علی کے چور ہونے مین اصلا شک نہین - نواب صاحب کی شرافت ہی کہ خاموش بیٹھے ہین ورنہ کوئی دوسرا ہوتا تو زد و کوب کی نوبت آجاتی -

ایک صاحب نے یہ کہا - دوسرے نے اتفاق راے کیا - تیسرے نے کہا خدا کی قسم اسقدر بے بھاؤ کی پڑتین کہ ایک بال تو کھوپڑی پر رہ نہ جاتا - بالکل گنجی نظر آتی - چار ابرو کا صفایا - چوتھے صاحب بولے - واللہ بند کرکے کوٹھری مین اتنا گدیاتا - اتنا گدیاتا اسقدر پٹتے کہ عمر بھر یاد کرتے - چھٹی کا دودھ یاد آتا - دل لگی نہین ہی -

شیخ صاحب - جی اسمین کیا شک ہی -

جھمن - خداوند مین اس شخص سے بہت ڈرتا تھا کئی بار مجھسے اس سے تکرار بھی ہو چکی چھوٹے حضور اسکو خوب جانتے ہین مگر مین نے چاہا کہ حضور سے عرض کرون لیکن خوف تھا کہ مبادا چغلخور سمجھیے - بس اس سبب سے خاموش ہو رہا - ورنہ پہلے ہی کہ دیتا - اور پھر یہ بھی تھا کہ چار پیسے حضور کی بدولت پاتے ہین مین بیچ مین جھانجی کیون مارون -

الغرض بابو کو لیکر جمعدار اور کنسٹبل رخصت ہوے اور روشن علی ساتھ گئے چھوٹے نواب صاحب نے امام الدین خان کو حکم دیا کہ جا کر بیرسٹر سے

کہ میں آؤ. شام کو انھون نے بلایا تھا. بیرسٹر کی کوٹھی سے واپس آئے یون گفتگو کی
امام الدین- خداوند پہلے تو کہا تعزیرات ہند دیکھو- یہ ہی وہ ہی-
ہم ایسا مقدمہ نہین لیگا- نواب اور رئیس ہو کر چوری کا مال خریدا- جرمانہ ہوگا
اور یہ ہوگا وہ ہوگا- پھر کہنے لگے کہ کچھ لائے بھی ہو- یا خالی خولی باتین ہی
بناتے ہو- بس کیا دینگے نواب تمھارے- مین نے کہا جو آپ فرمائین
خداوند- کہنے لگے تین ہزار- میرے تو ہوش اڑ گئے- مگر تراب علی نے
تڑ سے کہ دیا کہ منظور اور یہ کہکر صاحب کے قدمون پہ ٹوپی رکھ دی کہ
حضور ذرا غور کر کے سب باتین متعلق مقدمہ سن لیجیے- کہا پہلے روپیہ لاؤ
حاتم علی بولے انکو جانے دیجیے- مین بیٹھا ہون- مگر سن لیجیے کہ بات
کیا ہوئی- کونسلی نے کہا ہشت- ہم سب سمجھ گئے- اب خداوند کوئی
ہندوستانی ہو تو بس چلے- ان لوگون سے بھلا کیا بس چل سکے- تو قرار
یہ ہوا کہ پندرہ سو آج دین- اور پندرہ سو پیشی کے دن-

امام الدین خان نے پندرہ سو روپیہ ایک مہاجن کی دکان مین
جمع کرا دیا چور کے ساتھ گرہ کٹے میان تراب علی اور حاتم بھی ساتھ ساتھ
گئے تھے کہ ایسا نہو امام الدین خان رقم کی رقم نوہ اڑا دین- چور کے چور
چور آئے- یہ دونون نیبو نون چاٹ کے رہ جائین-

چھوٹے نواب نے تاکید کر دی تھی کہ جس طرح ممکن ہو ہم عدالت مین
جانے سے بچ جائین-

امام الدین خان دوسرے روز پھر بیرسٹر کے ہان گئے- ملاقات
ہوئی- بیرسٹر نے کہا ہم ڈیڑھ ہزار روپیہ لینگے- امام الدین خان کی
باچھین کھل گئین- دست بستہ عرض کیا کہ خداوند غلام حاضر ہو جو حکم ہو
پیش کرے- مگر بارہ سو قبول فرمائیے- بیرسٹر نے کہا- ہرگز نہین-
جو کہا وہی لینگے-

امام الدین خان بیرسٹر سے رخصت ہوئے۔ سات سو روپیہ مہتانہ
سے لیکے بیرسٹر کو دیا اور کہا پانچ سو پیشی کے روز حضور دونگا حضور
نواب صاحب کو عدالت تو نہ جانا پڑیگا۔

بیرسٹر۔ ضرور جانا پڑیگا۔

امام الدین۔ بھلا خداوند کوئی ترکیب بچ جانے کی بھی ہو۔

بیرسٹر۔ عدالت مین ضرور حاضر ہونا پڑیگا۔ اس سے بچ نہین سکتے۔

امام الدین۔ حضور اگر کوئی تدبیر بن پڑے تو کچھ اور نذر کیا جائے۔

بیرسٹر۔ بالکل غیر ممکن ہو۔ وارنٹ آگیا ہو نواب صاحب کے نام۔

امام الدین۔ معلوم نہین۔ تھانے سے جمعدار اور سپاہی آیا تھا
بابو لیگئے اور روشن علی کو پکڑ لیگئے پھر نہین معلوم کیا ہوا۔ حوالات میں ہے۔

بیرسٹر۔ پیشی کب ہو۔

امام الدین۔ ابھی نہین معلوم۔ کوئی دن مقرر نہین ہوا۔ تو خداوند
پھر اب عدالت کا جانا ضروری ہو۔ کوئی بات ایسی نہین ہو سکتی
کہ حاضری عدالت سے بری ہو جائیں۔

بیرسٹر۔ نہین۔ کوئی نہین۔ ایسا نہین ہو سکتا۔

امام الدین خان بیرسٹر سے رخصت ہوئے۔ وکیل کے ہان گئے
تین سو روپیہ محنتانے کا وکیل سے اقرار ہوا ڈیڑھ سو نقد
ادے ڈیڑھ سو کا وعدہ کیا کہ پیشی کے دن دینگے

نواب صاحب کے ہان تشریف لائے چھوٹے نواب صاحب
منتظر بیٹھے ہی تھے انکے پہونچتے ہی پوچھا کہو خیریت ہو کیا بات ہے
امام الدین خان۔ حضور بیرسٹر نے بہت غور کیا۔ کئی کتابین
الٹیں پلٹیں۔ ادھر دیکھا ادھر دیکھا۔ کہا۔ ولی کچھ پروا نہین۔ ہم
نواب صاحب کو بچا لینگے۔ بال بیکا نہوگا۔ تم اب کچھ پروا نہین

خداوند مین آبدیدہ ہو گیا - والد کی قسم آنسو جاری تھے - صاحب نے کہا
رونے کی بات نہین - ہم نواب صاحب کو بالکل بری کر دینگا - مگر شکرانہ ضرور
لیگا - عرض کیا کہ لینے دینے کی طرف سے آپ مطمئن رہین - خدا نے چاہا
تو آپ کی امید سے زیادہ آپ کو ملیگا - مگر واسطے خدا کے بہت کچھ پیروی کیجیے
تشفی کی کہ اب تم جاؤ اور نواب صاحب سے کہو کہ دو گھڑی مین ہمین کچھ ہو گا

نواب - شکر ہے شکر ہے - مگر ہمکو عدالت تو نہ جانا پڑیگا - اسکا جواب دو -
اگر عدالت تک جانے کی ضرورت نہو تو جان مین جان آئے - دو چار سو
اور زیادہ لین چاہے مگر بری کر دین - اجی مطلب یہ کہ مقدمے سے اور
جرم سے تو ہم بری ہو ہی جائینگے - مگر حاضری عدالت سے ہمکو مستثنی کر دین
تو خوب بات ہو - کوئی قانونی بحث کرین - آخر قانون دان ہین کہ باتین
یا نام ہی کے بیرسٹر بنے بیٹھے ہین -

امام الدین - خداوند غلام کی تو یہی راے ہے کہ پیشی کے دن پالکی گاڑی پر
حضور سوار ہون اور عدالت تک چلے چلین - دم کے دم مین مقدمہ ہو جائیگا
ذرا جو تکلیف ہو تو جو جی چاہے وہ کہیے - کونسلی نے کہا کہ اگر عدالت مین حضور
حاضر ہونگے تو فوراً بری ہو جائینگے اور اگر نہ تشریف لیگئے تو جرمانہ ضرور ہوگا
حضور اتنی تکلیف گوارا کر لین اور وہان تک چلے چلین بس اللہ اللہ
خیر صلاح - آپ بس دم کے دم مین حضور چلے آئینگے بات کرتے -

[illegible] علی - کہتے تو سچ ہین خداوند - غلام کی بھی یہی راے ہے - جانا
ضروری امر ہے - پھر مجبوری ہے اور آپ کی تو خود صاحب مجسٹریٹ تعظیم کرینگے
حضور اسی طرح تھوڑا ہی جائینگے جیسے اور لوگ جاتے ہین - کیون بھائی
امام الدین خان ہمہ شما کی اور بات ہے - اور حضور کی اور بات ہے - کہ نہین
حضور چلے چلین اس روز -

نواب صاحب - غضب ہو گیا آج تک عدالت جانے کا اتفاق نہین ہوا تھا

بڑی شرم کی بات ہی - افسوس - بھلا ہیرسٹر سے بڑھکر بھی کوئی ہی - ذرا اسقدر دریافت کرو -

امام الدین - خداوند اُسسے بڑھکر اور کون ہوگا - اور بہت سے وکیل ہین مگر اُدھا ایک کے پاس نہین - اُدھا جسکے پاس ہو بس وہی سب سے بڑھکر ہی خداوند -

نواب - ہان -

تراب علی - ہان حضور مین کہنے ہی کو تھا - اُدھا بڑی ملائت ہی -

نواب - بھلا بمبئی کلکتے مین کوئی وکیل اُسسے بڑھکر ہی آنا کسی سے دریافت کرو -

اب روشن علی کا حال سُنیے - یہ جو تھانے پر گئے تو صاف انکار - گویا بالکل کچھ جانتے ہی نتھے - تھانہ دار نے جو پوچھا اُسکے جواب مین انھون نے انکار بحت کیا -

سوال - یابو کب بکا -

جواب - ہمین نہین معلوم

سوال - یابو کسکا ہی -

جواب - خدا جانے -

تھانہ دار نے سبز باغ دکھایا - سنو میان ٹھیک ٹھیک حال بیان کرو ورنہ اتنے بید پڑینگے کہ یاد ہی تو کروگے - ہمین بھی کوئی جانگلو سمجھے ہو - یہان عمر اسی نوکری مین گذری - تمھاری آنکھین کہے دیتی ہین کہ تم چور ہو - روشن علی نے آہ سرد بھر کر کہا - خیر - ہونگے چور ہی ہم ننگے ہم - تھانہ دار بولے یہ ہم نہین کہتے کہ چوری تمھارا پیشہ ہو - مگر اس معاملہ مین تمنے البتہ بے ایمانی کی ہی اور اگر صاف صاف نہ بتاؤگے تو فوراً چالان کر دونگا - منشی جی - منشی جی - حاضر - ارشاد - چالان کرو انکا - منشی جی نے سمجھانا شروع کیا - آپ کیون اپنے آپ اپنے دشمن

ہوے ہین۔ بتا کیون نہین دیتے صاف صاف۔ جو معاملہ ہو صاف صاف بیان کرو۔ اور نہ بیان کروگے تو ہوگا کیا۔ یہ ممکن نہین لاآن کے کوئی جھوٹ بول جائے اور ہم مان لین۔

روشن علی ایسے خائف ہوے کہ ساری داستان مو بمو کہ سنائی۔

سوال۔ یابو کسکا ہی۔

جواب۔ باہر سے کوئی لالہ آئے تھے۔ انکو ہین نے گھر پر ٹکایا۔ انھین کا گھوڑا ہی۔

سوال۔ گھوڑا ہو کہ یابو۔

جواب۔ اب آپ تو مداری کے سے سوال کرنے لگے۔ کہ گدھا ہی یا گدھی۔ وہ گھوڑا کہا تو کیا اور یابو کہا تو کیا۔ مطلب تو ایک ہی ہو خداوند

سوال۔ کتنے مین بکا۔

جواب۔ میرے سامنے تو چالیس روپے تک ایک دو بولے گئے۔ اور سٹر ایک اور تو سے ایک دو سو کا بکا۔

سوال۔ وہ لالہ اب کہان ہین۔

جواب۔ وہ لے دے کے لمبے ہوئے۔ کچھ بدے سے تھوڑا ہی تھے ہمکو پھنسا گئے۔

سوال۔ تمکو معلوم تھا کہ چوری کا مال ہی۔

جواب۔ جی ——— چوری کا مال کیا کیا ——— ہم کچھ

تھانہ دار۔ صاف صاف بتا دو۔

مخبر۔ ہان ہان۔ ڈرتے کیا ہو۔ کچھ تمھارا مال ہو پھر کاہے کا ڈر۔

روشن علی۔ اب عزت آپ کے ہاتھ ہی۔

تھانہ دار۔ سچ بولو تو خدا جانتا ہی بچا لون۔ مگر راست براست بے کم و کاست

روشن علی - ہان ہمین معلوم تھا کہ چوری کا مال ہو - مال مسروقہ ہو - محرر نے کہا میان تم بالکل گنوار ہی رہے - نواب صاحب تو بچ جائینگے - تم جہنم ہی کہیں گے - اب نہ کہنا - خبردار اب صاف صاف بیان کرنا - بس تم انکار ہی کرتے جاؤ - صاف انکار - تم کہنا کہ نواب صاحب نے ہمارے ہان انکوٹھا رکھوایا - اور جو بابو کی قیمت دریافت کیجائے تو کہنا ساٹھ ستر کو بکا - زیادہ قیمت نہ بتانا - یہ پانچ ہزار سے کم کا نہین ہو - جب صاحب مجسٹریٹ سنینگے کہ ساٹھ کو خرید ا مشتبہ ہو جائیگا - صاف سمجھ لینگے کہ مال مسروقہ ہو - تم نلوہ بچ جاؤ گے - ورنہ جو تمنے اسوقت بیان کیا ہو وہی اگر عدالت مین مجسٹریٹ کے سامنے بیان کیا تو دھر لیے جاؤ گے - تم انکار ہی کرتے جانا - اور قیمت ساٹھ ستر سے زیادہ نہ بتانا - خبردار - خبردار - روشن علی نے کہا بہت خوب جو ارشاد ہو - ہمین جو کچھ حکم دیجیے - اُسکے مطابق عمل کرین -

اب سنیے کہ تھانہ دار صاحب لیتے دیتے نہین تھے - مگر محرر تھانہ کے کہانتک نہین چھوڑتے تھے - انکا قول تھا کہ سرکاری نوکر رشوت نہ لے تو اپنے حساب پاگل ہو - اور تھانہ دار کا قول تھا کہ رشوت لے تو خدا اُس سے سمجھے - اب آپ ہی غور کر لیجیے - دونون کے دوشن - مگر کسی موقع پر محرر نے تھانہ دار کی جان بچائی تھی - تھانہ دار اسکا بہت لحاظ کرتے تھے - جب انھون نے دیکھا کہ محرر کی نیت ڈانوان ڈول ہو تو وہان سے چلے گئے - اور کہا منشی جی آپ اظہار لکھ لیجیے - منشی جی نے کہا بہت خوب - آپ جائیے - مین ابھی لکھے لیتا ہون روشن علی کو تخلیے مین خوب ہی پڑھائی - اور حسب لخواہ اظہار لکھے سوچے کہ بس انکے اچھا حب سے روپیہ لینا کون مشکل بات ہو - چٹکیون مین جمع ہو جائے -

روشن علی - کچھ لے مرو کے گیا - اچھا تو ہو - ہمسے کیا پاتے بھلا یہان خود پھنسے جاتون ہین اور وہان کسی بات کی کمی نہین -

محرر - دیکھتے جاؤ کہ ہوتا کیا ہے - ہمسے واجد شاہ ہون اور ہم خاموش ہو رہین - واہ یہ یہان سیکھا ہی نہین -

روشن علی - وہان امام الدین خان کی صلاح کے بغیر کوئی کارروائی نہوگی - اُنھین کو پھانسو - وہ چھوٹے حضور کے نفس ناطقہ ہین - انکا کہنا سننا بہت چلتا ہے - جو چاہے ہو لوادے - مگر استاد غریبون پر نظر عنایت رہے -

محرر - اتنا ہی تو ہم مین جوہر ہے کہ غریب آزار نہین -

ایک کانسٹبل نے دل لگی دیکھنے کے لیے روشن علی کو پٹی پڑھائی کہ پاگل بنجاؤ -

روشن علی نے کہا خوب سوجھی - لو ہم پاگل بنے جاتے ہین - یہ کہکر حضرت نے ہانک لگائی -

خواجہ غلافی را بطلب انگور فرستاد رطپیدن سوختن برخاک و خون غلطیدن بقربانت روم -

محرر تھانہ نے پالان کا نقشہ دکھایا تو آنکھین کھل گئین روشن علی دل مین سوچنے لگے کہ اب خیریت کسی طرح سے معلوم نہین ہوتی ہے یا خدا خیر کیجیو - کہنے لگے - اور یقین کامل ہو گیا کہ اب نجات کسی طرح نہین ہے -

پالان روشن علی کو دکھایا گیا - ہوش اُڑ گئے ہاتھ جوڑ کر کہا بھائی واسطے خدا کے بچا لو - اب تمھارے سوا کوئی نہین جس سے مدد لین -

محرر نے کہا بس تم صاحب کے سامنے وہی کہنا جو ہمنے سکھایا ہے اتنے مین امام الدین خان نے ایک آدمی تھانہ دار صاحب کے پاس بھیجا

تھانہ دار نے کہا محررِ تھانہ کے پاس جاؤ۔ محرر نے علٰحدہ لیجا کر کہا کہ روشن علی بالکل انکار کرتا ہی اگر نواب صاحب کچھ دین تو اظہار بدل دون۔

امام الدین خان نے چالیس روپئے بھیجے اور کہا تھوڑی دیر مین اور روپیہ بھی نذر کرونگا۔ اظہار بدل دیجیے۔ چالیس روپئے لیکر کہا بس! چالیس ہی واہ۔ مگر خیر۔ کہدینا کہ باقی کا روپیہ بھی جلد بھیجین۔ آدمی رخصت ہوا۔ محرر نے روشن علی سے کہا کہ تم صاحب مجسٹریٹ کے اجلاس مین انکار بحت کرنا۔ کہنا ہم کچھ جانتے ہی نہین اور ادھر اظہار نواب صاحب کے خاطر خواہ لکھدیے۔ روشن علی اجلاس پر پہونچے اظہار لیا گیا تو کہا کہ خداوند مین تو غریب آدمی ہون ٹکے کی اوقات۔ شہر بھر جانتا ہی کہ بد وضع نہین شریف زادہ ہون۔ مگر نواب صاحب کا نمک کھایا ہی اُنکے خلاف کیا کہون حضور صاف صاف تو یون ہی کہ لالہ شنکر سہاے کو مین پہلے نہین جانتا تھا صورت آشنا بھی نہ تھا۔ نواب صاحب نے مجھکو حکم دیا کہ اپنے مکان مین اسکو ٹکا لو۔ آقا کا حکم مین نے فوراً منظور کر لیا مجھے کیا معلوم کہ کیا ہنڈیا پک رہی ہی۔ نواب صاحب نے بلس ستھر روپئے کو یابو خریدا۔ اور لالہ لے دے کے چل دیے۔ جب یہ حال کھلا کہ چوری کا مال ہی تو نواب صاحب نے کہا کہ تم جرم اپنے اوپر عائد کر لو ہم تمھارے گھر مین تیس روپئے مہینے کے مہینے بھیجے جاینگے۔ اور روپیہ نقد دینگے۔ اور اگر حاکم نے جرمانہ کیا تو وہ بھی ہمارے ذمے۔ اب خداوند چاہے پھانسی دے دیجیے۔ غلام اسوقت جھوٹ نہ بولیگا مین تو راضی ہو گیا۔ سوچا کہ اگر قید ہوے تو گھر مین تیس روپئے مہینے کے مہینے پہونچینگے۔ اور روپیہ نقد ملینگے۔ طمع تو بُری چیز ہی مگر گھر مین جا کر جو بیان کیا تو بیوی لگین دو ہتڑ پیٹنے۔ کہا ہم فاقہ کرینگے مگر

نواب صاحب کا حکم نہ مانو۔ قید ہوسکے نام پر ہوگا۔ کسی کو منھ دکھانے کے قابل نہ رہو گے۔ خداوند یہ بات مین نے پسند کی اور کیون پسند کرتا۔ نواب صاحب کے سب صاحب مجھسے بگڑ گئے۔ اور تھانے بھجوایا۔ وہان سے یہان آیا اب خداوند کا حکم ہو جو حکم ہو بجا لاؤن صاحب کے دل پر اس تقریر نے بڑا اثر کیا کھٹک گئی کہ یہ شخص بے قصور ہو۔ فوراً حکم دیا کہ نواب صاحب کے نام وارنٹ جاری ہو اور روشن علی حوالات مین رہنے۔

سررشتہ وار نے معاً نواب صاحب کو اطلاع دی۔ اور رجسٹری کرکے یہ رقعہ لکھا۔

حضور اقدس۔ گو خدمت گذاری مین نیاز نہین حاصل ہو۔ مگر آپ ہمارے شہر کے رئیس اعظم ہین چاہے موقوف ہو جاؤن چاہے سزا پاؤن مگر ایک شخص کی خبر سنی ضرور اطلاع دونگا۔ کہ یا بو ایسے متعدد مال سپرد ہین ہاتھ سے صاحب بہادر نے وارنٹ گرفتاری جاری کرنے کا حکم دیا ہو۔ افسوس صد افسوس۔ یہ خط بعد ملاحظہ چاک کر ڈالیے۔

آپکا خادم مشتاق علی عفی عنہ

یہ خط نواب صاحب کے پاس بھیجا۔

اب سنئے کہ صاحب بنگلے چل دیئے۔ سررشتہ دار صاحب نے وارنٹ تو لکھوایا مگر صاحب سے دستخط کے لیے نہ کہا کل کارروائی ختم کرکے نواب صاحب کے دولتخانے پر پہونچے۔

اب یہان کا حال سنئے کہ ادھر خط آیا اودھر نواب صاحب زار زار بار بار کر رونے لگے خط کے آتے ہی امام الدین خان بھی داخل ہوئے۔

امام الدین - حضور غضب ہوگیا-
نواب - اُف ہاے کیا کرون نہر کھالون-
بڑے نواب صاحب کو خبر ہوئی - تو وہ بھی دوڑے آئے-
چراغی شکر رنجی کا اصلا خیال نہ کیا - اور محبت پدری کا تقتضا ہی تھا
خدا مالک ہو خدا مالک ہو - کچھ گھبرانے کی بات نہین ہو - دیکھو مین
ابھی فکر کرتا ہون-
چھوٹے نواب - ابّا جان ——————
بڑے نواب - کچھ نہ گھبراؤ-
چھوٹے نواب - اب فکر کا وقت کہان ہی - وارنٹ آتا ہوگا-
سررشتہ دار - نہین نہین ہی تو مین نے چالاکی کی - آج دستخط
کے لیے صاحب کے پاس وارنٹ نہین لیگیا - اور کل اتوار ہی
پرسون تعطیل-
بڑے نواب - بڑا احسان کیا ہو حضرت-
امام الدین - حضور شریف زادے ہین-
بڑے نواب - تو پرسون تک ہمکو مہلت ہو-
سررشتہ دار - جی ہان حضور-
بڑے نواب - آپ کا تو درم ناخریدہ غلام ہون - خط چاک کر ڈالو-
سررشتہ دار - مین تو سوچ چکا تھا کہ چاہے نوکری جاے مگر حضور
اس بلا سے بچین-
بڑے نواب - بڑا احسان کیا-
بڑے نواب نے صاحبزادے کی تشفی کی اور کہا کہ بیشک ہو تو
گھبرانے ہی کی بات بلکہ زہر کھا لینے کی لیکن تسکین یہ ہو کہ دو دن ہمکو
اختیار رہی چاہے جس طرح کا بندوبست کرلین - آج اور کل آج تو

یہ کچہری برخاست ہی ہو گئی۔ اور کل اتوار ہی۔
سررشتہ دار صاحب نے پھر کہا کہ حضور پرسون بھی تعطیل ہی۔ یہ نواب صاحب بہت ہی خوش ہوے فرمایا الحمدللہ۔ جان مین جان آئی خدا نے عزت رکھ لی۔ ورنہ باقی کیا رہا تھا۔
رفقا اور مصاحبین نے کہا اسمین کیا شک ہی خداوند۔ بڑی بیڈھب ہو گئی تھی۔ نواب صاحب بولے مگر اب کرین تو کیا کرین۔ جان ضیق مین ہی۔ کچھ کرتے دھرتے بن ہی نہین پڑتی۔ سنگ آمد و سخت آمد مگر ع
برسر اولاد آدم ہرچہ آید بگذرد
شاکر اور صابر رہنا چاہیے۔ ان اللہ مع الصابرین والشاکرین افسوس تو یہ ہی کہ اب وارنٹ ٹالے نہین ٹل سکتا۔
چھوٹے نواب صاحب نے کہا ابا جان واسطے خدا کے زہر منگوا دیجیے۔ مجھسے یہ بیعزتی نہ سہی جائیگی۔ ایسی زندگی سے تو مرنا ہی بہتر ہی۔
امام الدین خان نے کہا خداوند اب کچھ بن ہی نہین پڑتی۔ اور حضور خدا نکرے کہ کہین صاحب کو یاد ہو۔ اور خدا نخواستہ خدا نخواستہ وارنٹ جاری ہی کر دین۔ تو بس غضب ہی ہو جائے۔ خداوند اب یہ موقع نہین ہی کہ جھوٹ موٹ باتین بنائین۔ اب موقع یہ ہی کہ حق نمک ادا کرین۔ قدیم نمک پروردۂ سرکار ہین۔ حضور جب سے سنا ہی اللہ جانتا ہی روح لرزتی ہی۔ اُف اکانپ گیا۔ خدا وہ وقت نہ دکھلائے مین تو کانپ اٹھتا ہون خداوند۔ بس اب ہماری صلاح یہ ہی کہ چھوٹے حضور آج ہی انتظام کر کے حج عتبات عالیات کے لیے چپکے سے چل کھڑے ہون۔ ہم خرما ہم ثواب۔ اور تب تک یہان بڑے حضور سب ٹھیک ٹھاک کر رکھین۔

میان جھمن بولے خداوند اب سوچنے اور غور کرنے اور صلاح و مشورہ کا موقع نہین رہا - اب تو آبرو پر بن آئی ہو نہ - ہماری تو صلاح یہی ہو کہ نیپال کی ترائی مین ہو رہیے - اور وہان سے خاص الخاص نیپال اُتر جائیے - ذرا جوکھم کی بات نہین - غلام ساتھ ساتھ چلیگا - ہمراہ رکاب دو مہینے چار مہینے مین یہان معاملہ رو براہ لائیگا - چلیے کچھ بھی نہ تھا دوسرے روز بڑے نواب صاحب خود صاحب ضلع کی ملاقات کو گئے اور وہان سے آنکر یون بیان کیا -

بڑے نواب - آج ملاقات کا دن ہو - صدر الصدور صاحب اور ڈپٹی صاحب اور دو ایک تعلقہ دار اور اہلکار اور خدا جانے کون کون تھے - ہمارے آنے کی اطلاع ہوئی تو استقبال کو آئے - بڑے خلیق آدمی ہین - ہاتھ ملایا - کمرے مین لیگئے - جاتے ہی مین نے کہا اب اس شہر سے ہمارا چل چلاؤ ہو - اب کہین اور جاکر رہینگے - پوچھا - کیون کیون یہ کیا بات ہو - مین نے کہا - بس اب یہان نہ رہنگے اور رہین تو کس منہ سے - بہت اصرار کیا کہ نہین ضرور بتائیے اور جلد بتائیے - مین نے کل داستان بیان کی - وارنٹ کا نام سنتے ہی کرسی سے اُٹھ کھڑے ہوے - وَل - وارنٹ!!! کیا جاری ہوگیا -

مین نے کہا نہین جاری نہین ہوا مگر لکھا گیا ہو - بہت افسوس کیا - اور کہا آپ جائین اور جاکر جلدی دیکھیں اور خوشی کرین ہم اسی دم مقدمہ اپنے ہان منتقل کر لینگے - مین نے کہا مین از بس مشکور ہوا - فرمایا آپ اس بارے مین کچھ بھی نہ کہیے -

جب کچہری کھلی تو بڑے صاحب نے آتے ہی کہا منشی - روبکار لکھو

روبکار محکمہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر

حسب منشاء چٹھی انگریزی صاحب کمشنر بہادر نمبری ۱۲ دربارہ انتظام

لقمہ صفیہ مدوو اینجانب کے نزدیک لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر اسسٹنٹ کمشنر کا
جانا موقع پر ضرور ہی۔ لہذا کل مقدمات مال و فوجداری اجلاس صاحب
موصوف سے منتقل ہوکر مقدمات مال باجلاس پنڈت درگا پرشاد
صاحب بہادر ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر منتقل کیے جائیں۔ اور چالان فوجداری
باجلاس اینجانب منتقل ہوں لہذا حکم ہوا کہ نقل روبکار ہذا پاس لفٹنٹ
گورنر صاحب بہادر کے بھیجکر قلمی ہو کہ فوراً موقع پر تشریف لیجائیں
اور آج ہی مقدمے منتقل کر دیں۔

چھوٹے صاحب نے۔ چارج دیا روانہ ہو گئے۔

اتنے میں نواب صاحب کی جانب سے ایک باضابطہ عرضی حسب صاحب
بیرسٹر نے پیش کی کہ صرف ایک آدمی کے ذریعے سے جو خود مال مسروقہ
فروخت کرنے کا مرتکب ہوا ہمارے نام بلاشہادت وارنٹ جاری ہونا ہماری
کمال توہین ہے۔ لہذا عرض پرداز ہوں کہ ازراہ نوازش وارنٹ کے
عوض سمن بھیجا جاوے۔

صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے حکم دیا کہ عرضی شامل مسل پیش ہو اور
تا حکم ثانی کوئی کارروائی نسبت اجرائے وارنٹ نہ کیجائے۔ مقدمہ
مسل پیش ہو۔ رفقا اور مصاحبین نے جاتے ہی آسمان سر پر اٹھایا
فتح ہے فتح ہے۔ بڑے حضور کو اطلاع کرنا بھی کہو فتح ہے۔

دور چودھوان

بچھڑے ہوؤن کی ملاقات اور دن عید رات شب برات

پیشی کے دن تین بجے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے چھوٹے نواب صاحب کو مال مسروقہ خریدنے کے جرم سے بری کر دیا تو انکے کل مصاحب اور احباب بدرجہ نہایت محظوظ و مسرور ہوے۔ بڑے نواب صاحب دریا پر بیٹھے دعا مانگ رہے تھے۔ پہلے چھوٹے نواب اپنے والد ماجد کے پاس حاضر ہوے عرض کیا۔ ابا جان۔ لو فتح ہی۔ بڑے نواب کی جان مین جان آئی۔ فرزند دلبند سے کہا بیٹا اب گھر چلو۔ انھون نے عرض کیا سرکار تشریف لیچلین۔ فدوی بھی حاضر ہوتا ہی اور امام الدین خان کو حکم دیا کہ ہماری نشست کی کوٹھی صاف کرا رکھو اور کل اشیا قرینے سے لگا دو۔ یہ کہکر باغ تشریف لیگئے۔ تھوڑی دیر مین بہت سے احباب اور اعزا جمع ہو گئے۔ کوئی پانچ بجے جب ذرا اجماعت کم ہوئی تو خدمتگار نے اطلاع دی (سرکار) ظہورن آئی ہین۔ چھوٹی بیگم صاحب نے کچھ پیغام بھیجا ہی۔ چھوٹی بیگم اور ظہورن کا نام جو سنا تو بیوی کی پچھلی محبت اور مغلانی کی اُس تمالہ عالم چھوکری کی اُٹھتی جوانی یاد آگئی جتنی دیر مین خدمتگار نے عرض کیا اور انھون نے سنا اتنی ہی دیر مین اُن دونون اصنام مہوشون کی چاہت نے ایسا ایسا گدگدایا کہ فرخندہ کی جانب سے طبیعت ہٹ گئی۔ ظہورن کا نام سنکر یہ اُٹھنے ہی کو تھے کہ فرخندہ نے پانون سے دامن دبا لیا۔ سوچی کہ بیگم صاحب کا پیغام آنا بیسبب ہی۔ ایسا نہو یہین جواب دیدین۔ عورت تھی اُن کی

منھ سے تو کچھ نہ بولی وہ پری فن ||| پانون سے پر دبا لیا دامن

مگر نواب صاحب بے اعتنائی کے ساتھ چلدیے۔ حکم دیا کہ ظہورن کو ڈولی سے اتار و اور اس کمرے مین بٹھاؤ۔ ظہورن ڈولی سے اُتری۔ کمرے کے دروازے پر قدم رکھا ہی تھا کہ عطر کی بو باس نے نواب صاحب کے دماغ کو طبلۂ عطار

بنادیا اور رخ انور اور پیشانی نورانی اور گوش صفا گوش اور جبین مبین اور ساعد سیمین پر جو نظر پڑی تو بیخود ہو گئے۔

ظہورن (مسکراتی ہوئی) لونڈی مجرا عرض کرتی ہے۔

نواب۔ (جھیپے ہوئے) آئیے آئیے تشریف لائیے۔

ظہورن۔ آنے مین تو کچھ ہرج ذری بھر بھی نہین ہے۔ مگر آپ آدمی نٹ کھٹ ہین اس سبب سے کلیجہ کانپتا ہے۔

نواب۔ آو تمھین ہمارے سر کی قسم چلی آو جی۔

ظہورن۔ ایسی بے طور قسم دے بیٹھتے ہین کہ بس۔ اچھا بڑی بوڑھی کی قسم کھاؤ کہ چھیڑینگے نہین۔

نواب۔ این! ماشاءاللہ آپ بھی اپنے آپ کو کچھ سمجھتی ہین اور جو حسین ہوتا تو زمین پہ قدم ہی نہ رکھتین۔

ظہورن ادھر ادھر دیکھ کر کمرے کے اندر گئی اور فرش پر بیٹھ گئی۔ صاحب کرسی پر متمکن تھے اُنھون نے بہت اصرار کیا کہ ہمارے سامنے والی کرسی پر بیٹھو۔ مگر ظہورن نے کہا یہ ہماری مجال (مجال) نہین ہے کہ حضور کے سامنے کرسی پر ڈٹ کے بیٹھین۔ نواب صاحب کو مین کہان۔ خود بھی کرسی چھوڑ کر ظہورن کے پاس بیٹھ کے بیٹھنے کو تھے مگر وہ ذرا کھسک گئی۔

ظہورن۔ دیکھو چھیڑ خانی نکرنا نواب اللہ جانتا ہے ہم اُٹھ کے چلے جاینگے۔ ہان۔ چھوٹی سرکار تو ہمین آنے نہین دیتی تھین مگر ہم سے نہین رہا گیا مگر حضور سچ کہتے ہین کہ مرد کی ذات بڑی بیمروت ہوتی ہے۔

نواب۔ تمھاری بیگم صاحب بدگمانی کے سبب سے تمکو ہمارے پاس نہین آنے دیتی ہونگی۔

ظہورن۔ (شوخی کے ساتھ) اے تم مردون کو اس بدنیتی کے سوا

اور کبھی پچھتاتا ہی۔ تیسون کلام کی قسم کھا کے کہتی ہون۔ جیسے انکا پا پیٹہ
پچھیا ہو کہ روز رو رو یا کرتی ہین بیچاری۔ تین دن سے بڑی حضور اور
چھوٹی حضور نے کھانا کھایا ہو تو قسم لیجیے۔ ہزار خرابی سے بیٹھین تو
بس دو نوالے بزبردستی کھائے اور ہاتھ کھینچ لیا۔ اور آپ یہان
رنگ رلیان مناتے ہین۔

اتنے مین پردے کے پاس سے ایک خدمتگار نے کہا (سرکار
فرخندہ اپنے گھر چلی جاتی ہین۔ کیا حکم ہوتا ہی) نواب صاحب تو
ظہورن کے دام الفت مین اسوقت گرفتار تھے اور اس زبان دراز
طرار معشوقہ گلعذار خورشید رخسار کی شکوہ سنجی اور والدہ بلقیس مرتبت
اور اہلخانہ حور طلعت کا حال زار سنکر کسیقدر منفعل اور خجل بھی تھے کچھ
جواب نہین دیا۔ ظہورن نے آہستہ سے کہا اسے جانے دو موئی
چھتیسی چھپل پائی کو۔ یہ کہکر چق کے پاس سے جھانکا تو دیکھا ایک دبلی
پتلی سانولے رنگ کی کمسن عورت بہت ہولے ہولے چل رہی ہی۔
ظہورن ایک تو شوخ طبع۔ دوسرے نواب صاحب کی مطبوع
تیسرے حسن خداداد پر مغرور۔ فوراً آوازہ کسا (دیکھنا سانہ ٹوٹے
اور رسان رسان چل) اللہ رے تیری نازکی۔ عورت کاہے کو
موئی تپ دق ہی۔ فرخندہ ایک تو یون ہی جلی ہوئی تھی۔ یہ سنکر
اور بھی جل بھن کے خاک ہو گئی۔ اور بہلی پہ سوار ہو کر چلدی۔
نواب صاحب کو اپنے منہ سے کہنا بھی نہ پڑا۔ ایک گھنٹے تک ظہورن
نے بیگم صاحب کی بیقراری اور گریہ وزاری اور راتون کو اختر شماری
کا حال اس حسرت کے ساتھ بیان کیا کہ نواب صاحب کا دل بھر آیا۔
کہا سنو ظہورن چلنے کو تو ہم چلتے ہین اور ابا جان سے بھی وعدہ
کر لیا ہی۔ اور فرخندہ کو بھی چقما بتایا ہی۔ مگر ایک شرط ہی کہ اس

دو محلون کے بغیر نہ رہینگے - ایک محل مین گھبرائے دوسرے مین چلے گئے
تم ہمارے گھر پر جاؤ -

ظہورن - (لجاتی ہوئی، بہ بھپارے کسو گنوارن انیلی کو دو جا کے
تمنے اُڑائی ہین تو ہمنے بھی بھون بھون کھائی ہین - اب ہمکو اتنی جان سے
کہہ دینا پڑا کہ ہمارا نکاح کسو کے ساتھ پڑھوا دین - چاہے ہیمیانی ہی سہی
اوبھ ابلا سے -

نواب - بس وہ ہمارے ساتھ نکاح پڑھوا دینگی -

ظہورن - نواب اللہ جانتا ہو آج تمنے ہمین بڑا ذلیل کیا - ہمارا
دل تو صاف ہو مگر لوگ کیا کہتے ہونگے کہ یہ جوان جہان چھوکری وہان
اکیلے مین نواب کے پاس کیون بیٹھی ہو گھر سے نکلوا دوگے کیا -

نواب - (بوسہ لینے کو تھے) بڑی وہ ہو -

ظہورن - (دروازے کے پاس آنکر) بس بہت چونچلے نہ بگھارو
یہ نخرے چنچلا دکرو - اڑی - ذریکھ - لڑے - گرا -

نواب - پنزر - وزا - گزیا - ہزرگ -

دو گھنٹے تک نواب صاحب اور بی ظہورن اُس کمرے مین رہین
اور جب باہر برآمد ہوئین تو دونون بند پالکی گاڑی مین سوار ہوے
اور حوالی موالی سب بھاپ گئے کہ ظہورن محل مین داخل ہو گئین
تھوڑی تھوڑی دور کے فاصلے پر ظہورن کی ڈولی تھی - گاڑی
روک لی گئی ظہورن ڈولی پر سوار ہوئین - اور گاڑی سے اترتے وقت
نواب صاحب کے گال مین بہت آہستہ سے چٹکی لی -

نواب صاحب کے ہان اندر سے باہر تک سب خوش تھے -
بڑی بیگم نے جو لڑکے کو اتنی مدت کے بعد دیکھا تو مارے خوشی کے
آنسو روان ہوے - چھوٹی بیگم کے پاس گئے تو کئی منٹ تک

یہ مارے حجاب اور وہ مارے خوشی اور حیا کے خاموش رہیں اسکے بعد
نواب صاحب نے زلف چلیپا کو جو رخسارۂ تابان پر مار سیاہ کی طرح
لہرا رہی تھی ہٹا کر ایک گرما گرم بوسہ لیا اور کہا ہم اپنی بداعمالیوں سے
خود نادم ہیں۔

اب سنیے کہ باہر آئے تو سنا کہ بڑی بیگم صاحب نے محلّے کی کُل
مسجدوں میں گھی کے چراغ جلائے ہیں اور بڑے نواب صاحب نے
تھیٹر والے پارسیوں کو چار ہزار روپیہ دیکر تماشا کرنے کو بلایا ہے
دوسرے روز دس بجے شب کے تماشا شروع ہوا شہ نشینوں کے اوپر کے
کمروں میں بیگمات مخدرات پردے میں بصد آن بان متمکن تھیں۔
اور محفل میں شہزادگان گردون مدار اور روسائے ذوی الاقتدار
اور عمائد و امرا رونق بخش تھے۔ اور بارہ دری کے باہر دو مقام پر
شامیانوں کے نیچے ناچ ہوتا تھا۔ بارہ دری کے پردے جواہر نگار
پُر بہار۔ ہر در و دیوار لطافت بار۔ بارہ دری چراغان سے جگمگاتی ہے
رات شب قدر کو شرماتی ہے۔ باہر دکانیں جمی ہیں۔ کوئی بی بی سائن
کے دموں کی خیر مناتا ہے۔ کوئی چرس کا دم لگاتا ہے۔ تنبولی کی دکان پر
بھیڑ لگی ہے۔ گلوری پر گلوری بناتا ہے۔ پیسے میں منہ لال ہے مہوبا کر و کر ڈالا
بکے کا منہ کالا۔ سوڈا واٹر والا بوتلوں پر بوتلیں کھولتا جاتا ہے۔ دنادن
کاگ اڑاتا ہے۔ تماشا شروع ہوا نواب صاحب اور منجھو صاحب اور نصرت الدولہ
بہادر کرسیوں پر بیٹھے تماشا دیکھنے لگے۔ تماشے کے بعد ایک دلچسپ
نقل شروع ہوئی۔

ایک نوجوان عورت موجد رسم دلربائی طراز آستین خودنمائی طناز زیب
لطافت نظر فریب۔ آفت ہوش ستم کوش۔ سرتا سرخ ساری پہنے آئی
یہ سرخ ساری گویا یاقوت احمر ہیرا کہائے معشوقوں کے لعل لب کو شرمائے

اور اُس عورت کے ساتھ اُسکا شوہر بھی آیا۔ میانہ قامت گدریا ہوا بدن
ہاڑوا ٹیپون کی سی لال پگیا سر پہ جمائے ہوے۔

مرد۔ ایک کام کو جاتا ہون ابھی ابھی آتا ہون۔

عورت۔ اچھا جائیے۔ مگر ایسا نہو کہ غوطہ لگاؤ تو کل تک نہ آؤ۔

مرد۔ نہین دو تین گھنٹے مین آجاؤنگا۔

حضرت چلے گئے۔ اثناے راہ مین ایک دوست سے کہا کہ ہمین
نوکر کی ضرورت ہے۔ ہمارے پاس کوئی آدمی نہین ہے۔ کوئی ہوشیار آدمی
تلاش کر دیجیے۔ اُنھون نے کہا اچھا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک جوان
آدمی کو ساتھ لائے اور کہا لیجیے خدمتگار حاضر ہے نوکر رکھ لیجیے۔

مرد۔ تم نوکری کروگے۔

خدمتگار۔ (آہستہ سے) ہان۔

مرد۔ کیا کہا۔

خدمتگار۔ مین نے کہا ہان۔ لیکن ایک شر ہے آپ آدمی ذرا
عقل کے بھدے معلوم ہوتے ہین۔

مرد۔ مطلب یہ کہ نوکری کروگے؟

خدمتگار۔ (آوازہ بلند کڑک کر) ہان۔ ہان۔ ہان۔

مرد۔ یہ بدتمیز معلوم ہوتا ہے۔

دوست۔ بڑا کھرا آدمی ہے۔

مرد۔ تمھارا کیا نام ہے۔

خدمتگار۔ جعفر۔

مرد۔ اچھا جعفر تم ہمارے ساتھ رہو۔

خدمتگار۔ بہت خوب۔

جعفر کو لیکر چلے تو ایک باولی کے قریب پہونچے۔ پن بھرتان پانی

پھر رہی تھیں ایک سے ایک بڑھکر حسین و نازنین۔ کوئی جادو نگاہ کوئی غیرت مہر و ماہ کسی کی دھانی پوشاک جس سے پکھراج شرمائے۔ کسی کی گلابی دھوتی۔ جو ہے نئے ہی رنگ اور نئے ہی ترنگ مین ہے

ہو لطف حسینون کی دورنگی کا تماشا		دو چار گلابی ہون تو دو چار بسنتی

آقا۔ جعفر جعفر۔ او جعفر۔

جعفر۔ اجی کیون غل مچاتے ہو بیکار۔

آقا۔ تو تم بولے کیون نہین۔

جعفر۔ گھور ین کہ بولین۔

آقا۔ بڑن رنگین مزاج بھی ہو۔

جعفر۔ کیسے کچھ بڑے مزے کے۔

آقا۔ انکین سے کسیکا زیور اتار لاؤ تو کھرے ہین۔

جعفر۔ اجی یہ مجھسے نہوگا۔

آقا۔ ہاٰنہین وجہ۔ نہونے کا سبب۔

جعفر۔ پکڑا جاؤن۔ جوتیان کھاؤن۔ اُلّو بنون۔ سزا پاؤن۔

آقا۔ مین ایک تدبیر ایسی بتاتا ہون کہ سزا سے بھی بچو اور مطلب بھی نکلے

جعفر۔ تو پھر کیا ہے۔ سب کا زیور اتار لاؤن۔

آقا۔ تم کنکریان لیے کھڑا رہنا جب عورتین ادھر پانی لیکر نکلین تو ایک ایک کنکری پھینکنا جو رنگیلی ہوگی اشارے سے بلائیگی۔

جعفر۔ تو جاؤن پھر۔

آقا۔ جاؤ۔

میان جعفر کونے مین چپ چاپ کھڑے رہے۔ عورتین باولی پر آئین پانی بھرا نہین نہین۔ جب چلنے لگین تو جعفر نے ایک عورت پر کنکری پھینکی۔ وہ پاک دامن تھی چپکی چلی گئی پھر دوسری آئی۔ اسپر

کنکری پھینکی وہ بھی چلدی۔ اُسکے بعد ایک بانکی عورت آئی انپر بھی
جعفر نے کنکری پھینکی تو پھر کر اشارے سے بلالیا جعفر ریشہ خطمی ہی تو
ہوگئے نہایت بشاش ہوئے کہ منھ مانگی مراد پائی۔ پری پیکر اُڑ کر
آغوش مین آئی لپٹ لیے اور اُسکے ساتھ اُسکے گھر گئے اُس رنگیلی عورت
نے جعفر کو لیجا کر بڑے تپاک سے بٹھایا اور پیار کی باتین شروع کین۔

جعفر۔ آپ کا نام کیا ہے۔

عورت۔ کیسر

جعفر۔ اہو ہو ہو۔ آپ کا نام کیسر اور میرا نام جعفر۔ دونون نام ایک سے

کیسر۔ آپ کی ملاقات سے ہم بہت محظوظ ہوے۔

جعفر۔ آپ کی عنایت۔

کیسر۔ کبھی کبھی آیا کیجیے۔

جعفر۔ کبھی کبھی کیا معنی مین تو چاہتا ہون کہ روز آؤن۔

کیسر۔ واہ اس سے کیا بہتر ہے نیکی اور پوچھ پوچھ۔

جعفر۔ حورون کا ذکر سنتے تھے آپ کو آنکھون دیکھا۔ ؎

وصف عنقا سے تو ہم سنتے ہین حسن حور کا	کون جانے جھوٹ ہے یا سچ ہے شہرہ دور کا

کیسر۔ واہ آپ البتہ حسین جہان ہین۔ ؎

تمھاری مسی لب نے اُڑایا رنگ ہنس ہنس کر	حنا کا لعل کا یاقوت کا خون شہیدان کا

جعفر۔ ہم لاکھ حسین ہون پھر مرد ہین تمھارے حسن و نزاکت کا بھلا
مقابلہ کر سکتے ہین کیا مجال۔

کیسر۔ کچھ علم موسیقی مین بھی دخل ہے۔

جعفر۔ ہان کچھ کچھ۔

کیسر۔ پھر کچھ گائیے۔

جعفر۔ بہت خوب۔

جعفر ایسے مزے میں آئے کہ بے ڈھول گانا شروع کیا ؎

جب سرخ ہوئے حجاب سے گل نے غنچہ نے اٹھایا — کیا لطف تماشا دل شیدا نے اٹھایا
گلشن میں تری نرگس مخمور کے آگے — خفت سے سر نرگس شہلا نے اٹھایا
اٹھا نہ فرشتوں سے کبھی جو بار محبت — وہ بوجھ ترے عاشق شیدا نے اٹھایا
دل تھا یہ ہمارا کہ بنے عشق میں پروان — کیا داغ تھا جو لالۂ صحرا نے اٹھایا

شاعر تھا میں ایسا کہ پس مرگ بھی صدقہ
تابوت مرا میر سے سودا نے اٹھایا

کیسر — واہ آپ نے اسوقت نہایت محظوظ کیا۔
جعفر — لطف تو جب ہے کہ آپ بھی ہمیں محظوظ کریں۔
کیسر — (مسکرا کر) ؎

تمنا ہے بٹھا کر سامنے دیکھا کروں ہر دم — تری اس بھولی صورت کو تری اس پیاری چتون کو

جعفر — احسان ہے ؎

بوسہ دو ہمیں بغیر مانگے — اتنی ہمت تمہیں خدا دے

کیسر — ہمارے میان تمہارے سے جوان نہیں ہیں۔

چمن میں مے کا مزہ ہے جو پاس یار بھی ہو — ہوائے سرد بھی ہو ابر نو بہار بھی ہو

جعفر — ہاں اس رنگ میں بھی ہو پھر لاؤ۔

خرابات جہاں برباد ہو جا تو ہو جائے — رہے ساقی سلامت خم کی خیر آباد میخانہ

کیسر — کل۔
جعفر — کیسر پیاری (کیسر کا گورا گورا ہاتھ چوم لیا)۔
کیسر — (ہاتھ چھڑا کر) آپ آج جائیے کل آئیے گا۔
جعفر — واہ کیا خوب ؎

سنتے ہی نام وصل وہ پہلو سے اٹھ گئے — جھنجھلا کے طیش کھا کے بگڑ کے چھڑا کے ہاتھ

کیسر — (منہ پر ہاتھ رکھ کر مسکرائی)

جعفر - شکر ہی رب عُلیٰ

مُنھ پر کسی نے رکھ لیے جب بار لگے ہا تھ		بجلی چمک کے رہ گئی آنکھون کے سامنے

کیسر - اب جاؤ - لو یہ ایک اشرفی لو کل نو بجے رات کو آنا -

جعفر نے اشرفی لی اور نہایت ہی محظوظ ہو کر چلے - راہ مین انکے آقا انکو ملے -

آقا - کہو کوئی ہتے چڑھی -

جعفر - اہو ہو ہو - اہو ہو ہو -

آقا - کیا پایا معلوم ہوتا ہی کسی نے بلا لیا -

جعفر - ا ہا ہا -

آقا - ارے کچھ کہے گا بھی -

جعفر - کچھ نہ پوچھو -

آقا - توبہ - عجب آدمی ہی - ارے مُنھ سے بول تو بھلے مانس آ

جعفر - کئی عورتین آئین - کنکری چھنکی چلی گئین - ایک پری پیکر ادھر کنکری ٹپری ادھر اُسنے مجھے بُلایا - اور اچپاپ کر ہم ساتھ ہو لیے مجھے اپنے گھر لیگئی -

آقا - واہ واہ چین ہی چین لکھا ہی - مکان کہان پر ہی -

جعفر - اجی مرغی بازار کے آگے تمھاری دکان ہی نہ - اُسکے بائین ہاتھ کو گلی گئی ہی - اُس گلی مین جو پہلا مکان ہی -

آقا - کیا کہا - مرغی بازار کے پاس جو گلی اور اُسکا پہلا مکان -

جعفر - ہان ہان جی جسپر پیلی چیکی ہی -

آقا - ارے غضب یہ میرے ہی گھر مین گھس گیا ہ

کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد		کس نیاموخت علم تیر از من

اُسنے ہم ہی پر ہاتھ صاف کیا -

جعفر- ایسا اچھا مکان ہو کہ جی خوش ہو گیا-

آقا- اچھا پھر کیا ہوا-

جعفر- غزل گائی پیار کی باتین کین- ایک اشرفی دی اور کہا کل نو بجے آنا

آقا- ہان- تو تم نو بجے کل ضرور جانا-

جعفر- مین تو جاؤنگا مگر تم میرے پیچھے ہی رہنا-

آقا- ارے مین تو خود بخود ساتھ رہونگا- تو جا تو-

دوسرے دن نو بجے جعفر حسب اقرار کیسر کے مکان پر گئے- کھولو کھولو دروازہ کھولو-

کیسر- کون ہی-

جعفر- مین ہون جعفر-

کیسر نے ناز و ادا کے ساتھ اٹھکر دروازہ کھولدیا- جعفر اندر تشریف لائے-

جعفر- کہو جان جان اچھی تو رہین-

کیسر- ہان شکر ہی کہیے آپ کا مزاج-

جعفر- آپ کو دیکھا گویا قارون کا خزانہ ملگیا-

یہ اب یافت ہوتا ہی مجھے دل کی گواہی سے	زمانہ وصل کا نزدیک ہی فضل الٰہی سے

اتنے مین اس عورت کا شوہر آگیا اور جعفر کو الماری کی آڑ مین چھپنا پڑا- آتے ہی میز کے نیچے خوب لکڑیان لگائین مگر جعفر وہان سے چلے گئے تھے- راہ مین میان جعفر ملے-

جعفر- سلام ہی-

آقا- کہو گئے تھے-

جعفر- گئے اور بیچ کھیت گئے اور خوب باتین کین-

آقا- پھر کیا ہوا- جلد جلد بتا- سب حال- بولو-

جعفر- اجی تو بولتے بولتے بولون کہ بک اٹھون- مثلاً لکھتا ہون- کہتا ہون

آقا۔ ہم ایسا آدمی نہین چاہتے۔ جھٹ پٹ کہین نہین بتاتا۔ بولو۔ جلد بولو

جعفر۔ گیا بیٹھا۔ پیار کی باتین کین۔ مجھے دیکھ دیکھکر کھِلی جاتی تھی۔

آقا۔ "پیچھے کیا ہوا"

جعفر۔ برفی کھلائی احمدآباد سے آئی تھی۔

آقا۔ (آہستہ سے) ارے رے رے۔ احمدآباد کی برفی بھی کھلائی کمبخت نے

جعفر۔ پانی پیا۔ پھر پان کھایا۔

آقا۔ ارے پتھر کھائے۔ پھر کیا ہوا۔ انجام کیا ہوا۔

جعفر۔ مزے سے بیٹھا تھا کہ اُسکا شوہر آگیا۔ خدا اُسکو غارت کرے
روسیاہ ہو مردود۔ خدا نے سمجھے اُس سے۔ وہ آگیا۔ آواز دی کھولو۔ کھولو
جلدی کھولو۔ بڑی مصیبت مین مبتلا ہو گیا تھا۔ مگر بخیر گذشت۔

آقا۔ پھر کیا ہوا۔ تجھکو دیکھ لیا تھا۔

جعفر۔ اجی توبہ۔ اُسکی کیا حقیقت ہے۔ کیا مجال اسکی عورت بڑی چالاک مکر مڈراگدھا

راوی۔ حضرت نے جو اپنی سرگذشت سُنی تو مُنھ بنایا۔ مگر خاموش منظور تو
یہ تھا کہ جعفر کو کیسر سے باتین کرتے ہوے گرفتار کرین۔ واہ۔

آقا۔ پھر تمکو کہان چھپا دیا تھا۔

جعفر۔ الماری کے اُدھر۔

آقا۔ ارے رے رے۔ سب کہین دیکھا۔ الماری کے اُدھر دیکھنا ہی
بھول گیا افسوس صد افسوس۔ خیر اب سہی۔

جعفر۔ اسکے شوہر نے آتے ہی چوطرفہ دیکھنا شروع کیا اور وہ غل مچایا
کہ توبہ ہی بھلی۔ ہوش اُڑ گئے۔ مگر مجبور۔ ادھر اُدھر دیکھکر وہ تو چل دیا
پاگل تو ہو ہی۔ کھاٹر دانے بھرکا۔ عورت نے مجھسے کہا آؤ ڈرتے ڈرتے
الماری کے ادھر اُدھر دیکھ بھال کرین اُس قید تنہائی سے کیسر کے
سامنے آیا۔

آغا - اچھا جلدی جلدی بتاؤ پھر ہوا کیا -

جعفر - مجھے آپ تین اشرفیان دین -

آغا - ہان تین اشرفیان دین -

جعفر - اجی روز ایک ایک اشرفی بڑھتی ہی جائیگی -

آغا - (چمککر) - ہان ہان کیون نہین - ایک ایک اشرفی روز بڑھتی ہی جائیگی - آج کسوقت بلایا ہو -

جعفر - گیارہ بجے رات کو -

آغا - ضرور جانا - ایسا نہو سو جاؤ -

جعفر - واہ سوتے کوئی اور ہونگے - ہونہہ - سونے کی ایک ہی کہی -

آغا - اچھا تو پھر ضرور ضرور جانا -

جعفر - مین تو جاؤنگا اسمین شک ہی نہین - مگر آپ میرے ساتھ ہی رہیے گا - ایسا نہو اکیلا چھوڑ دیجیے - کوئی تدبیر ایسی ہو کہ اُسکے شوہر کو قتل کر ڈالین - بس پھر چین ہی چین لکھا ہے -

اس فقرے کے سنتے ہی انکا جی چاہا کہ جعفر کو قتل کر ڈالین - مگر غصے کو ضبط کیا - اور خاموش ہو رہے -

شب کو میان جعفر پھر پہونچے - کھولو - کھولو - دروازہ کھولو - دروازہ کھولو - کیسر نے شوخی کے ساتھ اُٹھکر دروازہ کھولا تو میان جعفر تشریف لائے -

جعفر - کہیے مزاج شریف -

کیسر - آپ ہی کے انتظار مین تھی -

جعفر - مین ٹھیک وقت پر حاضر ہوا - مگر وہ کمبخت تو نہ آتا ہوگا -

کیسر - نہین - وہ یہان کہان - وہ خدا جانے کس پھیر مین ہوگا -

جعفر - کل تو اسنے جان عذاب مین کر دی - ناک مین دم کر دیا - سخت مصیبت مین مبتلا ہو گیا تھا -

اتنے مین انھون نے آتے ہی غل مچایا- کھولو- کھولو دروازہ کھولو
جعفر کے ہوش فقرو- حواس پیترا- بوکھلایا ہوا چوطرفہ پھرتا ہے- کہان
چھپون- آج کہان چھپون- آج مار ہی ڈالیگا- اب زندہ نہ چھوڑیگا-
واسطے خدا کے بچائے کیسر

کیسر- الماری کی آڑمین چھپ رہو-

جعفر- اب آج وہان نہ چھپونگا-

کیسر- اچھا صندوق کے اندر چھپ رہو-

جعفر روتے پیٹتے صندوق مین داخل ہوئے- انکے آقا تشریف لائے
اور آتے ہی الماری کے ادھر ادھر اتنے ڈنڈے لگائے اتنے
ڈنڈے لگائے کہ توبہ ہی بھلی- گھر بھر مین ڈھونڈھا- چوطرفہ تلاش
کی کوئی جگہہ باقی نہ رہی-

مرد- بتا کہان ہے-

عورت- ہائین- ہائین اچھا خیر ہے-

مرد- خیر کے بھروسے نہ رہنا- ہان بس کہہ دیا ہے-

عورت- تو کیا ہے کیا-

مرد- وہ کہان ہے-

عورت- وہ کون- آخر کچھ معلوم تو ہو-

مرد- وہ جسکو اشرفیان دین- ہرنی کھلائی- پان چکھائے- مزے
مزے سے باتین کین- اور کون- اور اوپر سے باتین بناتی ہے-

عورت- کیا! (تنک کر) ہوش کی دوا کرو-

مرد- اب بتا دو کہ ہے کہان- مین ایک نہ مانونگا- ہرگز ہرگز نہ مانونگا
اور کیونکر مانون ہیوجہ-

عورت- تم کیا کہتے ہو- ہماری تو سمجھ ہی مین نہین آتا کچھ-

مرد - ہان ٹھیک ہو -
عورت - (منھ بنا کر) تین چار دن سے جب آتے ہین لڑھی میجاتے ہین
مرد - ہان بالڑھی جاتے ہین -
عورت - زار زار رونے لگی -
مرد - اس رونے سے کیا ہوگا -
عورت - تو مین نے کیا کیا -
مرد - یہان کون آیا کرتا ہی -
عورت - واہ (رو کر) آنکھین ہی پھوٹین -
مرد - کسکی کسکی آنکھین پھوٹین - یہ نہ بتاسے گی - میری آنکھین پھوٹتی ہی
یا اُسکی وہ جو آتا ہی -
الغرض عورت نے بہت کچھ مکر کیے مگر اسکے شوہر نے کہا مین ایک
نہ مانونگا تو بڑی مکار ہی - تین دن سے ایک آدمی یہان آتا ہی - اور روز
روز نکا کچا چٹھا مجھے کہ سُناتا ہی - ایک دن میز کے نیچے چھپایا - دوسرے دن
الماری کے پاس - تیسرے روز کہین اور چھپایا ہوگا - ہم آج گھر ہی
پھونک دینگے جسمین وہ مل بھن کے خاک ہوجائے -
عورت - اچھا پھونک دو -
مرد - اب دیکھین کدھر بچ کے جاتا ہی -
عورت - اچھا پھونک دو -
مرد - لاؤ آگ -
عورت - یہ روپیہ اور زیور اور اشرفیون کا صندوق تو یہان سے ہٹا دو
مرد - یہ کیون -
عورت - سب پھونک دوگے تو کھاؤ گے کیا -
مرد - اچھا -

عورت نے کہا صندوق اٹھالو۔ حضرت نے صندوق اُٹھایا تو
پانی اینپر گرنے لگا۔
مرد۔ یہ صندوق سے پانی کیسا گرتا ہی۔
عورت۔ اسمین گنگا جل رکھا تھا۔ گر پڑا ہوگا۔
صندوق اُٹھا کر انھون نے علحدہ رکھدیا۔ اور گھر بھر پھونک دیا
تھوڑی دیر کے بعد اکڑتے ہوے نکلے۔ موچھون پر تاؤ دیکر کہتے تھے
کہ اب تو ہمنے پھونک دیا۔ دیکھین میان جعفر اب کیونکر آتے ہین۔ یہ
کہتے ہی تھے کہ جعفر آن موجود ہوے۔
آقا۔ ارے! یہ بھوت بنکر آیا۔ کیونکر آیا آخر یہ کہان تھے۔
جعفر۔ اجی آج کا حال نہ پوچھو۔
آقا۔ کچھ تو بتاؤ۔ نہ پوچھو کیا معنی۔ بتاؤ۔
جعفر۔ گیا۔ بیٹھا۔ پان کھایا۔ باتین کین۔ مزے سے گپین اڑ رہی تھین
کہ وہ بدبخت بدنصیب پلید نالائق نابکار پھر آن پہونچا۔
آقا۔ ہان پھر کیا ہوا۔ مطلب کی بات چھپا جاتا ہی۔
جعفر۔ سنتے جایئے۔ اب جاؤن تو کہان جاؤن۔ بولو۔
آقا۔ بھاڑ مین جا۔ مطلب تو کہہ۔ پھر ہوا کیا۔
جعفر۔ اجی ہوتا کیا عورت تو بڑی چالاک ہی۔ مگر مرد گدھا ہو۔
آقا۔ ہان ہان گدھا تو تو ہی۔ مطلب بیان کر۔ جلد بتاؤ۔
جعفر۔ صندوق مین مجھے بند کر دیا۔
آقا۔ ارے رے رے سب کیے پر دیکھا صندوق ہی مین نہ دیکھا۔
افسوس رہا تھ ملکر۔ کیا پیچ ہوا ہی کہ بیان سے باہر۔
جعفر۔ آنکھ چو طرفہ دیکھا گدھے نے۔ اِدھر۔ اُدھر۔ اوپر۔ نیچے۔
الماری کے آس پاس۔ میز کے نیچے۔ کہین پتا نہین۔ اپنی جورو پر

بہت خفا ہوا خوب للکارا۔

آقا۔ پھر کیا ہوا۔

جعفر۔ صندوق اٹھا کر لیچلا۔

آقا۔ ارے رے رے۔ گھر بھر پھونک دیا مگر اسکو چھوڑ دیا۔

جعفر۔ اجی کوئی ایسی تدبیر نہین کرتے کہ اُسکے شوہر کو مار ڈالو۔ تو وہ ہمارے ساتھ بھاگ جانے کا ٹھاوار جانے والی ہو۔

آقا۔ ہان ہان فکر ہو جائیگی۔ پھر تو جا۔

جعفر۔ بھیج دو گے۔

آقا۔ ہان ضرور بالضرور (آہستہ سے) بھیج دونگا کالے پانی۔

جعفر۔ اجی صندوق بڑا بھاری تھا۔ مگر اسنے اُٹھا ہی لیا۔ آقا نے جھلا کر خوب پیٹا۔ جعفر بھاگا۔ آقا پیچھے پیچھے۔ جعفر آگے آگے بھاگا۔ یہ جا وہ جا۔

نقل کے بعد صحبت رندان ہمی آشام آراستہ ہوئی نصرت الدولہ اور دو ایک اور روساء تو تھوڑی پی کر رخصت ہوئے مگر ان لوگون نے بوتلون پر بوتلین لنڈھائین کوئی گیارہ بجے تک پیا کیے۔ اتنے مین امام الدین اُٹھے مگر لڑکھڑائے اور گرے۔ ہتو نے کہا یا علی۔ اُف۔ بہت بچے بھئی بہت ہی بچے۔

نواب صاحب کرسی پر سے گرے دھم۔ ہتو نے ایک کو اُٹھایا اور حاتم علی اور جھمن کو پکارا۔ تینون نے ملکر کرسیان ہٹائین پلنگ بچھایا۔ نواب صاحب کو بہزار خرابی پلنگ پر لٹایا۔ تراب علی کو جگایا۔ اوٹھا کر بٹھایا۔ مگر وہ پھر لڑھک رہے

تہور نے کہا۔ اُف۔ آج سب کے سب بہت پی گئے۔

حاتم علی۔ سزاے بے اعتدالی کا انجام یہی ہی۔

جھمن۔ یہ امام الدین خان جو چاہین سو کرین۔

تہور۔ اور آج خود بھی بہت پی گئے۔

جھمن۔ دیکھو نہ پڑے ہین چارون شانے چت۔

حاتم علی۔ سزا ہمکو نکلوا دیا تھا۔ جلتے ہین نہ ہمسے جلا کرین۔

جھمن۔ ہمکو بھی دھروایا تھا جی۔ وہ کیا چوکتا ہی

تہور۔ اب کوئی علاج تو بتائیے۔

حاتم علی۔ علاج کیسا بس سونے دیجیے۔ دو تین گھنٹے مین ہوش آجائیگا۔

تہور۔ سب کے سب پڑے ہین آج۔ نہ وہ چہچہے ہین۔ نہ دل لگی۔

جھمن۔ اور سنیے۔ چہچہے لیے پھرتے ہین۔ ہوش تو بجا نہین کسی کے کہنے لگے قہقہے۔ یار کسی تدبیر سے امام الدین خان کو نکلوانا چاہیے یہان سے مگر مشکل ہی ذرا۔ ذرا کیا بہت مشکل ہی یہ مزاج مین دخیل ہوگیا کسی کی دال ہی نہین گلنے دیتا ہی کیا کیا جائے۔

تہور۔ دیکھیے تو سہی ہوتا کیا ہی۔

تہور نے چپکے سے امام الدین خان کا انگرکھا چاک کر ڈالا اور باہر سے کیچڑ لا کر پایجامے مین مل دی۔ اور ٹوپی فرش کے تلے چھپا رکھی۔ تراب علی کا پایجامہ تھوڑا سا چاک کیا اور پٹے قینچی سے کتر کر ادھر اُدھر منتشر کر دیے۔ اور کہا کیون کیسی سوجھی

جھمن اور حاتم علی بہت ہی ہنسے۔
حاتم علی۔ واہ بھئی کیون نہو۔ اللہ جانتا ہو خوب سوجھی شاباش شاباش۔
جھمن۔ استاد ہو۔ آج ہم مان گئے۔ دور کی کوڑی لائے واللہ۔
حاتم علی۔ ڈنڈپل دو سہور کے۔ اور لطف یہ کہ معًا سوجھی ہی آمد ہونا۔

سہور نے دیکھا کہ اور تو سب نے مزے مزے شراب لنڈھائی ایک ہم ہی رہے جاتے ہین چپکے سے ٹیبل پر سے تھوڑی سی انڈیلی اور پانی ملا کر پی گئے۔ حاتم علی نے کہا اور سنئے یہ تو خود ہی پینے لگے۔ بس جاؤ تم کہہ چلے۔ اب تمھارے قول و فعل کا بھی اعتبار نہین رہا جھمن نے بھی ڈانٹ بتائی۔ مرد خدا یہ کیا کفر کی باتین ہین۔ اے لاحول بس اب تم خود اپنے آپے مین نہ رہو گے۔ امام الدین خان اور تراب علی کو دھر و انا تو دور ہو۔ تم کہین آپ ہی نہ دھرے جاؤ سہور نے کہا آپ دیکھتے ہی جائیے۔ ممکن کیا کہ ذرا معلوم بھی ہو کہ اسنے پی ہو۔ ایسی بات ہی بھلا۔ کیا مجال۔ ہمکو بھی کوئی ویسا تقرر کیا ہو۔ تراب علی اور امام الدین خان ہم نہین ہین۔ یہ کہکر سہور نے تھوڑی اور پی۔

جھمن۔ چلیے یک نشد دو شد۔
حاتم علی۔ بلکہ سہ بلکہ چہار شد۔
سہور۔ جی کہین شد نہو۔ ہونہہ۔ کیا الّو سمجھے ہین۔
جھمن۔ سب یہی کہتے ہین۔ اور پھر الّو بن جاتے ہین۔ امام الدین خان

بھی یہی کہتے تھے۔
حاتم علی۔ جی تراب علی بھی ہنکارتے پھرتے تھے کہ ہمچو من دیگرے نیست
اتنے مین میر گلباز آ گئے۔
حاتم علی۔ آئیے آئیے میر صاحب آئے ہین۔ کہیے شہر کی کیا خبرین ہین
میر گلباز۔ اسوقت ایک مژدہ سنا۔ جی خوش ہو گیا۔ سنا کہ بڑے صاحب
نے حضور سے کہا کہ ہم مقدمہ اپنے اجلاس مین منتقل کر لینگے۔ بڑی خوشی
ہوئی۔ میر گلباز نے پوچھا آئین آ گیا سبھے سب غمگین ہین آج۔ امام الدین خان
پڑے ہین۔ واہ ہے۔ اور یہ کون ہے۔ تراب علی۔ شاباش۔ اور حضور بھی
بیہوش سے معلوم ہوتے ہین۔ میان تھور تمنے بھی چسکی لگائی ہے حاتم علی
نے کہا اجی سب کے کیفیت ہین میان۔ تھور نے تو تھوڑی سی ابھی پی ہے
مگر رفتہ رفتہ یہ بھی نشے مین چور ہو جائینگے۔ ایک ہم اور تم ہین البتہ
بچے ہوے ہین ابھی تک ۔ باقی خیر صلاح۔ میر گلباز نے کہا بڑی شرم
کی بات ہے خدا گواہ ہے بڑی شرم کی بات ہے۔ خیال تو کیجیے اتنے بڑے
رئیس اور یہ حرکتین اے لاحول کہ اسوقت کوئی آئے تو کیا کہے۔
لعنت اور نفرین کرتا ہوا یہان سے جائے یا نہین۔ ع

ہر کہ بدنام کند اہل خرد را غلط است		بلکہ می شود از صحبت نادان بدنام

یہ صحبت نادان ہے۔ ایک وہ پڑا ہے۔ ایک یہ لوٹ رہا ہے۔ انکو نہ کچھ
دنیا و مافیہا کا ہوش ہی نہین۔ یہ میخواری ہے یا سیہ کاری۔ اے لاحول
ولا قوۃ الا باللہ پچاس برس باہر بیٹھنے کا اتفاق ہوا مگر ایسی حرکت کبھی نہین سرزد
ہوئی مگر آپ سے کہ سنائین کیا مجال۔ لطف میخواری یہ ہے کہ چسکی
لگائی جائے کہ جب کہا جائے مزے مزے کی باتین ہو رہی ہین۔ چہل ہے
لطف زندگی ہے۔ یہ نہین کہ پیتے کے ساتھ ہی ہوش فقرو۔ حواس رخصت
اے لاحول۔ یہ کہکر میر گلباز نے ایک جام پیا۔

حاتم علی - این! کیا خوب -
چھمن - خود فضیحت و دیگران را نصیحت -
حاتم علی - اتنی لمبی چوڑی تقریر کے بعد چسکی لگائی -
چھمن - نہ رہا گیا نہ آخر ع

	چھٹتی نہین ہی منھ سے یہ کافر لگی ہوئی	

حاتم علی - ہائے افسوس - واللہ ابھی لاحول پڑھتے تھے اور اب خود چسکی لگا رہے ہین -

میر گلباز - (باواز بلند) رباعی

زاہد تو بہ تقوی و ریا ارزانی		من دائم و بید ینی و بے ایمانی
	ہان باش چنین و طعنہ بر غیر مزن من کافر و من یہود و من نصرانی	

ہتو نے چپکے سے کہا ابھی او ہی ہے لو تمھاری بھی گت بنا و نگا لیچڑ نہ ٹلی ہو تو ہتو نام نہین - حاتم علی اور چھمن مسکرائے تو میر گلباز سمجھے کہ ہماری کسی بات پر ہنسے - کہا اب یون تو چاہے جسکو بنا لو - مگر انصاف شرط ہی - کوئی کلمہ کوئی بہکی بات کوئی لفظ ایسا زبان سے نکلے جس سے بیہوشی کا ثبوت ہو تو ٹانگ کی راہ نکل جاؤن - ایسی بات ہی بھلا ہرگز نہین یہان تو وہ مشق بہم پہونچائی ہی کہ اگر بوتل کی بوتل لنڈھا جاو تو بھی تو معلوم نہو کہ پی یا نہین -

ہتو آدمی تھا کائیان - بولا میر صاحب یون گپ اڑانے کو کہو نہیں بھی اڑا یا کرین مگر اللہ جانتا ہی آدھی بوتل بھی پیو تو تین دن تک ہوش نہ رہے کہین بھرا ادہ پڑا ہوگا - یہ ولایتی ہی - خاص برانڈی - میر صاحب جھلا کر بولے نہ پیے اسکی بھی ایسی تیسی اور نہ پلائے اسکی بھی ایسی تیسی - ہتو نے بوتل سامنے رکھ دی آدھی بوتل سے کوئی چار پانچ ماشے کم تھی -

میر گلباز نے چسکی پر چسکی لگائی - جام پر جام پیا - تو جھومنے لگے - اٹھے مگر لڑکھڑائے - بیٹھے تو طبیعت بے چین - کسی بات کا ہوش باقی نہ تھا - ہان بس ہوش تھا تو اس بات کا کہ پیتے ہی جائین - کرسی پر پھر جا بیٹھے - سوڈا کی ایک بوتل کھولی - دن کی آوازنہ سے امام الدین خان چونک پڑے مگر نشہ تیز تھا پھر سو رہے - ادھر میر گلباز نے لمونیڈ پیا - اہاہا - کیسا خوش ذائقہ ہی - ذائقہ خوش ہی -

جھمن نے اشارے سے کہا چڑھ گئی - حاتم علی نے مسکرا کر گردن پھیر لی - متھور گردن ہلانے لگے کہ ہان اب راہ پر آگے - تھوڑی دیر مین تنکے چننے لگو تو سہی - میر گلباز نے پھر گلاس مین انڈیلی اور چسکی لگائی اور یون غل مچایا - ؎

غلام ساقی کوثر ہون مجھکو غم کیا ہی	بہت سے غم گیتی شراب کم کیا ہی

متھور نے سمجھایا کہ آہستہ آہستہ کیسے غل نہ مچائیے - میر گلباز فرش پر لیٹے - مگر لیٹتے ہی اُٹھ بیٹھے - اور بڑی وقت سے پھر کرسی پر جا ڈٹے تھوڑی دیر تک اونگتے رہے گویا افیم کی پینک تھی - اسکے بعد پھر شراب پی اور کہا - ؎

یار کی تیغ نگہ کرتی اگر مجھکو شہید لاش اٹھتی تیمون کی ـــــــــ

اُف بہت پی گئے - آج ـــــ اسوقت ـــــ تمھے نہ بھی غل مچا کر سمجھے! نہ مجھے!! کیا خاک سمجھے!!! -

یہ کہکر حضرت گلباز اُٹھے مگر پانون ڈگمگایا - متھور نے ہاتھ میں ہاتھ دیا اور کہا بیٹھیے بیٹھیے - بہزار خرابی بیٹھے - جھمن نے کہا واہ رہی شراب خدا اس شراب حرام زادی کو غارت کرے - اللہ کچھ عجب اثر ہو - جب حضرت تشریف لائے تو بہت ہی بگڑے تھے - آئین! یہ بھی بٹے ہین

شراب علی بھی غضب ہائین۔ بہت ہی خفا تھے۔ بڑی دیر تک شرابیوں کی
ہجو کیا کیے۔ اور فرمایا کہ ہم اس طرح نہیں پیا کرتے کہ تمھیں ہو یا ہمیں
یہ لوگ شراب پینے کے طریقے ہی سے واقف نہیں اور پینے
خود لوٹ رہے ہیں۔ حاتم علی نے کہا جی ہاں یہ مُنہ کا بلاؤ ہے۔ خدا ہی
اس سے بچائے۔ یعنی ہم تو سرکار کے خیر خواہ ہیں۔ ہمکو نفرت کلی ہے
اس مردار سے۔ مگر میاں لگوں نے حضور کو بھی پلا ہی چھوڑی۔
یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ میر گلبانو اُٹھے تو تہور نے کہا بیٹھیے بیٹھیے جو
چپ بدمعاش ٹکے کا آدمی پاجی۔ چپ۔ بولا اور تمنے دھپ جمائی
حاتم علی۔ خدا خیر کرے۔
تہور۔ اجی بیٹھیے حضور بیٹھیے۔ میر صاحب بیٹھیے حضرت۔ ہائیں ہائیں الٰہی
میر گلبانو۔ ابے ہمکو سمجھا تو کیا ہے۔ آخر کچھ کہو تو سہی۔
میر گلبانو اُٹھے تو لڑکھڑا کر شراب علی پر گرے۔ دھم۔ شراب علی نے غل
مچایا۔ چور۔ چور۔ لینا جانے نہ پائے۔ امام الدین خان نے جو چور چور
کی آواز سنی تو گھبرا کر اُٹھ بیٹھے۔ اور باہر کی طرف دوڑے مگر لڑکھڑا کے
صحن میں منھ کے بھل دھم سے گرے۔
تہور۔ ارے یہ بُری ہوئی۔
حاتم علی۔ لاحول ولا قوۃ۔ اب ہنڈیا چور رہے مر ہوئے بس۔
جھمن۔ میاں کوئی جا کے اُٹھاؤ۔ یہ کیا غضب کر رہے ہو۔
حاتم علی۔ بولو نہیں۔ ایک آدھ ذلیل ہو شراب چھوٹے۔ ع

چھٹتی نہیں ہے منھ سے یہ کافر لگی ہوئی

تہور۔ خانصاحب۔ خانصاحب۔ اجی خانصاحب۔
جھمن۔ اجی یہ کیا دل لگی بازی کر رہے ہو۔ وہاں جاؤ۔
تہور نے جا کر خانصاحب کو اُٹھایا۔

جھمن۔ بھلے کو اسوقت سناٹا تھا نہین تو پچاسون آدمی ڈھوٹے رہتے ہین

حاتم علی۔ سنا ور کیا۔

جھمن۔ ارے یار ہمکو بھی سب شرابی سمجھے ہونگے۔

مہتور۔ جی نہین۔ آپ نشان خاطر رہین۔

حاتم علی۔ پھر پروا نہین۔ ے

تو پاک باش و برادر مدار از کس باک	زنند جامۂ ناپاک گاذران بر سنگ

امام الدین خان کو نوبار دربان۔ گجراج ٹھاکر۔ نانک سنگھ سپاہی

ان تینون آدمیون نے دیکھ لیا تھا کہ صحن مین پڑے لوٹ رہے ہین

مگر سوچے کہ اگر جا کر اٹھایا اور نواب صاحب نے دیکھ لیا تو بڑے

خفیف ہونگے۔ لہذا چپ چاپ بیٹھے رہے۔ ناک ناٹ

امام الدین خان اور میر گلباز مین خوب چخ چخ چلی۔ مہتور اور

لاکھ لاکھ سمجھایا مگر انھون نے ایک نہ سنی۔ امام الدین خان نے کہا

تمھاری ایسی تیسی۔ میر گلباز بولے تمھارے باپ کی ایسی تیسی

نے کہا پھر اٹھون۔ گلباز آستینین چڑھا کر بولے قضا آئی

امام الدین خان نے دھول جمائی گلباز نے چپت لگائی لڑتے لڑتے

دونون نواب کے پلنگ پر گرے پائی چٹ سے ٹوٹ گئی اور

چونک پڑے۔

نواب۔ کیا ہے کیا ہے کیا ہے۔ ارے کیا ہے۔ ابے کیا ہے بول کیا ہے

مہتور۔ حضور غل نہ مچائیے۔ خاموش ہو رہیے۔

نواب۔ کیا ہے۔ کیا ہے۔

مہتور۔ سو رہیے سو رہیے۔ بہت غل نہ مچائیے۔

نواب صاحب نے مہتور کو ایک تھپڑ دیا۔ اس زور کا

کہ آنکھون سے آنسو نکل پڑے۔

حاتم علی نے کہا خداوند یہ کیا غضب کر رہے ہین آپ حضور نے
اس زور سے تھپڑ لگایا کہ آنکھین نکل پڑین بیچارے کی۔ نواب صاحب نے
اُٹھکر حاتم علی کے کان پکڑے اور کہا دور ہو مردود دور ہو سامنے سے
میرے چل دور۔ چھمن سہمکے دبکا کے بیٹھے تھے۔ تراب علی پھر لیٹ
رہے۔ امام الدین کی حالت سب سے زیادہ ردی تھی۔ مگر آدمی تھا
ضابط ضبط کیے چپ چاپ پڑا رہا۔ نواب صاحب نے تراب علی کے
بٹے نوچے تو اُسنے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کون ہے بے پٹے نوچتا ہے۔ آنکھین
کھولین تو دیکھا کہ حضور ہین۔ اب اُٹھتے نہین لیٹے ہی لیٹے سمجھاتے ہین
کہ حضور رئیس اعظم ہین۔ حضور رئیس زادے ہین اِدس منٹ تک
خاموش رہکر) حضور جو ہین سو دو دو بکب۔ کیا تیرا دیا کھاتے ہین ہم۔ کیا
کسی کے ذبیل ہین۔

چھمن نے رسوخیت جتانے کے لیے کہا دیکھو تراب علی چھوٹے
حضور ہین۔ یہ کیا بیہودہ تقریر ہے۔ نمک حرام۔ گھورنے لگا ہے ہات تیری
نابکار۔ نالائق۔ چھمن کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ اور ایک قہر آلودہ نظر نواب صاحب پر
ڈالی۔ حاتم علی نے دیکھا کہ تیور بیڈھب ہین۔ ایسا نہو چھمن اسوقت
حماقت مین آکر ایک ہاتھ لگا بیٹھین تو نواب صاحب کی کرکری ہو۔
چھمن کے دونون ہاتھ پکڑ لیے۔ نواب صاحب نے آؤ دیکھا نہ تاؤ
حاتم علی پر تھپڑ اُٹھایا مگر حاتم علی نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا خداوند اسوقت
نشے مین ہین بس لیٹ رہیے۔ ورنہ ہاڑ ناچجائیے گا۔ نواب صاحب نے
اُگالدان اُٹھا کر حاتم علی کے سر پر دے مارا۔ فوراً خون کے فوارے
بہنے لگے۔

چھمن۔ ہائین! ہائین!!۔
حاتم علی۔ ۔اوئی۔ مر گیا۔ ارے مار ڈالا۔

تہور۔ (اگالدان پھینکر) امام الدین خان سے خدا سمجھے
جھمن۔ کپڑا لاؤ۔ کپڑا لاؤ۔
تہور۔ لاؤ جی کپڑا کپڑا اور ریشم لاؤ۔ ذرا جلد لاؤ۔ توبہ۔ توبہ۔
اب سنیئے کہ دربان اور خدمتگار اور فنس کے کہار اور سپاہی اور جھمن کوچمین اور سائیس اور حافظ جی اور لونڈیان اور ماماکین اور اپرا غیرا نتھو خیرا سب دوڑے آئے کہ خون ہو گیا۔
سر مین خوب چوٹ آئی۔ خون کے شرائے بہنے لگے۔ یاران سرپل نے گپ اڑا دی کہ خون ہو گیا۔ بات کا بتنگڑ کر دینا تو یارون کے بائین ہاتھ کا کرتب ہی۔ اب لطف یہ کہ اس حماقت کو بنائے تو کون بنائے۔ کمرے کے اندر سب اپنے اپنے رنگ مین حاتم علی زخمی تراب علی نشے مین چور۔ امام الدین خان سیہ مست و مخمور۔ نواب صاحب بیہوش میر گلبار کو دنیا و مافیہا کی خبر نہین۔ تہور بھی پیے ہوے۔ ایک جھمن وہ نواب صاحب کی خبر لین۔ امام الدین خان کو سمجھائین یا گلبار کو للکارین یا تراب علی کی فکر کرین یا حاتم علی کے زخم کی دوا درمن مین کوشش کرین یا اپنی خیر منائین۔
مگر جھمن نے جو دیکھا کہ اتنے آدمی جمع ہو گئے اور آدمیون پر آدمی ٹوٹے پڑتے ہین۔ تو باہر نکل کر کہا۔ کیا ہی کیا۔ چلو یہان سے۔ اچھا تماشا مقرر کیا ہی۔ سبحان اللہ۔ ان لوگون نے صاف صاف سنانا شروع کین۔ ذرا اُف نہ کیا۔
کوچمین۔ برے کام کا برا نتیجہ۔
سائیس۔ اور کیا بھائی۔ یہ تو ہی ہی جی۔
دربان۔ روز یہی ہوتا ہی یہان۔
کہار۔ پی بہت گئے۔

سپاہی۔ توبہ توبہ مسلمان ہو کے اور شراب پیین۔

حافظ جی۔ الامان الامان۔ ابھی بڑے حضور سن لین تو غضب ہی ہو جائے

لونڈی۔ اوئی اللہ نکرے۔ ابھی جوان جہان ہین چھوٹے حضور۔ عیش کے تو دن ہی ہین۔

حافظ جی۔ ایسے ہی لوگون نے تو سلطنتین غارت کر دین۔

لونڈی۔ اوئی قدہی بیچ کیسے گا۔ میرے منھ نہ لگنا میان۔

جھمن۔ حافظ جی۔ ذرا اس بھیڑ کو تو ہٹائیے۔

حافظ جی۔ یہ خون کا کیا ذکر ہے۔

جھمن۔ کچھ خبر ہے۔

حاتم علی۔ اجی حافظ جی کو یہان کو بلا لو۔

جھمن۔ آیئے دیکھ لیجیے۔

سپاہی۔ تہور کہان ہے۔

تہور۔ حاضر کیجیے۔ اجی یہ تو سب ہین خرافات مشہور ہو گیا۔ خون کیسا۔

سپاہی۔ پھر یہ ہوا کیا۔

تہور۔ کچھ نہین۔ حاتم علی صاحب جو لپک کر جانے لگے تو گر پڑے پتھر پر سر گھنٹے سے بولا۔ ذرا سا خون جھلک آیا تھا۔ ریشم بھر دیا چلیے چھٹی ہوئی۔

حافظ جی۔ اگر سر کے اندر جا کر۔ الامان۔ الامان۔ کچھ خوف خدا بھی الٹھ

حاتم علی۔ خوف خدا ہوتا تو یہ کفر کی باتین ——————

حافظ جی۔ شرم نہین آتی تھین۔

حاتم علی۔ مجھے! درست۔ بجا۔

جھمن نے بڑا کام کیا جتنے آدمی جمع ہوے تھے سب کو ہٹا دیا۔ حاتم علی کے زخم کی فکر لی اور شرابیون کو دیکھے رہے کہ دائرۂ اعتدال سے

باہر قدم نہ نکالنے پائین۔
تھوڑی دیر مین نواب صاحب نے کوشش کی کہ احاطے مین جائین جھمن نے روک لیا کہ ور کہا ہرگز نہین مین نہ جانے دونگا۔ چاہے حضور غلام کو قتل کر ڈالین مگر غلام نہ جانے دیگا۔ چوبدار چوہا راز دان ہو جائیگا واسطے خدا کے باہر جانے کا قصد نہ کیجیے۔ بہتور نے کہا حضور بس یہی برا کہ اب سرکار کسی کا کہنا ہی نہین مانتے۔ باہر جا کے مفت مین فضیحت ہونا کونسی عقل کی بات ہے۔ اور یون سرکار مالک ہین۔ نواب صاحب نے کہا ہم ضرور جائینگے۔ جھمن نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا۔ خداوند ہم لوگون کے لیے بڑی بدنامی کا باعث ہوگا۔ اسوقت حضور اسقدر کہنا مان لین۔ نواب صاحب سنتے کسکی تھے۔ حملہ کیا کہ چلا جاؤن۔ مگر ایک طرف سے جھمن دوسری طرف سے بہتور نے روکا حضرت نے غل مچانا شروع کیا۔ دوڑو کوئی ہے یہ لوگ مجھے قتل کیے ڈالتے ہین۔ دو تین سپاہی ایک دربان اور حافظ جی بھی لپکے آئے۔ دیکھا کہ نواب صاحب سیہ مستی کی حالت مین واہی تباہی بک رہے ہین اور جھمن اور بہتور سمجھاتے ہین مگر وہ ایک نہین مانتے۔ حافظ جی نے کہا۔ ہائین ہائین یا خداوند خیر تو ہے۔ یہ ماجرا کیا ہے۔ افسوس ہاے افسوس۔ سپاہی بولا۔ ہے کیا خیر ہی اسمین کسی کا اجارہ ہے۔ اسی سے تو ہزار مسائل ہین لکھا ہے کہ شرابی کی صحبت مین نہ بیٹھے۔ دربان نے کہا یہ لوگ اور بھی مٹی خراب کرتے ہین آج تو تراب علی نے پلائی اور اتنی پلا دی کہ دیکھیے سب نشے مین پڑے ہین نواب صاحب نے پھر حملہ کیا مگر لوگون نے روک لیا۔ نورا دربان کو جو خبر ہوئی تو اُسنے ظہورن کو بلایا۔

نورا۔ ظہورن۔ بی ظہورن۔ اجی بی ظہورن صاحب۔
ظہورن۔ کیا ہے۔ ارے کیون پکارتا ہے۔

نورا - (منھ چڑا کر) کیا ہی ہو گیا - یہان آؤ -

ظہورن - ای کام تو بتا -

نورا - ذرا یہان تک آؤ گی بھی کہ وہین سے باتین بناؤ گی -

ظہورن پردے کے پاس آئی - نورا نے کہا کچھ خبر بھی ہو - وہان ہو کیا رہا ہی - آج تو ستم ہی ہو گیا - اور تم اندر بیٹھی قہقہے لگا رہی ہو - ظہورن نے کسیقدر متحیر ہو کر پوچھا کہان - کہان - ہم کچھ سمجھے ہی نہین نورا نے کہا جاؤ نہ بتائینگے - ظہورن نے اصرار کیا کہ ہاتھ تو ٹانگین توڑ ڈالین اور بتاتا نہین موا مسخرہ - نورا نے کہا کچھ چھوٹے حضور کی بھی خبر ہو -

ظہورن - نہین نہین - کیا ہوا کیا - خیریت تو ہی - یا اللہ خیر کیجیو -

نورا - ہان خیریت کے تو ڈھیر لگے ہین - مگر سرور بھی خوب گٹھے ہین -

ظہورن - ای ہٹ بھی اودھر - سرور کیسا - کیا کچھ -

نورا - کچھ وجہ کے بھروسے نہ رہنا - تم سیدھی جا کے چھوٹی بیگم صاحب سے کہدو کہ ہم یہان پردہ کرائے دیتے ہین ورہی آن کر نواب صاحب سے مزاج کی کیفیت پوچھین -

ظہورن - اوئی اسقدر کا نشہ چڑھ گیا ہی کیا - کیا کالا پانی پیا -

نورا - حاتم علی کا سر پھٹ گیا -

ظہورن - (کانپ کر) ہی ہی یہ نوبت آئی - یا اللہ خیر کیجیو -

نورا - انکے رفقا خوشامد خورے ہین -

ظہورن - چھوٹے حضور ہین کیسے -

نورا - نشے مین چور -

ظہورن - سر کسنے پھوڑا - چھوٹے حضور کو اطلاع ہوئی کہ نہین -

نورا - اری چھوکری تو دیوانی ہی رہی - نواب ہی نے تو سر پھوڑا - خون کے سڑاٹے بہہ رہے ہین -

ظہورن - ہر ہر تو نہ تھمیگا وہ -

نورا - نہین اب لہو بند ہو گیا -

ظہورن - اچھا تو مین حضور سے کہتی ہون جا کر -

نورا - اور تمکو بلایا کس لیے اسوقت - اتنے صاحب اور رفیق اور سپاہی اور آدمی یہان سے وہان تک بھرے ہین کسی کو بھی نہ سوجھی بس نورا ہی خیرخواہ نکلا باقی سب خوشامد خورے ہین - حضور سے جا کر کہو کہ جھکے سے پردہ کرائے دیتے ہین - پرندہ تک پر نہ مار سکیگا - بڑا پھاٹک بند ہو جائیگا - آدمی سب ہٹا دیئے جائینگے - تشریف لائین -

ظہورن محلسرا مین گئی - پہلے تو خوب بنی ٹھنی - نواب صاحب کے جھانے کے لیے سولہ سنگار کرکے بیگم صاحب کے پاس گئین - ارے حضور کیا عرض کرون - نورا تو کیا جانے کیا بک رہا ہی - جیسے ہاتھون کے توتے اڑ گئے - اللہ بچائے - ابھی ابھی مجھکو پردے کے پاس بلایا اور کہا کچھ چھوٹے حضور کی خبر ہی - مین نے کہا جلدی بتا خیریت تو ہی -

بیگم - ظہورن اللہ جانتا ہی ہوش اڑ گئے - اللہ بتا دو کہ اچھے تو ہین -

ظہورن - ہان حضور بفضل الٰہی ہو -

بیگم صاحب - اف - جیسے سن سے جان نکل گئی - کیا ہو گیا -

ظہورن - حضور کہتا ہی کہتا ہی کہ چوٹ بہت لگی - وہ تو کہتا ہی کہ ایک آدمی کا سر پھوڑ ڈالا - اللہ جانے -

بیگم - (دانتون کے تلے انگلی دبا کر) - ارے !

ظہورن - کہتا ہی خون کے شرائے بہنے لگے -

بیگم - اور وہ تھا کون - کہین مر تو نہ جائیگا -

ظہورن - اللہ نکرے - اب خون بند ہی -

بیگم - نورا کو ڈیوڑھی مین بلالو - بوڑھا تو ہی ہی -

ظہورن - بہت خوب - کہتا ہی پردہ گرا کے حضور نواب صاحب تو جا کر دیکھیں

بیگم - اچھا تو ہی -

ظہورن - مگر بڑے حضور نہ سن لین کہیں آتا ہے لیجیے

بیگم - تم چپکے سے جا کر دیکھ آؤ کہ کیا کر رہے ہین -

ظہورن گئی تھوڑی دیر مین آ کر کہا بڑے حضور تو آرام مین ہین اور بیگم صاحب بھی ابھی کھانا کھانے بیٹھی ہین - پردہ گراؤن اب - بیگم صاحب نے کہا ہان - مگر بڑا پھاٹک بند ہو جائے - اچھی طرح سے اور وہان کوئی نہ رہنے پائے - ظہورن بولی ایسی بات ہی حضور - پرندہ تو پر مار نہ سکے ہم پردے کے پاس سے ظہورن نے نورا کو بلایا اور کہا پردہ گرا دو - حضور آتی ہین - باہر کا پھاٹک بند ہو جائے - نورا خوش خوش اُٹھے اور ڈھائی گھڑی خوب حکومت جتائی - اکڑ اکڑ کر حکم دینے لگے - گویا داروغگی ہو گئی تھی - سپاہی کہان ہین - سب سپاہیون کو بلاؤ - کہو سب حاضر ہو

"ارے خاہ - اسوقت تو نورا بھی ڈپٹ رہے ہین - کیا سپاہیون کا جائزہ لو گے"

"باتین پیچھے بنانا - پہلے ادھر آؤ - متھو رکو بلاؤ"

"کہو - کہو - کیا ہی کیا - تم اور ہلڑ مچا رہے ہو"

"ہٹو - لڑکے بھروسے نہ رہنا - چھوٹی بیگم صاحب یہان تشریف لانے والی ہین"

متھو رکے ہوش اُڑ گئے - ارے غضب - ہٹو بھئی ہٹو سب کے سب - وہ جو ٹھاکر ان کوٹھریون مین ٹکے ہین اُنسے کہو ذرا باہر ٹھہرین اور سپاہی بھی سب پھاٹک کے باہر ہو جائین - نورا نے للکار کر کہا کہ امام الدین خان کہان ہو چلو - تراب علی کدھر ہو نکلو بھائی حاتم علی بیچارے کے سر کی مگر ذرا باہر ٹھہرو - میر صاحب آئین! واہ ہی - افیمیون کے بھی کان کاٹے اجی میر صاحب تشریف کا ٹوکرا کھسکائیے - مصاحبون نے جو سنا کہ چھوٹی بیگم صاحب آنے والی ہین - تو ہوا اس فقرہ - کوئی ٹوپی ڈھونڈھتا ہے

کوئی جوتی کی تلاش مین ہے۔ کسی کے انگرکھے کا پتا نہین۔
اور نورا للکارتے جاتے ہین۔ کہ چلو کوٹھی خالی کرو۔ نورا اور چھمن نے
جھٹ پٹ بوتلین ہٹائین ٹمبلر اور گلاس پلنگ کے نیچے چھپائے۔ لمونیڈ
اور سوڈا کی خالی بوتلین مسہری کے پاس رکھین۔ بیچارے ٹھاکر جو
ٹکے ہوے تھے انکو بھی نورا نے گھڑ گھڑایا۔ کوئی کہتا ہے بھیا دال چڑھائی
جل جائیگی۔ کسی نے کہا چاول کرّے ہو جائینگے۔ مگر نورا نے ایک کی نہ سنی
سب کو نکال دیا پھاٹک بند ہوا تمام کوٹھی اور احاطے مین سناٹا۔ ظہورن
نے کہا۔ پردہ ہو گیا۔ نورا بولے جی ہان سب خوشامد خورون کو نکال باہر کیا۔
ظہورن۔ آئین حضور آئین نہ اب۔
نورا۔ بے تکلف۔
اب سنیے کہ تراب علی نشے کے مارے باہر تک جا نہ سکے۔ چوکی کے
قریب ایک کونے مین دبک رہے تھے نورا نے انکو دیکھ لیا تو کس کے
وہ لاتین جمائین۔ او نالائق۔ یہان بیگم صاحب تشریف لاتی ہین اور
تو گھورنے کے لیے دبکا پڑا ہے بے ادب۔ لاتین کھائین تو تراب علی کا
نشہ ہرن ہو گیا۔ لڑکھڑاتے بھاگے پھاٹک کھلوایا۔ نورا نے پھر
اپنے سامنے پھاٹک بند کرا دیا۔
ظہورن۔ نورا۔ نورا۔ او نورا۔
نورا۔ کہیے۔ مین یہان انتظام کرتا تھا۔
ظہورن۔ بیگم صاحب آتی ہین۔ آئین۔
نورا۔ شوق سے۔
ظہورن۔ نورا تم منہ پہ کوئی کپڑا رکھ لو۔
نورا نے اچھا کہکر جالی لوٹ کے رومال سے منہ ڈھانپ لیا
بیگم صاحب نے ناز و ادا سے قدم بڑھایا باہر آئین تو نورا جالی لوٹ کے

رومال سے چہرہ لپیٹ کر کھڑا ہوا اور جھک کر آداب بجالایا۔ بیگم صاحب نے کہا۔ اے لو موئی کاٹے کی باتین تو دیکھو۔ موا مسخرہ۔ ظہورن بولی حضور دو سو برس کی تو عمر ہی۔ چلی آئیے۔ بیگم صاحب آگے بڑھین تو ظہورن نے نورا کی کھوپڑی پر ایک چپت جمائی۔ کوٹھی مین آن کر دیکھا نواب نامدار کو پلنگ پر بیہوش پایا۔ فرش تمتما تمتمایا۔ خون دیکھکر سہم گئین کہا اوئی یہان تو خاصی مار دھاڑ ہوئی ہی۔ سر پھٹ پھٹ گئے۔ خانہ جنگیان ہوئین۔ ظہورن نے کہا حضور بس غضب ہی۔ نورا باہر سے بولے حضور ذری مسہری کے پاس جائیے صندوق کا ڈھکنا اُٹھائیے۔ دیکھیے تو کیا کیا کفر کی باتین ہوتی ہین۔ ظہورن نے ڈھکنا اٹھایا تو برانڈی کی بھباک آئی۔

ظہورن۔ (نخرے کے ساتھ) اوئی ہی۔ یہ کیا بلا ہی۔

بیگم صاحب۔ دیکھون اف یہ تو بوتلین ہی بوتلین چنی ہین۔ واہ واہ

ظہورن۔ حضور یہ کونسی کل ہین۔

نورا۔ کہین ایسا غضب بھی نکرنا سونے دو۔ سونے دو۔

بیگم صاحب۔ سوتے ہین کہ غش آگیا کہ مکر کیے پڑے ہین (نواب کا ہاتھ پکڑ کر) کیا سچ مچ سوتے ہو۔

نورا۔ اے حضور غلام کا التماس قبول فرمائیے۔ بس سونے ہی دیجیے ورنہ غل غپاڑہ مچیگا۔

ظہورن۔ ہان سونے دیجیے۔

بیگم صاحب۔ (آہ سرد بھر کر) کیا سونے دون ظہورن۔

ظہورن۔ بیٹھ جائیے یہان۔

بیگم صاحب۔ نورا کھوپڑی مغلانی سے جا کے دیکھین بڑے حضور اور بڑی بیگم صاحب کہان ہین۔

ظہورن نے نورا کو حکم دیا نورا نے بی مغلانی سے کہا۔ انھون نے جا کر دیکھا اور نورا کے کان مین پردے کے پاس کہا۔

نورا۔ ظہورن۔

ظہورن۔ ہان کہان ہین۔

نورا۔ بڑے نواب صاحب تو آرام فرماتے ہین۔ اور بڑی بیگم صاحب ابھی ابھی لیٹی ہین خاصہ نوش فرما کے۔

بیگم صاحب۔ بس تو کچھ خوف نہین ہی۔

ظہورن۔ کوٹھی خوب سجی ہی کیون حضور۔

بیگم صاحب۔ ہمارے اُس گھر سے زیادہ۔؟

ظہورن۔ وہ اور بات ہی یہ اور بات ہی۔

نورا نے باہر سے کہا خداوند ہم تو حضور کا نمک کھاتے ہین۔ اور نمک حلال ہین۔ یہ امام الدین خان جو حضور کا رفیق ہی ایک ہی شریر آدمی ہی۔ اسکے کاٹے کا منتر ہی نہین۔ حضور بہت دور ہی۔ اسی کے تو سارے کانٹے بوئے ہوے ہین۔ اور ہمارے حضور سیدھے سادے آدمی۔ ایک نہین سنتے۔ مین لاکھ بدہون۔ مگر خیر خواہی کی بات کہونگا۔ یہ نہین ممکن ہی کہ کوئی بات حضور کے خلاف کہون۔ کیا مجال۔ منھ پر کہ دونگا۔ اور تراب علی ایک ہی گھاگ ہی درخت کو جڑ اور پھنگی اور پتے سمیت کھا جائین اور ڈکار تک نہ لین۔ جی یہ اُن لوگون مین ہی۔ اور نگھارہ واہ۔ کیا صحبت ہی۔ چھٹا ہوا بدمعاش چور ڈاکو۔ اُچکا بلکہ اچکون کا سردار۔ خدائی خوار ساری خدائی مین ایسا چور ایک نہ پائیے گا اُنسے ہمارے حضور سے یارانہ ہی۔ ہم تو صاف صاف کہینگے۔ چاہین تو پیا کے بھرے اُڑا دین۔ مگر کلمۂ حق ہی زبان سے نکلیگا۔ اب حضور کوئی تدبیر ایسی کیجیے کہ یہ شہر سے نکالے جائین۔ قسم قران کی جو غلام کو حکم

ہو جاے نہ تو پھاٹک پر پہرا دو۔ ان اوباش بدمعاشون مین سے ایک کو
قریب تو آنے دون نہین جو آیا گردن مین ہاتھ۔ جو آیا دھتا بتایا۔ کوئی
چھون تک تو کر نہ سکے۔ بولا اور ٹیٹوا الیا نالائقون نے رئیس کے بدنام کرنے
کی فکر کی ہی یہ خیال نہین کہ جسکا نمک کھایا اسکی بدنامی نہو۔ اپنے حلوے
مانڈے سے مطلب ہی۔ مردہ بہشت مین جاے یا دوزخ مین اس سے
واسطہ نہین۔ حضور دن بھر کے لیے حکم دین تو اللہ جانتا ہی کسی کو پھٹکنے
نہ دون۔ روشن علی سے وہ حرکت سرزد ہوئی کہ توبہ ہی بھلی۔ سرکار تک
نوبت آئی۔ بس اب اس سے بڑھکر کیا ہوگا۔ اور ایک روشن علی پر کیا فرض
ہی یہ سب ایسے ہی ہین۔ سگ زرد برادر شغال۔ ایک سے ایک بڑھا ہوا
پائین تو لیری تک اُتار لین۔ اور آج کی کیفیت تو حضور نے خود ہی دیکھ لی
کہ اتنی دیر سے باتین ہو رہی ہین حضور کو ہوش ہی نہین۔ مگر اسوقت کا سونا
اکسیر ہی۔ مین نے کہا۔ سونا اکسیر ہی۔ حضور اگر جاگتے ہوتے تو اسکی داد دیتے۔
ظہورن نے کہا نورا اللہ جانتا ہی تمکو ہم ایسا نمک حلال نہین سمجھتے تھے

بیگم۔ قدیم آدمی ہی نہ۔
ظہورن۔ جی اور کیا حضور۔
بیگم۔ اسکی کیا عمر ہوگی۔
نورا۔ حضور نوے برس کا ہون۔ ابھی عمر ہی کیا ہو میری۔
ظہورن۔ اوہو۔ اب اور کیا عاقبت کے بورئیے بٹورو گے۔
نورا۔ اب چلتے چلاتے امام الدین اور تراب علی اور ان سب بدمعاشون
کو اپنے سامنے نکلوا لون تو سمجھون کہ جی اٹھا۔
بیگم۔ واہ کیا نمک حلال آدمی ہی۔
ظہورن۔ کیا شک ہی حضور۔
بیگم۔ اس سے کہہ دو کہ چار روپیہ مہینا ہم بھی دیا کرینگے۔

نورا- آداب بجالاتا ہون- حضور یہ سب کسکا ہی حضور ہی کا ہی کسیو اور کا-
ظهورن- تو نورا حضور کی پرورش ہوئی-
نورا- ہان- مگر بی ظهورن تمنے تو مجھ بوڑھے کو نکلوایا ہی تھا-
ظهورن- پُرانی باتون کا ذکر نکرو اب-
نورا- ہان بہت خوب-
بیگم- اسنے کسکا نام لیا تھا اسوقت کہ وہ سب مین زیادہ شریر ہو-
ظهورن- امام الدین-
نورا- ہان حضور- امام الدین- ذات کا جلاہہ ہی-
ظهورن- اوئی- یہ جلاہے ہوئے انکے مصاحب آنکے-
نورا- جی یہی تو رونا ہی اور رونا کیا ہو-
بیگم صاحب- کیا سچ مچ جلاہہ ہی-
نورا- حضور سے کبھی جھوٹ نہ بولونگا- چاہے ادھر کی دنیا اُدھر ہو جائے حضور جو یہ جلاہہ نہو تو ناک کاٹ ڈالیے- یہ جلاہہ- اسکا باپ دادا جلاہہ- انکے مین تو اب کچا چٹھا کھونگا نہ-
ظهورن اپنے دل مین سوچی کہ کہین ہمارا حال نہ کہ دے- نورا کی بڑی تعریف کی- واہ نورا واہ- شاباش- اسی سے کہتے ہین کہ پرانے نمکخوارون کی قدر کرنا چاہیے- اتون مین ایک اسی بیچارے نے اُن کو کہا- باقی اور سب تو بنے کے ساتھی تھے- اللہ جانتا ہو نورا تم بیا مین بند کر رکھنے کے قابل ہو- نورا تمسے حضور بہت خوش ہین- اب کل سے تم کسی کو یہان نہ آنے دینا- اور اُس جلاہے کو تو بس نکلوا ہی دو- وہ بڑا خراب طینت ہی-
نورا سمجھ گیا کہ ظهورن کو اپنا بھی خوف ہو- مونچھون پر تاؤ دے دے کر اکڑنے لگا-

ظہورن - پھاٹک پر وہ شرابی غل تو نہین مچاتے ہین-
نورا - کیا مجال-
بیگم - کہو جا کر دیکھے-
ظہورن - حضور کا حکم ہو کہ جا کر دیکھ آو-
نورا - بہت خوب ابھی چلا-
یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ نواب صاحب نے کروٹ بدلی ظہورن نے کہا لیجیے اٹھے بڑی بات-
بیگم صاحب نے شانہ ہلا کر کہا- اے اٹھو تو کب تک سویا کروگے-
نواب - اَنْتَ تَحْلُبُ - اَنْتَ تَحْلُبُ-
بیگم صاحب - آئین! اے واہ-
نواب - راحتی فی الراح لا فی السلسبیل-
بیگم - تم سیدھی سادی زبان مین بولو تو سنین یہ عربی ترکی ہم کیا سمجھین-
نواب - السن بالسن والجروح قصاص-
بیگم - خدا کے لیے ذری تو ہوش کی باتین کرو- اوئی-
ظہورن - حضور گھبرائیے نہین ابھی سر کے کہنے سے ہوش کی باتین کرنے لگینگے-
بیگم - اب اسوقت کیسے ہو گیے-
نواب - لا تنم قم - لا تنم قم-
بیگم صاحب نے ایک آہ بصد حسرت کہا خدا کے لیے اب تو اُٹھ بیٹھو ذری
چندا ہوش مین آؤ- پھر پایا ہمنے آپنے سے گئے گذرے- ہاے ان لوگون نے
تمھاری کیا گت بنائی- نواب صاحب نواب صاحب حضور پیر و مرشد
خداوند کہہ کہہ کے جنگ پر چڑھایا- اللہ کرے یہ موذی کاٹے دنیا سے
اُٹھ جائین- اُنپر قہر خدا کا ٹوٹے- جنازہ نکلے موذون کا یہ تو لوگون پر
نہین تھی پہونچتے- روز ایک نیا ہی گل کھلتا ہے- ایک تو ان موئی ہیوا آئی

قہقہے پر قہقہے پڑتے تھے۔ آنکھون کے سامنے اُسکو لیکے بیٹھے۔ اُسدن توبہ کی کہ اب نہ پیونگا۔ جب وہ مرگیا تھا لالہ کوئی۔ وہ ایک دن ہو تو کوئی کہے یہ تو اب تیس دن کا ورد ہو گیا۔ اور ابھی دیکھیے کیا کیا ہوتا ہے نواب نے اس کل لکچر کے جواب مین بسہولت تمام کہا۔ ع

هات الصبوح هبوا یا ایها السکارا ای حج

ظہورن منہ پھیر کر مسکرانے لگی۔ بیگم صاحب نے کہا سچ کہتی تھا فورا۔ انکا سونا ہی اچھا تھا۔ پانی پیئے گے کچھ منھ سے بولو تو۔ توبہ۔ مین کہتی کس سے ہون اسوقت سنتا کون ہے۔

بیگم صاحب۔ ظہورن۔ ہاے سچ کہون رونا آتا ہے۔

نواب۔ (ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھا کر) ؎

ما طرب باده نگه می کنیم | در شب آدینه گنه می کنیم

بیار باده و بازم رہان ز رنجوری
کہ ہم بباده توان کرد دفع مخموری

بیگم صاحب۔ اب یہ شعر ہی ہوتے رہینگے یا آنکھ کے بھی۔
نواب صاحب پلنگ سے اُٹھے مگر متحیر حیرت کی نظر سے چوطرفہ دیکھتے تھے۔ پوچھا تم اسوقت یہان کہان۔ بیگم صاحب نے کہا ابھلا غیر ہوش تو آیا۔ حواس تو برجا ہوئے۔ ہائین ہاکوئی اتنی پی جاتا ہے۔ ذرا ہوش ہی نہین۔ نوابصاحب نے گردن نیچی کر لی۔ ازبس خجل و منفعل سوچنے لگے کہ اللہ اللہ ہم تو پی کر اپنے جامے سے باہر ہو گئے۔ یہ نوبت آئی کہ بیگم صاحب کو یہان آنا پڑا۔ اور ابا جان تک بھی خبر گئی ہی ہوگی۔ ہاے ستم غضب ہو گیا۔ پوچھا کہ بڑے حضور کو تو نہین خبر ہوئی۔ ظہورن نے کہا نہین۔ حضور۔ وہ آرام کر رہے ہین اور بڑی بیگم بھی آرام مین ہین۔ پوچھا مین نے ہلڑ تو نہین مچایا۔ بیگم صاحب نے کہا

کسی کمبخت سے لڑائی ہوئی تھی - نواب صاحب نے گردن نیچی کرکے کہا
مجھے نہین یاد ہی - افسوس - خدا جانے مین نے کیا کیا بدعت کی ہوگی -
اُف - اسوقت جی چاہتا ہی زہر کھا لون - اب نہ پینگے آج سے ہم قسم کھا کر
توبہ کی -

بیگم صاحب - توبہ! ہونھہ - ہزار بار توبہ کرچکے
نواب - اب کی توبہ شکنی نہوگی -
بیگم - اللہ کرے ایسا ہی ہو -
ظہورن - آمین اللہ آمین -
بیگم - آج کا حال تو بس رونے کے قابل ہی - فرش پر یہ کیا پڑا ہو
نواب - (خون دیکھکر) اُف -

نواب صاحب اسقدر بہ ملول ہوئے کہ مُنھ ڈھانپ کر پلنگ پر لیٹ رہے
اور خوب روئے - بیگم صاحب نے سمجھایا کہ اب تو جو ہوا سو ہوا اب ایسا نہو بس
نواب صاحب نے آہستہ سے پوچھا کہ یہ خون کیسا ہی - ظہورن بولی کسی
مصاحب کو آپ نے مارا اُسکا سر پھٹ گیا - مگر اب اچھا ہی - نواب کے دل کا
عجب حال تھا - اس خبر وحشت اثر کے سنتے ہی نواب صاحب اُٹھ بیٹھے
پوچھا اور بھی کوئی بدعت کی تھی - بیگم صاحب نے تشفی دی اور کہا چلو
جو ہوا سو ہوا اب خیال رکھنا نہیں تو جانو تم ہو - نواب صاحب نے
بمنت کہا کہ اب تم جاؤ مین سو رہونگا - بیگم صاحب ظہورن کو لیکر محلسرا مین
چلی گئین - تو نواب نامدار نے آدمیون کو بلایا - بوبرا اور تراب علی اور
امام الدین خان اور میر گلباز اور حکیم جی اور حاتم علی سب آئے - حافظ جی کے
ساتھ آئے - حافظ جی کو دیکھکر نواب صاحب سخت نادم ہوئے -
حاتم علی پر جو نظر ڈالی تو گردن نیچی کرکے خاموش ہو رہے اور آنکھوں سے
اشک جاری ہوئے -

نواب - حاتم علی تم ڈاکٹر کے پاس جاؤ -
حاتم علی - نہین خداوند مین گر پڑا تھا پٹی پر سر کھٹ سے بولا اب فضل الٰہی
نواب - ہان خیر ہم سب جانتے ہین -
حافظ جی - حضور اب اسکا خیال نہ فرمائین - گذشتہ را صلوٰۃ -
نواب - مگر آئندہ را احتیاط -
حافظ جی - ہان بیشک -
نواب بھئی اب اسوقت سب جاؤ اپنے اپنے گھر ہم ذرا آرام کرینگے -
حافظ جی - ہان خداوند سو رہیے ذرا -
امام الدین - آداب عرض ہی حضور - کل حاضر ہونگے -
نواب - بہت اچھا مگر حاتم علی کی خبر
امام الدین - حضور اب فضل الٰہی ہی -
حاتم علی - پیر و مرشد حضور کے نمک کی قسم - اب غلام تندرست ہی
نواب - افسوس صد افسوس -
جھمن - خداوند حافظ جی سچ کہتے ہین اب زیادہ خیال اسکا نہ فرمائیے
آئندہ ایسی صحبت ہی نہوگی -
نواب - انشاء اللہ - انشاء اللہ -
امام الدین - کیا غضب ہو گیا -
جھمن - ع

ای باد صبا این ہمہ آوردۂ تست	

تراب علی - پلو جو ہوا وہ ہوا -
جھمن - ہان بیجا ہی -
حافظ جی - خداوند اسی سبب سے حرام ہی -
جھمن - اور کیا -

یہ دختِ رز حرامزادی مردار	میناباز ار کی ہر رہنے والی

امام الدین - حضور کا مزاج کیسا ہی -
نواب - مزاج تو بخیر ہی مگر -
جھمن - غضب ہو گیا تھا آج -
حاتم علی - ہین تو خداوند پٹی پر گر پڑا تھا -
جھمن - بیشک ذرا سا خون آگیا تھا -
نواب - ہمین ذرا ہوش نہین کہ کیا کارروائی ہوئی -
حافظ جی - حضور تو آرام مین تھے -
نواب - آرام مین تو کیا تھے بیہوش تھے -
جھمن - نہین خداوند ایسے بیہوش نہ تھے -
نواب - غضب کیا واللہ - اب کسی کو قتل کر ڈالتے تب بیہوش کہلاتے
امام الدین - پیرومرشد اب اس گفتگو سے اور رنج بڑھتا ہی -
جھمن - میر صاحب ابھی ٹھیک نہین ہین -
گلباز - چپ بے گدھے -
نواب - امام الدین خان - بھئی تم اور تراب علی انکو لیکر انکے گھر پہونچا آؤ -
تراب علی - بہت اچھا حضرت خداوند -
امام الدین - اب صبح کو سب حاضر ہونگے -
مہتور - پیرومرشد - بی مغلانی کہتی ہین کہ ذرا تشریف لائیے -
نواب - ذرا کیا معنی اب ہم چلتے ہی ہین -
امام الدین - آداب عرض ہی -
جھمن - کورنش عرض کرتا ہون خداوند -
نواب - بندگی میر حاتم علی صاحب سلام -

حاتم علی - آداب عرض ہو خداوند نعمت صبح کو حضور رہا حاضر ہونگا -
احوالی موالی سب رخصت ہوئے - نواب صاحب تشریف لیگئے
ظہورن ڈیوڑھی مین بناؤ چناؤ کرکے معطر و معنبر کھڑی تھین - نواب صاحب کا
نشہ تو اُترا تھا ہی نہین اس البیلی رنگیلی پانزدہ سالہ کی اچپلاہٹ اور
شوخی نے ایسا بے اختیار کردیا کہ اُسکے دونون کاندھون پر ہاتھ
رکھدیے (اوہ ہٹو بھی مُخنت مُخنت کے نخرے نہ بگھارو) یہ کہکر اُسنے
ہاتھ ہٹانا چاہا تو نواب بوسہ لیکر اندر چلے گئے -
بیگم - یہ یا بوکا تو اچھا جھگڑا پیدا ہو گیا - تمھارے جتنے رفیق ہین سب
ایسے ہی کاہین - ایک سے ایک بڑھکر - انکو تو چُن چُن کے نکالو - یہ سب ہوئے
خوشامد خورے ہین - اب یہ بتاؤ وہ دار وغہ آپکے کون امام الدین خان
اسکو کیون نہین نکال باہر کرتے اور ایک اُسپر کیا فرض ہو - سب
ایسے ہی بدمعاش بھرے ہین - دیکھو خدا گواہ ہو ایک نہ ایک دن انکے
ہاتھون نصیب اعدا عزت جاتی رہیگی - آیندہ تمکو اختیار ہو - جو چاہے
سو کرو - ظہورن نے بھی ہان مین ہان ملایا - حضور سچ فرماتی ہین بیگم صاحب
نواب نے کہا کہتی تو سچ ہین مگر سب کو ایک ہی لاٹھی ہانکتی ہین -
امام الدین بڑا خیر خواہ ہو - بڑا معتبر آدمی - اُسکو مین کیونکر نکال دون
نورا کی نسبت ظہورن نے کہا تھا - مین نے کہا اچھا اس ڈیوڑھی پر نہ بیٹھنا
پھاٹک پر بیٹھا رہے - مگر خانصاحب تو بڑے کام کے آدمی ہین انکو
کیونکر بے قصور نکال دون -
بیگم صاحب چین بجبین ہوکر بولین سچا ہو - ایسے ہی بڑے کام کے
آدمی ہین کہ ڈبو دینے کے لائق ہو - کام کا آدمی وہ جو بری صحبت مین
نہ بیٹھنے دے - نواب صاحب تھوڑی دیر تک خاموش رہکر بولے
ہان صحیح ہو مگر مین کوئی ننھا ہون - اگر صحبت بُری ہو تو ہمارا ہی قصور ہو

امام الدین خان کا کیا قصور ہمین۔ بیگم صاحب نے تنک کر کہا
جی درست ہوا اگر صحبت بُری ہی۔ ابھی صحبت کے بُرے ہونے مین
آپ کو شک بھی ہوا اگر کی ایک ہی کہی۔ ہونھ۔ اب اور اس سے
بُری کیا ہوگی صحبت۔
ظہورن۔ نورا کو ہم بُرا جانتے سمجھتے تھے مگر وہ کام کا آدمی ہی۔
بیگم۔ نمک حلال ہی۔
نواب۔ بھلا شکر ہی کہ آپ تو اچھا ہی۔ مگر کل بُرا تھا آج اچھا ہو گیا
یہ کیا۔ بیگم صاحب نے کہا افسوس تو یہ ہی کہ شرمائے تک نہین۔ مگر ہان
جسوقت ہوش آیا تھا اور ہمنے کہا کہ تمنے ایک رفیق کا سر پھوڑ ڈالا
تب البتہ خفیف ہوئے تھے۔ یہ بڑی بُری چیز۔ خدا ہی شریف کو اس سے
بچائے۔ عجیب بلا ہی نگوڑی۔ ظہورن نے کہا نگوڑی تو اچھا نام رکھا
حضور نے کہا شرابی کے پانون نہین مثل مشہور ہی۔ چلا اور لڑکھڑا کر گرا۔
اتنے مین دو بجے اور بیگم صاحب نے ظہورن کو رخصت کیا۔ تخلیے مین
ان دونون میان بیوی مین شکوہ و شکایت کی باتین ہوئین اور
تھوڑی دیر مین دونون نے آرام کیا۔

دور پندرھواں
نواب حور لقا محل

سات آٹھ مہینے کے بعد جو بچھڑے ہوؤن کی ملاقات ہوئی تو دس بارہ روز تک میان بیوی مین خوب بنی رہی۔ ایک دوسرے کا عاشق زار جان و دل سے نثار۔ مگر وہ قتالۂ عالم مغلانی کی چھوکری کہ از سر تا پا دریاے حسن مین غرق اور آفت جان آشوب دوران بھی اِسکے دل مین جگہ کرتی جاتی تھی اور اسکی شوخی اور چلبلاہٹ سے یہ از بس بیقرار تھے۔ ایک روز پروس کی ایک لونڈی نے جسکا نام نوران تھا بیگم صاحب سے آن کے یہ شکایت جڑ دی کہ کل نواب صاحب کو ہمنے شاہ فصیح کے تکیے کے پاس ایک گلی مین کمرے سے اُترتے دیکھا تھا۔ اور ایک عورت ہمسے کہتی تھی کہ دوسرے تیسرے اس موئی ہرجائی کے یہان آپ پہونچا کیا کرتے ہین۔ ہم تو حضور کی کھلائی پلائی ہین۔ ہم سوچے کہ آپ سے چلکے کہ دینگے کہ کل کبھار حضور یہ الھنا نہ دین کہ تُونے حرامجادی دیکھا تو ہمسے کیون نہ کہا۔ بیگم صاحب یہ تقریر سنکر دل ہی دل مین خفا اور رنجیدہ ہوئین جب شام کو نواب صاحب تشریف لائے تو چھوٹی بیگم نکھار کرکے بڑے ٹھسے سے فرش مکلف پر بیٹھی عطر کی شیشیان قرینے کے ساتھ ایک خوشنما ولایتی صندوقچی مین رکھ رہی ہین اور ظہورن ایک نازک پنکھیا چاندی کی ڈنڈی کی لیے ٹہوکے جھلتی ہے آپ بھی جاکے وہان بیٹھے چھوٹی بیگم اُنسے مخاطب ہوئین تو اُنھون نے چھیڑ خانی شروع کی۔

نواب بیگم صاحب۔ یہ اس شیشی مین کسکا عطر ہے۔

ظہورن اس بیگم صاحب کے لفظ پر مسکرائی مگر بیگم صاحب نے کچھ جواب نہ دیا۔

نواب۔ ارے! توبہ۔ دھوکا ہوا۔ عطر نہین تیل ہے۔ مگر ذرا ذرا سی شیشیون مین تیل رکھتے آج ہی دیکھا۔

ظہورن پھر مسکرائی تو نواب صاحب نے کہا دیکھیے بیگم صاحب آپکی پیشخدمتین ہماری باتون پر ہنستی ہین۔ انکو سمجھا دیجیے اسکے کیا معنے۔

بیگم۔ (منھ پھیر کر) ظہورن۔ یہ صندوقچی اور سارا سامان اس کمرے مین
پہنچوا اور کنواڑے بند کر دینا خبردار خبردار کوئی بھی آنے پائے ہم کسی سے
بولین نہ چالین ہمین یہ چھیڑ خانی ایک آنکھ نہین بھاتی۔
ظہورن۔ (مسکرا کر) حضور اور تو کسی کی کیا مجال ہو کہ قدم بھی رکھ سکے
مگر چھوٹے حضور آئین تو بھلا سوا آپ کے اور کون روک سکتا ہو۔
بیگم۔ (بہت ہی تیکھی ہو کر) چلو ان باتون سے کیا واسطہ تم یہان سے
اُٹھا لے چلو۔
ظہورن۔ ذری ادھر دیکھیے تو۔
بیگم۔ دیکھون کیا۔ ہم اس کمرے مین چلتے ہین۔ تم یہ سامان لیکے آؤ۔
ظہورن۔ اچھی بیوی لونڈی حکم تو بجا لائے مگر دیکھیے تو ذری چھوٹے حضور
تو صندوقچی بھر پر قبضہ کر بیٹھے۔
بیگم۔ کیا! اے واہ۔ چہ خوش۔ کیا شہر شاہ ہو۔ پرائے مال پر کسیکا کیا اجارہ
ظہورن۔ حضور اسکو چھوڑ دین۔ ہمین بیوی کا حکم ہو کہ اُس کمرے مین لیے چلو
چھوٹی بیگم صاحب منھ پھیر کر تو بیٹھی ہی تھین نواب صاحب نے موقع
پا کر ظہورن کے ہاتھ مین چپکے سے ایک ٹھوکا دیا ظہورن نے تیکھی ادا کے
ساتھ ہاتھ جھٹک دیا۔ اور بصد شان دلربائی اشارے سے کہا کہ بیگم صاحب
بیٹھی ہین۔ ہاتھا پائی کا کون موقع ہو۔
نواب۔ انسانیت کے یہی معنے ہین کہ بھلے مانسون کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھے
بیگم۔ جب بھلے مانس اُٹھ ڈنگیون کے پاس بیٹھتے ہین تو شریفون کی بہو
بیٹیان ایسا ہی برتاؤ اُنسے کرتی ہین۔
نواب۔ کوئی دو بدو باتین کرے تو ہم جواب دین۔
ظہورن۔ حضور منھ ادھر پھیریے۔
نواب۔ کیون صاحب ہم ذرا سا عطر لین اسمین سے۔

بیگم - ظہورن اللہ جانتا ہو - تم بڑی نٹ کھٹ ہو - تم ہی سکھاتی جاتی ہو
یہ ساری باتین -

نواب صاحب نے ظہورن سے کہا کہ ذرا جا کے دربان سے کہو
پوچھے گھڑی مین کے بجے - ظہورن اُٹھنے ہی کو تھی کہ بیگم صاحب نے
جھڑک کر کہا ظہورن جو تم یہان سے ہمارے حکم کے بغیر اٹھین نہ تو
تم جانو گی مبیٹھو بس - خبردار جو اُٹھین - نواب صاحب خوب ہی ہنسے
کہا ظہورن انکا کہنا مان چکین - اب ہمارے کہنے سے جاؤ - ظہورن
اٹھ کھڑی ہوئی تو بیگم صاحب نے ہاتھ پکڑ کے بٹھا دیا -

ظہورن - اوئی اللہ اچھی اُٹھا بیٹھی ہے - جیسے مکتب خانے مین مولوی لوگ
لڑکون کو اٹھاتے بٹھاتے ہین - اب ہم کسکا کہنا مانین کسکا کہنا نہ مانین

نواب - دیکھیے - بیگم صاحب - آپ کی خواصین اب ہم پر پھبتیان
کہنے لگین - کٹ ملا ہمکو بنایا - ایک ہوئی بی ظہورن صاحب -

بیگم - اوئی اب ظہورن سے بھی چھیڑ چھاڑ ہونے لگی جبھی مُنھ لگائی ڈومنی
اور ناچے تال بے تال -

ظہورن - سرکار - لونڈی کی مٹی ہر طرح خراب ہے -

بیگم - یہ کاہے سے - ماشاء اللہ جوان جہان ہو - نازک ہو - دھان پان ہو
کیا اب اُس نگوڑی دیہاتن سے بھی گئی گذری ہو - موئی کالی کوئیلا -
جیسے تاکو کا پنڈا - مگر ان لوگون کی بھی کیا ارواح ہے - ہر دم پیچھے -
یہ تم بن ناحق کو سمجھتی ہو کہ مٹی خراب ہے - مٹی خراب ہو تمھارے دشمنون کی

ظہورن - حضور ہمارا دشمن ہمارا پیٹ ہے - جسکی بدولت سب کے
نکھورے سہنے پڑتے ہین -

ظہورن تو باغ مین نواب صاحب کی خدمت مین ازبس گستاخ اور
بے ادب ہو گئی تھی اور رئیس موصوف کے ساتھ بند پالکی گاڑی مین

آنے سے اور بھی نڈ ہتھی۔ اور ان سب باتون کے علاوہ اپنے حسن پر
مغرور بھی تھی۔ جل کے جو بیگم کو جلی کٹی سنائی تو وہ انتہا سے زیادہ
بد دماغ ہو گئین۔ نکتوڑے کا لفظ سنتے ہی بلبلا پڑین (کیا کہا) بہت
اترا چلی ہو کہتی ہو کہ سب کے نکتوڑے سہنے پڑتے ہین۔ بوصاحب
اب ہماری یہ وقعت ہو گئی۔ ہمارا بھی اور سب مین شمار ہونے لگا۔
انھین کرتوتون تو آدمی فضیحت ہوتا ہو۔ مغلانی کی چھوکری گھر کی
پرورش یافتہ ساختہ پرداختہ اور ہمارے برابر آئے۔ اور مین تو
تیری چال ڈھال اور چلبلے پن سے سمجھتی تھی کہ تو ایسوں ایسوں کے بھی کان کاٹے گی
ظہورن نے تو نواب صاحب کے دل مین جگہ کر لی تھی
آدھی بات سننے کی تاب نہین۔ تنک کر بولی (بس بس حضور اپنی نوکری
لین۔ راجہ روٹھیگا راج لیگا رانی روٹھیگی سہاگ لیگی۔ اور چلبلا پن
کیا معنی۔ چلبلے پن کے تو ہمارے دن ہین) اسپر۔ آتو۔ دوا۔ مہری
یہ دہ سمجھانے لگین کہ کیا واہیات بکتی ہو۔ بہت چل نکلی ہو چھوکری۔
الغرض ظہورن نیچے اُتر آئی اور بیگم صاحب نے حکم دیا کہ اسکو
کھڑے کھڑے نکال دو۔ جب تک یہ یہان سے نہ نکلیگی ہمین پانی تک
پینا حرام ہو۔ اُسی دم ڈولی منگوائی گئی۔ مگر ظہورن کے جانے کے
قبل نواب صاحب بھی باہر چلے گئے۔ ظاہر ا تو باہر گئے مگر اصل مین
ڈیوڑھی مین کھڑے ہوے ہے۔ اور ایک عورت کو جو ڈیوڑھی کے ایک
کونے مین گنڈیریان چھیل رہی تھی اشارے سے کہا کہ یہان سے
چلی جا۔ ڈولی ڈیوڑھی مین لگائی گئی پردہ ڈالا گیا۔ کہار ڈولی
لگا کے (کہکر) باہر چلے گئے تو ظہورن سسکیان بھرتی ہوئی آئی
ڈولی پر سوار ہی ہونے کو تھی کہ نواب صاحب نے جو اس طرح
گھات سے دبکے ہوے کھڑے تھے جیسے بلی چوہے کے پکڑنے کو

کھڑی ہوتی ہے فوراً جھپٹکر ظہورن کا ہاتھ پکڑ کر اپنی جانب گھسیٹنا چاہا۔ وہ ایک کلان کار۔ خوب جانتی تھی کہ نواب میرے فراق مین ضرور ڈیوڑھی مین کھڑے ہونگے جیسے ہی انھون نے ہاتھ پکڑا ویسے ہی (تھوتھو) کر کے زور سے جھٹکا دیا اور ہاتھ چھوڑا کر ڈولی مین بیٹھنے بھی نہ پائی تھی کہ غُل مچا کر کہا کہارو چلو۔ اب نواب صاحب کو کہاتے نہ بن پڑی۔

اُس روز نواب صاحب بی ظہورن کے فراق مین بہت بیقرار رہے دوسرے دن اُنھون نے سُنا کہ ظہورن کے جانے کے تھوڑی دیر بعد ہی اسکی مان بھی چلی گئی۔ اور بھی زیادہ متوحش ہو گئے کہ اب پتا بھی نہ ملیگا۔ اتنے بڑے شہر مین کہان ڈھونڈھتے پھرینگے کئی ہفتے گذر گئے اور باوصف تلاش بی ظہورن کا کہین پتا نہ ملا جس روز سے ظہورن کو بیگم صاحب نے نکالا تھا اُس روز سے نواب صاحب نے محلسرا مین قدم نہین رکھا۔ اس سے بیگم صاحب بھی پریشان ہوئین۔ ایک تو نواب صاحب نے جانا آنا ترک کر دیا دوسرے ظہورن جو انکی ایک قسم کی گوئیان سی ہو گئی تھی وہ بھی دفعتہً چلی گئی۔ مگر یہ بھی تُن کی رئیس زادی تھین۔ انھون نے بھی نواب کے بلانے یا پیغام بھیجنے مین اپنی طرف سے پہل نہین کی۔

جب دو ڈھائی مہینے اس طرح سے گذر گئے تو نواب صاحب نے اپنے گھر کی دواجی کو گانٹھنا چاہا کہ اُسکے ذریعے سے ظہورن کا حال معلوم ہو تو کسی آدمی یا کُٹنی کو بھیجکر بلوائین۔ ایسا نہو کہ کسی اور رئیس کی نظر پڑے۔ عورت ہے نوخیز اور شوخ اور حسین شوقین کی نظر ضرور پڑیگی اور شوقین کی نظر پڑ کر پھر ہتھے نہ چڑھیگی۔ دواجی نے بالکل لاعلمی ظاہر کی یہ بڑی وضعدار بوڑھی عورت چھوٹی بیگم صاحب

کی خیر خواہ اور نمک پروردہ قدیم تھی۔ نواب صاحب کی دال یہاں بھی نہ گلی۔

کچھ عرصے تک یہی کیفیت رہی۔ ایک روز چھمن نے عرض کیا کہ دواجی کی زبانی آج معلوم ہوا کہ بڑے حضور کی طبع مبارک کسیقدر ناساز ہے۔

نواب صاحب نے اپنے والد کے ایک خدمتگار کو بلا کر دریافت کیا اُسنے کہا حضور کل سے کھانا بھی نہیں کھایا ہے۔ اور بخار بھی بہت تیز ہے اور ضعف بھی ہے۔ اور درد کے مارے سینہ پھٹا جاتا ہے بڑی بے چینی رہی۔ سرکار کو خبر کر دو حضور چلنا چاہئے۔ نواب صاحب نے بڑی بے اعتنائی کے ساتھ کہا اچھا جائینگے۔

جب شام کو انکے احباب جمع ہوئے اور انکو معلوم ہوا کہ بڑے حضور کی طبیعت ناساز ہے تو افسوس اور رنج درکنار یون گفتگو ہونے لگی۔

نصرت ۔ ہمسے میاں چھمن نے کہا بڑے حضور کی طبیعت دو دن سے ناساز ہے۔ مگر کیسی ملعون ہی کہ یقین آتا ہوگا۔

بہادر ۔ بڑے حضور معلوم ہوتا ہے دھوکے میں آب حیات پی گئے ہیں۔

چھمن ۔ (صاحب) ہمنے سنا ہے آپکے والد نے قسم کھائی ہے میں ہرگز نہ مرونگا۔ آدمی ہیں وضعدار زبان ہار گئے۔

نصرت ۔ ارے یار نواب اب یہ بتاؤ جسدن آپکے پیر فرتوت والد ماجد کا واقعہ ہوگا اُسدن کن طائفوں کا ناچ دکھائیے گا۔ میں کہتا ہوں پٹنے عظیم آباد سے حیدر جان ضرور بلوائی جائیں۔

نواب ۔ واہی ہے۔

مزن فال بد کہ آورد حال بد

اسپر احباب نے قہقہہ لگایا اور نواب صاحب بھی خوب ہنسے امیر باپ کے نالائق لڑکون کی یہی کیفیت ہے۔ ہر دم دست بدعا کہ

یا خدا آباؤ ڈھلکیں تو مزے اڑین۔ بابا جان کھسکیں تو پانچون گھی مین بعض بعض ناخلف لڑکے ہزارون لاکھون روپیہ اس بنا دیر قرض لیتے ہین کہ جب باپ خدا گنج کی راہ لینگے تو قرضا دا کرینگے۔ دو ہزار دیجیے دس ہزار کا تمسک لکھوا لیجیے۔ جب باوا مرینگے تو بیل بٹینگے۔ دینے والے اس آرزو پر باندھا ڈھند قرضہ دے نکلتے ہین کہ ایک ایک کے دس دس بنائینگے۔

غیر ایک ہفتے کی علالت کے بعد بڑے حضور راہی ملک بقا ہوے اُنکے اعزا واقربا مصروف ماتم تھے۔ مگر چھوٹے نواب کے احباب اور لنگوٹیے یار انکو مبارکباد دیتے تھے۔ اور یہ کبھی مسکراتے اور کبھی ظاہرداری کے لیے منھ بناتے تھے۔

نصرت۔ نواب صاحب اب صبر کیجیے مشیت ایزدی! (مسکرا کر) آپ پر کوہ الم ٹوٹ پڑا۔

نواب۔ (ہنسی کو ضبط کر کے) ابا جان خود تو چل دیے اور مجھے یتیم کر گئے۔ مجھ معصوم کو کسی کے سپرد بھی نہ کیا۔

نصرت۔ اب آپ مجھ کمبخت کو اپنا باپ سمجھیے۔ اسپر سب کے سب کھلکھلا کر ہنس پڑے۔ ماتم اور پرسا اور تعزیت درکنار یہان قہقہے پڑ رہے ہین۔

بہادر۔ خدا ہمارے نواب کو اسکا نعم البدل دے۔ اسپر پھر فرمایشی قہقہہ پڑا۔

چالیس دن تک تو نواب صاحب کچھ نہ بولے۔ اسکے بعد پر پرزے نکالے۔ سب سے پہلے یہ فکر ہوئی کہ دلبستگی کے لیے کوئی معشوق سیمن بر تجویز ہو۔ ورنہ جی کیونکر لگیگا۔ مصاحبون نے اپنی اپنی رسوخیت جتانے کے لیے ادھر ادھر سے عورتین تلاش

کرکے اپنے نوجوان اور رنگین طبع آقا کی خدمت مین پیش کین پر کوئی
پسند نہ آئی۔ انکی طبیعت روز بروز پریشان ہوتی جاتی تھی اور یونہی جاتے

باغبان کونسی صورت مرے جی سے لگنے کی	ایک تو مجھکو قد یار سا بوٹا دو بھلا

ایک دن نواب صاحب سے داروغہ نے تخلیے مین عرض کیا کہ
خداوند آج ایک بوڑھی دلالہ مجھے ڈھونڈھتی ہوئی مکان پر آئی اور
مجھسے کہا کہ اگر آپ ذری ہمین اپنی سرکار کے پاس تک لیچلیے تو بڑا
احسان ہو۔ ہمین ایک ضروری بات کہنی ہے۔ مین نے لاکھ لاکھ دریافت
کیا چھانٹہ تک ڈری۔ نواب صاحب بوڑھی دلالہ کا ذکر سنکر بہت مشتاق
ہوئے۔ کہ اس سے ملین۔ کہا بھئی تمنے غضب کیا۔ میان اسکو ساتھ
کیون نہ لے آئے۔ مین تو اس قسم کی عورتون کی تلاش ہی مین تھا
اسنے عرض کیا سرکار حاضر ہے۔ اسکے پر سوار کرکے لائی ہون۔ حکم ہوا کہ
فوراً حاضر کرو۔ بوڑھی دلالہ حاضر ہوئی۔ دیر تک بہمین اور نواب صاحب
مین باہم گفتگو رہی اسنے کہا سرکار ایسی ایسی صورتین دکھاؤن کہ
حضور عش عش کر جائین۔ مگر یہان وہ نہین آسکتین حضور کو لونڈی
کے گھر تک چلنا ہوگا رات کے وقت تکلیف کیجیے اور اگر حضور کی
مرضی ہو تو دن ہی کو آئیے۔ مگر دن کو شاید حضور کے خلاف ہے
نواب صاحب نے اس سے وعدہ کیا کہ ہم کل شام کو تمہارے مکان پر
آئینگے۔ مگر کوئی غیر اسوقت وہان نہو۔ اور داروغہ کو حکم دیا کہ تم خود جا
مکان دیکھ آؤ۔ دوسرے روز نواب صاحب مع داروغہ حسب اقرار
اس بوڑھی دلالہ کے مکان پر گئے۔ اسکا مکان ایک تنگ گلی مین
واقع تھا۔ مگر پختہ اور خوشنما۔ ایک سجے سجائے کمرے مین انکو اُس
بوڑھی عورت نے بٹھایا۔ اور تابڑ توڑ کئی جوان جوان عورتین دکھائین
نواب صاحب نے ان عورتون کے سامنے تو کچھ نہین کہا بلکہ اُسنے

گھڑی دو گھڑی باتین کین ڈولی کا کرایہ اور فی عورت دس دس روپے انعام دلوا کر رخصت کیا۔ مگر اس بوڑھی دلالہ سے کہا کہ ہم تو کچھ اور ہی سمجھ کر تمھارے ہان آئے تھے۔ ہم تو چاہتے ہین کہ کوئی پری نظر سے گذرے تو کچھ دن اس سے نباہین۔ اور یہ بات تو ہمکو گھر بیٹھے بھی حاصل ہو سکتی ہی۔ دلالہ بولی سرکار مین تو صرف ٹٹولتی تھی کہ حضور رکتے ہین۔ معلوم ہو گیا کہ حضور کی نیت کیا ہی لیکن ایک قول دیجیے۔ اگر کوئی آگ بھبوکا ایسی دکھاؤن کہ حضور اگلی پچھلی سب کو بھول جائین تو حضور لونڈی کو تمام عمر کے لیے بے پرواہ اور نہال نہال کر دینگے کہ حضور کی بدولت اس کار کو چھوڑ دون۔

نواب صاحب نے کچھ دیر تامل کر کے جواب دیا کہ تم کل باتین ہماری ہی رہنے پر چھوڑ دو۔ عمر بھر کے لیے خوش کر دون اور پشتہا پشت تک چین کرو بشرطیکہ کوئی ایسی صورت تو دکھاؤ۔

بوڑھی دلالہ کوئی آدھ گھنٹے کے بعد آئی۔ داروغہ نے نواب صاحب سے آنکر کہا حضور وہ قتالۂ عالم اب کی لائی ہی کہ ساری خدائی مین ایسی حسینہ دوسری پیدا نہین ہوئی ہوگی حضور کے قدمون کی قسم نور کی صورت ہی کلکتے اور بمبئی تک غلام ہو آیا مگر ایسی پری نہین دیکھنے مین آئی پھولون کی پنکھڑی سے بھی زیادہ نازک ہی۔ گلاب کا پھول۔ کہا اس سے کہو حاضر کرے۔ داروغہ نیچے چلے گئے اور بوڑھی دلالہ اس قتالۂ عالم کو ہمراہ لیکر آئی۔ پہلے تو عطر روح افزا کی بوے عنبر بار نے دماغ کو تازہ و معنبر کر دیا یہ معلوم ہوا کہ عطر روح پرور کے قرابے کسی نے کھول دیے ہین اسکے بعد چھڑون کی چھماچھم نے شور محشر بپا کیا کمرے کے دروازے کے پاس بوڑھی دلالہ اور اس شوخ قتالہ مین آہستہ آہستہ باتین ہونے لگین۔

دلالہ - اے چلو بٹیا - اوئی نگوڑی حیا بھی انوکھی حیا ہو -
شوخ - شرم آتی ہو خالہ جان ہم نہ جانے کے -
دلالہ - اے ہو اگھونگھٹ کاڑھے لڑکی - بڑی حیا دار نگیر ہوے چلو
بابا بس اب نخرے نہ بگھارو -
شوخ - میری اچھی خالہ - ہمارے عوض باجی جان کو بھیج دو - زنانی جان
کو بھیج دو -
دلالہ - کیا! باجی جان کو بھیج دو - اے واہ ہو - اب نکٹ لائی گلہری
اور جو کسو کے ساتھ نکاح ہو گیا ہو تا تو وہان بھی باجی جان کو اپنی عوض
بھیجتی - (بلائین لیکر) خالہ صدقے جاؤ بٹیا -
شوخ - کلیجہ جیسے کانپتا ہو - اچھا خالو ابا کو ہمارے ساتھ بھیج دیجیے
دلالہ - (جھڑک کر) اے کچھ دوانی ہوئی ہو لڑکی - اور سنو - خالو ابا کو
انکے ساتھ بھیج دو - خالو ابا کو اب اس بوڑھوتی وخت یہی تو کرنا رہگیا ہو
سفیدی مین سیاہی لگانی -
شوخ - اچھا پہلے تم چلو -
دلالہ - (کمرے مین قدم رکھکر) اوئی کوئی جانے توپ لگی ہو کمرے مین
نواب - اے حضور تشریف لائیے - بھلے مانسون سے یہ خوف -
کیا کوئی چور یا اُچکا مقرر کیا ہو -
دلالہ - اے حضور یہ کیا فرماتے ہین - صدقے جاؤن حضور پوترون کے
رئیس ہین - مگر لڑکی ابھی انیلی ہو - بچہ ہو - ڈھٹائی کہان سے لائے
جی مین تو خوش ہو گئی ہو گی کہ ایسا رئیس زادہ پایا جو لاکھ پچاس ہزار مین
ایک ہو مگر وہ ہندی شل ہو نہ کہ من بھائے مونڈی ہلائے - اب یہ
پردہ کب تک کرو گی بٹیا آخر گھونٹے تو انھین کے بند ھو گی
سچ تو یون ہو کہ میان اور بیوی ہون تو ایسے ہون چاند سورج کی جوڑی -

الغرض بعد خرابی بصرہ بڑی منت اور سماجت سے اُس شوخ
گلبدن نے کمرے مین قدم رکھا مگر ہنوز نواب صاحب کے چار آنکھین بھی
نہین ہونے پائی تھین کہ لجا کر منھ پھیر لیا اور تھر تھر کانپنے لگی۔ اتنے مین
نواب صاحب نے اُٹھکر اُس دلالہ ضعیفہ کے سامنے اُس ماہ دو جمال کا
دست سیمین آہستہ سے اپنے ہاتھ مین لیا اور دلالہ سے اشارہ کیا کہ تم
چلی جاؤ۔ اسکو نیچے جاتے ہوئے دیکھکر اُس شرمیلی نازنین نے دبے
دانتون یہ کہا (اچھی خالہ جان ہمین یہان اکیلا نہ چھوڑ جاؤ) اُسنے زینے
سے تشفی دی (مین واری بٹیا) گھبراؤ نہین۔ ہمارے جانے بوجھے مین
اللہ چاہے تو کل ہی نکاح ہو جائے دو گھڑی بیٹھ کے چلی آنا۔ انھون نے
ہاتھ پکڑ کر کھینچنا چاہا تو اُس نازنین نے ہاتھ ڈھیلا کر دیا۔ انھون نے
اپنے قریب فرش پر بٹھا لیا۔ مگر ابھی تک اچھی طرح صورت نظر سے
نہین گذری تھی صرف اسکی ادائے دلربا اور پیاری پیاری سڈول
کلائی اور دست حنائی اور پور پور چھلے اور گورے گورے پاؤن
دیکھکر لٹو ہو گئے تھے۔ کچھ عرصے کی خوشامد اور چھینا جھپٹی کے بعد
جو اس مہوش خورشید رخسار کے چہرۂ زیبا پر نظر پڑی تو دنگ ہو گئے
اور دل ہی دل مین سوچنے لگے کہ یا خدا تو بڑا مسبب الاسباب ہے۔
جب دینے پر آتا ہی تو چھت پھاڑ کے دیتا ہی۔ اس نازنین مہ جبین
کی جانب مخاطب ہو کر کہا کہ مین تیرے صدقے ہو جاؤن جانی۔
میری جسقدر ثروت اور دولت اور مال اور متاع ہی سب تیرے
قدمون پر رکھ دونگا۔ یہ کہکر بڑے جوش دلی کے ساتھ اسکے رخسار
رشک مہر کا بوسہ لیا اور اُس پری پیکر نے بھی اسی جوش و محبت کے
ساتھ بوسے کا جواب دیا۔ اس بوس و کنار کے بعد باہم یون مکالمہ
طرب انگیز ہونے لگا۔

نواب - جان جان جس روز تم روٹھ کے ہمارے ہان سے چل دی
تھین اُس روز سے آج تک مین تمھاری تلاش مین تھا - ایک دم بھی
کسی پہلو چین نہین آتا تھا - سیکڑون تدبیرین کین مگر مطلب نہ نکلا - آخر کار
مین نے جی کڑا کر کے دداجی سے کہا انھون نے صاف انکار کیا
سوچا کہ یا الٰہی اب کیا کرون - ظہورن اپنی پیاری جانی کو کہان سے
لاؤن سو خدا نے آج ہم بیکسون کی سن لی -

ظہورن - نواب یہ تو تم جھوٹ کہتے ہو - اگر ہماری ایسی ہی چاہ
تمکو ہوتی تو تم یہان اس پھیر مین نہ آتے - تم خوب جانتے تھے کہ
مین کوئی ہرجائی تو ہون نہین کہ کسی کٹنی کے ہان آؤن جاؤن -
مگر ہماری محبت کو دیکھو کہ تم چھٹے اور کسی مرد پر نظر ڈالی ہو تو یہ دونون
آنکھین پٹم ہو جائین - چلو خیر اب جو ہوا سو ہوا ہے

بات پشیمانی کی ہوتی ہے سو پیش آتی ہے

اب اللہ کرے ہماری تمھاری عمر بھر نبھ جاے - ملکہ بیگم سینگی لو بہار کھائینگی - ہماری جوتی کی نوک سے کیا پروا ہے -

نواب - ظہورن کے سر کی قسم جو اُس روز سے صورت بھی دیکھی ہو
مگر تم بھی اسوقت عجب نخرے سے بلیے آئین - مجھے اب تک نہین معلوم
ہوا تھا کہ تم ہو - ذرا جو شک بھی ہوا ہو مگر دل کو دل سے راہ ہے - شکر ہے
کہ اللہ نے تمھاری صورت دکھائی -

ظہورن - تمھاری بیگم ہمین کوس کوس کے کھا جائینگی -

نواب - اُسکی ایسی تیسی تمھاری لونڈی بنا کر رکھون تو سہی -

راوی - حضرات ناظرین رونگٹے کھڑے ہونے کی بات ہے -
بڑی عبرت کا مقام ہے منکوحہ بیوی رنج غم خوشی شادی کی شریک -
دل و جان سے ہر دم حاضر - آسایش تن - پھر غریب غیور عفیفہ -

پاکباز ہمنشین - خندہ پیشانی - اور حسن و جمال سن و سال مین بھی سو پچاس مین ایک - مگر نواب کی اس حرکت ناملائم کو ملاحظہ فرمایئے کہ مغلانی کی چھوکری سے کہتے ہین کہ ہم اُسکو تمھاری لونڈی بنا کر رکھینگے - افسوس صد افسوس -

اسی شب کو نواب نامدار اپنی معشوقہ سیم بدن گلعذار کو اپنے مکان پر لیگئے - اور دوسرے ہی دن کھلے بندوان نکاح کی رسم ادا ہوئی اور بی ظہورن کا نام نواب حورلقا محل رکھا گیا -

نواب حورلقا محل کا دماغ عرش بریں پر تھا - پنجون سے کھیل جاتی تھین - زمین پر قدم ہی نہین دھرتی تھین - اور نواب صاحب کی یہ کیفیت کہ کل جمع جتھا انکے حوالے کر دی یہی سیاہ سفید کی مالک تھین نواب کو صبح شام اور شام سے صبح تک سوا بدمستی و بادہ پرستی کے اور کوئی کام ہی نہ تھا چار مہینے کے عرصے مین یار لوگون نے آدھی جمع اڑا دی اور انکے کان پر جون بھی نہ رینگی - مگر ظہورن یعنی حورلقا محل کے مرید تھے جو حکم انھون نے دیا بسر و چشم بجا لائے - بس یہی معلوم ہوتا تھا کہ یہ اُس ناز آفرین کے غلام ہین اور وہ انکی آقا - بیگم صاحب دل ہی دل مین کڑھتی تھین مگر انکی سنتا کون تھا - بڑی حضور بالکل بے بس - بی ظہورن کا طوطی بولتا تھا مگر انھون نے جتنی خادمہ اپنے ہان نوکر رکھی تھین سب بوڑھی یا ادھیڑ جوان عورت گھر مین نہین آنے پاتی تھی - یہ نواب صاحب سے ہمیشہ کھٹکتی رہتی تھین کہ ایسا نہو جس طرح بیگم صاحب نظر بند ہو گئین اسی طرح اب کسی اور نوخیز چھوکری پر میان ریجھین اور ہم بھی نکالے جائین اور ہماری طرح وہ محل مین داخل ہو جائے تب انکو مہری کی ضرورت تھی ایک ماما محل کی ایک لڑکی کو جسکا نام یاسمین تھا نوکری کے لیے لائی - چونکہ یہ بھی بڑی نمکین اور خوبصورت دختر سیزدہ سالہ تھی بی ظہورن صاحب نے اسکو نوکر رکھنا پسند نہ کیا -

دورسولھواں
سحر حرام و حلال اور نصرت الدولہ کا پتلا حال

نکالا ہے یہ شعبدہ زمانے سے
خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے

نواب صاحب اس فکر میں تھے کہ کسی طرح سیٹھ کو جرنل صاحب کا پتا ملے تو انکو صلاح دیں اور ہندوستان کے لائق فائق بیرسٹروں اور نامی گرامی وکلا سے مشورہ لیں اور سیٹھ جی کو مصیبت سے بچائیں مگر گو لاکھ تلاش کی گو جرنل کا پتا نہ ملا۔ ایک روز حضرت الٰہ داد بہادر سے اپنے شفیق مغرور و مجبور کی حالت زار کی نسبت گفتگو کرتے تھے کہ ایک سپاہی نے آنکر کہا خداوند ایک صاحب آئے ہیں امام الدین خان نے پوچھا کون ہے۔ اُسنے کہا انگریز ہیں۔ انگریز کا نام سنکر نواب صاحب نے کہا جا کر دیکھو تو ذرا۔ امام الدین خان باہر گئے۔ دیکھا ایک صاحب کھڑے ہیں۔ امام الدین خان نے جھک کر سلام کیا اور کہا کیا نواب صاحب سے ملئے گا۔

صاحب۔ ہاں ہم اُنسے ملاقات کرینگے۔ آپ بولدیں جا کے۔

امام الدین خان۔ کیا کہوں۔

صاحب۔ کہو۔ صاحب سلام کرنے آیا ہے۔

امام الدین۔ آپ کا نام کیا ہے۔

صاحب۔ آفندی جی آسلر۔

امام الدین۔ کیا؟

صاحب۔ دل کیا کا جواب کیا۔ بولو آفندی جی آسلر صاحب آیا ہے۔

امام الدین۔ بہت خوب۔ اور آپ نوکر کہاں ہیں کس محکمے میں۔

صاحب۔ جہنم میں۔ ہم دوزخ کے داروغہ ہیں سمجھا آپ یا نہیں سمجھا ابھی

امام الدین۔ آپ تو دل لگی باز آدمی ہیں۔ صاف صاف بتائیے۔

صاحب۔ دل بولو کہ ایک پاگل آیا ہے۔ ابھی پاگل خانے سے آتا ہے۔

امام الدین - اب صاف صاف بتانا ہو بتاؤ - ورنہ مین جاتا ہون
صاحب - آسا ہمارا نام ہو - اور ملیگا نواب سے -

امام الدین نے آنکر کہا حضور ایک صاحب ہین خاص ولایتی - سرخ سفید ایک ٹٹو پر آیا ہی - مگر بڑا سنجیدہ ہو آپ سے ملنا چاہتا ہو - مین نے کہا آپ کہان نوکر ہین کہنے لگا ہم دوزخ کے داروغہ ہین نواب صاحب نے کہا بلاؤ صاحب سپ رپ کرتے ہوے آئے - اور آنکر کہا - سلام ہو نواب صاحب -

نواب - سلام آئیے کرسی پر بیٹھیے مزاج اچھا آپ کا -
صاحب - ہان نواب صاحب ہمارا مزاج بہت اچھا - آپکا مزاج بہت اچھا
نواب -- ارشاد فرمایئے -
صاحب - سلام کو آیا ہو - ملاقات کرنے -
نواب - مشکور ہوا - کہان مکان ہو آپ کا - اسی شہر مین ہی ہین آپ
صاحب - ول ابھی آیا ہو - چار دن ہوسے - ہم ایسٹر الجر -
نواب - کیا نرالا کیا -
صاحب - ایسٹر الجر - ایس ہو لو - ایس - پھر ٹرا - ٹرا - پھر لجر -
نواب - ہم نہین سمجھا تم کیا بولتا ہو -
جھمن - یہ کون لغت بولے حضرت صاف بتاؤ -
تراب علی - صاحب ہم لوگ انگریزی نہین جانتا - اردو بولیے -

صاحب نے کہا ول آپ لوگ یہ پڑھ لے ہمارا سارٹیفکٹ ہو -
نواب صاحب نے سارٹیفکٹ لیکر امام الدین خان کو دیا کہ پڑھو مگر آواز بلند پڑھنا امام الدین خان نے یون پڑھنا شروع کیا - نواب صاحب اور رفقا غور سے سنتے جاتے تھے -

ہم اس بات کی تصدیق کرتے ہین کہ مسٹر افن جی اسلم نجومی نے

ہمکو بہت سی باتین بتائین۔ اور انمین سب باتین سچی نکلین پہ پچھلا حال بھی خوب بیان کیا۔ اور مطابق ہوا۔ اور آیندہ کا حال چار دفعہ بتایا۔ دو باتین صحیح نکلین۔ دو کا ابھی وقت نہین آیا۔ ہم انسے بہت خوش ہین اور انکو سچا اور فن نجوم مین لائق تصور کرتے ہین۔ جو جو صاحب انسے کچھ پوچھینگے یہ خوب بتائینگے۔

راقم راجہ تیغ سنگھ بہادر تعلقہ دار وزیر پور۔

نواب ۔ اللہ اللہ یہ نجومی ہین۔ معقول۔ یہ کہیے۔ ع

تو با بوج فلک چہ دانی چیست		کہ ندانی کہ در سرای تو کیست

بتانے کا اچھا موقع ہاتھ آیا کچھ پوچھو نصرت الدولہ بہادر۔

نصرت الدولہ ۔ اچھا۔

صاحب نے ایک اور سارٹیفکٹ جیب سے نکالا اور کہا اسکو آپ لوگ دیکھیں نصرت الدولہ بہادر نے باواز بلند پڑھنا شروع کیا۔ قابل سننے کے ہے۔

یہ صاحب ۔ اف ۔ جیگات آسلر نجوم کی باتان مین ہسیار رکھے۔ دو تین باتان پوچھین سب بتا دینی۔ ستائی (۲۷) تاریخ کو کہا اٹھائی (۲۸) کو مینھ برسیگا۔ سو برسا۔ اور ہمکو کہا کہ تمھارے باپ کابل کی لڑائی مین ملسٹن صاحب کے ساتھ مارا گیا۔ سو ٹیک (ٹھیک) ہے۔ دونون باتان ٹیک (ٹھیک) نکلا صاحب بڑا اگرتیجا ہے۔
پیتم سنگھ رسالدار

نواب ۔ یہ کس پنجابی نے دیا ہے۔

صاحب ۔ ہان رسالدار ہے۔

نصرت الدولہ ۔ وہ تو زبان ہی سے کہے دیتی ہے۔

امام الدین ۔ باتان کی ایک ہی کہی اور ستائی سمجھے حضور۔

نواب ۔ نہین مین نہین سمجھا۔

جھمن ۔ ستائیس سے مراد ہے۔ ہم تو عنبر سر مین رہے ہین نہ

امام الدین - کہان رہتے ہین آپ ؟

جھمن - عنبرسر مین -

نواب - امرتسر مین بڑے مولوی بنے ہین - عنبرسر کیسا -

نواب صاحب نے پوچھا کہ کتاب کون ہی - صاحب نے کہا اسمین نجوم کا ذکر ہی - بہت دام خرچ کر کے صاحب نے کتاب پایا - اسکا پہلا صفحہ دیکھیے ٹیٹل پیج -

نواب صاحب نے کتاب لی - تو پہلے صفحے پر ایک تصویر نظر آئی -

نواب صاحب نے پوچھا یہ کیا ہی - نجومی نے کہا اس مکان مین نجوم کے علما مُردون سے باتین کر سکتے ہین - اڈورڈکلی ایک تھے بڑے زبردست نجومی - اور سحر مین بھی مسلم الثبوت اُستاد - لنکاشٹر ایک ملک ہی وہان جو آدمی مر گیا تو کلی صاحب نے لوگون سے کہا کہ ہم جادو کے زور سے اس سے باتین کر سکتے ہین - لوگون نے پوچھا کیونکر - اُسنے ایک اپنے دوست کو ساتھ لیا اور قبرستان گئے - سُن چکے تھے کہ فلان فقیر چند روز ہوے مر گیا تھا مشہور تھا کہ متوفی بڑا مالدار تھا - مگر اسنے اپنی دولت کا حال مرتے دم تک کسی پر ظاہر نہ کیا - کوئی کہتا تھا اُسکے مکان مین اشرفیان دفن ہین - کوئی کہتا تھا کہ میدان مین دفن کرآیا مختلف روایتین مشہور تھین - ٹھیک بارہ بجے رات کے وہ لوگ قبرستان مین داخل ہوے کلی نے سحر کے زور سے مردے کو اٹھایا - مردہ سامنے آن کھڑا ہوا - اپنی دولت کا کل حال بیان کر دیا - اور بعض پڑوسیون اور محلے والون کی نسبت پشین گوئیان کین اور وہ سب صحیح نکلین -

نواب - ہان ! ہمکو تو یقین نہین آتا - مردے کو زندہ کرنا محال ہی

نجومی - نواب صاحب اگر آپ اس کتاب کو پڑھے تو یقین کرے

نصرت الدولہ - آپ مردے کو زندہ کر سکتے ہین -

نجومی - ہم نجومی ہی - جادو والا نہین ہی - یہ جادو کا بات ہی آپ سمجھے

کہ جو لوگ زہر کھا کر مرتا ہی - یا پُرانی عمارت کے تلے دب کر یا جہاز ڈوبنے یا دریا میں ڈوبتا وہ ایک ستارہ ہی (سٹیرن) اسکے اثر سے مرتا ہی - اور جو لوگ آگ سے جلکر مر جاتا ہی - یا بجلی گر پڑتا ہی - یا بندوق یا گولا توپ سے مرتا ہی - یا گھوڑے پر سے یا اونچے پر سے گر کر مرتا ہی - یا پھانسی سے وہ ایک ستارہ ہی (مارس) اسکے اثر سے آپ لوگ (مارس) کو (مریخ) بولتے ہین

نصرت الدولہ - مریخ -

نجومی - ہان ہان - یہی ہم بتا سکتا ہی کہ کتنی شادیان ہون - کتنا روپیہ ہوگا پاس - ہاتھ دیکھ سکتا ہی - ہم سب جانتا ہی - آپ کچھ پوچھیے گا تو ہم کہیگا آپ لوگ نے فولر کا نام سنا ہی یہ بڑا نجومی تھا اسکی کئی بات مشہور ہی - اور دور دور تک -

نواب صاحب نے کہا کہیے - فرمائیے - نجومی نے کہنا شروع کیا - بوڑھا آدمی تھا لکھنا پڑھنا کچھ نہین جانتا تھا - بالکل ان پڑھ - نام تک نہین لکھ سکتا تھا - مگر نجوم مین استاد تھا - اسقدر کہ سمجھ پہونچا یا کہ کل باتین بتانے لگتا تھا رات رات بھر بیدار رہتا تھا اور ستارون کی گردش اور حالات پر غور کرتا تھا یہان تک کہ اگر کوئی لڑکا کسی اور کے یہان پیدا ہوتا تو وہ بتا دیتا کہ زندہ رہیگا یا مر جائیگا - یا کب تک زندہ رہیگا - اسنے پیشین گوئی کی تھی کہ نپولین بوناپارٹ نیچا دیکھیگا اور اسکی عظمت اور صولت سب خاک مین ملجائیگی - اسنے پیشین گوئی کی تھی کہ ولنگٹن کے دبدبہ کے جھنڈے نصب ہو جائینگے دونون باتین صحیح نکلین اور یہ پیشین گوئی کئی سال قبل کی تھی - ایک ستارہ ہی (جسکا یہ جسم سائی ٹرس) اس ستارے کا حال اسکو ہرشل سے پیشتر معلوم تھا -

ایک دن یہ شخص اپنے مکان کے پڑوس میں ایک سرا مین کسی دوست سے باتین کر رہا تھا لوگون نے نجوم کا ذکر چھیڑ دیا - اتنے مین ایک کسان آیا

اسنے کہا بہت نجوم کی لیا کرتے ہو بھلا بتاؤ تو اگر مین آج فصد لون تو زندہ بچون یا مر جاؤن۔ لوگ سمجھے کہ نجومی یہی کہیگا کہ زندہ بچو گے مرنا کیسا مگر نجومی نے فوراً کہا کہ مر جاؤ گے۔ ادھر فصد کھولی گئی اُدھر تم مر گئے بوڑھا کسان خوب ہنسا کہا اچھا ہم جاتے ہین جا کر فصد کھلوائی خون زیادہ آیا۔ ہر چند تدبیر کی گئی مگر بے سود۔ تھوڑی ہی دیر مین جان نکل گئی۔

نصرت الدولہ۔ سبحان اللہ نجوم عجب علم ہو بھئی۔

نواب۔ اجی سب ڈھکوسلا ہی ڈھکوسلا ہو۔ بالکل بے اصل چیز۔

نصرت الدولہ۔ جی ہان بے اصل چیز آپ کے کہنے سے بے اصل ہو

نواب۔ آپ اسقدر دانا ہو کر اون باتون کو صحیح سمجھتے ہین۔

نجومی۔ نواب صاحب آپ لوگ کوئی نہین مانتا ہمارا بات۔ تمام دنیا ہمکو بے ایمان اور جھوٹا سمجھتا مگر ہم ویسا نہین ہو۔ ہم لوگ سچ بولتا ہو۔ کوئی چاہے جو کہے ہمسے کچھ واسطہ نہین ہے۔

نواب۔ یہ اپنی اپنی رائے ہو۔ ایمین زبردستی تو ہو نہین کچھ۔

نجومی۔ او۔ ذرا نہین۔ اپنا اپنا رائے جو جسکا ہو۔

نصرت الدولہ۔ آپ ہمارے مکان پر ضرور آئیگا۔ ہم خوشی سے ملیگا ہمین کچھ پوچھنا بھی ہو کل آپ آئیے یا اپنے مکان کا پتا دیجیے۔

نجومی۔ ہوٹل لاک صاحب کا ہوٹل۔

نصرت۔ اچھا تو ہم آدمی بھیج دینگے۔ آپ آئیگا اور گاڑی بھیج دینگے۔

نجومی۔ ہم بہت خوشی کے ساتھ آئینگے۔

نواب صاحب نے امام الدین خان سے کہا یہ اب گئے ہاتھ سے انکو یقین آگیا کہ نجومی نے جو کچھ کہا سب صحیح ہو۔ امام الدین بولے خدا وند ہمکو تو پہلے ہی معلوم ہوتا ہی سمجھ لیا۔ ساری خدائی کا سب بے ایمان۔

نجومی بنے ہین۔ واہ۔
نصرت الدولہ۔ کیا باتین ہوتی ہین چپکے چپکے۔
نجومی سنے کہا لیجیے یہ اخبار ہے ٹائمز۔ لندن ٹائمز دیکھیے اس مین کیا چھپا ہی
نواب صاحب نے کہا ہم لوگ انگریزی خوان نہین ہین۔ نجومی سنے کہا
اچھا ہم ترجمہ کرینگے۔ نجومی نے ترجمہ کرنا شروع کیا۔ مگر اپ شتاپ۔
نجومی ——— سنڈے کو یہ سنڈے ایک دن کو ہم بولتے
نواب۔ کس دن کو بولتے ہین۔
نجومی۔ ہمارا گرجا کا دن۔ بڑا اچھا دن ہی۔ وہ دن ہی۔
نواب۔ اتوار۔ اتوار۔ ہم سمجھ گئے۔ گرجا کا وہی دن ہی نہ۔
نصرت الدولہ۔ اجی سننے دو۔ دن سے کیا واسطہ اتوار ہو یا بدھ ہو یا پیر ہو
نواب۔ اچھا ہان صاحب فرمائیے بولیے۔ پھر کیا ہوا۔
نجومی۔ جیمس ولیمس ایک آدمی تھا کم۔ بہت نہین عمر کم۔
نواب۔ ہان جوان آدمی تھا۔ سمجھے آپ مطلب کہیے۔
نجومی۔ وہ آپنے سب لوگ کو ملکر ساتھ ساتھ جاتا ہشتی۔ دریا مین سب
سب وہ ڈوبتا ہی۔ دریا مین وہ ڈوبتا ہی۔
نواب۔ دریا مین ڈوب گیا۔
نصرت الدولہ۔ ڈوب گیا یا ڈوبتا تھا۔
نجومی۔ تین دن تین رات ڈوبنے کے پہلے اسنے دیکھا تھا رات کو
سوتے مین ڈریم مین۔ جسکو ہم ڈریم کہتے ہین۔ ڈریم جانتا۔
نواب۔ سمجھے سمجھے۔ بتاؤ امام الدین خان کیا کہا۔
امام الدین۔ مین تو نہین سمجھا خداوند۔
نواب۔ خواب سے مراد ہی۔ کہا نہ کہ رات کو سوتے مین دیکھا۔
تراب علی۔ اعجاز اعجاز۔

چھمن - واہ خداوند - کیا خوب بات فرمائی ہے - جی خوش ہو گیا اسوقت

امام الدین - ہان خوب طبیعت لڑی - ماشاءاللہ ذکی ہین - دانا ہین

نجومی - تین رات برو بر (برابر) دیکھا رات کو ڈریم مین کہ ڈوبا - ڈوبا - ڈوب گیا

امام الدین - سماعت یہ نئی بات ہے نہ سمجھے چھمن - تین مرتبہ خواب دیکھا کہ ڈوبا جاتا ہے - اور پھر ڈوب ہی گیا -

نجومی - پہلے جب ڈریم دیکھا تو کچھ نہ پروا کیا - مگر دیکھا بہت بڑا ڈوبنا بڑا ڈوبنا سمجھا یہ کہ ڈوبتا - جان جاتا - روتا چلاتا - گول دغل مچاتا - جب دوسرا ڈریم دیکھا تو کچھ پرواہ کیا نہین جب تیسرا دیکھا ڈریم تو ڈر گیا بولا اپنی بہن سے کہ ہم دیکھا ڈریم - تین رات - ڈوبا - پھر ڈوبا - پھر ڈوبا - اور ہم جان سے ڈرتا ہے - ایک ڈریم - دو ڈریم - تین ڈریم -

نواب - لٹا دیا - واللہ لٹا دیا - ڈریم - ڈریم - ڈریم - خواب کہو خواب

نجومی - ول ہم زبان اردو نہین اچھی جانتا - کھاب کیا -

چھمن - جانگلو ہے جی - ؎

آدمیت اور شے ہے علم ہے کچھ اور چیز		لاکھ طوطے کو پڑھایا پر وہ حیوان ہی رہا

نواب - کیا بکتے ہو - اسکی کچھ زبان ہے بیچارے کی - وہ کیا جانے بھلا -

نصرت الدولہ - آپ کے رفقا جانین اور آپ جانین ہم اس بارے مین کیا دخل دینگے -

امام الدین - لاحول ولا قوۃ - چھمن بات نہین سنتے وسنتے توبہ -

نجومی - اسکی بہن کہا نہین برا بات - دوسرے روز وہ دریا جانے مانگتا کہ وہان اشارے سے بتایا کہ پیرنے کے لیے گیا ۔

نواب - دریا پیرنے گئے - ہم سمجھے - آپ فرمائیے پھر کیا ہوا -

نجومی - لوگ سے بولا - لوگ بولا تم پاگل ہے - ڈریم کون بات - ول ڈریم سے پڑھا لوگ اور یہ ریفائنڈ جنٹلمین کیون بھاگنے والا کیا بات

(این اینڈل ڈریم) وہ دریا مین گیا۔ گیا دریا کے بیچ مین کہ (اشارہ سے پیرنے)

نواب ۔ آپ کہتے جائین مین اسقدر سمجھ سکتا ہون۔

نجومی ۔ دل۔ لوگ بولا تم پاگل ہو۔ ڈریم سے بھاگتا۔ ڈریم سے۔

امام الدین ۔ ہم تو کروڑ برس تک دریا نہ جاتے۔

جھمن ۔ ہم تو اسی دم پھاند پڑتے۔

تراب علی ۔ جہالت اسی کا نام ہو۔

نصرت الدولہ ۔ واہ عجب عجب لوگ ہین۔

نواب ۔ بات سننے دو۔

نصرت الدولہ ۔ اجی کسکی بات۔ کہان کی بات۔ یہان تو مٹڈی لگی ہو

نجومی ۔ آپ لوگ بولتا ہو یہ جھوٹ ہو۔

نواب ۔ ہرگز نہین۔

نصرت الدولہ ۔ آپ فرمائین ہم سنتے ہین۔

جھمن ۔ لطف آتا ہو اس ڈریم مین۔ یہ ڈریم خوب ہو۔

نجومی ۔ بالکل سچ ذرا وہ نہین کہ جھوٹ ہو۔

اتنے مین ایک انگریزی خوان آئے۔ نواب صاحب بولے۔ لو بات بنگئی۔ انگریزی خوان سے کہا ذرا اس کتاب کا ترجمہ تو کیجیے۔ انگریزی خوان نے کہا کیا خوب کیا چھوٹی سی کتاب ہو۔ اسکے ترجمے کے لیے بھلا کم سے کم ایک مہینا تو ہو۔ اسکا ترجمہ آسان نہین کس مزے سے آپ نے فرمایا کہ ذرا اس کتاب کا ترجمہ تو کر دینا۔

نواب ۔ اجی ایک صفحہ کا ترجمہ چاہیے۔

انگریزی خوان ۔ ہان لائیے یہ کون بڑی بات ہو۔

(انگریزی خوان نے ترجمہ کرکے یون سنایا۔

گذشتہ اتوار کے دن ایک معزز نوجوان آدمی جسکا نام جیمس ولیمس تھا ڈوب کر مرگیا۔ یہ نوجوان چند احباب بذلہ سنج و لطیفہ گو کے ہمراہ تفنن طبع کے لیے دریا مین شام کے وقت پیرتا تھا۔ دفعتہً بھنور مین پڑگیا۔ لاکھ لاکھ کوشش کی کہ اس گرداب بلا سے نجات پائے مگر بے سود۔ اسکے احباب مُنھ ہی تکتے رہے اور کہا کہ ہمنے معتبر ذریعے سے سُنا ہو کہ ڈوبنے کے تین روز قبل یعنی پنجشنبہ جمعہ اور ہفتہ کی شب کو اسنے کئی بار یہی خواب دیکھے کہ دریا مین ڈوبتا ہی وہ رات کو چونک چونک پڑا اور کئی بار پکار اُٹھا۔ ڈوبا۔ ڈوبا۔ ہائے ڈوبا۔ جب بیدار ہوا تو بدن کے رونگٹے کھڑے ہوگئے اور تھرتھرانے لگا۔ جب تیسری شب کو بھی اسنے متواتر اور متوالی ایسے ہی خواب دیکھے تو نہایت ہی خائف ہوا صبح کو اُٹھتے ہی بہن سے ذکر کیا اور کہا کہ مین ایک شخص سے شرط بدچکا ہون کہ ایک پل سے کود کر ملاحی پیرتا ہوا مچھلی کے باند تک جاونگا۔ اُسکی بہن نے کہا۔ خبردار ایسا غضب نہ کرنا یا درکھو ستم ہوجائیگا۔ صاف صاف یون ہو کہ زندہ بچکر نہ آؤگے۔ جن لوگون سے شرط بدی تھی اُنسے اس بدبخت نوجوان نے اپنے خواب پریشان کا حال بیان کیا۔ اور کہا کہ ہم دریا نہ جائینگے۔ لوگون نے قہقہہ لگایا اور اسکا باور نکیا ایک نے کہا ڈر گیا دوسرا بولا ضعیف الاعتقاد ہی۔ تیسرے نے کہا تم اس ملک مین کیون پیدا ہوے وحشیون مین پیدا ہوئے ہوتے۔ خواب کی ایسی تیسی اس ملک کے تربیت یافتہ آدمی کہین خواب کو مانا کرتے ہین سب نے ملکر اسکو خوب بنایا۔ جب تو طیش کھا کر اُسنے کہا چلیے آئیے یہ کہکر انکے ہمراہ پل پر گیا اُسکی بہن نے جو خبر پائی تو فوراً اسکے پاس پہونچی اتفاق سے ایک نجومی کا بھی وہان گذر ہوا۔

نجومی سے لوگون نے پوچھا اگر یہ شخص پل سے کودے تو کیسا۔

نجومی کو خوب معلوم تھا کہ وہ شخص اس فن کا مسلم الثبوت استاد سمجھا جاتا ہی لیکن اُسنے نجوم کے زور سے کہا کہ کودتے ہی ڈوب جائیگا۔ اسپر حاضرین نے قہقہہ لگایا اور وہ شخص پل پر سے دہم سے کودا پھر کسی شخص نے اسکو اُبھرتے نہ دیکھا تین دن کے بعد اُسکی لاش ملی۔ اور جو لوگ نجوم کے خلاف تھے وہ بھی معتقد ہو گئے۔

نصرت الدولہ۔ صاحب آپ کچھ ہمکو بھی سکھایئے ہمین بڑا شوق ہو۔

نجومی۔ اچھا جب آپ سیکھیے۔ ہم حاضر ہی۔ جب حکم ہو۔

نواب۔ انکو چیلا کیجیے۔ یہ پھنس جائینگے۔

نصرت الدولہ۔ بس آپ خاموش ہی رہین بس آپ تو کسی چیز کو نہین مانتے

بہادر علیخان۔ عرض کرون حضرت حقیقت حال یون ہی کہ غیب کی بات جناب باری کے سوا اور کوئی نہین جان سکتا۔

نواب۔ اسمین کیا فرق ہی۔

نصرت الدولہ۔ حضرت یہ اپنا اپنا عقیدہ ہی۔ بحث کی ضرورت نہین۔

نواب۔ اچھا اسنے کہیے کوئی مردہ ہمارے سامنے بولنے لگے۔

بہادر علیخان۔ کیا مجال۔ ممکن ہی نہین محض ڈھکوسلا ہی ڈھکوسلا ہی۔

نصرت الدولہ۔ اچھا ہم کچھ دن سیکھ لین تو پھر عرض کرین۔

نواب۔ بسم اللہ سیکھیے مگر یاد رکھیے دھوکا کھائیے گا۔

بہادر علیخان۔ اسوقت کمال افسوس ہی کہ آپ وران ضعیف الاعتقادی کی باتون کو باور کرین اگر ذرا غور کیجیے تو ہمسے اتفاق کرنے لگیے۔

نجومی۔ اچھا اپنی آنکھون آپ دیکھین تب تو یقین آئے یا تب بھی ہٹ دھرمی کیجیے گا۔

نجومی نے طرح طرح کی دلچسپ باتین بیان کین۔ نواب نامدار اور بہادر علیخان اُنکے عزیز قریب نے کہا یہ سب بے سر و پا کہانی ہی۔ مگر

نصرت الدولہ اور جمبن معتقد ہو گئے - نجومی نے کہا زراعت کے ذریعے سے جن لوگون کو فائدہ حاصل ہوتا ہی وہ خاص زحل سے متعلق ہی - کسی عمارت مین خزانہ نکلے یا جہاز رانی کے ذریعے سے زر کثیر حاصل ہو یہ سب اسی ستارے کے متعلق ہی -

ایک جنٹلمین نے یون لکھا لارڈ ولنگٹن نامے ایک رئیس انگلستان نے جب انتقال کیا تو مین وہان ہی تھا - کئی جنٹلمین اور لیڈیان اوس مین انکی وفات کے وقت اُنکے ارد گرد موجود تھین - وفات کے تین دن قبل انھون نے خواب مین دیکھا کہ ایک چڑیا پھڑپھڑاتی ہوئی اُنکے سامنے آئی -

نواب - کون آئی - یہ کون لفظ آپ نے فرمایا ابھی ابھی -

نصرت الدولہ - ایک چڑیا آئی -

نواب - ہان - اچھا صاحب پھر - اب تو طوطے مینا کی کہانی شروع کر دی

نصرت الدولہ - آپ لوگ بڑے بیوقوف ہین - ذرا خاموش رہیے -

نواب - (مسکراکر) این ! اب تو گالیان دینے لگے آپ - خدا خیر کرے

نجومی نے کہا پہلے ایک چڑیا سامنے آئی اُسکے بعد ایک عورت سفید پوش نے انکی طرف مخاطب ہو کر کہا مرنے کے لیے مستعد ہو رہو تین دن سے زیادہ اب تم نہین زندہ رہ سکتے انکی آنکھ کھل گئی - فوراً آدمی کو بلایا اور مارے ڈر کے تھر تھر کانپنے لگے - آدمی فوراً حاضر ہوا دیکھا تو انکو سخت متوحش پایا - کئی بار خدمتگار کے سامنے زار زار روئے دوسرے دن انکی طبیعت ازبس پریشان رہی - تیسرے دن صبح کے وقت کھانا کھاتے ہوے انھون نے کہا اگر آج مین زندہ رہون تو اُس بھوت کو خوب بناؤن - تھوڑی دیر کے بعد انتہا سے زیادہ پریشان ہوئے - مگر آدھ گھنٹے مین صحت کلی حاصل کی - شام کو پانچ بجے کے وقت انھون نے پھر کھانا کھایا اور دس بجے بستر پر گئے - اور خدمتگار سے کہا

چاء تیار کرلاؤ۔ جب خدمتگار چاء لیکر آیا تو دیکھا کہ انکی بڑی ردی حالت ہی اسقدر خائف ہوا کہ وہین سے غل مچایا اور بھاگا اور لوگون کو مدد کے لیے بلایا۔ اتنے مین لارڈ موصوف اوپر کے دم بھرنے لگے اور لوگون کے آنے کے قبل ہی جان بحق تسلیم ہوئے۔

جھمن۔ اف۔ اسوقت بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

نواب۔ این معقول۔

امام الدین۔ یہ ڈونڈا ور تین کانے۔

جھمن۔ اجی حضرت آپ ہین کس بھروسے۔ خدا کی قسم کانپ اٹھو۔

امام الدین۔ بجا۔ اپنا ہی سا بودا آپ سب کو سمجھتے ہین۔

نجومی۔ ہم ان امور کا ثبوت دے سکتے ہین بلا ثبوت نہین کہتے۔ چنانچہ لارڈ لٹلٹن نے لوگون سے یہ بھی کہا تھا کہ جس عورت کو انھون نے خواب مین دیکھا تھا اُس سے وہ بخوبی واقف تھے۔ کمال خوف ہوا

جھمن۔ واقف تھے کیا معنی مین اسکا مطلب نہین سمجھا۔

نجومی نے بیان کیا دو نوجوان حسین تھین اُنپر لارڈ صاحب عاشق ہو گئے مگر انکی بوڑھی ماں نے انکو للکار دیا کہ خبردار یہان نہ آیا کرو۔ اُنھون نے اسکو زہر دلوادیا۔

نجومی نے کہا اگر یہ صاحب جو انگریزی پڑھے ہین آپ کو اس صفحے کا مطلب سمجھا دین تو ہم شکرگزار ہونگے۔ نواب صاحب نے کہا بسم اللہ حضرت ترجمہ کیجیے۔

انگریزی خوان نے یون ترجمہ کیا۔

جسوقت لارڈ لٹلٹن نے یہ خواب پریشان دیکھا کہ ان دونون لڑکیون کی ماں سامنے کھڑی کہ رہی ہو کہ اب مرنے کے لیے مستعد ہو۔ اسیوقت اس عورت کی جان نکلی تھی۔

لیڈی لٹلٹن یعنی لارڈ صاحب کی بیوی نے یون بیان کیا ہو
وفات کے دو شب قبل جب وہ بستر پر جاتے تھے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ
کوئی جانور مثل فاختہ کے کمرے مین پھڑپھڑاتا ہو۔ ادھر ادھر دیکھا
تو معلوم ہوا کہ دریچے کے قریب ایک عورت کھڑی ہو۔ اسکی ڈراونی اور
مہیب شکل ہو یہ از بس خائف ہو گئے۔ کمرہ خوب روشن تھا۔ اور روشنی بدستور
نظر آتی تھی اس عورت نے ہاتھ اٹھا کر کہا کہ پرسون تو دنیا سے کوچ کر جائیگا تیری
زندگی کا پیمانہ اب لبریز ہو گیا اتنے مین وہ شکل دفعۃً غائب ہو گئی اور
لارڈ لٹلٹن مارے خوف کے کانپنے لگے۔

نواب ۔ اگر کسی بزدل آدمی کے سامنے کہیے تو ڈر جائے۔

جھمن ۔ حضور ہمین جوانمردی کیا کر سکتی ہو۔

امام الدین ۔ اجی یہ سب گڑھی ہوئی کہانیان ہین بے سر و پا بے اصل

نصرت الدولہ ۔ خدا کی قسم اسقدر حظ آتا ہو کہ بیان سے باہر ہو۔
نہ جانین نہ بوجھین ۔ اور دخل در معقولات دینے کو مستعد۔

نواب نصرت الدولہ نے کہا ہمارے ایک دوست ہین سیٹھ گوبر مل
انکا حال بتلائیے کہ وہ آج کل کہان ہین۔

نجومی نے کہا۔ انکی پیدایش کا وقت اور مقام بتلائیے۔ تو ہم ابھی ابھی
اسی دم بتا دیوینگے۔

نصرت الدولہ نے آدمی کو بلایا اور کہا جا کر سیٹھ جی کے ہان سے انکا
زائچہ مانگ لاؤ کہنا ایک بڑے پنڈت آئے ہین انکو دکھائینگے۔
اتنے مین انگریزی خوان اور نجومی مین خوب باتین ہوئین مگر انگریزی
زبان مین۔ نواب صاحب نے کہا بھئی اب یہ گٹ پٹ تو رہنے دو۔ اردو مین
باتین کرو تو ہم بھی سمجھین۔

اتنے مین نواب نصرت الدولہ بہادر کا خدمتگار سیٹھ گوبر مل کا زائچہ لایا

اور اسکے ساتھ ہی لالہ نتھولال بھی آئے - نواب صاحب کے کان مین کہا
زائچہ حاضر ہو - نصرت الدولہ نے زائچہ لیکر نجومی کو دیا نجومی نے کہا
ہم فقط وقت اور مقام ولادت دریافت کرنا چاہتے ہین - اور کچھ نہین
لالہ نتھولال نے بتا دیا - تھوڑی دیر خوب غور کرکے بخوبی سمجھکر نجومی نے
کل حالات یون بیان کیے -

یہ شخص بڑا خوش قسمت اور مالدار او دولتمند ہو - مگر اسکی زندگی کے
دو برس بڑے سخت ہین - جان کا خوف نہین - مال کا خوف نہین -
مگر آبرو کا خوف ہو -

اسپر نصرت الدولہ اور لالہ نتھولال اور جھمن اور دو تین اور رفقا نے
بڑی تعریف کی - سبحان اللہ سبحان اللہ - کیا بات بتائی ہو -
واہ واہ وا - کامل ہو یہ شخص -

نصرت الدولہ - کہیے نواب صاحب اب قائل ہوے یا اب بھی
نہین قائل ہوئے - بولیے بس اب بولیے -

جھمن - خداوند صاد ہو - ایسا با کمال نجومی نہین دیکھا - ہمکا تو کمال
اعزاز ہونا چاہیے خداوند انعام کے قابل بات کہی ہو -

نجومی - آپ لوگ ہمکو جھوٹ بولنا مت سمجھینگے - ہم سچ بولیگا -

نصرت الدولہ - اب آپ ہمارے ہان آنکر رہین -

نجومی - ہان - اچھا - ہمین کیا عذر ہو -

نجومی یہ کہکر رخصت ہوے -

دوسرے روز نواب نصرت الدولہ بہادر کے ہان شام کے وقت
کئی نواب زادے اور رئیس بیٹھے تھے - نواب صاحب نے جابجا
کہلا بھیجا تھا کہ آج ایک نجومی جو اپنے فن مین کمال رکھتے ہین ہمارے
مکان پر آینگے - جو صاحب شائق ہون تشریف لائین - نوابصاحب بھی

رفقا اور مصاحبین اور بہادر علیخان بہادر کو ہمراہ لیکر آئے کل رئیس زادون نے سرو قد تعظیم کی۔

تھوڑی دیر مین آسلر صاحب نجومی بھی آئے۔ اس مرتبہ بھی ایک انگریزی خوان کو ساتھ لیے آئے۔ نواب نصرت الدولہ بہادر نواب امین الدین حیدر اور نواب بہادر علیخان سے ہاتھ ملایا بیٹھے

نصرت الدولہ۔ سب صاحب آپ کے مشتاق ہین۔

نجومی۔ ول ہم شکر کرتا اور ہم حاضر ہون۔

نصرت الدولہ۔ آج کچھ کمال دکھائیے۔

نجومی۔ آج کون دن ہی۔

نصرت الدولہ۔ آج بدھ ہی۔

نجومی۔ ڈونس ڈی۔ ول نواب صاحب پرسون ٹھیک بات۔

بہادر علیخان۔ بہتر ہو اپنے قواعد کے موافق عملدرآمد کیجیے۔

نجومی۔ ایک خبر کا کاغذ۔

اتنا کہکر نواب نصرت الدولہ بہادر نے نجومی سے پائیر لے لیا۔ انگریزی خوان نے کہا لائیے ہین پڑھکر سنائون۔ پوچھا کس سال کا پائیر ہی۔ انگریزی خوان نے کہا پرسون کا۔ آج ۱۶ تاریخ ہی یہ ۱۴ کو چھپا تھا۔ نواب صاحب نے حکم دیا کہ پڑھیے سنائیے کل حاضرین جلسہ ہمہ تن گوش ہوکر سننے لگے انگریزی خوان نے ترجمہ شروع کیا۔

آج شام کے وقت قبل غروب آفتاب مسٹر ہوم صاحب جمیس بورڈ آف ریونیو ممالک مغربی و شمالی نے میڈم بلاوڈسکی کی دعوت کی تھی چنانچہ وقت مقررہ پر میڈم صاحب آئین اُنکے علاوہ اور بھی کئی معزز معزز لیڈیان اور افسران سول و ملیٹری اور جنٹلمین مدعو تھے۔ کھانا کھانے کے وقت میڈم صاحب نے مسٹر ہوم یعنی ہیوم صاحب کی زوجہ

شریفہ سے پوچھا۔

ایک رئیس۔ یہ میڈام کیا معنی۔

نصرت الدولہ۔ ہان ہم بھی نہین سمجھے۔

انگریزی خوان۔ میڈم کے معنی میم اور بلاؤ ہسکی نام ہو۔ انھون نے کہا کہ ہم کچھ تماشا دکھائین آپ اجازت دیتی ہین مسز ہیوم کی میم صاحب نے کہا ہان دکھائیے ہو اجازت میڈم نے پوچھا تین سال کے عرصے مین کوئی چیز آپ کے ہان سے گم تو نہین ہوئی۔ مسز ہیوم یعنی ہیوم صاحب کی زوجہ شریفہ نے کہا پارسال ایک چیز کھو گئی تھی اب تک نہین ملی میڈم نے کہا اچھا اس کاغذ پر اُس چیز کا نقشہ بنا دو۔ انھون نے پنسل سے نقشہ بنا دیا۔ میڈم نے کہا یہ کاغذ ہمکو نہ دکھاؤ مگر لپیٹکر ہمین دے دو۔ دے دیا گیا اتنے مین کچھ اور باتین چھڑ گئین جب کھانے سے فراغت پائی تو میڈم نے کہا چلیے ذرا باغ کی سیر کرین سیر کرتے کرتے یون گفتگو کی۔

میڈم۔ آپ سے مین نے کچھ کہا تھا آپ بھول گئین شاید۔

مسز ہیوم۔ کیا کچھ یاد نہین آتا۔

ایک لیڈی۔ کیا کہا کیا بھول گئین۔

میڈم۔ آپ سب کی سب بھول گئین۔

دوسری لیڈی۔ ہان کچھ خیال نہین آپ فرمائیے۔

میڈم۔ کسی چیز کا نقشہ آپ نے بنا دیا تھا یاد ہو۔

مسز ہیوم۔ ہان یاد ہو۔ پھر۔

جنٹلمین۔ وہ تو بات ہی ٹال دی گئی۔

دوسرے جنٹلمین۔ آپ نے تماشا دکھانے کا وعدہ کیا تھا پھر دکھائیے میڈم نے کہا وہ تماشا دکھاؤن کہ آپ سب پھڑک جائین اقرار کرتی ہون اور تماشا نہ دکھاؤن ایسا ہو سکتا ہو بھلا ممکن ہی نہین ہو وعدہ

کرینگی اسکو پورا کرینگی۔

نواب۔ حضرت سنیے آپ کا قطع کلام ہوتا ہی۔ مین سمجھ گیا کہ انجام کیا ہوگا مگر۔ ع

	شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔	

کہنے اور کر سنے۔ سننے اور دیکھنے مین فرق ہی۔

نصرت الدولہ۔ تو سن تو لیجیے پوری داستان سنیے پہلے پھر اعتراض فرمائیے۔

ایک انگریزی خوان۔ میڈم مسکرائین پوچھا آپ سینے کیا کہا جی کی خوشی۔ پوچھا تماشا کب تک دکھائیے گا کہا ابھی ابھی۔ عمر بھر کبھی ایسا تماشا دیکھا ہی نہو۔ باغ مین ٹہلتے ٹہلتے اخبار پانیر کے اڈیٹر مسٹر سنیٹ صاحب کی زوجہ شریفہ نے کہا این! یہ کیا پڑا ہی یہ تو وہ کاغذ ہی جو مسز ہیوم نے دیا تھا اور نقشہ بنا تھا اُس کاغذ کو اٹھایا تو ایک موتیون کا جگنو اسمین لپٹا ہوا نظر آیا۔

مسز سنیٹ۔ یہ زیور اسمین کیسا ہی۔

مسز ہیوم۔ دیکھین ارے یہ تو وہی جگنو ہی جو کھو گیا تھا۔

میڈم۔ اسی کا نقشہ آپ نے بنایا تھا یا کچھ اور۔

مسز ہیوم۔ اسی کا خاص اسی کا۔

جسقدر خواتین اور جنٹلمین وہان تھے سب دنگ ہو گئے۔ میڈم از بس محظوظ تھین سب کے سب ملکر انکی تعریف کرنے لگے۔ اسپر میڈم بلاوسکی نے کہا آپ لوگ آج کے واقعہ کا حال اخبار مین چھپوا دین چنانچہ اس اخبار مین وہ حال درج ہو گیا ہی۔

نواب۔ دستخط کسکے ہین۔

نجومی۔ کرنیل۔ کپتان۔ لیڈیان۔ مسز ہیوم اور عزت دار لوگ کے

دستخط ہین سب رئیس اور سب ٹرسٹ اور لیڈی اور جنٹلمین۔
نصرت الدولہ۔ کیون صاحب یہ کیونکر منگوایا۔
نجومی۔ اسپرچولزم کے زور سے۔
نصرت الدولہ۔ وہ کس علم کا نام ہو۔
نجومی۔ ول اسپرٹ کو۔
نصرت الدولہ۔ اسپرٹ کسے کہتے ہین۔
انگریزی خوان۔ روح بعد وفات۔
نواب۔ افسوس کہ ہم انگریزی خوان نہین ہین کمال سچ ہو۔
نجومی۔ آپ کو نواب صاحب کچھ اب دل کا بات کہا۔
نواب۔ انگریزی خوان سے، کیا کہتے ہین صاحب انگریزی ہین پوچھکر بتا دیجیے
انگریزی خوان۔ پوچھتے ہین اپ شک کرہوا یا نہین۔
نواب۔ کہدو کل ہم اور آپ جب ہونگے تو پھر رائے ظاہر کرینگے۔
نجومی۔ (ہنسکر) اوا چھا بہت اچھا۔
نصرت الدولہ۔ کچھ شعبدے دکھائیے۔
نجومی۔ فائی ہم شعبدہ باز نہین۔
نصرت الدولہ۔ ہماری خاطر سے۔
نجومی۔ آپ ایک (وہ) کرتا ہو۔
نصرت الدولہ۔ شعبدے ضرور دکھائیے جسمین سب صاحب خوش ہو جائین
نجومی۔ انعام لونگا۔
ایک رئیس۔ یہان سب رئیس ہی رئیس بیٹھے ہین جو مانگو گے ملجائیگا
امام الدین۔ بجا ہے خداوند۔ اسمین کیا شک ہے حضور۔
اب آپ خدا کا نام لیکر دکھائین تو شعبدہ۔
نجومی نے کہا۔ یہ فارسی کتاب ہے آپ لوگ کسی مقام پر سے کھولین

نواب صاحب نے کتاب کھولی تو صفحہ ۲۰۳

نجومی۔ سہرے کے سات شعر پڑھیے۔ مگر ہمسے کچھ بولنے کا نہین مطلب

نواب۔ پڑھ لیے اور فرمایئے۔

نجومی۔ اسکے سات مصرعے سہرے کے لکھنا ہوگا۔

نواب۔ کیا بات آپ سمجھا دیجیے ذرا انگریزی ہین کہ مطلب ہم لوگ نہین سمجھے

انگریزی خوان نے کہا اُن ساتون شعرون کا مصرعہ اولی لکھ دیجیے بس ایک ہی ایک مصرعہ لکھیے گا اور دوسرے مصرعہ کی جگہ باقی رکھیے گا۔

نواب۔ بہتر ہے لکھے دیتے ہین۔

نواب صاحب نے ابتدائی صفحہ کے سات مصرعے لکھے۔

کو طالب ساغر شراب ست۔

تا دیر بخواب دید رویت۔

جان نیست دریغ از تو دل چیست۔

مانند چراغ روز بے نور۔

جوید دم خنجر ست گلویم۔

داد از تو کہ قتل عشقبازان۔

از زلف مسلسل تو جانم۔

نواب صاحب نے کہا لکھ دیے اب فرمایئے اسمین کیا شعبدہ ہے نجومی نے کہا لایئے لایئے یہ کہکر کاغذ نواب صاحب کے ہاتھ سے لے لیا اور پھر کاغذ رکھکر اسپر سرخ سرخ پانی چھڑکا اور گھونا شروع کیا چر بون چر بون اسکے بعد دو تین کھلونے جھولی سے نکالے اور کبھی اس کھلونے کو اُٹھایا کبھی اس کھلونے کو۔ اتنے مین بندوق داغی۔ دن۔ بندوق داغتے ہی کیا خوش ہوے ایک ہی ایک مصرعہ لکھا یا دونون۔ نواب صاحب نے کہا ایک ایک پوچھا پہلا یا دوسرا

کہا پہلا - نجومی نے کہا کاغذ اُٹھا کر دیکھیے تو ذرا نواب صاحب نے کاغذ اُٹھایا تو مصرعہ اولی ندارد -

نواب - ایں! یہ تو وہ کاغذ نہین ہی ہرگز وہ نہین ہی -

نصرت الدولہ - کاغذ تو اس مقام پر سے انھون نے اُٹھایا ہی نہین

حاجی صاحب - واقعی کاغذ جس مقام پر تھا وہین رہا -

جھمن - خداوند جنبش تک تو ہونے نہین پائی - قسم خدا کی -

بہادر علیخان - ہان اسکی تو ہم بھی گواہی دیتے ہین -

ایک رئیس نے کہا آخر اس بحث کا نتیجہ کیا ہی - صاحب سے پوچھیے کہ وہ کیا ثابت کرنا چاہتے ہین - ابھی سوت نہ کپاس کوری سے لٹھم لٹھا نجومی نے کہا ہم یہ کہتے ہین کہ آپ نے اس کاغذ پر پہلے سات مصرعے لکھے وہ غائب ہو گئے اور پہلے مصرعون کے عوض دوسرے مصرعے نظر آئینگے اگر ایسا نہو تو جرمانہ دون -

نصرت الدولہ - ابھی کاغذ کو نہ دیکھیے پہلے یہ فرمائیے کہ انکا مطلب سمجھے یا نہین سمجھے -

نواب - خوب سمجھے بخوبی سمجھے -

رئیس - بیشک اگر ایسا ہو تو قابل تعریف کام کیا ہی اسمین ذرا شک نہین

نصرت الدولہ - آپ ملاحظہ فرمائیے -

پندرہ بیس رئیس زادون کو گھیر لیا اور پڑھا تو یہ مصرعے اُن مصرعون کے جواب مین تھے -

از لعل تو ہر کہ کامیاب ست -
پیوستہ در آرزوے خواب ست -
در بردن دل چہ اضطراب ست -
پیش رخ یار آفتاب ست -

لب تشنہ در آرزوے خواب ست۔
درکیش تو و اخل ثواب ست۔
پیوستہ اسیر پیچ و تاب ست۔
نواب۔ اوہ! تعجب ہی۔ اور وہی مصرعے ہین جو ہونے چاہیے تھے
نصرت الدولہ۔ اب قائل ہوے ہمارے نجومی کے یا اب بھی نہین
حاجی صاحب۔ حیرت ہی واللہ حیرت ہی یہ کمال کہلاتا ہی۔
نواب گھسیٹے۔ کمال مین کیا شک ہی قابل تعریف کام کیا ہی۔
سبحان اللہ کا ڈونگڑا پڑ گیا نجومی کا دماغ ساتوین آسمان پر۔
نواب صاحب اور بہادر علیخان اور دو تین اور رئیس اور امام الدین خان
کے سوا اور سب اسکا کلمہ پڑھنے لگے۔
امام الدین خان۔ خداوند کیا بات ہی کہ سمجھ مین نہین آتی۔
نواب۔ اجی مخفی شعبدہ ہی مگر ہاتھ صاف ہی۔ اور پہلے مصرعون سے
ان مصرعون کو ملائیے تو شعر ہو جاتا ہی۔
نصرت الدولہ۔ کوئی ہی۔
رفقا نے خدمتگارون کو آواز دی۔ سب حاضر ہوئے حکم دیا
دو سو روپیہ اور ایک دوشالہ نجومی کو دو۔ دو سو روپیہ نقد اور ایک
دوشالہ دیا گیا۔
نجومی۔ ابھی نہین جب اور دکھائے تب دیگا اور لیگا۔
نصرت الدولہ۔ اجی اب تو یہ لو۔
نجومی نے دو سو روپیہ نقد اور ایک دوشالہ لیا سلام کیا اور کہا
کل پرسون ہم اور تماشے دکھائینگے۔
نصرت الدولہ نے کہا آج انھون نے بڑا کمال کیا ہاتھ تک نہین لگایا
اور مصرعون کا جواب لکھ دیا اور ائس دن ہمنے اپنے ایک دوست کا

حال پوچھا تھا اسقدر صحیح بتایا کہ ہم عرض نہیں کر سکتے مو بمو بالکل صاف
صاف۔ اور نواب صاحب سے پوچھ لیجیے انکی شہادت نواب صاحب
بھی دینگے کہ نجومی کو اس دوست کا حال ذرہ بھی نہ معلوم ہوگا۔
نواب۔ ہان خدا جانے کیا باعث اصلی تھا حضرت۔
بہادر علیخان۔ ہان بتایا تو خوب مگر یہ تو۔۔۔

گاہ باشد زپیر دانشمند	بر نیاید درست تدبیرے
گاہ باشد کہ کودک نادان	بغلط بر ہدف زند تیرے

نصرت الدولہ۔ واہ حضرت واہ کیا تعریف کی ہو آپ نے۔
جھمن۔ خداوند اس دن آج سے زیادہ انعام کا کام کیا تھا۔
نصرت الدولہ۔ کیا شک ہو واقعی آپ کی رائے صحیح ہو اسمین اصلا شبہہ نہین
نجومی۔ اب ہم جاتے۔
نصرت الدولہ۔ اجی اب ہوٹل سے اٹھکر یہان چلے آؤ۔
نجومی۔ اچھا ہم پرسون کہیگا آپ سے۔ سلام صاحب۔
نصرت الدولہ۔ بہتر پرسون سہی مگر کچھ سکھائیے ضرور۔
نجومی۔ ہان ہان اچھا بات اچھا علم۔
ایک رئیس نے کہا حضرت پھر تو آپ کبھی پھریون چریون سیکھیے گا۔
دوسرے رئیس بولے بلکہ چل پون چل پون۔ نصرت الدولہ نے کہا
خدا کی قسم اگر یہ سکھا دے دل سے تو پھر دیکھیے کیا کیفیت ہوتی ہے
دیکھیے گا رفتہ رفتہ انشاء اللہ مگر۔
بہادر علیخان۔ مگر وہی ایک آنچ کی کسر رہیگی۔
اسپر قہقہہ پڑا اور نصرت الدولہ مسکرا کر بولے خیر صاحب اب ہم بحث
نہ کرینگے سمجھا جائیگا چھ مہینے کے بعد پھر کل حالات نہ بیان کر دین تو سہی۔
نواب۔ کیون قبلہ اپنی پیدایش کے قبل کا بھی کچھ حال بیان کیجیے گا۔

جلسہ برخاست ہوا۔ نواب صاحب مع رفقا دولتخانے پر آئے بڑی دیر تک نجومی ہی کی باتین رہین۔ جمین تو نجومی کے معتقد تھے وہ برابر یہی کہتا جاتا تھا کہ حضور اس شخص کو اپنے فن مین کمال حاصل ہے۔ سیٹھ جی کا حال ایسا بتایا کہ بس ہمین عقیدہ لے آیا اور آج تک ہی اپنے کرتب دکھائے۔ حضور نے جو مصرعے لکھے اُنکے جواب کے مصرعے موجود۔ اور کاغذ نے جنبش تک نہ کی۔ نواب صاحب نے کہا یعنی نجوم کو اس شعبدہ بازی سے کیا واسطہ کجا نجوم۔ کجا شعبدہ بازی۔ مگر شعبدہ تو خیر ہاتھ کی صفائی کا نام ہے۔ یہ نجوم کیونکر صحیح ہو سکتا ہے ہمارے ایک بھائی ان نے کہا ہمسے ایک لائق انگریزی خوان نے کہا تھا کہ نجوم علم ہیئت سے کے متعلق ہے۔ اور علم ہیئت کے علما نجوم کو نہین مانتے۔ وہ کہتے ہین کہ نجومیون کو عموماً ستارون کے ٹھیک ٹھیک مقامات تو معلوم ہی نہین یہ وہ ہنکاتے کیا پھرتے ہین۔ امام الدین خان بولے خداوند یہ سب باتین ہین غیب کا حال کوئی نہین جان سکتا۔ تراب علی نے کہا ہان حیرت ہے کہ کیا کہین گو جبرئیل صاحب کا کچا چٹھا ایسا کہ سنایا کہ بھڑکا دیا۔ مگر جب ہم سوچتے ہین کہ انسان ضعیف البنیان اور غیب دانی کا دعوی تو کوئی بات سمجھ مین نہین آتی۔

دوسرے روز ادھر غنچۂ صبح کھلکھلایا اُدھر نواب نصرت الدولہ بہادر کوٹھی بہجت منزل مین جلوہ فرمایا۔ حکم دیا گیا کہ کسی معبر کو بلاؤ تو کل کے خواب پریشان کا حال اُس سے دریافت کرین۔ بہادر خان رفیق نے عرض کیا حضور رحم اللہ سے بہتر معبر اب یہان کوئی نہین ہے اور بڑا مشہور آدمی ہے۔

خداوند ایک مرتبہ ایک شخص نے آنکر کہا کہ آج مین نے خواب مین ایک پیر مرد دیکھا دیکھا کہ ایک بڈھا آدمی سبز پوش نورانی صورت دور سے

پیرہن دکھاتا ہی - اور پرسون بھی یہی خواب دیکھا تھا - اسکا مطلب سمجھ مین نہ آیا - پس مولوی فضل رسول نے چھوٹتے ہی کہا اسکی تعبیر بہت آسان ہی - تمھارا کوئی لڑکا عرصۂ دراز سے باہر ہی وہ دو تین دن مین آنے والا ہی اور ایسا ہی ہوا دس برس سے لڑکے کا پتا نہ تھا کامروپ کے دیس مین ایک عورت اُسپر عاشق ہوئی تو جادو کے زور سے اُسکو بکرا بنادیا - دن بھر بکرا بنا رکھتی شام کو مرد بناتی - اتفاق سے ایک جادوگر اُسکے ہان پہونچا - عورت کو نہین معلوم تھا کہ یہ بھی جادوگر ہی بکرے کو دیکھتے ہی تاڑ گیا کہ جادو کے زور سے کسی غریب کو بکرا بنادیا ہی اُسیوقت جادو کا توڑ کیا اور بکرا آدمی بنگیا - عورت دوہتڑ پیٹنے لگی - اور اُسنے بڑی کوشش کی کہ پھر بکرا بنائے مگر اُس جادوگر کی وجہ سے ایک تدبیر بھی کارگر نہوئی - بس تیسرے دن اُس شخص کا لڑکا دروازے پر آنکر کھڑا ہوا - ماما باہر آگ لینے گئی تھی باہر ہی سے مارے خوشی کے غل مچانا شروع کیا کہ چھوٹے میان آئے چھوٹے میان آئے - حضور رحم اللہ سے بہتر معبر اب آپ کے شہر مین نہین ہو -

اتنے مین یہ بات تو ٹل گئی مگر اتفاق سے لالہ جگت سنگھ صاحب آگئے - انھون نے نواب نصرت الدولہ کا میلان طبع نجوم کی جانب دیکھکر انکو چنگیون پر اُڑانا شروع کیا اور ایسے ایسے بھرّے دیے کہ نصرت الدولہ چکمے مین آگئے - آدمی تھے جلد باز - کہا اگر آپ کامروپ کمچھیا جاکر وہان جادو ٹونا اور سحر سیکھے تو تمام عمر کے لیے آپ کو خوش کردون - اور جائیے تو آج ہی روانہ ہوجائیے - روپیہ مجھسے لیجیے - اور جب کبھی روپے کی ضرورت ہو مجھے فوراً مطلع فرمائیے - جگت سنگھ نے دیکھا کہ اگر جلد بازی کرتا ہون تو ممکن ہی کہ شاید ناکام رہون لہذا ٹھنڈی کرکے کھانا بہتر ہو دیر آید درست آید -

نصرت الدولہ۔ تو اب آپ خوب غور کر لیجیے لالہ صاحب۔

جگت سنگھ۔ حضور کامروپ جانا تو آسان ہی مگر وہان سے آنا مشکل ہی۔ بکرا بنا دین۔ بیل بنا دین۔ نہ آنے دین۔

نصرت الدولہ۔ پھر چاہے جو کچھ ہو یہ ملاقات کب کام آئیگی بس غور کر کے ذرا دیجیے۔

جگت سنگھ۔ دیکھیے عرض کرتا ہون۔ کوئی دیوان منگوائیے۔

ٹھاکر خدمتگار نے دیوان لا دیا۔ جگت سنگھ نے کہا کھولو۔ ٹھاکر نے کھولا۔

جگت سنگھ۔ دیکھون تو۔ ہان اسے

کبھی چہرہ منہ سے چھپا لیا کبھی پردہ اسنے اُٹھا دیا
کبھی دن کو رات بنا دیا کبھی شب کو روز دکھا دیا
کبھی بیڑیون سے جنون مین ہم ہوے نہ فنا کہ نہ طوق سے
سر انکسار جھکا دیا قدم ثبات بڑھا دیا
نہ تو صبر ہی نہ قرار ہی شب و روز نالہ و زار ہی
دل بیقرار کو عشق نے یہ کہان کا روگ لگا دیا

مصرعہ اولی مین کاف ہی۔ دوسرا اور تیسرا اور چوتھا خالی۔ پانچوین مین نون ہی تو کاف اور نون۔ اچھا چھٹے مصرعے مین دال ہی۔ کاف نون دال۔ اچھا کوئی لفظ کہو امام الدین خان۔

نواب۔ اسکے کیا معنی۔

جگت سنگھ۔ حضور ایک حساب ہی۔

امام الدین۔ گُل۔ بلبل۔

جگت سنگھ پیش۔ اچھا۔ کاف نون دال۔ کاف نون پیش کن دال ساکن کند۔ حضور بدھ کے دن نہ جائونگا۔ اچھا اور شعر تو پڑھو

تراب علی۔ مگر اسکے بعد کے شعر ہون۔

تراب علی ۔ ؎

کہین کیا جنون مین جو حال ہے کسے پیرہن کا خیال ہی
جو کسی نے لاکے پنھا دیا وہین پڑے پڑے ہم اُڑا دیا

جگت سنگھ ۔ مصرعۂ اولی مین کاف ہی اور مصرعۂ ثانی مین جیم
تو کاف اور جیم ۔ اچھا ۔ اب پھر کوئی لفظ کہیے خان صاحب ۔

امام الدین ۔ شبنم ۔

جگت سنگھ ۔ شبنم زیر ہو ۔ تو کاف جیم زیر کج ۔ حضور بدھ کو نہ جائیے ۔

نواب ۔ یہ کیا حساب ہی بھئی ۔

جگت سنگھ ۔ حضور پہلے کند کا لفظ آیا پھر کج ۔ کند سے یہ مراد ہی کہ
اگر بدھ کے دن گیا تو ذہن کند ہو جائیگا ۔ اور کج سے یہ مطلب ہی کہ
سیدھے ڈھرے پر نہ جا سکونگا ۔

نواب ۔ سبحان اللہ ۔

تراب علی ۔ واہ واہ ۔ اچھا حساب ہی ۔

امام الدین ۔ ہم خاک بھی جو سمجھے ہون ۔

جھمن ۔ علی ہذا ہماری سمجھ مین بھی نہ آیا ۔

حاتم علی ۔ حساب ہی تو ہی ۔

نصرت الدولہ ۔ بتا دو ہمکو بھی ۔ اتنا ہی تیل دے جاو ۔

جگت سنگھ ۔ خداوند غلام کو عذر نہین ۔ مگر چالیس دن چلا کھینچنا پڑتا ہی
نمک نہ کھاؤ گوشت نہ کھاؤ ۔ عورت کی صورت نہ دیکھو مرغ اور کتے
کی آواز نہ سنو ۔ چارپائی پر نہ آرام کرو ۔ دن کو سوؤ ۔ رات کو جاگو
بڑا بکھیڑا ہی ۔

نواب ۔ گوشت اور نمک کا چھوڑنا تو محال ہی ۔

امام الدین ۔ حضور او شغلین بھی تو ٹیڑھی کھیر ہین ۔

نواب - ہان ہو تو ایسا ہی -
جھمن - لالہ صاحب نے تو یقین ہو یہ سب کچھ پورا پورا عمل مین ضرور لایا ہو گا -
جگت سنگھ - کیا خوب -
نواب - صریح تمھارے سامنے حساب کر چکے کہنہ اور گنج بتا دیا -
امام الدین - اور حضور خود دیوان بھی نہین کھولا کہ شک ہوتا -
نواب - اور کیا - دیوان کھولا تھوڑے ہی -
تراب علی - اور کہہ دیا تھا کہ کوئی کتاب لاؤ - خاص دیوان کا نام بھی نہین لیا -
جھمن - اجی بس بیٹھے بھی رہیے -
نواب - پاگل ہو گیا -
امام الدین - سڑی ہی ہو خاصہ -
تراب علی - سوا بے تکی کے اور کچھ جانتا ہی نہین -
نصرت الدولہ - ذرا غور ہو ان اسوقت کہ کیا حساب لگایا ہو -
جگت سنگھ - (خوشامد کی نظر کر کے) قدردانی -
نصرت الدولہ - بیشک خوب حساب لگایا - جھمن سڑی ہو -
تراب علی - خداوند بس ڈنڈ پیلنے جانتا ہو -
نصرت الدولہ - یادخل در معقولات دینا - دگر ہیچ -
امام الدین - حق ہو - حضور نے اسکو خوب پہچان لیا -
تراب علی - بڑی دور ہو نگاہ حضور کی نگاہ بڑی دور ہو -
جھمن - ہان اس سے ہمین کب انکار ہو -

اتنے مین آسلہ صاحب نجومی آئے - اور انکے ساتھ ایک انگریزی خوان بھی تھا - صاحب سلامت کے بعد اُنھے ایک کتاب کھولی اور

انگریزی خوان نے ترجمہ کیا۔
فرشتون کا لباس ایسا عمدہ ہوتا ہو کہ انسان دیکھے تو غش غش کرنے لگے
اور جہان وہ رہتے ہین انواع واقسام کے خوشنما اور خوشبو پھول اور
ہرے بھرے درخت اور پھلے پھولے اشجار اور خوشبودار گھانس
اور دوب وہ لطف دکھاتی ہو کہ بیان سے باہر۔ ہر سمت چشمہ سار اور
رودبار۔ اور خاص بہشت کی کیاریان سینچی جاتی ہین۔ یہ وہ فرشتے
نہین ہین جو آپ لوگ سمجھتے ہین۔ یہ اور ہی فرشتے ہین۔ جنکو صرف علما
علم نجوم جانتے ہین۔ مین نے کئی باران فرشتون سے باتین کی ہین۔
مگر آواز سنتے ہی غش آگیا۔ اچھے سے اچھا خوش گلو ہو مگر ممکن کیا کہ انکا
مقابلہ کر سکے۔ درختون کے ہرے بھرے پتون مین سنہری بیل بنی ہو
اور وہان آفتاب کا نام ہو نہ مہتاب کا۔ مگر اسقدر روشنی ہو کہ اندھے
تک کی آنکھون مین نور آجائے۔
نصرت الدولہ۔ اسکے کیا معنی۔
نجومی۔ اندھا آنکھ والا ہو جائے۔ مگر وہان سے دور آیا تو اندھا۔
ایک نواب زادہ۔ کیا دور آیا۔
انگریزی خوان۔ اس سے یہ مطلب ہو کہ اندھا اگر وہان جائے
تو جب تک وہان رہے اسکی آنکھین روشن ہو جائین لیکن اگر اُس
مقام کو چھوڑ دے تو پھر نور جاتا رہے۔
ایک رئیس۔ یہ گپ ہو ہم نہ مانینگے۔
رفیق۔ خداوند گل بکاولی ہی مین یہ تاثیر تھی۔
مصاحب۔ ہان اور کیا۔
نصرت الدولہ۔ گپ نہین واقعات ہین آپ نے کہدیا گپ ہو۔
رئیس۔ بڑے ضعیف الاعتقاد ہو۔

نصرت الدولہ - چھ مہینے مین جواب دونگا - انشاء اللہ -
انگریزی خوان - جتنے اشیا وہان ہین سب اسقدر صاف ہین کہ
اگر آپ چاہین تو انکو آئینہ بنالین -
رئیس - کیا خوب مطلب -
نجومی - جو چیز ہو صاف بہت اتنا کہ آئینہ بنا کر منھ کو دیکھ سکو - وہان
صندل کے پہاڑ ہین - اور ہر پہاڑ سے عطر و عنبر اور مشک اذفر کی بو کے خوشگوار
آتی ہی - مکانات سب سونے کے بنے ہوے - اور فوارون سے پانی
کے عوض نور نکلتا ہی -
ایک نواب - یہ کہین لکھا ہی - صاحب نے خواب مین دیکھا تھا -
امام الدین - حضور بس خواب و خیال ہی -
دوسرے نواب - واقعی سب لغو -
نصرت الدولہ - تم لوگ یون نہ مانوگے -
نجومی - حضور ایک شاعر تھا چاسر نام ہی اوسکے اشعار کا ترجمہ سنیے -
انگریزی خوان - ستارے بلور سے کہین زیادہ شفاف اور روشن
ہین - ان چمکتے دمکتے پتھرون پر جو کچھ جناب باری نے لکھا ہی اسکو
کوئی نہین پڑھ سکتا ہی - ہر شخص کی قسمت کا دارومدار اسی پر ہی - ان
ستارون پر لکھا تھا کہ ہرکولیس بہادر پیدا ہوگا اور ہر ایک جلیل جری آدمی اپنی
جرات اور بسالت سے دنیا مین نام کریگا - تھیبز کی لڑائی بھی ان ستارون
سے معلوم ہو سکتی تھی - سقراط کی دانائی کا حال ظاہر ہو سکتا تھا مگر حضرت
انسان کا ذہن ایسا کند تھا کہ سمجھنا دشوار ہو گیا -
نجومی نے کہا اسقدر بات اور سن لیجیے کہ ایک عالم نجوم کی نسبت
کیا کہتا ہی انگریزی خوان سے ترجمہ کراکے سب صاحبون کو سمجھائے جاتے ہیے
انگریزی خوان نے سمجھانا شروع کیا -

زمانۂ حال کے بڑے بڑے مدبرون اور لائق لائق حکمرانون اور
اعلیٰ طبق کے بزرگوارون کا میلان طبع یہی ہو کہ خواہ مخواہ علم نجوم کو
برا بھلا کہین - لطف یہ کہ نجوم سے ذرا بھی واقفیت نہین پیدا کرتے
اور باوصف عدم واقفیت یہ کہتے ہین کہ اسکی کچھ بنیاد نہین - اگر اس علم کا
کسیقدر واقفیت پیدا کرین اور پھر ایسا کہین تو خیر - مگر ابتدائی اصول سے
بھی واقف نہین اور غل مچانے لگے - بونا پارٹ بڑا دور اندیش آدمی تھا
اسکے ساتھ ہمیشہ دس پانچ کامل فن کے منجم رہتے تھے جو زائچہ اور ساعت
دیکھنے مین اپنے آپ ہی نظیر تھے -

ایک رئیس - کیا بونا پارٹ ہندو تھے -

نواب صاحب - (ہنسکر) مین پوچھنے ہی کو تھا -

دوسرے صاحب - یہ بونا پارٹ تھے کون -

انگریزی خوان - نپولین بونا پارٹ شہنشاہ فرانس -

نواب - کیا خوب ہم سمجھے تھے کوئی لالہ بونا پارٹ یا پنڈت بونا پارٹ تھے

امام الدین - زائچے کی ایک ہی کہی -

نجومی - بڑے بڑے عالم لوگ تم سمجھا دو

انگریزی خوان - صاحب کہتے ہین کہ جسقدر کامیابی سے حاصل کی اور
جو کچھ عروج اسکو ہوا وہ اسکی قابلیت یا لیاقت ہی کے سبب سے نہ تھا
بلکہ خاص نجومیون کے سبب سے - ورنہ وہ کسی جنگ مین اسقدر
نام نیک نہ حاصل کر سکتا -

امام الدین - اچھی ہٹی -

رئیس - بھلا کبھی شکست بھی پائی تھی اسنے -

نجومی - ہان کئی بار -

رئیس - پھر اسوقت نجومی کہان چلے گئے تھے

حاضرین - اچھا سوال کیا -
نجومی - جب انکا بات مانا تب ملک کو پا لیا اور نہ مانا نہ پایا -
نصرت الدولہ - کیا بات پیدا کی ہی -
حاضرین - اور سینے بات پیدا کی ہی -
نصرت الدولہ - اجی تم لوگ نہ مانوگے -
انگریزی خوان - اگر وہ اپنے خاص مشیر نجومی کی راے کے مطابق چلتا تو ہرگز قید نہوتا -
نصرت الدولہ - افسوس -
انگریزی خوان - صاحب کہتے ہین کہ بادہ عشرت کے نشے مین وہ آخرکار ایسا چور ہو گیا کہ اپنے کو کچھ سمجھنے لگا - اور یہ نہ اسکو یاد رہا کہ فاضل علم نجوم کی بدولت اُسنے اس درجہ عروج حاصل کیا تھا آخرکار جو نتیجہ ہوا وہ ظاہر ہی - نجوم عجب علم ہی -
امام الدین - حضرت ان کہانیون سے کچھ نہوگا -
رئیس - قبرستان مین چلکر کسی مردے سے گفتگو کیجیے تو جانین -
نواب - ہان بس ایک بات کہی یہ آپنے -
نصرت الدولہ - اب یہ لوگ یون نہ مانینگے - چھ مہینے کے بعد ہم بتائینگے انشاء اللہ -
نجومی - رنسیل کا قول ہی کہ اگر انسان نجوم کے علم سے واقف ہو تو روزمرہ کے معاملات مین اسکو ذرا بھی دقت نہ واقع ہو - وہ بیان کرتے ہین کہ ایک شخص ایک مرتبہ غبارے مین اڑنے کو تھا - نجومی نے منع کیا اور کہا ہرگز نہ جانا - خبردار جرات نہ کرنا - ورنہ پچھتاؤگے - وجہ یہ کہ ایک ستارہ ہی جو پڑا اسکو اثر بہت خراب پڑتا ہی - اگر تمنے جرات کی تو جان جائیگی - اسنے ایک نہ سنی - کہا جاؤ بھی ہم کب کسی کی سنتے ہین

مسٹر ہیرس صاحب ۲۵ ـ مئی سنہ ۱۸۲۲ء کو غبارے مین اڑے ـ اسوقت ایک ستارہ ہی سیٹرن یعنی زحل موت کے برج مین تھا ـ بس تھوڑی دیر مین غبارہ پھٹا اور گرا ـ گرا تو دریا مین ـ ہیرس غرقاب ہو گئے ـ

امام الدین ـ اجی ایسی کہانیان بہت سنی ہوئی ہین ـ

رئیس ـ اور کیا ـ سب لغو ـ

لالہ جگت سنگھ نے کہا ڈھکوسلا ہین بڑے کام کی چیزین ہین یا روپیہ موہنی دونون بہنین ـ دو بہنین جام کا سونٹا ـ نٹ موہن جگ موہنی وہ ہین ـ پلنگ پچی ـ ادھ موہن ـ اور پڑھی تھی اہی موہن سوتی ہو سوتی جگا لا ـ بیٹھی ہو بیٹھی کو سلا لا ـ نار سنگھ چوہر یا پیر ـ اٹھو ـ آتی لونا کا جوڑا ـ ستار ـ ہر دہائی لونا چاری کی ـ

حضور یہ عجب موہنی ہی ـ پھونک کے منتر پڑھ کے اسکو جگاتے ہین جس عورت کو چاہیے قبضے مین آ جائے ـ

نصرت الدولہ ـ اسوقت اس منتر سے دل پر عجب اثر پیدا ہوا ـ

بہادر کلیخان ـ جی ہان حضور میرے قلب کی بھی یہی کیفیت ہی ـ

حاتم علی ـ کیا بات کہی ہی ـ واہ صاحب واہ ـ ہو نہ کہنے لگے قابو مین آ جائے ـ اور جنتر منتر اور خدا جانے کیا الم غلم بکتے ہین اوہی موہنی ـ نٹ موہن نٹنی موہن ـ

جھمن ـ (مسکرا کر) ـ واللہ اس گپ کے قربان جانا چاہیے ـ نٹ موہن ـ نٹنی موہن ـ

جگت سنگھ ـ اسقدر تو ہمنے سنا ہی ـ واللہ ـ معتبر معتبر آدمیون نے کہا ہی کہ چور جب چوری کرنے جاتے ہین تو کئی دن پہلے سے سارا بندوبست کر لیتے ہین ـ چور ـ چوری کر رہا ہو ـ اور کوئی اتنا کہے کہ تیل گر گیا یا خالی تیل کا نام ہی لے لے ـ فورًا بھاگ جائیگا ـ یا اتنا

کہدے کہ بلی آئی - بس سنتے ہی چمپت ہنو تو سہی -
ایک شخص تھے رسالدار شاہی مین انھون نے خوب چین کیے
مگر پھر زمانہ بکام نہ تھا - ایک چور انکے مکان کے پڑوس مین رہا کرتا تھا
اسنے کہا رسالدار صاحب ہماری ٹکڑی مین شریک ہو جیے تو پھر
ایک لطف دیکھیے - انھون نے کہا اچھا - برسون سے - تیسرے دن
گئے چور کے پاس - چورون نے ایک منتر انکو پہلے روز سکھایا -
دہی مچھلی روپے کے ٹکے - کہین اٹکے نہ کہین بھٹکے - ہتا مارا اور سٹکے
یا فیروز شاہ شکاری - چڑیا ہماری دم تمھاری -
جھمن - اُف - واللہ ہنسی آتی ہی چڑیا ہماری دُم تمھاری -
نواب - کہی تو اچھی - مگر کہین اٹکے نہ کہین بھٹکے -
جھمن - ہان خداوند - اور ہتا مارا اور سٹکے - بس پھر آشنا نہین -
جگت سنگھ - خداوند ایک دن بنگال محلے مین غلام تھا - ایک عورت
بال کھولے سامنے آن کھڑی ہوئی - مین نے جو دیکھا تو کوئی ستر برس
کا سن اور ایسی شکلین کہ تعریف محال ہی - مین نے ذرا گھور کر آنکھین
نیلی پیلی کر کے اُسنے کہا کیون شامتین آئی ہین - مین سمجھا اسکی شوخی ہی
ہنسنے لگا - بس ایک تنکا اُسنے اٹھا لیا - اور کوئی تسبیح دو گھڑی تک
کچھ بڑبڑایا کی - اسکے بعد وہ تنکا میری طرف پھینکا - قسم ہی آپ کے قدمون
کی یہ معلوم ہوا کہ کسی نے شراب سے کوڑا جمایا - اُف - بلبلا گیا -
نصرت الدولہ - بس یہ جادو کا زور ہی - اسمین ذرا شک نہین -
جگت سنگھ - خداوند مین اپنی کیفیت بیان نہین کر سکتا - ایک تنکا
اور یہ معلوم ہوا کہ کسی اچھے شہ زور نے شراپ سے کوڑا جمایا - بس روتا ہوا بھاگا
ابھی سنیے تو - مین بھاگا - مگر یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا کسی نے پانون
باندھ دیے گر پڑا - ایک ایک رونگٹا کھڑا ہو گیا بدن کا جسوقت بیان

کرتا ہون کانپ اُٹھتا ہون ایک کم سن عورت اور ذرا سا تنکا اور بس
کیا کہون ستم کا سامنا تھا-

جھمن- خدا نے بچایا آپ کو- مگر دس گیارہ مہینے تک بخار رہا ہوگا

امام الدین- تعجب ہی واللہ تعجب ہی-

حاتم علی- اجی سنایے کیجیے-

میر گلباز- ہم تو ہم ہمارے شاگردون سے اِن باتون کو دریافت کیجیے

نواب- ہان- واللہ اُنکو تو بھول ہی گئے تھے- استاد جی ہین-

میر گلباز- واہ حضور کیا تعریف کی ہی- خداوند- استاد جی کی اچھی کہی

جگت سنگھ- اور ایک دن کا ذکر سنیے- اُف- خداوند بچائیو حضور
سرد ہی کے دن ہین- اور دریا کے کنارے کنارے غلام جاتا تھا- اور رات کا
وقت اور ہوا ایسی تیز چل رہی تھی کہ جگر تک ٹھٹھرا جاتا تھا- چلتے چلتے
کیا دیکھتا ہون کہ ایک عورت برہنہ بالکل برہنہ فقط ایک جانگھیا پہنے تھی
اور اکڑتی ہوئی چلی جاتی تھی مین سمجھا کوئی چڑیل ہی جان نکل گئی-
کانپنے لگا- تھر تھر کانپنے لگا اُس عورت نے کہا- کوئی کوئی کوئی کوئی
اور بھی ہوش اُڑ گئے-

جھمن- افوہ- مین تو سننے سے کانپ رہا ہون-

حاتم علی- مین بھی علی ہذا القیاس-

نواب- ہان صاحب کوئی کوئی کوئی کوئی- پھر کیا کہا اُسنے-

رفیق- مین ایک جگہ بیٹھ گیا- بس حضور وہ میرے قریب آئی تو
آنکھین اس طرح چمکنے لگین جیسے جگنو ایک اُنگلی میرے سر پر رکھ دی
تو یہ معلوم ہوا کہ دس بارہ من کا بوجھ کسی نے میرے سر پر رکھ دیا چیخ اُٹھا
تب وہ مسکرائی اور کہا ہمکو پہچانا-

نواب- اِن اکیا کبھی کی واقفیت تھی- این گل دیگر شگفت-

رفیق - بس حضور مین تو سمجھا کہ اب جان گئی اب نہ بچونگا وہ مسکرائی کہا مین تمہارے پڑوس رہتی ہون اب پہچانا یا اب بھی نہین پہچانا -
مین نے کہا ہان اب پہچان گیا -

جھمن - بارے خیر جیتے تو بچے - ورنہ خبر آ ہی گئی تھی -

جاتم علی - اجی خدا نے بچایا - واللہ خدا نے بچایا - بہت بچے -

رفیق - ان لوگون کے نزدیک تو دل لگی ہو اور یہان جان پر بن آئی تھی - خیر پھر ہمنے پوچھا کہ تم یہان اسوقت اس قطع سے کیون اٹھ نہین کہا ایک لڑکے کی جان لینے آئی تھی -

نواب - اجی معاذ اللہ - خدا بچائے - توبہ توبہ غضب ہی کیا -

جھمن - لڑکے کی جان لینی ! کیا اسکا بھی منتر ہی کوئی - یا الٰہی -

جگت سنگھ - مین نے کہا اسکا مطلب - کہا - دکھا دون - مین سمجھا میری جان لیگی - ہاتھ جوڑکر کہا واسطے خدا کے جانے دو - بس مین سمجھ گیا - کہا ڈرو نہین - دیکھو یہ اس لڑکے کی کلیجی ہو - بس یہی ہماری غذا ہو اگر نہ ملے تو ہماری جان ہی جاتی رہے - سال بھر مین بارہ لڑکون کا خون کرتی ہون اب چار دن تک کھانا نہ کھاؤنگی سیر ہون تب دمون پر غلام نے ٹوپی رکھ دی اور کہا کچھ تو ہمکو بھی بتاؤ مگر اُسنے کہا ہرگز نہین اگر بتاؤن تو مر جاؤن جان جائے -

نواب - ہان الامان - الامان - توبہ توبہ یا حضرت -

امام الدین - لالہ جگت سنگھ جاؤ اور ضرور رہ جاؤ واللہ جاؤ -

جگت سنگھ نے کہا اجی ہمارا کیا ہرج ہی ہمکو کھانے کو ملتا ہی سفر کا خرچ ملتا ہی پھر ہم کیون نہ جائین مگر اسمین ایک بات اور باقی ہی - اکیلا سو بولا دکیلا سو سنگ - تکیلا سو کھٹ پٹ - چو کیلا سو جنجال -

نواب صاحب نے کہا یہ کس ملک کی زبان ہی - جگت سنگھ نے

مطلب یون سمجھا کہ ایک ہو تو دیوانہ ہو جائے دو ہون تو خوب بنے تین ہون ہرگز نہ بنے اور چار ہون تو گتھم گتھا ہو تی بیزار ایک کہے پورب چلو دوسرا کہے پچھم چلے تیسرا اُتر کی راہ دھر لے چوتھا دکن ہو رہے تو مجھکو اگر بھیجیے تو کوئی اور بھی ساتھ بھیجیے اور حضور اکیلی تو لکڑی بھی چو لھے مین نہین جلتی مشورے کے لیے اصلاح کے لیے بات چیت کے لیے ایک آدمی تو ہمراہ ہو بس پھر کچھ پروا نہین فرض کیجیے کہ ہمکو کسی جادوگرنی نے سحر کے زور سے بکرا بنا دیا تو کوئی دوڑ دھوپ کرنے والا تو ہو۔ آپ کو کوئی اطلاع تو دے سکے۔ یہ نہین کہ ہم عمر بھر کے لیے بکرے بنے رہین۔ اور آپ کو کانون کان بھی خبر نہ ہو اور گھر والے الگ سر بیٹھین۔ آیندہ جو حضور کی راے ہو اسمین ہمین اتفاق ہے تعمیل حکم مین غلام کو عذر نہین۔

نصرت الدولہ بہادر نے انکی تقریر بہت پسند کی اور کہا ایک آدمی اور ساتھ جانا چاہیے۔ دو یہ ہون اور ایک ایک خدمتگار بس چار آدمی کافی ہین ایک ہندو اور ایک مسلمان اور دو خدمتگار۔

تین چار روز کے بعد لالہ جگت سنگھ اور مولوی تہور علی منجانب نصرت الدولہ بہادر کامروپ روانہ ہوے سات ہزار روپیہ ان لوگون کو دیا گیا اور یہ شرطین کی گئین۔

۱- جو کام ہو دونون کے اتفاق راے سے۔

۲- اگر اختلاف راے ہو تو نواب صاحب اور نصرت الدولہ بہادر کو لکھا جاے دونون فیصلہ کر دینگے۔

۳- روپیہ بیدریغ صرف کیا جاے۔

۴- اگر دونون مین سے کوئی شخص مصیبت مین آگیا یعنی کسی زن ساحرہ نے بزور سحر کسیکو بکرا یا بیل یا گدھا بنا لیا تو دوسرے پر فرض ہے

کہ فوراً اسکی اطلاع کرے اور رجسٹری کر کے خط بھیجے یا ضرورت اشد ہو
تو تار کے ذریعے سے فوراً اطلاع دے ―
۵ ― اس قسم کے خطوط خواہ نواب صاحب کے پاس آئین ― خواہ
نصرت الدولہ بہادر کے پاس ― مگر لفافہ زرد ہو تاکہ فوراً معلوم ہوجاے
۶ ― خبر تار پر بھیجی جاے تو یہ اصطلاحین لکھی جائین ―
مثلاً اگر لکھنا ہو کہ لالہ جگت سنگھ ایک ساحرہ نے بکرا بنایا تو یون
لکھے ― لالہ بکرا ― بس کافی ہی ―
یا مولوی بہور علی کو ایک ساحرہ نے بیل بنایا تو یون لکھے لوبی بیل بس
۷ ― اور اگر روپے کی ضرورت ہو تو ہمیشہ تار کے ذریعے سے اطلاع
دی جائے ― اس طرح ― دس ہزار بھیجو پھول کے لیے ―
۸ ― پھول ہماری اصطلاح مین جادو سے مراد ہی ― اور پھول والی ساحرہ
سے اور پھول والا ساحر سے ―
۹ ― ہر مقام سے خطوط آئین اور ہر روز دو خط بھیجے جائین ― دونون
رجسٹری کیے ہوے ایک صبح ― ایک شام ―
۱۰ ― اگر کوئی عورت جادو سکھائے تو جسقدر روپیہ ماہواری منظور کیا جاے
فوراً دیا جاے اور سحر سکھائے ―
۱۱ ― اگر کوئی عورت یہان آنا منظور کرے تو پچاس ہزار تک کی اجازت
ہی مگر واقفکار ہو ― انسان کو بہائم و غنائم کرنے مین قابلیت رکھتی ہو
۱۲ ― ایک باربرداری یا کہار لالہ جگت سنگھ کے لیے اور ایک خدمتگار مولوی صاحب
کے واسطے منظور کیا گیا ― اگر ضرورت ہو تو دس آدمی اور نوکر رکھ سکتے ہین
۱۳ ― جو عورت بکرا یا بیل یا گدھا بنائے اسکی خوشامد کرنا لازم ہی ―
۱۴ ― اس ساحرہ کو جو مانگے دیا جاے ―
۱۵ ― ایک لاکھ سے تین لاکھ تک روپیہ منظور ہی ―

۱۶- اگر دس بارہ ساحرہ دستیاب ہون فوراً نوکر رکھی جائین اور اُنسے
سبق لیا جاے -
۱۷- حتی الوسع کوشش کیجاے کہ وہ سب یہان آجائین -
۱۸- اور اُنسے کام لیا جاے -
۱۹- ع زر بر سر فولاد نہی نرم شود -
اس مسلہ سے مُنہ نہ موڑا جاے !
۲۰- ریل سے اترتے ہی خط روانہ ہو -
ان شرطون کو لالہ صاحب اور مولوی صاحب دونون نے منظور
کرلیا اور رخصت ہوے -

ریل پر سوار ہو کر چلے - اب سُنیے کہ لالہ جگت سنگھ اور مولوی تہور علی
مین کبھی کی ملاقات اور بے تکلفی نہ تھی - صورت آشنا تھے - لالہ اپنے
دل مین سوچے کہ ہمنے یہ ناحق ہی کہا کہ ایک آدمی اور ساتھ دیجیے
ہم سمجھے تھے کہ ہماری ہی ٹکڑی مین سے کوئی مقرر ہوگا - مگر ایک اجنبی کا
ساتھ ہوا - اگر ہم روپیہ کھائین اور یہ نواب صاحب کو لکھ بھیجین تو دونٹ
دنیا سے جائین - اور اُنسے کہین تو کیونکر - اور مولوی صاحب دل مین
سوچتے تھے کہ رقم معقول ہی تین لاکھ تک بھیجنے کا نصرت الدولہ نے
اقرار کرلیا ہو - اور سات ہزار نقد دیے ہین - مگر خدا جانے کہ یہ لالہ کس
قسم کے آدمی ہین - کسی طرح انگوٹھا گانٹھنا چاہیے ورنہ مطلب براری معلوم
ایک چوکی تک دونون سوچا کیے کہ باہم کیونکر کھائین - دوسری چوکی سے
یون گفتگو ہونے لگی -
مولوی صاحب - آپ نے ٹکٹ کہان تک کے لیے ہین -
لالہ صاحب - کانپور تک کے -
مولوی صاحب - بس ! -

لالہ صاحب - اور کہان تک کے لین -
مولوی صاحب - کامروپ تک -
لالہ صاحب - (مسکراکر) کامروپ ہی کہان -
مولوی صاحب - واللہ اعلم آج تک نام ہی نہین سنا حضرت -
لالہ صاحب - پھر آپ چلتے کہان ہین -
مولوی صاحب - کس مردک کو معلوم بھی ہو - مین تو صرف نواب نصرت الدولہ بہادر کے حکم کی تعمیل کے لیے حاضر ہوا ہون -
لالہ صاحب - او ربارہ بھی - کامروپ تو صرف ڈھکوسلا ہی ڈھکوسلا ہی
مولوی صاحب - اس لغو خیال کو ملاحظہ فرمایئے کہ انسان کو ساحرہ بزور سحر غنائم و بہائم بنا سکتی ہو استغفراللہ - بھلا کوئی بات بھی ہو غیر ممکن کجا انسان کجا بکرا - گدھون کے خیالات ہین مگر انکی راے اور انکے خیالات پر افسوس آتا ہو لاحول ولاقوۃ -
لالہ صاحب - آپ تو عربی پڑھے ہین اور لیئق لوگ ہین - مین تو جاہل ہون - مگر جو سمجھ مین ہو اُسکے مطابق فیصلہ ہو - کہان جائین اور کیا کرین اور کامروپ کو کیونکر ڈھونڈھ نکالین - سخت مصیبت ہو مگر ہماری راے جو آپ مانین تو ہم عرض کرین -
مولوی صاحب - بسم اللہ فرمایئے - مگر سحر کی نسبت ہماری شرع کی رو سے - جو کچھ راے ہو اُس سے ہم واقف ہین - لفظ سحر کو اکثر حضرات غلط سمجھ بیٹھتے ہین - سحر کے معنی شعبدہ مگر اعلی درجے کا اگر شایستہ ملک ہی تو اعلی سے اعلی درجے کے شعبدے کو بھی لوگ سحر سمجھینگے اور اگر وحوش بستے ہین تو ادنی سے ادنی شعبدے کو سحر سے بڑھکر تصور کرینگے - حضرت موسی کلیم اللہ کے وقت مین سحر کی بڑی ترقی تھی کنعان اور یروشلیم یعنی بیت المقدس اور مصر اور عرب کے مختلف حصون مین

جادو بڑی ترقی پر تھا - حضرت موسی نے ایک روز فرعون سے کہا کہ ہم ایک معجزہ دکھاتے ہین - فرعون خدائی کا دعوی کرتا تھا حضرت موسی سے اسنے کہا کہ اگر آپ معجزہ دکھائین تو ہم آپکے قائل ہوجائین حضرت موسی نے عصا کو اسکے سامنے پھینک دیا - عصا بصورت اژدہ بنکر اوسکی طرف دوڑا - فرعون بہت ڈرا اور ڈرکر پیچھے ہٹا دوسرے روز اپنے ہان کے کل ساحرون کو بلوایا اور کہا کہ کوئی تدبیر ایسی کرو کہ یہ ساحر (نقل کفر کفر نباشد) ہمسے گوے سبقت نہ لیجاے - حضرت موسی کو بھی وہ مدعیان خرد معاذ اللہ ساحر سمجھتے تھے - ساحرون نے کہا کہ ہم سب وہ ترکیب کرین کہ آپ بھی خوش ہوجائیے -

لالہ صاحب - اخاہ ہر فرعون راموسا نے جبھی مشہور ہی -

مولوی صاحب - ہان - ہر فرعونے راموسی - ہر فرعون را موسا نہین

لالہ صاحب - تسلیم -

مولوی صاحب - بس حضرت ساحرون نے ملکر مشورہ کیا ایک سے ایک بڑھکر جادوگری کے فن مین طاق ایک عراانٹ جادوگر نے کہا کہ ہم اسکا دفع دخل کرینگے اُسنے ایک سانپ بنایا اور اسمین پارہ بھرا اور کچھ ادویہ اور - اور دھوپ مین رکھدیا - فوراً سانپ اُٹھا لوگون نے بڑی تعریف کی -

الغرض فرعون نے حضرت موسی سے کہا کہ فلان روز آپ کا اور ہمارے ملک کے ساحرون کا مقابلہ ہو - حضرت موسی نے منظور کیا اس روز اُن ساحرون نے کئی لاکھ بلکہ کئی کرور سانپ میدان مین جمع کیے جب دھوپ خوب تیز ہوئی تو یہ اُڑے اور آسمان پر چوطرفہ پھیلے تو بدلی سی چھاگئی -

لالہ صاحب - جادو کا بڑا گھر ہی - مگر جادوگر اب کوئی ہی نہین -

مولوی صاحب - اور کامروپ -
لالہ صاحب - کسی سے پوچھین تو شاید کوئی جانتا ہو نام تو سنا ہی
مولوی صاحب - اجی سیدھے بنگالے چلو بس وہی کامروپ ہی
لالہ صاحب - ہم تو سوچے ہین کہ یہان سے چلین کلکتے - اور
ہوٹل مین اُترین مزے مزے سے -
مولوی صاحب - بس ہان کیا بات کہی ہی -
لالہ صاحب - وہان ہمارے دوست ہین لالہ تنامل بس اُنسے صلاح لین
مولوی صاحب - بات تو پکی کہی -
لالہ صاحب - کانپور مین دو دن رہکر سیر کیجیے اور سوچ لیجیے -
مولوی صاحب اب یہ فرمائیے کہ سات ہزار روپیہ کس طرح خرچ کیجیے گا
کیا معنی کہ تنخواہ تو آپ اور ہم اپنے آقا سے تو اُس حساب سے صرف
ریل اور سرا ے کا کرایہ سرکار کے متعلق ہی اور باقی ہمارے آپ کے
ذمے اور پردیس کا واسطہ مسافرت مین اُس کی جگہ پچاس خرچ ہوتے ہین
بنی بنائی بات - تو پھر کچھ گھر سے خرچنا پڑیگا - بڑی مصیبت مین پھنس گئے
یہان آکر کہین وہی مثل نہو کہ بی گئی تھین نماز بخشانے روزے گلے پڑے
لالہ صاحب - سنیے مولوی صاحب - آپ تو ہین مولوی صاحب
آپ صیغے گردانا جانیے یا لڑکے پڑھانا یا الفاظ اور لغات کی تحقیقات
اور ہم ہین مہاجن کے لڑکے روزگاری آدمی اب دوالا نکل گیا چچا ہمارے
شہدے نکلے سب جا جتھا ہمارے باپ کی کمائی ہوئی لُٹا دی ہم جو کچھ
پڑھ لکھ گئے اس سے ہمین عزت نہین ہی ہماری عزت ہمارا روزگار ہی -
مجھے صاحب کھتری کے لڑکے ہین ہم کچھ کسی سے سروکار نہین ہین بس
اپنے روزگار سے مطلب ہی چار پیسے کسی طرح پیدا کرتے سو آپ چاہتے ہین
اپنے پاس سے خرچین ہم تو اس سات ہزار مین سے بھوسی ٹکٹ بچائینگے

بس چاہیے ادھر کی دنیا ادھر ہو جائے جا ہے جو ہو سو ہو جو آپ
مولوی بننے کی لین تو ہم ابھی سے اپنے گھر بیٹھین کہ دین نواب صاحب سے
کہ ہم اب کچھ نہین جانتے ہمسے جایا نہ جائیگا۔

مولوی صاحب - جو راے ہو ہمین منظور ہی ہم کچھ تمھارے مخل
تھوڑا ہی ہوتے ہین۔

لالہ صاحب - لگی لپٹی اچھی نہین مخل وخل مین جانتا نہین آپ بھی
کھائین ہم بھی کھائین۔ دونون مل جل کے کھائین اسمین کچھ ہرج تو ہی نہین
یا ہرج ہی دیکھو جیسی راے ہو جو آپ بھی کھائین تو بس آدھون آدھ اور
نہ کھائو تو ہم بھاگ جائین اور نواب صاحب کا روپیہ انکے حوالے کرین

مولوی صاحب - ہمین تو لکھنؤ چھٹنا کمال شاق گذرتا ہی مگر چار پیسے کی
طمع سے سفر اختیار کیا ورنہ لکھنؤ کے گلی کوچے ہمسے — ع

بلبل وہ ہون چھپا نہ بس مرگ بھی چمن	گلبن تلے پڑے ہین مرے مشت پر ہنوز

لالہ صاحب - تو بس پھر یہ بارہ ہین۔

مولوی صاحب - عذر نہین چشم ما روشن۔

لالہ صاحب - چلیے آپ کو کامروپ کی سیر دکھا لائین۔

مولوی صاحب - (مسکرا کر) بکرا یا گدھا یا بیل نہ بنایا جاؤن۔

لالہ صاحب - کیا مجال۔

مولوی صاحب - اجی یہ سب ڈھکوسلا ہی۔

لالہ صاحب - جی ہان مگر ایسے گوکھے بھی کم دیکھے

مولوی صاحب - ع

چو احمق در جہان و تہیت مفلس در غنی مانند

لالہ صاحب - درین چہ شک۔

مولوی صاحب - تو کانپور سے کلکتہ کی طرف کوچ ہوگا بھلا وہان تک ریل ہی۔

لاله صاحب - ہان کیا خوب -

مولوی صاحب مین کبھی باہر کا ہیکو گیا - ؎

کیا حقیقت چرخ کی ہمسے چھوڑائے لکھنؤ ‖ لکھنؤ ہمپر فدا ہی ہم فدا اے لکھنؤ

ایکبار کانپور تک گئے تھے جب ریل جاری نہ تھی مگر چار روز قیام

کرکے سیدھے لکھنؤ واپس آئے اسدرجہ عشق ہی - ؎

پھر پھر کے دائرے ہی مین گھتا ہون مین قلم ‖ آئی کہان سے گردش پرکار پانون مین

سو حضرت یہان تو یہ کیفیت ہی مگر طمع -

لاله صاحب - طمع نہین زر کی خواہش سب کو ہوتی ہی -

مولوی صاحب - پھر کچھ دلوائیے -

لاله صاحب - ہان ہمارا ذمہ یہ سات ہزار ہمارے آپکے بلکہ ہمارے آپکے باپ کے

مولوی صاحب - ایسا نہ کھل جائے -

لاله صاحب - کھلتی ہی گھامڑون کی بات ہماری بات کھل چکی -

مولوی صاحب - بھائی عزت کو ڈرتے ہین -

لاله صاحب - آپ نشان خاطر رہین -

مولوی صاحب - بھلا کیا تدبیر سوچتے ہو -

لاله صاحب - بتا دین پھر بتا ہی دین آپ کو تدبیر یہ سوچتے ہین کہ

یہان سے چلین کلکتے اور ٹکین اپنے دوست کے ہان اور کامروپ کا

پتا لگائین اور نواب صاحب کو لکھین کہ دو آدمی گانٹھے ہین جو کامروپ

کے حال سے واقف ہین کہین کامروپ کا پتا ہی نہ ملتا تھا آخر کار

دو آدمی بڑی تلاش کے بعد ملے مگر وہ ناخداؤن کے گماشتے ہین - اور

ناخدا سب کروڑپتی آدمی ہین وہ روپے کو کچھ سمجھتے تو ہین نہین مگر ہمنے

جیتے یار بنا یا ہی بالفعل سات ہزار مین کام نکلیگا مگر کچھ رقم اور نہ بھیجے

تو فورًا کلکتے سے روانہ ہون -

مولوی صاحب - خوب سوچے شاباش -
لالہ صاحب - مگر یہ نہین کہ جاتے ہی لکھ بھیجین - کچھ دن بعد -
مولوی صاحب - اور لکھوائیے گا ہمسے -
لالہ صاحب - ہان آپ خوب فقرے درست کرکے لکھیے گا -
مولوی صاحب - دیکھتے تو جائیے -
لالہ صاحب - پہلے خط بھیجینگے کہ داخل ہوئے پھر لکھینگے کہ کلکتہ بڑا شہر ہے پھر لکھینگے کہ یہان کی بولی ہماری سمجھ مین نہین آتی - پھر دس بارہ دن کے بعد لکھینگے کہ ہر روز کامروپ کے حالات دریافت کرتے ہین ذرا مشکل ہے سرکار کے ڈر کے مارے کوئی بتاتا ہی نہین -
مولوی صاحب - ہان واللہ بہت خوب -
لالہ صاحب - خط روز جاے -
مولوی صاحب - اجی تار بندھا رہے تو سہی -
لالہ صاحب - پھر خلاف ہو جانے کی سند نہین اتنا یاد رکھیے گا -
مولوی صاحب - اے لاحول - وجہ یہ ہو کہ اگر ساحرون کو جا کر روپیہ دیا جیسا کہ نواب صاحب کا حکم ہو تو کھاری کنوئین مین پھینک دیا اس سے ہم ہی اڑا ئین -
لالہ صاحب - اور کیا صاحب تمھارے -
مولوی صاحب - خوب یاد رکھیے واللہ جس قدر روپیہ طلب کیجیے گا فوراً آ پہونچتا جائیگا -
لالہ صاحب - ضرور مگر ذرا تدبیر اچھی ہو -
مولوی صاحب - بس ایسی تدبیر ہو کہ ان سب کو یقین آ جاے -
لالہ صاحب - ڈر بس اتنا ہی ہو کہ حوالی موالی خانصاحب جھمن وغیرہ چغلخوری نہ کرین -

خدا کے غضب سے ذرا دل مین کانپ	چغلخور کے منھ کو ڈستے ہین سانپ

مولوی صاحب - نصرت الدولہ بہادر ہمارے آقا کے مقابلہ مین نواب صاحب کے کسی مصاحب کی نہ چلیگی جو وہ کہینگے نوابصاحب فوراً امان لینگے -
لالہ صاحب - بس یہی تو تقویت ہی ہمین اور تقویت کیا ہی -
مولوی صاحب - خدا نے چاہا تو کم سے کم بیس ہزار روپیہ یہان سے پیدا کر لے چلینگے -
لالہ صاحب - اسمین کیا فرق ہی -
مولوی صاحب - مگر یہ جو پیچ ہی کہ کوئی ساحرہ یہان سے لیچلیے -
لالہ صاحب - لیچلینگے -
مولوی صاحب - مگر وہ کہینگے کہ ہمارے سامنے تو انسان کو گدھا بنا دو -
لالہ صاحب - ہم کہینگے وہ بیس بائیس ہزار مانگتی ہی -
مولوی صاحب - وہ دے نکلینگے -
لالہ صاحب - پھر ہم گدھا بھی بنا دینگے -
مولوی صاحب - اب آپ تو لینے لگے دون کی بس گدھا بنا دینگے بس بنا چکے - نقلی بھی تو کتنی -
لالہ صاحب - مولوی صاحب کے سر کی قسم گدھا بنا دینگے -
مولوی صاحب - کیونکر -
لالہ صاحب - اجی سہل تدبیر ہے بے ادبی معاف آپ کو بنا دین -
مولوی صاحب - خیر آپ جانیے آپ کا کام جانے ہم بھی شریک ہین - صرف بغرض حصول زر - ؎

اے زر تو خدا نہ ولیکن بخدا	ستار عیوب و قاضی الحاجاتی

لالہ صاحب - ہم تو اس فکر مین ہین کہ نصرت الدولہ اور نواب صاحب کی تمام پونجی اڑا دین - جمع جتھا سب کھا دین -

مولوی صاحب - چشم ما روشن -

لالہ صاحب - ہمارے گھرے پن کو تو دیکھیے کہ اکیلے آئے ہی نہین کہدیا صاف صاف کہ ایک آدمی اور ساتھ ہو - اکیلی تو لکڑی بھی نہین جلتی - اکیلا سو باؤلا - دُکیلا سو سنگ - تکیلا سو کھٹ پٹ - چوکیلا سو جنگ ہمکو تو وہ بے ایمان سمجھ ہی نہین سکتے -

مولوی صاحب - اسمین کیا شک ہی -

لالہ صاحب - ایک خط صبح کو بھیجیے ایک شام کو -

مولوی صاحب - کانپور پہونچتے ہی -

لالہ صاحب - یہ دیکھیے کارڈ پوسٹ موجود ہی -

پوست کارڈ کو لالہ صاحب کارڈ پوست ہی کہا کرتے تھے -

مولوی صاحب - واہ سب کیل کانٹے سے درست ہین آپ -

لالہ صاحب - اور کیا یہ دیکھیے قلم یہ دوات -

مولوی صاحب ع بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے -

لالہ صاحب - ادھر ریل سے اُترے اُدھر خط لکھا اور ریل ہی کے ڈاکخانے مین ڈال دیا -

مولوی صاحب - لائیے ابھی نہ لکھ ڈالین -

لالہ صاحب - لیجیے -

مولوی صاحب - کیا لکھون -

لالہ صاحب - القاب آداب پہلے لکھیے تو بتاؤن -

الغرض خط یون لکھا گیا -

آقاے نامدار خداوند نعمت دام اقبالہ - فدویان جگت سنگھ و تہور علی نمکخواران سرکار عالیہ متعالیہ عرض رسا ہین کہ ہم فدوی حضور پر نور سے رخصت ہوکر مع الخیر والعافیہ داخل کمپ کانپور ہوے

حضور کے اقبال سے راہ مین ذرا تکلیف نہ اُٹھائی اب آج شام کی یا کل صبح کی ریل مین بخطر راست کلکتہ روانہ ہونگے۔ وہان کامروپ کا حال دریافت کیا جائیگا۔ پٹنہ عظیم آباد سے ایک نیا نامہ ہم فدویان حضور کی خدمت مین بھیجینگے۔

عالی حضور ولی نعمی نواب صاحب بہادر دام اقبالہ کی خدمت مین مضمون عرلیضہ ہٰذا واضح ہو۔

السعی منی والاتمام من اللہ۔ دعاے خیر کیجیے کہ ہم فدوی باقبال سرکار نامدار اپنے مطلب پر پہونچکر سرخرو ہون۔ زیادہ حدِ ادب۔

عرضی فدویان کمترین لالہ جگت سنگھ و مولوی
محمد علی عفی عنہ از پٹنہ

کانپور کے اسٹیشن پر داخل ہوتے ہی لالہ جگت سنگھ نے پوست کارڈ بمبے مین ڈالا۔

مولوی صاحب۔ بڑے ہوشیار آدمی ہین آپ۔

لالہ صاحب۔ ہوشیار ہوتے تو اتنا بڑا مشکل کام ہمارے سپرد ہوتا بھلا

مولوی صاحب۔ صحیح ہی۔ اب چلیے کسی سرا مین ٹکین الگا کیجیے۔ باہر نکلکر لالہ جگت سنگھ صاحب نے الگا کیا سرا پہونچے۔ بستر جمایا۔ نہایا۔ کھانا پکایا۔ کھایا۔ حقہ پیا۔ مولوی صاحب پہلے ہی سے چکھ چکے تھے۔

مولوی صاحب۔ کیا کھایا آپ نے۔

لالہ صاحب۔ روٹی اور ماش کی دال۔

مولوی صاحب۔ بس ہمنے تو قورمہ اور روغنی روٹیان اور بالائی اور کباب چکھے۔

لالہ صاحب۔ ہم گوشت نہین کھاتے۔ ہمنے اپنے ہاتھ سے روٹی بنائی

آپ نے پکی پکائی کھائی۔

مولوی صاحب ۔ اب کیا فکر ہی۔

لالہ صاحب۔ اب دو بجگئے ہین۔ ذرا کمر سیدھی کیجیے۔ اور پھر چلیے شہر کا چکر لگائین اور لوگون سے پوچھکر ریل گھر چلین۔

مولوی صاحب ۔ اچھا ذرا مین بھی سو لون ۔

لالہ صاحب ۔ آرام کیجیے۔ کیا حقہ آپ نہین پیتے۔

مولوی صاحب ۔ جی نہین ہم اخبار پیتے ہین۔

لالہ صاحب ۔ واہ حقہ نہین پیتے۔

مولوی صاحب۔ حقہ نہ پان ہونے کے سبب سے۔

دونون اپنی اپنی چارپائیون پر سوئے۔ پانچ بجے اُٹھے اور کانپور کی سیر کو چلے

مولوی صاحب۔ اخاہ بڑی بستی ہی۔

لالہ صاحب۔ جو رونق یہان ہی وہ اور کہان۔

مولوی صاحب۔ بچہ لکھنؤ ہی۔ عجب مقام ہی واللہ۔

لالہ صاحب۔ جی اور کیا۔

مولوی صاحب۔ رئیس بھی یہان ہین۔

لالہ صاحب۔ لکھ لٹ نہین ہین۔ مہاجن ساہوکار روزگاری آدمی ہین۔

مولوی صاحب ۔ یہ بزازا ہی۔

لالہ صاحب۔ ہان آئیے تو لالا دھرمو ہین۔

دھرمو ۔ کہان کہان ۔ لالہ جگتو کہان ۔

لالہ صاحب ۔ کلکتے جاتے ہین وزری۔

دھرمو۔ کیا کوئی رُجگار ہوا (روزگار)

لالہ صاحب۔ نہین جس نواب کے نوکر ہین اُسنے بھیجا ہے۔

دھرمو۔ اجی ناریل تو پیتے جاؤ۔

لالہ صاحب - اب اور لوگون سے بھی ملنا ہو-
لالہ صاحب دو قدم آگے بڑھے تھے کہ ایک اور بزاز صاحب سے ملاقات ہوئی
لالہ صاحب - کہو بھئی لالہ جیت رام کُسل کھیم -
جیت رام - جو ٹھاکر جی کی - کہان چلے -
لالہ صاحب - ذری کلکتے تک جاتے ہین -
جیت رام - کیون کوئی کار ہو گیا -
لالہ صاحب - ہان نواب نے بھیجا ہو - کچھ کام ہو -
جیت رام - گڑگڑی نہ پیوگے -
لالہ صاحب - اچھا لائیے -
لالہ صاحب نے دکان پر بیٹھکر دو چار دم لگائے اور چلے - اسی طرح خوب گھومے لوگون سے ملے چلتے چلتے ایک پرانے دوست ملے -
لالہ بھولاناتھ مہاجن -
مہاجن - ارے بھئی لالہ جلتہ ہین - لالہ جگتہ -
لالہ صاحب - خوب ملے یار - کہو سب خیریت -
مہاجن - ہان مہاجنی کرتے ہین - تم یہان کہان آئے -
لالہ صاحب - نواب نے ہمکو کلکتے بھیجا ہو -
مہاجن - ٹکے کہان ہو -
لالہ صاحب - سرائین -
مہاجن - ہان جے کہیے - کچھ ڈول ہو - گھر چھوڑکے سرائین ٹکے جاکے -
لالہ صاحب - مولوی صاحب بھی ساتھ تھے اس سے وہین ٹکے -
مہاجن - جے بات تو انکو جگہہ نہ ملتی نہ گھر پر کیا - کیون جی اور اس گھڑی نہ ملتے تو ملاکات (ملاقات) کاہے کو ہوتی -
لالہ صاحب - اور جاتا مین کہان تھا -

مہاجن ۔ پھر نیلا مکان سامنے ہی ۔

لالہ بھولاناتھ ۔ جگت سنگھ اور مولوی صاحب کو اپنے مکان پر لیگئے
مولوی صاحب کے واسطے پڑوس سے حقہ منگوایا جگت سنگھ کو اپنا
حقہ پلایا اور باتین ہونے لگین ۔

لالہ جگت سنگھ نے کہا بھائی تمسے کچھ پردہ تو ہی ہی نہین صاف بات
یہ ہی کہ ہمارے نواب نے اور ایک اور نواب صاحب تمھارے ہمکو
کامروپ بھیجا ہی سو ہم جاتے ہین مگر کامروپ ہی کہان یہ بتایئے اگر معلوم
ہو تو کسی اور سے پوچھ دو اگر کامروپ کہین ہی سچ مچ تو اچھا اور جو
نہین ہی تو لاچاری کی بات ہی مگر نام تو سنا ہی ۔ بھولاناتھ نے کہا پہلے
سچ بتاؤ کہ کچھ وصول بھی ہوگا یا مفت کی جھنجھٹ ہی ہی جو وصول ہو تو
سب بتا دین ہمسے سیانے سو دوانے (دیوانہ) جگت سنگھ نے کہا یار
قدمون پر ٹوپی رکھتا ہون بتا دو اور وصول نہوتا تو مین جاتا ہی کیون
مہاجن سے ۔ کامروپ بنگال حاطے مین ایک جلا (ضلع) ہی ۔ وہان
عورتین جادوگرنیان ہین جسے چاہین وم بھر کے بیچ مین مار ڈالین اور
پھر دم بھر کے بیچ مین جلادین اور جسے چاہین بنا دین ٹکا پاس نہین اور
لکھپتی کردیا ۔

لالہ صاحب ۔ بھئی یہ تو سنی ہوئی باتین ہین کیا معلوم سچ ہی یا جھوٹ ہی
مہاجن ۔ اور نہین کیا دیکھی ہوئی باتین بتاؤن ۔

لالہ صاحب ۔ کبھی گئے ہو وہان ۔

مہاجن ۔ توبہ کر بندے پر شیر نہ لیجاے ۔ جینے کی باتین کرو گدھے بنجاو گے

مولوی صاحب ۔ مشہور تو ایسا ہی ہی مگر واللہ اعلم اصلیت کیا ہی ۔

مہاجن ۔ آپ کے ہان تو جادو کو مانتے ہین مل جادو بربک (ابرق)
کرنے والا کافر ۔

مولوی صاحب ۔ خیر کام روپیہ ہی کوئی مقام عزّ و ذر ۔
مہاجن ۔ اجی بس کلکتے چلے جاؤ وہان پتا ملجائیگا کچھ ۔
لالہ صاحب ۔ یہ تو ہم بھی جانتے ہین مگر کسی اور سے بھی پوچھ دیکھو تو کیا ہرج ہی ۔
مہاجن ۔ واہ ہمسے بڑھکے کوئی ہو ۔ ارے رام سنگھ جبری ایک روپیہ کے منڈے تو لے آنا ۔
لالہ صاحب ۔ اب آپ تکلف کرنے لگے ۔
مہاجن ۔ کیا کھوب (خوب) جیسے آپ ہی کے واسطے تو منگواتا ہون
مولوی صاحب ۔ یہ حسن طلب ہی ۔
لالہ صاحب ۔ تو پھر کلکتے ہی جائین نہ ۔
مہاجن ۔ ہان ہان جی یہان سے کلکتہ جاؤ وہان حال ملجائیگا ہمارے سالے وہان ہین سیتا رام تیل کا بیپار کرتے ہین وہ سب باتون سے واکف (واقف) ہین سب بتادینگے ۔ کہو چٹھی لکھ دون ۔
مولوی صاحب ۔ ہان انسب ہی ۔
مہاجن ۔ کلم دوات کاگج لاؤ ۔
لالہ بھولاناتھ صاحب نے ایک چٹھی اپنے سالے کے نام دھر گھسیٹی اور لکھکر لالہ جگت سنگھ کو دی اور کہا اب آج کھانا یہین کھائیے کل جائیےگا لالہ جگت سنگھ نے عذر کیا کہ کچھ مضائقہ نہ تھا مگر جلدی ہی جس کام کے لیے جاتے ہین وہ پورا ہو تو پھر کیسے دو دن ٹکین آن کر پھر ۔
الغرض ایک روپیہ کے منڈے لالہ جگت سنگھ کی نذر کیے اور سرا تک لالہ بھولاناتھ انکے ساتھ گئے اسی شب کو لالہ جگت سنگھ مع مولوی صاحب اور نوکرون کے روانہ کلکتہ ہوے ۔
کلکتہ پہونچے گاڑی کرایہ کرتے ہین تو لکھنؤ اور کانپور سے دس گنا

بھاؤ آٹھ روپی پر گاڑی ہوئی اور آدھ گھنٹے میں لالہ صاحب اپنے دوست لالہ مکندرام کے مکان پر پہونچے گاڑی سے اترتے ہی مکندرام سے گلے ملے دونون خوش ہوئے۔

مکندرام۔ آج برسین چھ اک کے بعد ملے کہو اچھے تو ہے۔

جگت سنگھ۔ ہان بہت خوش۔ بھوکے بڑے ہین کھانا کھلواؤ۔

مکندرام۔ باہمن کو بلاؤ کھولو کی اور آلو اور چھتیا پھل کی ترکاری کرلے اور بہتی بنائے اور چاولوں اور روٹی اور ملائی لے آئے کوئی اک آدھ سیر اور حلوا بنے۔

جگت سنگھ۔ جناب مولوی صاحب کے لیے۔

مکندرام۔ حافظ جی سے کہو مولوی صاحب کے لیے اچھا اچھا کھانا لاوین اسیوقت کھانا کھاکر تھوڑی دیر کے بعد لالہ جگت سنگھ اور مولوی صاحب کو لالہ مکندرام نے کلکتے کی سیر دکھائی جگت سنگھ تو جہانیان جہان گشت آدمی تھے ہی کئی بار کلکتے آچکے تھے اور بمبئی تک گشت کر آئے تھے مگر مولوی صاحب دنگ ہوگئے۔

مولوی صاحب۔ اللہ اللہ یہ بھیڑ بھڑکا۔

لالہ صاحب۔ کلکتہ ہی کہ باتین۔

مولوی صاحب۔ جم غفیر اسی کے معنی ہین یعنی جماعت ایسی کہ زمین چھپ جائے۔

لالہ صاحب۔ بیشک۔

مولوی صاحب۔ اور گاڑی کے قریب جب گاڑی جاتی ہی تو کلیجہ دہل جاتا ہی۔

مکندرام۔ اجی یہان ہرشخص گاڑی چلاتے ہین کہ باہر والا آئے تو سمجھے اڑ گئی۔

لالہ صاحب۔ یہان ہوٹل بھی تو ہین۔

مولوی صاحب۔ ہوٹل کیا۔

مکندرام۔ یہان سب کچھ ہی۔

جب سیر کرکے آئے تو لالہ جگت سنگھ نے کہا بھائی تمسے کچھ کہنا ہی ہمین دونون تخلیے مین باتین کرنے لگے مولوی صاحب شمس باغ کی سیر کرتے تھے۔

اب سنیے کہ لالہ اگمندر رام نے جگت سنگھ کو خوب پٹی پڑھائی۔ اور کئی خطوط نواب صاحب کے پاس مکر و فریب کے بھجوائے۔

ایک خط۔

حضور اقدس۔ یہان کامروپ کا پتا نہین ملتا۔ کامروپ کے نام سے تو سب واقف ہین۔ مگر وہان کے جادو کا حال سرکار کے خوف سے لوگ چھپاتے ہین۔ سرکار کا نادری حکم ہی کہ اگر کسی شخص نے کسی ساحر یا ساحرہ کو مدد دی تو پھانسی پائیگا۔

یہ خط بعد ملاحظہ چاک کر دیجیے گا۔ ورنہ ہم فدویون پر سخت جرمانہ ہو جائیگا اور قید کر دیے جائینگے۔

عریضہ فدویان تہور علی عفی عنہ و
جگت سنگھ از کلکتہ۔ چورنگھی مکان لالہ اگمندر رام

اس خط مین پھانسی کی اچھی دھمکی دی۔

دوسرا خط۔

نواب قمر رکاب دارا حشم سکندر فر مدظلہ۔ آداب فدویانہ بجا لا کر بحضور بندگان عرض رسا ہین کہ ہم فدویون نے امر معلومہ کی خوب تحقیقات کی مگر نقش مراد کرسی نشین نہوا ہان اسقدر فائدہ البتہ ہوا کہ ہر روز ایک نئی اور عبرت انگیز بات نسبت سحر معلوم ہوتی جاتی ہی۔ اگر خواستہ خدا ہی تو دو تین مہینے مین داخل منزل مقصود ہونگے مگر جو روایات حیرت سمات قرع سمع ہوئین اُنسے خوف ہی۔

عریضہ فدویان تہور علی عفی عنہ و جگت سنگھ از کلکتہ۔ چورنگھی مکان لالہ اگمندر رام صاحب

اس خط مین شوق دلایا ہی کہ ہر روز نئی باتین سننے مین آتی ہین-

تیسرا خط-

حضور فیض گنجور ولی نعمت نواب نصرت الدولہ بہادر دام اقبالہ
سیس تسلیم التماس یہ کہ ہوٹل مین اگر ہم فدوی قیام کرتے تو صرف کرنیسے
دُھرّے اُڑ جاتے- لہٰذا ایک ساہوکار کا مکان پچاس روپیہ ماہواری
کرایے پر لیا-

یہان ہر شی گران ہی- اُسکی تفصیل یہ ہی-

گوشت	آلو	مچھلی	روغن زرد
عہ ر ثار	عہ ثار	عہر ثار	عہ ثار
روغن تلخ	ماہی	جغرات	شیرینی فی روپیہ
ے ثار	عہ ثار	۸ ر ثار	ے ر
کھل	نمک	بالائی کی برف	برنج
۶ ر	عنقا	کبریت احمر	۶ ثار
گندم	دال	گرم مصالحہ	نخود
۶ ر	۶ ر	۱۲ ر ثار	۸ ر ثار

الغرض یہان عمدہ طرز پر رہنا روپیہ بلکہ اشرفیان چبانا ہی-

عریضہ الخ

اس خط مین وہ گپ اُڑائی ہی کہ الامان اور لطف یہ کہ نواب صاحب
اور نصرت الدولہ بہادر کو یقین آگیا کہ اگر امرا کے اہلکارون کی طرح
امارت کے ساتھ بسر کرے تو اشیاے متذکرہ اسی نرخ سے ملینگی سچ ہی ؎

چو احمق در جہان باقیست مفلس در نمی ماند

چوتھا خط-

عالی حضور سکندر فر نواب امین الدولہ بہادر کی خدمت بابرکت مین

فدویان تہور علی اور لالہ جگت سنگھ کورنش عرض کرتے ہین۔ شکر ہو کہ ہماری کوشش ٹھکانے لگی یعنی ہم فدویون نے ایک شخص معتبر کو جو گو خود ساحر نہین مگر ساحرون سے کامل واقفیت رکھتا ہو ڈھونڈھ نکالا وہ امیر آدمی ہو مگر طامع۔ کہتا ہو اگر دس ہزار روپیہ دو تو فوراً ایک ساحرہ سے ملادون۔ بلا اجازت حضور ایک ساہوکار سے دس ہزار روپیہ قرض لیا۔ ڈیڑھ روپیہ فی صدی سود پر۔ ابھی اس شخص کو فقط تین ہزار اور دوسو روپے دیے ہین اور اسکی سواری کا خرچ اب تک شاسی روپیہ ہو۔ اگر اجازت دین تو فوراً کُل روپیہ دے دیا جاے تار کے ذریعے سے اطلاع بخشیے۔

عریضۂ فدویان تہور علی الخ

یہ خط دوپہر کے وقت نصرت الدولہ نے پایا۔ پڑھتے ہی نواب صاحب کے نام رقعہ لکھا اور آدمی کو دیا کہ اسی دم پہونچاؤ۔ رقعہ کا مضمون تھا یہ

	صد شکر کہ آفتاب مقصود از برج امید چہرہ بنمود	

اجی حضرت مطلب نکلا۔ جگت سنگھ کا ایک خط آیا ہو جلد آؤ مگر بہت جلد

راقم نصرت الدولہ

نواب صاحب بہادر خط پڑھتے ہی گھوڑے پر سوار ہوے اور پہونچے اُترتے ہی پھاٹک کے پاس سے غل مچایا۔

کہو بھئی فتح ہو۔ لاؤ خط لاؤ مین خود پڑھونگا۔

اتنے مین نصرت الدولہ نے تار بھیجا کہ دس ہزار فوراً اُس شخص کو دے دو۔ بیس ہزار کی ہنڈوی لالہ متھراپرشاد ساہوکار کے ذریعے سے پہونچیگی۔

اتنے مین مولوی ممتاز الحق جسکا کہ عالم اجل تھے تشریف لائے

علیک سلیک کے بعد بیٹھے تو نواب صاحب نے کہا مولوی صاحب سحر کی نسبت آپ اپنی مفصل راے بیان فرمائیے - فرمایا سحر کسی نہ کسی پیرایے مین ہر ملک مین اور ہر زمانے مین رائج رہا ہی - اور ہر مذہب اور ہر قوم مین مکروہ و مذموم ہی - اور ہر زبان مین اسکے چند در چند معانی اور مصداق ہین - چنانچہ جادو - ٹونا - افسون - شعبدہ - ٹوٹکا وغیرہ یہ سب اقسام سحر سے ہین -

سحر کے معنی متعارف تو یہی ہین کہ کوئی ایسا عمل جسکی حقیقت سے عموماً لوگ آگاہ نہون لہذا اُنکے تعجب اور تحیر کا باعث ہو - اور جس سے اُنکو نفع یا ضرر یقین محسوس ہو - چونکہ عوام کے ذہن مین سحر کے معنی مرکوز ہین لہذا جس شخص کو افسون کرنے اور شعبدہ بازی مین دخل ہوتا ہی اسکا اعزاز و اکرام کرتے ہین اور اسکو صاحب کرامات سمجھتے ہین اور اکثر اس سے خائف و ترسان رہتے ہین لیکن فی الواقع سحر کا مفہوم بہت وسیع اور عام ہی اور مجملاً اسکی حقیقت یہ ہی کہ چند قوائی طبیعی کو اس طرح سے منتظم و مترتب کر لینا کہ اس سے ایک تعجب انگیز اثر پیدا ہو اور اُسکا نفع یا ضرر انسان کو بخوبی محسوس ہو یا صرف انسان کے تحیر اور انتشار اور خوف و اضطراب کا باعث ہو - یہ تعریف سحر کی ایسی جامع و مانع ہی کہ غالباً کسی قسم کی بازیگری و افسون سازی و شعبدہ پردازی اس سے خارج نہین ہو سکتی -

اس حد منطقی یا مفہوم عقلی کو اخلاقاً عامہ کی جبلیت سے ملاحظہ کیجیے یعنی سحر کے اثر کے حسن و قبح اور نفع و ضرر پر نظر کیجیے تو اسکی دو قسمین پیدا ہوتی ہین سحر حلال اور سحر حرام - سحر حلال وہ ہی جس سے کسی ذی حیات چیز کو ضرر جسمانی یا مضرت روحانی نہ پہونچے اور نہ اس وجہ انسان خواہش ظاہری و باطنی اور اسکے قلب و دماغ یعنی اسکے حس قلبی اور ادراک ذہنی پر غلبہ اور مسلط ہو جائے کہ سفہا و مجانین کی کیفیت مسحور مین پیدا کرے اور

اسکے دل مین خلاف عقل سلیم خیالات پیدا ہون اور حرکات ناشایستہ
کرنے لگے۔

سحر حرام وہ ہی جو اسکے خلاف ہو یعنی جس سے کسی جاندار چیز کو
علی الخصوص انسان کو ضرر جسمانی یا روحانی پہونچے یا جو بطلان و تعطل
حواس ظاہری و باطنی اور سلب عقل کا باعث ہو۔ پس اس تعریف سے
اکثر ٹوٹکون اور شعبدون اور تماشون کی حلت ثابت ہوتی ہی جو ہر قوم
اور ہر ملک مین کم و بیش شائع اور مستعمل ہین۔ مثلاً ہمارے ملک مین مداری کا
تماشا یا مہدلی کے بعض سانگ یا اور شعبدے اور عورتون کے ٹوٹکے
جنمین خوف مضرت اور ضرر جسمانی و تعطل حواس اور سلب عقل کا گمان نہو
سحر حلال مین داخل ہین غایۃ الامر یہ کہ لہو لعب اور اشغال بے سود ہونے
کی وجہ سے مرجوح و مکروہ سمجھے جائین۔ لیکن وہ عمل جو موٹھ چلتی ہی
جس سے ہلاکت کا ظن غالب ہوتا ہی یا بنگالہ کے ایک ضلع کامروپ کی نسبت
مشہور ہی کہ ایسے ایسے قیامت کے جادوگر ہین کہ آدمی کو حیوان اور پرند
بنا دیتے ہین بیشک سحر حرام ہی ہر چند راقم کو نہ موٹھ کا اعتقاد ہی نہ کامروپ
کے جادوگرون کی کرامات کا یقین ہی کیونکہ ابھی عرض کیا گیا ہی کہ سحر کوئی
معجزہ یا خارق عادت نہین ہی جسکا سمجھنا اور کرنا دونون عقل بشری سے
خارج ہو اور جو نظام طبعی اور قوانین قدرت کے خلاف ہو بلکہ سحر انھین
قواے طبعی کی ترکیب و انتظام سے پیدا ہوتا ہی جنسے اور آثار و حوادث
عالم کون و فساد پیدا ہوتے ہین گو اُسکی علت فاعلیہ یعنی اسکی لم اکثر کی
سمجھ مین نہ آئے

چونکہ دین فطری یعنی اخلاق عام جو تراکیب و کیفیات و انتظامات
طبیعی اور افعال و خواص و آثار حقائق خارجیہ سے مستنبط کیا گیا ہی
اکثر مسائل اور تمام مواقع و محال دین الہامی یعنی مذاہب ملل الٰہیہ سے

موافق و مطابق ہین لہذا اس سحر کے مسئلہ مین بھی اکثر بلکہ کل مذاہب نے
اخلاق عامہ کا تتبع کیا ہی یعنی جو سحر عقلاً اور بموجب قوانین طبیعی حرام ہی
اسکو حرام کیا اور جو سحر عقلاً اور بموافقت نظام طبیعی حلال ہی اسکو حلال رکھا ہی
ہر قوم اور ہر ملک اور ہر زمانے مین سحر کا چرچا کم و بیش ضرور رہا ہی
چنانچہ انگلستان مین بھی ایک عرصہ تک جادوگرون اور جادوگرنیون کا
زور رہا اور عوام کالانعام علی الخصوص دہقانیون کی رنج پر صدمہ ہوتا تھا
کہ مبادا ہماری زراعت کو اور ہمارے بچون کو یہ اخوان الشیاطین (جادوگر)
کچھ ضرر پہونچائین اور انکے دفعیہ کے واسطے دعا اور تعویذ اس شد ومد سے
ہوتے تھے کہ ہندوستان کے جہلا کو بھی مات کیا تھا - یہان تک کہ ملکہ میری
سفاک کے عہد مین سحر کی اسقدر طغیانی ہوئی کہ ساحرون کو انواع عقوبات
سے قتل کیا جیسا کہ تاریخ انگلستان مین مفصل درج ہی - اور ہندوستان مین
جو کچھ کیفیت سمجھی گئی وہ اظہر من الشمس ہی - عیان را چہ بیان - اور زمانہ
قدیم مین عرب اور نواحی شام اور مصر مین سحر کا اسقدر رواج تھا کہ بعض
اعاظم انبیاے بنی اسرائیل کے معجزات ایسے قرار دیے گئے کہ بڑے بڑے
کامل ساحر اور کاہن اُنکے جواب سے عاجز آگئے اور انکی نبوت و رسالت کا
اعتراف کیا - چنانچہ اجل انبیاے بنی اسرائیل حضرت کلیم اللہ موسی بن عمران
علیہ السلام ہین جنکا معرکہ فرعون مصر کے سحر کے مقابلے مین ایسا حیرت خیز
اور عبرت انگیز ہی کہ شاید تاریخ عالم مین ایسے واقعات کمتر وقوع مین
آئے ہین - چنانچہ توراۃ مدون کے سفر الخروج اور قرآن مجید و فرقان حمید
کے اکثر سورون مین یہ قصہ لکھا ہی کہ جب فرعون نے حضرت موسی سے
معجزہ طلب کیا تو دو معجزے سر دست آپ نے دکھائے ایک ید بیضا
جسکی حقیقت یہ ہی کہ آپ نے جیب مین ہاتھ ڈالکر جو نکالا تو کف دست سے
ایسا نور مشرق ساطع ہوا کہ آفتاب کی روشنی پژمردہ و مضمحل ہوگئی اور

لمبی فرسخ تک نور برابر پہونچا - اور دوسرا معجزہ عصا کا اژدہا بنجانا ہی - یہ وہ عصا تھا جو حضرت موسی کے خسر حضرت شعیب پیغمبر علیہ السلام نے اپنے باقیات الصالحات کے طور پر اسوقت آپ کو دیا تھا کہ جب آپ اپنی زوجہ صفیرا بنت شعیب کو لیکر جانب مصر روانہ ہوئے اور اثناے راہ مین وادی مقدس مین پہونچکر مخلع بخلعت نبوت اور مبعوث برسالت اور مشرف بشرف خطاب الٰہی اور ملقب بلقب کلیم اللہ ہوے جیسا کہ آیہ کریمہ اخلع نعلیک انک بالواد المقدس طوی سے ظاہر ہی -

خدا کی دین کا موسے سے پوچھیے احوال
کہ آگ لینے کو جائین پیمبری ہو جاے

خیر عصاے موسی کی یہ حقیقت ہی کہ ایک لکڑی چوب جزیا کی تھی کہ عندالضرورت اور بامر اللہ منقلب بہ اژدہا ہو جاتی تھی -
چنانچہ بارہا فرعون نے معجزہ طلب کیا اور حضرت موسے نے عصا کو پھینکا اور وہ بڑا بھاری اژدہا بنکر منھ کھولکر اُسپر لپکا اور اس شریر و عیار نابکار نے اُسوقت تو دعوی خدائی سے توبہ کی مگر جب وہ عصا اپنی ہیئت اصلی پر آگیا تو پھر وہی کفر و ہذیان بکنے لگا اور دعوی خدائی کرنے لگا اور حضرت موسی علیہ السلام سے کہا کہ آپ سب جادوگرون کے استاد ہین اور کئی لاکھ ساحرون کو جمع کر کے کہا کہ جلد اپنے ساحر سے میری جان بچاؤ ورنہ تم سب کو قتل کرونگا - انھون نے کہا بہت خوب یہ کون بڑی بات ہی -

جس دن مصر مین وہ عظیم الشان میلہ ہوتا ہی اُس روز ہم موسے کا مقابلہ کرینگے اور بادشاہ مع حشم و خدم اور لشکر ظفر پیکر خود تشریف لائین اور ساری دنیا اسی معرکے کو مشاہدہ کرے اور اُن ساحرون نے یہ شعبدہ بنایا کہ بڑے بڑے نرکل جوف دار لیے اور انکے اندر پارہ بھرا اور اوپر سے

کاغذ کا سراور پاپون وغیرہ بناکر اوراسپر سیاہ رنگ اور سفید دھاریان ڈالکر بالکل سانپون کی قطع بنائی اور روز موعود کو ریگستان مصر مین عین تمازت آفتاب مین جب حضرت موسےٰ کا مقابلہ ہوا تو اُن ساحرون نے کئی لاکھ نرکل کے بنے ہوے سانپ ہوا پر اُڑادیے اور آفتاب کی شدت اور حدت سے پارا انکو لے اُڑا اور وہ بڑے بڑے گران ڈیل اژدہون کے مانند مُنھ کھولکر ہوا مین فرفر کرتے ہوے مثل بلاے بے درمان حضرت موسیٰؑ اور ہارونؑ پر دوڑے اور اس کثرت سے تھے کہ آفتاب پر مثل ابر غلیظ کے چھا گئے تھے اور اندھیرا ہوگیا تھا۔

حضرت موسیٰؑ اپنے دل مین جھجکے فوراً حکم الٰہی ہوا کہ اپنے عصا کو پھینک پس اُسکا پھینکنا تھا کہ اژدہا بنکر ایک ہی منھ مین کئی لاکھ اژدہون کو ہڑپ کر گیا اور فرعون کے ساحر سر بسجود ہوکر زمین پر گرے اور کہا کہ امنا برب موسیٰ وہارون یعنی ہم ایمان لائے خداے موسیٰ وہارون کا

الحاصل سحر کی حکایتین ہر مذہب اور ہر موقع مین عجیب وغریب ہین۔ اور اسکے وجود اور اسکے اثر کا کسی اہل مذہب نے انکار نہین کیا گو اسکی حلت وحرمت مین اختلاف ہے۔ اور سحر اور معجزہ مین یہ فرق لکھا ہے کہ معجزہ خارق عادت کا نام ہے جو کسی خاصۂ خدا کے ہاتھ پر ارادۃ اور بعون خدا جاری ہو اور نظام طبیعی کے بالکل خلاف ہو۔ جیسے حضرت موسیٰ کا ید بیضا اور عصا اور دریاے نیل کے پانی کو روک کر بارہ راستے بنا دینا حضرت داؤد کا آہن کو ہاتھ سے نرم کر دینا اور حضرت عیسیٰؑ کا احیاے اموات اور ابراء اکمہ وابرص یعنی کوڑھی اور جذامی کو فقط مسّ کی برکت سے اچھا کر دینا اور مٹی کی چڑیا بناکر اسمین نفس مسیحی دم کر دینا کہ وہ واقعی چڑیا بنکے اڑی اور آج تک موجود ہے یعنی چمگادڑ۔

اور حضرت خاتم الانبیاء کا شق القمر اور کلام شجر وحجر اور معراج شریف

وغیرہ یہ سب خوارق عادات ہین یعنی نظام طبیعی کے خلاف ہین۔ بخلاف سحر کے کہ قواے طبیعی کی ترتیب خاص سے پیدا ہوتا ہی۔ اور ہر شخص بعض اصول و قواعد کی پابندی سے اسکو بنا سکتا ہی اور سمجھ سکتا ہی۔

جو لوگ نیچر یعنی نظام طبیعی کا زیادہ اختیار کرتے ہین انکے اصول سے معجزہ کا امکان تو بخیر۔ مگر سحر مین انکے مسلک سے کوئی استحالہ نہین لازم آتا ہی پھر کیا وجہ ہی کہ حکماے فرنگ سحر کے قائل نہین کیونکہ سحر تو خارق عادت نہین ہی بلکہ اُنھین مواد اور قواے طبیعی کے فعل و انفعال و رکسر و انکسار سے پیدا ہوتا ہی جیسے ریل اور اور آلات کام دیتے ہین۔ غالباً مطلق سحر سے وہ منکر نہین ہین بلکہ جو عظمت اور ہیبت عوام کے دل مین اسکی ہی اور جو حقیقت وہ اپنے زعم ناقص مین سحر کی سمجھے ہین کہ جن پریت اور بھوت پریت کی شرکت کے اثر سے جادو ہوتا ہی۔ اُن لغویات اور خرافات سے وہ منکر ہین خدا ان وساوس شیطانی اور اوہام فاش سے سب کو بچائے اور ہمارے ملک سے انکو نیست و نابود کر دے۔

نواب نصرت الدولہ بہادر کو نجومی نے انگلیون پر نچایا۔ ایک دن کہا کہ چالیس دن ایک منتر انگریزی زبان مین پڑھو اور تڑکے تڑکے آفتاب کی طرف دس بارہ منٹ غور سے دیکھیے۔ مگر شرط یہ ہی کہ آفتاب کی شعاعین کچھ کچھ نمودار ہون۔ بارہ منٹ تک اگر ہر روز نظر بغور ڈالو تو چالیسوین دن بھوت قابو مین آجائے اور ثبوت اسکا یہ ہی کہ بھوت صاف نظر آنے لگے نصرت الدولہ بہادر نے نجومی کے حکم کے مطابق کارروائی شروع کر دی تڑکا ہوا اور نصرت الدولہ بہادر نے منھ دھویا اور سہ منزلے پر جا کر آفتاب کو عین طلوع کے وقت دیکھنا شروع کیا ساتوین روز جکا چوندھ کے سبب سے انکو کچھ دھوان سا نظر آیا۔ اور واہمے نے پٹی پڑھائی کہ بھوت ہی اب سنیے کہ واہمہ تو خلاق ہی ہاتھ پانون آنکھ ناک منھ سر پانون کل اعضاے جسم

نظر آنے لگے۔ نصرت الدولہ بہادر کسیقدر خائف ہوئے اور آنکھ بند کرکے نیچے اُتر آئے اگر شب کا وقت ہوتا تو سہم جاتے فوراً نجومی کو اُسکے کمرے سے بلوایا۔

نصرت الدولہ۔ آسلام صاحب۔ اسوقت تو ہمنے بھوت کو مجسم دیکھا۔

نجومی۔ ہان۔ بس اب کیا پوچھنا ہے۔

نصرت الدولہ۔ اب کتنے دن تک دیکھین۔

نجومی۔ این! کیا خوب۔ اپنے نزدیک آپ بڑے واقفکار ہو گئے۔

نصرت الدولہ۔ نہین ابھی کجا۔

نجومی۔ اجی ابھی تو آپ ابجد خوان بھی نہین۔ پہلے الف بے تو درست کر لیجیے

نصرت الدولہ۔ آپ کی راے پر منحصر ہے اب تو۔

نجومی نے نصرت الدولہ کو وہ مشکل باتین بتائین کہ نوابصاحب کے ہوش اُڑ گئے۔ سردی کے دن تھے اور حکم دیا کہ پانچ بجے تڑکے کنوئین کے پانی سے نہائیے پورے پانچ گھڑے سے۔ اور نہاکر ایک سرخ ریشمی چادر اوڑھکر بیٹھیے۔ اور جو منتر ہم بتائین اُسکو اسّی بار جمعرات اور پیر کو اور بیس بار اتوار اور ہفتے کے دن اور چالیس مرتبہ جمعہ اور منگل کو پڑھیے بدھ کے دن ناغہ۔ ہم اس شہر کے کل ویرانے اور کھنڈل بغور دیکھلین تو بدھ کے دن تمکو لیکر چلا کرین۔

نجومی۔ آپ ڈرپوک تو ہو نہین۔

نصرت الدولہ۔ نہین۔ واہ۔ ڈرپوک اچھی کہی۔

نجومی۔ ڈرئیے کا نہین ہرگز نہ ڈریے گا۔

نصرت الدولہ۔ جی نہین۔ اگر کوئی ایسی ہی بات ہو تو مجبوری ہے مگر ڈرنا کیا معنی

نجومی۔ ہم لوگ برسون سے اس بات کو کرتا آیا ہے اور جو ڈر کا بات اسمین ہے ہم لوگ خود اُسکے واسطے بہت ڈرتا۔ مگر ایک منٹ پھر یہ ڈر نہین تھا بالکل نہین

نصرت الدولہ - اچھا کچھ اور دکھائیے ہمکو -
نجومی - ایک منتر کا ترجمہ ہے اور اردو کی زبان سکیھیے ہیں آپ سنیے گا

اے اسپرٹ تم ہمارا پاس ہے	اے اسپرٹ تم بولو ہم سے
اے اسپرٹ بتا دو ہمکو وقت	مرنے کا اس کا بڑا بد بخت
اے اسپرٹ جو مرا کل یا پرون	اسکو دفن کہان رکھا بولو
اے اسپرٹ تم بڑا امکان	ہمارا تھا بو نیچ آدے بے گمان

نصرت الدولہ - کسی بنگالی نے ترجمہ کیا ہے -
نجومی - نا - ایک انگریز نے - صاحب ہے - کلکتے کا -
نصرت الدولہ - مگر یہ تو بالکل واہیات ہے -
نجومی - او - ایسا بات مت بولو - پاک چیز کو برا مت بولو - اسکا اثر اسکے منتر کا ہے - جیسا منتر اچھا ویسا اثر اچھا زبان برا بھلا ہوگا جو ہوگا سو ہوگا - اسپرٹ کل بات جواب سمجھتا ہے - اچھا اب آج آپ اسپرٹ کے نام پر کچھ دے منتر پڑھکر ہم اُن لوگ پاس بھیجیگا جو جمع کرتا ان کل روپیہ کو اسپرٹ کے واسطے - ہم غریب آدمی دو سو تین پہلے دیا تھا جب پاک اسپرٹ نے ہمکو اپنے کا نور دکھلاتا تھا سب کے پہلے جیسا آج آپ کو دکھلاتا اور آپ نہلائے کپڑے بدلے عطر ملے اور جلسہ خوشی کا دیکھے -
نصرت الدولہ - بہت خوب تو میں کوئی دو ہزار نذر کرین اسپرٹ کے
نجومی - کم ہے - مگر اب زیادہ ند دو - نہیں اسپرٹ مزا اُن جیا نہ تا دیا پہلے نیت ہوا -
نصرت الدولہ - ارے ! لاحول ولاقوۃ -
نجومی - نہیں دینے کا ارادہ ہے -
نصرت الدولہ - ہان دینے کے ہزار طریق ہین -
نجومی - اجی تم منت مان لینگے -

نصرت الدولہ - ہان اچھا -

نجومی - مگر سہل بات کا -

نصرت الدولہ ہم منت مانتے ہین کہ جسکو بلائین وہ گانے کے لیے آجاے

نجومی - اچھا بات بہت ٹھیک -

نصرت الدولہ - کتنے کی منت -

نجومی - او - یہ ہمسے مت پوچھے - جو پہلے جی چاہے -

نصرت الدولہ - تین ہزار -

نجومی - بس - زیادہ نہ کم -

الغرض دن بھر مین میان نجومی نے نصرت الدولہ کو اُلو بنا بنا کر کوئی دس ہزار روپیہ کی رقم سیدھی کی نصرت الدولہ بہادر کی یہ کیفیت کہ مسند تکیہ لگانے بڑے ٹھسے سے بیٹھے ہین - اور دل ہی دل مین سوچتے ہین کہ اب آج سے اینجانب بھی نجومیون مین شامل ہوگئے - داروغہ کو حکم دیا کہ فوراً محفل رقص و سرود آراستہ ہو اور نواب امین الدین حیدر بہادر اور نواب تہور علیخان بہادر اور نواب رونق علیخان بہادر اور مرزا تیغ بہادر اور راجہ ٹھاکر پرشاد اور مرزا حفیظ الدین بیگ کو بلواؤ داروغہ نے فوراً تعمیل حکم کی - تھوڑی ہی دیر مین طائفے آنا شروع ہوے نصرت الدولہ بہادر نے احباب کو اپنے ہاتھ سے خط لکھے ایک نواب صاحب کے نام دوسرا راجہ ٹھاکر پرشاد کے نام -

۱ - نواب نامدار سے

سحرم دولت بیدار ببالین آمد - گفت برخیز کہ آن خسرو شیرین آمد

آج منہ مانگی مراد پائی - یعنی اسپرٹ کو بچشم خود دیکھا - اسپرٹ بھوت کو کہتے ہین شکر خدا ہزار شکر خدا

برین مژدہ گر جان فشانم رواست - کہ این مژدہ آسایش جان ماست

آسلر صاحب فرماتے ہین کہ ابھی الف بے نجوم ہی۔ اللہ اللہ کیا علم ہی
علم کیا بحر ذخار ہی۔ جسکا اور نہ چھور۔ واسطے خدا کے تم بھی اسیکہو۔
آج اس تقریب سعید کے سبب سے کہ بھوت کو منتر کے زور سے اول مرتبہ
دیکھا خاکسار نے جلسہ قرار دیا ہی۔ آئیے اور مع رفقا و مصاحبین آئیے۔
آپ کا دوست نصرت الدولہ نجومی
۲۔ اجی راجہ صاحب تسلیم۔ ہمنے جو آپ سے کہا تھا وہ صحیح نکلا۔ آج
صبح کو نجومی کے منتر کے زور سے ہمنے بھوت دیکھا جسکو ہم لوگ یعنے
علماے نجوم اپنی اصطلاح مین اسپرٹ کہتے ہین۔
آپ بھی سیکھئے۔ اور ضرور سیکھئے۔
آج اسیوقت جلسہ قرار دیا ہی۔ ضرور آؤ۔ اور بھی کئی صاحب تشریف لائینگے
تمہارا دوست نصرت الدولہ عالم علم نجوم
دونون خط لکھکر سپاہیون کو دیے اور حکم دیا کہ ابھی ابھی لیجاؤ
چوبدار نے بھی تاکید کر دی۔
نواب صاحب نے جو خط پڑھا تو مارے ہنسی کے لوٹنے لگے۔
امام الدین۔ حضور اسنے بلٹایا انکو۔
جھمن۔ وہ نجومی بھی سوچتا ہوگا کہ ایسے اب اور نہ پھنسینگے۔
نواب (سپاہی سے) تمکو کچھ حال معلوم ہی۔
سپاہی۔ کاہے کا حال حضور۔
نواب۔ اسوقت جلسہ کیسا ہی۔
سپاہی۔ حضور کیا بتاؤن وہ صاحب جن آئے ہین نجومی۔ او سیلر صاحب
جب سے نواب صاحب رات دن بھوت پریت ہی دیکھا کرتے ہین کئی ہزار چکا ہی
جھمن۔ اجی ابھی اور لیگا۔
امام الدین۔ تم لوگون مین سے کوئی سمجھاتا نہین۔

سپاہی - اے حضور ہم چارہ پوچی کے پیادے ہم کیا سمجھائیں انکے مصاحب تو سمجھاتے ہی نہین جنہیں کل باتون کا دارو مدار ہی ہماری ہان بھلا کون سنتا ہو حضور سمجھائین
نواب - واہ - ہان چلے -
جھمن - پھر اس بیچارے غریب کی کون سُنے نقارخانے مین طوطی کی آواز
نواب صحیح ہی -
میر گلباز - مگر ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ نجومی انکو پھسلاتا کیونکر ہی -
نواب - پڑھے لکھے عقلمند آدمی اور بھرون مین آجاتے ہین -
میر گلباز - جی ہان یہ کون بات ہی -
نواب صاحب نے جواب خط یون لکھا -
حضور اقدس والا کو مبارک ہو - آمین - بحمد اللہ کہ آپ نے بھوت کو مسخر کر دکھایا

	ع این کار از تو آید و مردان چنین کنند	

جلسہ بہت موزون ہی - بندہ بھی ضرور شریک ہوگا مگر واسطے خدا کے کہین ایسا نہ کیجیے گا کہ عین جلسے کے وقت بھوت کو بلا لیجیے - کہو کوئی چڑیل بھی دیکھی - بھئی چڑیل کی چوٹی ہمین بھی دکھا دو - ارے یار تم نرے کو کھے ہی رہے - لاحول ولا قوۃ - کیا انسان کیا بھوت واہ ری عقل - بھوت کیا اور پریت کیا واہی ہو خلصہ - خدا کے لیے اس پھیر مین نہ پڑو ورنہ آیندہ پچھتاؤگے -

من نگویم کہ این مکن آن کن		مصلحت بین و کار آسان کن

بھوت پریت کا وجود ہمارے مذہب کی رو سے مطلق ثابت نہین ہوتا
ہیچمیرز امین الدین حیدر عفی عنہ
تراب علی - بس اب دعوت کے ٹھاٹ پورے ہوگئے -
نواب صاحب نے امام الدین خان کو حکم دیا کہ برانڈی لاؤ - حاتم علی نے کہا خداوندو ہان اور بھی رئیس زادے امیر زادے ہونگے - اور

شراب مردار کا قاعدہ ہی کہ اسکی بو کبھی نہین رہتی - خواہ مخواہ وہان جا کر اپنے کو ننگہ بنانا کونسی دانائی ہو -

جھمن نے بھی اس رائے سے اتفاق ظاہر کیا - تراب علی اور امام الدین خان جل مرے - میر گلباز نے یون تردید کی -

میر گلباز - کسی کے باپ کا اجارہ ہو -

حاتم علی - واہ تمہین ایسے خوشامد خورون نے تو غارت کیا -

تراب علی - کیا غارت کیا - کسکو - کسکو غارت کیا -

امام الدین - جو منہ پر آتا ہو بک دیتا ہو نابکار -

حاتم علی - نابکار تو -

جھمن - خانصاحب بس نابکار وابکار نہ بکیے گا -

امام الدین - کیون چڑیان چلبلاتی ہین -

نواب - چپ رہو - گدھے نالائق -

امام الدین - حضور ناک مین -

نواب - تم سب نالائق ہو -

جھمن - ہان خداوند سچ ہو - ؏

نہ کہ را منزلت ماند نہ مہ را		چو از قومے یکے بیدانشی کرد
ببینی کہ گاؤے در علف زار		نمی بینی کہ گاوے در علف زار

نواب - جب کبھی جھگڑا ہوتا ہی - تم لوگ بس یہ رباعی پڑھ کے اپنے اپنے تئین بری کرنا چاہتے ہو - حالانکہ ؏

این خیالست و محالست و جنون

امام الدین خان نے فوراً سامان بادہ نوشی مہیا کر دیا اور دور چلنے لگا ایک خانصاحب بھی آج نئے نئے شریک صحبت ہوے بعد شغل امام الدین خان نے کل بوتلین ہٹائین حکم ہوا کہ ادھا

تیار ہو اور پالکی گاڑی ادھے مین جوڑی جتی ہو۔ اور گاڑی ہین وہ کرا
حکم کی معاً تعمیل ہوئی۔ چھوٹے حضور نے گلوریان چکھین۔ حقہ پیا۔ اور
مصاحبون کو لیکر چلے۔ حضور ادھے پر سوار ہوئے۔ رفقا گاڑی پر نصرت الدولہ
بہادر کے مکان پر پہونچے۔ اُترے۔

نصرت الدولہ۔ آئیے بہت جلد آئے آپ غضب خدا کا اب چار بجے آپ برامد ہوئے
نواب۔ حضرت دن کے وقت کا جلسہ ہمین تو پسند نہین

نصرت الدولہ۔ پھر اب دو ہی گھنٹے مین تو رات بھی ہوئی جاتی ہی۔
گھبراتے کیون ہین آپ۔

نواب۔ اخاہ راجہ صاحب ہین تسلیم۔

راجہ صاحب۔ آداب عرض کرتا ہون نواب صاحب مزاج شریف
نواب۔ شکر ہی۔ کہیے۔ آپ کہان رہتے ہین۔ ملاقات ہی نہین ہوئی۔
نصرت الدولہ۔ پیے بیٹھے رہتے ہین۔ دھت بنے ہوئے۔

نواب۔ استغفر اللہ۔

نصرت الدولہ۔ کیون یہ استغفر اللہ کا کیا موقع تھا۔

نواب۔ اجی برہمن آدمی اور شراب۔

راجہ صاحب۔ کہان لکھا ہی کہ ناجائز ہی۔ ٹھرا ناجائز ہی مہوے کی
دارو کو ہم بھی حرام سمجھتے ہین مگر یہ برانڈی اور برگنڈی اور میٹھی شرابین
تو اس وقت مین تھین ہی نہین وہ جائز کیونکر ہین۔ جو کچھ ولیلش بیا۔
شراب راح روح ہی کیمیا فتوح ہی کسیکہ بنصیب کہان مگر ہان جو حرام ہی
وہ حرام ہی۔ دیسی ٹھرا حرام ہی۔ بیشک حرام ہی۔

نواب۔ خیر۔ آپ بھی نواب نصرت الدولہ بہادر کے رنگ کے ہین۔
راجہ صاحب نے۔ مسکرا کر فرمایا۔ جناب۔

باده نوشی ہی باد پیمائی	ہر ہمہ این شراب نی تاثیر

نواب - اب جلسہ کب سے شروع ہوگا - کون کون صاحب آگئے ہین -
نصرت الدولہ - نواب تہور علیخان بہادر - اور رونق علیخان بہادر آئے ہین
بڑے مرزا کانپور گئے ہین - اور مرزا حفیظ الدین بیگ صاحب آئین -
نواب - ہان انکا گھوڑا دیکھا تھا مین نے کمیت -
نصرت الدولہ - پھر چلیے اوپر ہی بیٹھین گے -
نواب - چلیے تشریف لے چلیے راجہ صاحب بسم اللہ -
راجہ صاحب - پہلے حضور چلین - مین حاضر ہون ہمراہ رکاب -
سب صاحب کوٹھے پر تشریف لیگئے کمرے سب سجے سجائے - آداب
تسلیم کورنش کے بعد سب کے سب بیٹھے -
تہور علیخان - مزاج اقدس -
نواب - الحمد للہ - آپ کا مزاج اقدس - آج کس تقریب کے سبب سے جلسہ ہوا ہی
تہور علیخان - اسکی تحقیقات تو ہم لوگون کو آپ سے کرنا چاہیے -
نواب - یہ کیون خصوصیت کی وجہ - جہان آپ بھی ہین تھی -
تہور علیخان - نہین - ہی خصوصیت ایک -
نواب - وہ کیا مین بھی تو سنون -
تہور علیخان - کان لائیے (جسکے سے) وہ آپکے ہم مشرب ہین بس سمجھ جائیے -
نواب - تسلیم مین آپ کا کمال ممنون ہوا - مگر افسوس - نصرت الدولہ کی
صحبت مین جب بیٹھے تھے تو پہلے ہی سمجھ گئے تھے کہ بدنام ہونگے - خیر اب
یارانہ تو ترک کیا جاتا نہین -
رونق علیخان - نواب امین الدین حیدر صاحب
نواب - ارشاد -
امی حضرت یا آپ قریب آئیے یا مجھے بلائیے کچھ عرض کرنا ہو -
نواب - ارشاد - بسم اللہ آئیے - فرمائیے - مزاج اقدس -

رونق علیخان - ارے میان یہ نصرت الدولہ کھانس تو نہین گیا - آخر اس پاگل کا کوئی علاج بھی ہو یا اسکا جنون اب لاعلاج ہی
لاحول ولا قوۃ اور سنیے کہنے لگے آج بھوت دیکھا جلسہ، کھائینگے - واہی ہو کون - یہ اسکو ہوا کیا کمبخت کو - لاحول ولا قوۃ -
نواب - مین تو سمجھاتے سمجھاتے سودائی ہو گیا - کبھی میری ایک نہین چلتی
رونق علیخان - لاحول ولا قوۃ واللہ ہنسی آتی ہو بھوت دیکھا - اف
تہور علیخان - کیا شی - جی ہان - پیٹ مین بل پڑ گئے واللہ خبط ہو گیا قسم خدا کی خبط ہو گیا - پکا جنون ہو - ورنہ عقل کی باتین ہین یہ اور وہ نجومی انکو خوب بنائیگا - دیکھیے گا - کئی ہزار تو لے چکا ہو - باقی اب لیگا - اور یہ کسی روز بھوت دیکھینگے - کسی روز پریت کسی دن چڑیل - بس یہی کیا کرینگے
افسوس جاتا رہا ہاتھ سے -
نواب - وہ مانتے ہی نہین کسی کی -
تہور علیخان - جی ہان مجھسے تو بگڑنے لگے تھے - مین نے کہا پڑا بنی ایسی تیسی مین -
اب جگت سنگھ کا حال سنیے - مجھے کلکتے کے خط سے معلوم ہوا لالہ جگت سنگھ نے تیس ہزار روپیہ پاکر ایک بنک مین اپنے نام سے جمع کر دیا پہلے جو ساتھ ہزار ساتھ لائے تھے اسمین سے ڈھائی ہزار دہلوی صاحب کو دیے اور ڈھائی ہزار خود لیے اور دو ہزار رہنے دیے کہ کسی اور امر مین صرف کرینگے - احباب کے مشورے سے نواب صاحب کے نام ایک خط اس مضمون کا بھیجا -
خداوند نعمت سلامت - کورنش کے بعد ایک ضروری امر عرض کرتے ہین جو سننے کے قابل ہو کامروپ خاص تو ابھی تک ہم نہین جا سکے کیونکہ وہان جانے کا اول مقدمہ یہ ہو کہ اگر دس بارہ دن انسان رہے تو

ذرا بھی نہ معلوم ہو کہ اس ملک مین جادو کی گرمی بازار ہو مگر آب وہوا اس درجہ ناقص ہو کہ دس بارہ دن تو درکنار دس بارہ گھنٹے بھی رہنا دشوار ہو جاتا ہو۔ یہان کی عورتین بڑی چالاک ہین۔ انکو وہ وہ نسخے یاد ہین کہ افسان برسون رہے اور آب وہوا کا ذرا بھی اثر نہو۔ مگر ہر ایک کو وہ نسخے نہین بتاتین صرف اُنھین لوگون کو بتاتی ہین جنپر انکا دل آجاتا ہو لیکن انکا دل آنا بس ستم کا سامنا ہو۔ دل آیا اور انھون نے بکرا بنا دیا۔ گدھا نہین بناتین۔ گدھا بنانا محال ہو۔ مرغ بنا سکتی ہین۔ بکرا بیل گھوڑا بنا سکتی ہین مگر گدھا بنانا بالکل غلط مشہور ہو گیا۔

ایک روایت اُسی واقفکار آدمی نے کل سنائی تھی جسکو ہمنے پہانسا اسکا نام رچھو ہو خدا جانے کس ملک کا رہنے والا ہو۔ مگر معتبر اور ہوشیار آدمی ہو۔ ہمنے اُسکو کل روپیہ دے دیا۔ اُسنے ایک روایت یہان کی بیان کیا کہ دکھن کا ایک سپاہی کسی ضرورت سے کامروپ کھیا گیا۔ سپاہی خوبرو اور کڑیل جوان تھا۔ اور بنوٹ کا استاد۔ مگر بالدار نہ تھا۔ کامروپ کی ایک عورت اسپر عاشق ہوئی۔ سپاہی کو کچھ بھی معلوم نہین کہ کون اسپر عاشق ہوئی اور کون نہین ہوئی ایک روز سپاہی ہی چارپائی پر سو رہا تھا تو شب کے وقت ایک آدمی نے اسکو جگایا پوچھا تم کون ہو کہا چور۔ سپاہی چارپائی پر سے اٹھ بیٹھا اور باتین کرنے لگا۔

سپاہی۔ تمنے کیا بتایا۔ کون ہو تم۔

آدمی۔ ہم چور ہین۔

سپاہی۔ پھر یہان کیون آئے۔

آدمی۔ چوری کرنے۔

سپاہی۔ ہمارے پاس ہو کیا۔ ایک تلوار۔ ایک تمنچہ۔ ایک قرولی۔ ایک برچھا۔ چار پانچ جوڑے کپڑے۔ بس اللہ اللہ خیر صلاح۔

چور۔ یہ کیا کرتے ہو۔ جو ملجائے۔

سپاہی۔ فقو یہ تو نہین مل سکتا۔ ہان جان جاتی رہے تو مال بھی جائے ورنہ جب تک دم مین دم ہے تلوار اور برچھا اور کپڑے ہم نہین دے سکتے۔

چور۔ تمسے لین اور تمھارے باپ سے لین۔

سپاہی۔ ہان اگر ایسے ہی بڑے بیر ہو تو لوگے۔

چور نے کہا بس اب سنبھلو۔ مین ولایتی کا ہاتھ لگاتا ہون۔ سپاہی تو اپنے فن کے کمال پر نازان تھا اور بیس برس کا پٹھا اور نا کتخدا اور کرارا آدمی دو دو ہزار ڈنڈ ایک سانس مین پیلنے والا۔ مسکرایا۔ تلوار اٹھالی اور کہا تیری قضا ہی آئی ہے تو مین اسکو کیا کرون۔

چور پیترا بدل کر سامنے کھڑا ہو گیا۔ سپاہی کو للکار کر گالی دی گالی کھاتے ہی سپاہی آگ ہو گیا اور بڑھکر کڑک کا ہاتھ لگانے کو تھا کہ چور نے بیس چوٹین دین۔

سپاہی۔ اف دھوکا ہو گیا۔ لکڑی کا پیچ کیا۔ بنوٹ کا پیچ نہین کیا اب سہی

چور۔ کیون اپنی جان کا دشمن ہوا ہے۔ تلوار رکھ دے۔

سپاہی۔ آنتون کا ڈھیر کر دونگا ابھی ابھی۔

چور۔ اچھا لے روک۔

سپاہی۔ روکون اور لگاؤن۔ آ۔

چور نے اچک کر کیلی کی تو سپاہی کے ہاتھ سے تلوار کھٹ سے الگ اور چور ندارد۔ ایک عورت موجود۔ ابھی چور نظر آتا تھا اب دیکھتے ہین تو عورت ہے سترہ اٹھارہ برس کی عورت وہ حسن کہ سپاہی ہزار جان سے عاشق ہو گیا اور ہاتھ جوڑ کر کہا۔ ذرا اس چھپر کھٹ پر بیٹھ جاؤ ورنہ میری جان تن سے نکلجائیگی۔ اس پرکالۂ آتش نے گلے مین ہاتھ ڈالکر بوسہ لیا اور سپاہی کو اپنے ساتھ اپنے گھر لیگئی چوتھے روز گھوڑا

بنادیا۔ دو برس تک دن بھر گھوڑا بنا رہتی شام سے الشان بن جاتی۔
اسکے بعد جب سپاہی صاحب اولادہوا تو اس عورت نے سپاہی کو بھی
جادو سکھایا اور چھ سال کے بعد اجازت دی کہ اپنے وطن جائے مگر
شرط کرلی کہ جب بلاؤن فوراً آنا۔ سپاہی جو اپنے وطن پہونچے تو وہان
انکی بڑی قدر ہوئی۔ اور جادو کے زور سے انھون نے طرح طرح کے
کرتب دکھانا شروع کیے۔ ایک آدمی راہ راہ چلا جاتا ہی۔ انھون نے
ماش پڑھکر پھینکے۔ اور اسکی ٹانگین گھوڑے کی سی ہوگئین۔ پھر دم کے
دم مین بدستور۔ رئیسون اور امیرون سے سپاہی نے خوب روپیہ لوٹا۔
ایک رئیس کو شب کے وقت جادو کے زور سے مرغ بنا دیا۔ جب اسکے
اعزہ نے دس ہزار روپے دیے تب مصیبت سے بچا۔

اُسی سپاہی سے اس شخص نے جادو سیکھا ہی مگر خامی ہی۔ ہان اسقدر
فائدہ اس سے بتر تب ہی کہ کامروپ ساتھ جائیگا۔ اور جادوگرون اور
ہر قسم کی ساحرہ سے ملاقات کرادیگا۔

عریضیہ فدوی جگت سنگھ الخ

حکم گیا کہ جگت سنگھ روانہ ہون۔ ستو رعلی وہین رہین۔

جگت سنگھ۔ مولوی صاحب۔ ہم آج رات کی ٹرین مین جاتے ہین۔

ستو رعلی۔ اچھا کب تک آئیے گا۔

جگت سنگھ۔ ایک مہینے مین ضرور بالضرور۔

لالہ جگت سنگھ جو نواب صاحب کے مکان پر پہونچے تو پھاٹک ہی پر سے
غل مچنے لگا۔ آئے آئے۔

لالہ جگت سنگھ آئے۔ رفقا نے جھانک کر دیکھا اور کہا لیجیے جگت سنگھ
آگئے آگئے خداوند۔

نواب صاحب بہت ہی خوش ہوئے۔ آؤ۔ آؤ جلد آؤ۔ جگت سنگھ لپکے

نواب صاحب کھڑے ہو گئے۔ لالہ نے کہا آداب عرض ہے حضور۔ نواب صاحب نے نہایت تپاک سے بٹھایا۔ اور حکم دیا کہ نواب نصرت الدولہ بہادر کو فوراً بلاؤ۔ کہنا لالہ جگت سنگھ آ گئے ہیں اور آپ کو نواب صاحب نے اسی وقت بلایا ہے۔ وہ بھی گاڑی لے کے چل دیئے۔

نواب صاحب۔ تم دبلے ہو گئے ہو۔ آپ صاحب اس نواحی وہاں کی۔

جگت سنگھ۔ خداوند بیمار ہو گیا تھا۔

نواب صاحب۔ تم نے ہم کو لکھا نہیں کہ

جگت سنگھ۔ لکھتا کیونکر آپ کو تشویش ہوتی۔

نواب صاحب۔ کہو حال تو کہو وہاں کا۔

جگت سنگھ۔ خداوند بازار کا کیا ہے۔ الامان الامان۔ وہ وہ باتیں دیکھیں کہ تعریف نہیں کر سکتا۔

نواب صاحب۔ اچھا ذرا ٹھہر جاؤ۔ نصرت الدولہ بھی آ لیں تو پھر کہنا۔

جگت سنگھ۔ خداوند ذرا سی برانڈی منگوائیے۔ مگر نہایت عمدہ برانڈی ہو۔

امام الدین۔ انگلستان کی سی باتیں کرتے ہو۔ یہاں سوا اکشاہبرن کے اور قسم کی برانڈی کہاں۔ اعلیٰ سے اعلیٰ قسم کی برانڈی اکشاہبرو کی موجود ہے۔

یہ کہہ کر امام الدین خان برانڈی کے گودام میں گئے۔ اور اکشاہبرن کی بوتل کھول کی سوڈا ملا کر ایک گلاس خود پیا۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد ایک گلاس اور پیا۔ اور ڈیڑھ گلاس برانڈی ٹمبلر میں رکھ کر لیچلے۔ سوڈا ملا کر لالہ جگت سنگھ کو دی۔ تین بار تھوڑی تھوڑی پی۔

اتنے میں نصرت الدولہ بھی آن پہونچے۔ آتے ہی غل مچایا۔

جگت سنگھ۔ تسلیم عرض ہے حضور۔

نصرت الدولہ۔ آداب۔ آداب مزاج معلیٰ۔

جگت سنگھ - دعائیں دیتا ہوں حضور کی جان ومال کو -
نصرت الدولہ - مولوی صاحب بخیریت ہیں -
جگت سنگھ - جی ہاں بفضل الٰہی ہو -
نصرت الدولہ - کہو کچھ حاصل بھی کیا - یا کورے ہی آئے -
جگت سنگھ - کورے آتے ہیں کہیں -
نصرت الدولہ - کچھ کرتب دکھاؤ -
جگت سنگھ - ایک گولی منگوائیے -

حکم ہوا کہ ایک گولی آئے - فوراً حاضر کی گئی - نواب صاحب نے کہا گولی ہے وہ بات دکھاؤ کہ حیرت ہو آپ کو -

گولی لیکر لالہ جگت سنگھ نے تین چار بار لوگوں کو دکھائی اور اچھال اچھال کر کہا یہ چلی وہ چلی - یہ گئی وہ گئی - یہ غائب وہ غائب ہر چلیے گولی واقعی غائب ہو گئی -

نصرت الدولہ نے کہا بھئی واہ دیکھتے ہی دیکھتے پتا نہیں کہ کہاں گئی لالہ نے کہا جہاں سے کہیے وہاں سے نکالدوں -

جھمن - اُس طاق سے نکالو جہاں بوتل رکھی ہو -
امام الدین - اس شیشے کے گلاس سے نکالو تو جانیں -
میر گلباز - اجی ہمارے کان سے نکالو -
جگت سنگھ - اجی کان کیسا کہو تو تمھاری داڑھی سے نکالدوں -
نواب - بھلا نکالو تو -
نصرت الدولہ - پانچ روپے کی مٹھائی کھلاؤں جو میر صاحب کی ڈاڑھی سے گولی نکلے -

لالہ جگت سنگھ نے اپنے دونوں ہاتھ سب کو دکھائے اور آستینیں بھی چڑھالیں اور آہستہ سے میر گلباز کی ڈاڑھی ہلائی تو گولی کھٹ سے نیچے

نواب - اہا ہا - کمال ہے - کمال ہے -
نصرت الدولہ - بھئی کیا صفائی ہے واللہ - خدا کی قسم کیا صفائی ہے -
امام الدین - یہ تو عمر بھر کی روٹیون کا سہارا کر کے آئے ہین -
جھمن - ہان واللہ ہے تو ایسا ہی -
میر گلباز - واللہ مین جو ناک پڑا جب ڈاڑھی سے گولی نکلی -
جگت سنگھ - خداوند کامروپ کچھیا عجب مقام ہے مگر یارے افسوس دو دن ہا
علیل ہو گیا عورتین ایسی بلا کی حسین کہ بس کچھ نہ پوچھیے ملیح - رنگ
دیکھنے کے قابل حضور -
لالہ جگت سنگھ نے گولی کے کھیل مین پورے چار گھنٹے صرف کیے اور
مختلف مقامات سے گولی نکالی جسکی تشریح ذیل ہے -
۱ - میر گلباز کی ریش مبارک سے جیسا مرقوم ہو چکا ہے -
۲ - امام الدین خان کی جیب سے -
۳ - جھمن کے کان سے -
۴ - نواب نامدار کے ہاتھ سے -
۵ - نصرت الدولہ بہادر کے گھوڑے کی دُم سے -
۶ - تراب علی کے دستانے مین سے -
۷ - تھور کی بھون سے کُل حاضرین دنگ ہو گئے -
نواب - جگت سنگھ تم تو باکمال ہو کر آئے ہو - اللہ اللہ یہ صفائی -
نصرت الدولہ - کیا شک ہے - واللہ مین ششدر ہون اسوقت
نواب - ہم تمھارے کمال کے قائل ہیں لالہ جگت سنگھ سبحان اللہ
جگت سنگھ - حضور قسم ہے خدائے لم یزل کی حضور کمال کہتے ہین مجھے
ہنسی آتی ہے - یہ کرتب صرف میں وزیین کامروپ کی ایک عورت نے
سکھائے ہین - مگر وہ انسان کو کبرا انہین بنا سکتی - یہ بہت مشکل چیز ہے

بس یہ سمجھیے خداوند کہ جیسے ایک عالم ہو کہ عربی کی مشکل سے مشکل کتابین پڑھا سکتا ہو اور ایک طالب علم ہو کہ کچھ یون ہی عربی جانتا ہو۔ وہ شعبدے اور کرتب اور جادو تو خوب جانتی ہو مگر انسان کا جانور بنانا اعلی درجے کے جادوگر اور اعلی درجے کی ساحرہ کا کام ہو۔ ہر شخص نہین جانتا۔ اور ابھی تو حضور یہ بسم اللہ تھی اس فن کی وہ وہ باتین نہ دکھاؤن کہ جی خوش ہو جائے آپکا

نصرت الدولہ۔ بھوت تو ہم تین چار بار دیکھ چکے مگر ابھی گفتگو کی نوبت نہین آئی۔ کیا تمھارے قبضے مین بھوت ہو۔ اچھا جمعرات کو کسی نہ کسی کے سر پر ضرور بلواؤ۔ ہر دن کا وار خالی نہ جائے۔ تراب علی ہی کے سر پر لاؤ

جگت سنگھ۔ بہتر اب کی جمعرات کو۔

تراب علی۔ کیا مجال ہو۔ یہ تمنا ہی رہے۔ شان خدا۔ ہمپر اور بھوت

جگت سنگھ۔ ہان ہان تمپر تمپر اور تمھارے پیر پر۔ کیا دل لگی ہو۔

تراب علی۔ حضور سب ڈھینگ ہو انکی۔ اچھا جمعرات کو بھی تو عرصہ نہین ہو

جگت سنگھ۔ خیر۔ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہو۔ سمجھا جائیگا۔

لالہ جگت سنگھ نے دو چار شعبدے اور دکھائے۔ نواب نصرت الدولہ اور امام الدین خان اور جھمن نے خوب ڈورسے انکے ہاتھ پانون باندھے لالہ جگت سنگھ نے کہا۔ کمر بھی باندھ دو اور گردن بھی۔ بالکل جکڑ دو۔ ہم کھول لینگے۔ جب خوب مضبوط باندھ چکے تو امام الدین خان نے کہا اب تو آپ کے فرشتے خان سے بھی نہین کھلتا۔ جھمن بولے اجی لاحول ولا قوۃ کیا دل لگی ہو۔

نصرت الدولہ بہادر نے پوچھا۔ اچھا یہ بتاؤ کھولیگا کون۔

لالہ نے کہا حضور وہی بھوت کھولیگا اور کون کھولیگا۔ اسکے بعد جگت سنگھ نے کہا آپ لوگ ہمپر ایک کپڑا ڈال دیجیے۔ اور اسپر ایک کپڑا اور۔ مگر ہاتھ جوڑ کے کہتا ہون کہ کوئی صاحب دیکھین نہ میری طرف۔

نصرت الدولہ۔ سب باہر جاؤ۔ نواب صاحب آپ رخ پھیر کر بیٹھیے۔
نواب۔ بہتر۔ اور تم۔
نصرت الدولہ۔ ہم بھی۔

مصاحب سب باہر نکالے گئے۔ نواب صاحب اور نصرت الدولہ بھی پیٹھ پھیر کر بیٹھے رہے۔ لالہ جگت سنگھ دو منٹ کے بعد اُٹھ کھڑے ہوئے

لالہ۔ آداب عرض ہی خداوند۔
نصرت الدولہ۔ سبحان اللہ سبحان اللہ۔ اسقدر جلد اور بالکل بے لاگ ایک گرہ بھی باقی نہین رہی۔ شاباش ہی۔ واللہ خوب قابو مین کیا۔ آفرین صد آفرین۔
لالہ۔ حضور ابھی تکفر کرتا ہی۔ بہت بڑے ہمارے آدمی تھے اسوقت اور خداوند حضور سے واقف ہی یہ۔ آپ کبھی بھوت کو دیکھکر ڈر سکتے تھے دیکھیے ہمکو معلوم ہو گیا۔
نصرت الدولہ۔ ان۔ واللہ سچ کہتے ہو ہمنے شبہ ذرا تھا۔
لالہ۔ خداوند وہ اسکا بھتیجا ہی۔ مجھسے انھون نے کہا کہ یہ جو یہان بیٹھے ہین یہ کبھی اس فن مین ہو۔ تب مین نے کل دریافت کیے۔ تو اُسنے یہ سب حال بتایا۔
نواب۔ مگر اسوقت سخت تعجب ہی کہ اتنی مضبوط گرہین کیونکر کھول لین جھٹ پٹ۔ عجبی کار سے کردہ۔
نصرت الدولہ۔ اجی انھون نے کیا کھولین۔
لالہ۔ حضور واقف ہین۔ وہ کھولنے والا کوئی اور ہی ہی
نصرت الدولہ۔ اسمین کیا شک ہی۔ ورنہ دل لگی ہی کچھ۔ انسان کا کام ہی لاحول ولا قوۃ۔ سب لوگ ہنسنے لگے۔

رفقا باہر سے آئے۔

امام الدین۔ ایں! صاف الگ۔ واہ استاد لیبون نہو۔
جھمن۔ کمال کیا۔ اور ہین نے بڑی طاقت کی تھی۔ یہان صفایا ہی
تراب علی۔ یار اگر یہ ہو تو بیشک تم بھوت بلاؤ گے۔
لالہ۔ اب ڈرے۔ بات تیرے کی۔ دیکھتے تو جاؤ۔
میر گلباز۔ ارے بھئی اگر ہم لوگ ملکے کھولتے تو ایک گھنٹے کامل مین کھلتا اور پھر ہمکو چاقو کی مدد لینا پڑتی۔ ہاتھ یا ناخن سے کہین بھلا یہ گرہین کھلجاتی ہین۔
نصرت الدولہ۔ اے لاحول ہینی ٹھٹھا ہو کچھ۔ استغفر اللہ۔
نواب۔ اب آج تو نہین کل کچھ اور تماشے دکھانا۔
لالہ۔ حضور ہمارے اُستاد منگل بدھ کو مانتے ہین۔ جمعرات کے دن خوش کر دینگا حضور کو۔
نواب۔ بہتر یتین تو دن باقی ہین۔
لالہ جگت سنگھ کا رنگ جم گیا۔ مصاحب خار کھانے لگے۔ نصرت الدولہ بہادر کے دل مین انھون نے جگہ پائی۔ نصرت الدولہ نے کہا ہمارے یہان کل کسی وقت آنا۔
نواب نامدار بھی انکے شعبدون سے خوش ہوے اور تعریف کی۔
اب سنیے کہ جمعرات کے روز نواب نامدار کے دربار مین نصرت الدولہ بہادر اور نواب علی رضا صاحب اور مرزا مومن علی اور امام الدین خان اور جھمن تراب علی میر گلباز صاحب لالہ جگت سنگھ اور لالہ اودھ بہاری لال رُفقا بیٹھے گپ اُڑاتے تھے۔ لالہ جگت سنگھ نے بھوت کا ذکر چھیڑا۔ نصرت الدولہ بہادر نے کہا ہمنے کل شب کو پھر بھوت دیکھا تھا۔ نواب صاحب نے مسکرا کر کہا مبارک ہو۔ تراب علی نے دبے دانتون کہا ہم تو بھوت پریت کے قائل نہین۔

نصرت الدولہ ۔ ہان نہین آپ مگر بہادر تیار آسے نہین ۔

نواب ۔ اچھا لالہ جگت سنگہ انکو بھوت دکھا تو دو ۔

تراب علی ۔ اجی حضور یہ سب ڈھکوسلا ۔

لالہ ۔ کیا ڈھکوسلا ۔

تراب علی ۔ لائیے وہان سے بھوت لالہ جی اپنے کو بڑا عاقل سمجھے ہین جن قبضے مین ہین آپ کے شان خدا ۔

نصرت الدولہ بہادر نے اصرار بلیغ کیا کہ جس طرح ممکن ہو تراب علی کو قائل کرو ورنہ ہم سمجھ جائینگے کہ تمنے کچھ بھی نہ سیکھا ۔ اور تراب علی کی یہ کیفیت کہ اکڑے ہی جاتے ہین تبرے ہی جاتے ہین ۔ سنتے ہی نہین کسی کی ۔ اور نصرت الدولہ لالہ جگت سنگہ سے اور بھی اصرار کر رہے ہین کہ انکے سر پر بھوت ضرور آئے ۔

لالہ ۔ خداوند جان جوکھم ہے ۔

تراب علی ۔ اجی جائیے بھی ۔ لائے وہان سے جان جوکھم ہے ۔

لالہ ۔ لکھ دو اسٹامپ کے کاغذ پر کہ اگر مر جائین تو کوئی لالہ جگت سنگہ پر دعوی نہ کرے ۔ لکھ دو ابھی ابھی ۔

جھمن ۔ پھر اس سے کیا ہوگا ۔ کیا آپ بری ہو جائینگے ۔ واہ ۔ فوراً پھانسی پائیگے اور پھانسی نہو تو قید تو ضرور ہی رہو ۔

نصرت الدولہ ۔ ایسی بات نہ کرو کہ جان جاتی رہے ۔ صرف دکھا بھر دو

تراب علی ۔ خداوند بھلا کوئی بات بھی ہے ۔ یہ یہی کہینگے کہ اندھیری رات ہو اور ٹھیک آدھی رات کے وقت مرگھٹ پر جاؤ یا قبرستان چلو ہمارے ساتھ ۔ اور یہان ان باتون مین ہم نہین جب چاہے آزما لیجیے ہمکو یہ ڈرائینگے کیا بھلا ۔

لالہ ۔ قبرستان اور مرگھٹ سے کوئی سروکار نہین کہیے تو اسوقت

بھوت آپ کی کھوپڑی پر آئے - اسی دم -

تراب علی - دیکھا نہین کسی کو -

لالہ - اچھا بدتے ہو کچھ -

تراب علی - بیس بیس روپے -

لالہ - مارہ ہاتھ پر ہاتھ - خداوند یہ کمرہ خالی کرا دیجیے - دیکھیے تو ابھی اسی دم ناچنے لگتے ہین یا نہین -

کمرہ خالی کیا گیا دروازے سب بند ہو گئے - رفقا اور احباب کو لیکے نواب صاحب باہر برآمدے مین ٹھہرے - جگت سنگھ نے کچھ جھوٹ موٹ پڑھنا شروع کیا -

بیا بیا برادر غضنفر نوت بیا - بیا از جمادات و از نباتات و از حیوانات و اجسام و اجرام علوی - علوی - علوی - بیا برادر غضنفر نوت بیا -

نواب نصرت الدولہ بہادر بڑے غور سے سنتے جاتے تھے - امام الدین خان دل ہی دل مین ہنستے تھے کہ اچھا الو پھانسا - اتنے مین لالہ جگت سنگھ نے کہا کھڑی مونچھین اور چڑھی داڑھی لمبے گیسو والا ہو کھڑی مونچھین اور چڑھی داڑھی والا ہو - درجہ میرا اعلی ہو اور دنیا سے نرالا ہو - رنگ اسکا کالا ہو - بیا بیا - برادر غضنفر نوت بیا -

اسکے بعد آہستہ آہستہ کچھ کہا -

لالہ - گنتی گن -

تراب علی - ہین - کیون گنون -

لالہ - گن - گنتی گن -

تراب علی - ون - ٹو - تھری - فور - فائیو - سکس - سون - نائین - ٹین -

لالہ - ترکی بولو - ترکی بولو -

تراب علی - نملیوق - برقاق تنگری اربان - کورنش - بات لعلوم دقان چاپوق

لالہ - فرانسیسی بول -
تراب علی - مانشیو دیو پلے شانٹی پیری لو -
لالہ - انگریزی بول -
تراب علی - آل مین پرزنٹ ہیر آر فولز -
لالہ - سنسکرت بول -
تراب علی - اَنک رچیت کھنشانر بلایس بکھیتی پدن جوت دھوتا تے
کتاپتا کا گگن تلوجاری -
نصرت الدولہ - سبحان اللہ سبحان اللہ کمال حاصل ہو اس شخص کو واللہ
کمال حاصل ہی -
نواب - ہم تو جانتے ہین بھوت انکے سر پہ آگیا -
جھمن - خداوند اب اس سے بڑھکر ثبوت کیا ہوگا کہ ترکی بولے انگریزی
بولے سنسکرت بولے کوئی اٹھارہ بیس زبانین بول چکے ہین تب -
نصرت الدولہ - ہم آئین لالہ جگت سنگھ اگر اجازت دو تو حاضر ہون و بہتر
لالہ - یہ جو صاحب آئے ہین یہ آپ کے وہ جو ہین انکے عزیز ہین اگر آئیے تو
کچھ نذر ضرور لائیے خفیف سی رقم مگر جوا ول مرتبہ دل مین آئے -
نصرت الدولہ - ڈھائی ہزار -
لالہ - بس چلے آیئے -
نصرت الدولہ بہادر بھی غٹ سے اب کمرے مین داخل ہوئے دیکھا کہ
تراب علی کی آنکھین سرخ ہین اور چہرے سے جلال برس رہا ہے جھک کر
آداب بجالائے اور با ادب بیٹھے لالہ جگت سنگھ نے آواز بلند کہا خداوند
حضور بھی تشریف لائین اور سب صاحب آئین مگر دروازہ بند کر دیجیے گا
روشنی ہونے پائے تاریکی رہے نواب صاحب اور رفقا بھی داخل ہوئے
تراب علی - کوئی دیوان لاؤ - عربی فارسی ترکی فرانسیسی انگریزی

جس زبان مین ہو لاؤ یا اردو لاؤ۔

مٹھو۔ جاکر دیوان ناسخ اٹھا لایا تراب علی کو دیا تراب علی جھومنے لگے آنکھین بیر بہوٹی کی سی سرخ لال انگارا۔

تراب علی - عطر لاؤ ابھی ابھی عطر لاؤ۔ مگر ہاں نثار حسین کے کارخانے کا عطر فتنہ اور لوبان لاؤ اور مشک اور عنبر اور پھول اور لور سے باسن۔

مٹھو - سب حاضر کرتا ہون ابھی ابھی اسی دم اسی وقت حاضر کرتا ہون ایسی بات ہی بھلا۔

تراب علی - لا - لا -

لالہ - حضور کو دعا دو۔

تراب علی - دعا - دعا - خیر کی دعا -

لالہ - حضور دعا دیتے ہین۔

نواب - ہمین تو حیرت ہی اسوقت تھا۔

نصرت الدولہ - یہ تراب علی نہین بولتے ہین یہ کوئی اور ہی ہین انکو پہچانیے تو ذرا ہان بات ہی کہ۔

تراب علی - ہم بحث کرنا مانگتے ہین۔

ایک آواز آئی کہ جزر و مد کسے کہتے ہین بتاؤ شاہ جی۔

تراب علی - (جھوم کر) جزر و مد جزر و مد سن جزر و مد کسے کہتے ہین ج جب پانی سطح بحر سے کئی فٹ اونچا چڑھ جاتا ہی اور پھر گھٹ کر اپنے اصلی مقام پہ آتا ہی تو اسکو مد و جزر کہتے ہین یعنی مد پانی کے چڑھنے سے مراد ہی اور جزر پانی کے گھٹنے سے عبارت ہی اسی کو جوار بھاٹا کہتے ہین یہ گھٹنا بڑھنا آفتاب کی کشش سے عموماً اور قمر کی کشش سے خصوصاً اثر پذیر ہوتا ہی۔

اب سنیئے کہ لالہ جگت سنگھ کی ایسی ہوا بندھی کہ نصرت الدولہ تو نصرت الدولہ خود نواب نامدار انکا دم بھرنے لگے۔ نصرت الدولہ نے ٹھان لی کہ لالہ جگت سنگھ کے ساتھ کلکتے جائین۔ نجومی نے دیکھا کہ جگت سنگھ کا طوطی بول رہا ہے۔ ایک روز نصرت الدولہ سے یون ہمکلام ہوئے۔

نجومی۔ آپ کو شراب کا شوق ہے یا نہین۔

نصرت الدولہ۔ اَیَن! آپ کو ابھی اسقدر بھی نہین معلوم۔

نجومی۔ تو آئیے پھر دور چلے۔

نصرت الدولہ۔ اچھا یہان عذر کیا ہے۔ اسی دم۔ ابھی ابھی تبھی۔

نصرت الدولہ بہادر اور نجومی اسٹلر صاحب نے پینا شروع کی نجومی نے دانائی اور استادی سے تھوڑی تھوڑی پی مگر نصرت الدولہ کو عمداً بہت پلادی جب دیکھا کہ نصرت الدولہ خوب نشے مین ہین تو انکو لکھ دیا

نجومی۔ آپ نے انگریزی کیون نہین پڑھ لی۔

نصرت الدولہ۔ تھوڑی سی انگریزی جانتا ہون۔

نجومی۔ ہان۔ اچھا آپ نقل کر سکتے ہین یا نہین۔

نصرت الدولہ۔ ہان کچھ لکھیے فوراً نقل کر دونگا۔

نجومی نے ایک کاغذ پر چند سطرین لکھین اور کہا مین نے بہت صاف صاف لکھا ہے آپ اسکی نقل کر دیجیے۔ نصرت الدولہ نے نشے کی حالت مین اسکی نقل کر دی نجومی نے اُس کاغذ کو اپنے کوٹ کے پاکٹ مین رکھا اور نصرت الدولہ کو تھوڑی اور پلادی نصرت الدولہ بہادر بدمست ہو گئے۔ دوسرے روز ۱۲ بجے کے وقت نصرت الدولہ بہادر اُٹھے لالہ جگت سنگھ نے کہا کل چلیے ساعت اچھی ہے۔

نصرت الدولہ۔ ایک لاکھ اسّی ہزار روپیہ لیے چلتے ہین۔

جگت سنگھ۔ جی ہان بس کافی ہے۔

نصرت الدولہ- اور آسلر صاحب کو دس ہزار دیے جاتے ہین-

لالہ- کیا بات ہی آپ کی-

اتنے مین نصرت الدولہ بہادر کے نام ایک سوداگر کا بل آیا- جان اینڈ کمپنی برانڈی کی قیمت چودہ ہزار روپیہ-

نصرت الدولہ- ائین- چودہ ہزار کا بل ہی چودہ ہزار کی پی گئے ہم-

چپراسی- اب حضور ہم کیا جانین- یہ بل ہی اور یہ خط ہی اور منشی جی ساتھ ہین-

نصرت الدولہ- منشی جی چودہ ہزار کیسے نکلے بھئی-

منشی- خداوند صاحب نے کہا ہی کہ اگر آپ کو فرصت ہو تو آپ آئیے اور نہین تو ہم آئے- ۲- مہینے سے حضور نے ایک حبہ نہین دیا ہی-

نصرت الدولہ- بھلا چودہ ہزار کی رقم ہو گئی-

منشی- بل مجھے عنایت کیجیے-

بل لیکر منشی نے کہا- حضور دو ہزار اٹھتر تو ادھر کے ہین اور تین ہزار مسٹر آسلر کے نام ہین حضور حکم دے آئے تھے کہ یہ جسقدر مانگین فوراً انکو دی جائے- اور کوئی نو ہزار کی لکھنو کے نام ہی سب ملا کر چودہ ہزار تیس کی ہی-

نصرت الدولہ- لاحول ولا قوۃ- خزانچی کو بلاؤ خزانے مین کچھ روپیہ ہی-

خزانچی- خداوند روپیہ تو کل حضور لیے جاتے ہین یہان ہی کیا خاک سترہ ہزار رہ گئے تھے جسمین دس ہزار نجومی کو دلوائے ہین اب سات ہزار یہان کام آئینگے- آیندہ جو حکم ہو-

نصرت الدولہ- اچھا تم اور رونق علی جاؤ اور آٹھ ہزار جا کر سوداگر کو دو اور حسب ضابطہ رسید لو اور گواہی لکھواؤ-

اتنے مین دوسرا بل آیا- فرونجی اینڈ کمپنی- کھولتے ہین تو سات ہزار کا ٹوٹل آسلر صاحب سے پڑھوایا-

مشکی گھوڑا — [illegible] ٹرنگ — [illegible] اونٹ گاڑی — [illegible] برانڈی — [illegible]

متفرقات — [illegible]

کل ٹوٹل

[illegible]

نصرت الدولہ بہادر نے کہا چھ ہزار انکو بھی دیے جائین۔

خزانچی۔ بہت اچھا لیے جاتا ہون۔

لالہ جگت سنگھ۔ اسقدر نہ خرچ کیا کیجیے۔

نصرت الدولہ۔ اجی اب کیا خرچ ہر۔

لالہ جگت سنگھ۔ این! کچھ خرچ ہی نہین ہر۔

خزانچی۔ تو آٹھ اور سات پندرہ ہزار ہوا۔

نصرت الدولہ۔ ہان اور کیا۔

نواب نصرت الدولہ بہادر اسباب بندھوانے کی فکر ہی مین تھے کہ ایک اور بل آیا مس کلرک کے ہوٹل سے۔ ٹوٹل [illegible]

نصرت الدولہ۔ این! ہوٹل کا ایک ہزار۔

آسلر۔ ہان ایک ہزار لکھا ہر۔

اب سنیے کہ مسٹر آسلر صاحب بھی اسمین شریک تھے دو سو تو نصرت الدولہ کے نام تھے باقی آسلر صاحب کے نام۔ نصرت الدولہ نے حکم دیا کہ پورا ایک ہزار بھیجوا دیا جاے اور رسید لیا جاے ہوٹل کے دام باقی رکھنا خلاف مصلحت ہر۔

اسکے بعد ایک اور بل آیا حسین بخش گھڑی ساز پندرہ سو روپے کا۔

نصرت الدولہ۔ پندرہ سو۔

محمد بخش۔ جی ہان۔ اور ابا نے کہا ہر کہ آج روپے کی بڑی ضرورت ہر مہربانی کرکے دلوا دیجیے ہمبر کئی صاحبون کی گھڑیان ہین۔

نصرت الدولہ۔ پرسون ملیگا۔
محمد بخش۔ خداوند بغیر روپیہ لیے نہ جاؤنگا اور یون حضور کو اختیار ہی
نصرت الدولہ بہادر نے خزانچی کو حکم دیا کہ ہزار انکو بھی دو اور رسید لو

اسکے بعد مرزا اسد بیگ آ گئے۔
مرزا۔ خداوند آداب عرض کرتا ہون تخلیے مین کچھ عرض کرنا ہی
نصرت الدولہ۔ خبر باشد۔
مرزا۔ ذرا اس طرف حضور آ جائین۔
نصرت الدولہ نے علیحدہ جا کر کہا خیریت تو ہی۔
مرزا۔ حضور اسوقت ایک ایسی خبر سنی کہ بس کچھ نہ پوچھیے۔
نصرت الدولہ۔ میری نسبت ہی۔
مرزا۔ جی ہان حضور ہی کی نسبت ہی۔
نصرت الدولہ۔ خدا خیر کرے۔
مرزا۔ حضور کنھیا مل مہاجن نے نالش کی ہی۔
نصرت الدولہ۔ کتنے کی۔
مرزا۔ باون ہزار کی۔
نصرت الدولہ۔ اُف باون ہزار کی ستم ہو گیا۔
مرزا۔ اور خداوند وہ کہتا ہی کہ اگر نہ دینگے تو قید کرا دونگا۔
نصرت الدولہ۔ ہمارے پاس تو اب ایک لاکھ نقد ہی جواہرات سب بیچ ڈالے ہان مکانات ہین اور جایداد غیر منقولہ اب کوڑیون کے مول بکتی ہی۔ گھوڑے گاڑی اسباب وغیرہ بیچا تو فائدہ کیا۔
مرزا۔ خداوند پھر ابتہ اُسی ایک لاکھ مین سے یہ رقم بھی نکلنی چاہیے
نصرت الدولہ۔ پھر ہمارے پاس کیا رہیگا۔
مرزا۔ حق ہی اسمین کیا شک ہی۔ توبہ۔ توبہ۔

نصرت الدولہ- ہائے اس شراب خواری اور عیاشی اور بدمعاشی نے ہمین کہین کا نہ رکھا اور ان نقانے رہی سہی اور بھی مٹی خراب کی افسوس صد افسوس -

مرزا- حضور تو کسی کا کہنا مانتے ہی نہ تھے-

اتنے مین بزاز آیا صورت دیکھتے ہی نصرت الدولہ بہادر کے ہوش پران ہو گئے پوچھا کہو تقاضے کو آئے ہو بزاز بولا- خداوند حاضر ہوا ہون جو دیجیے گا لیجاؤنگا آج کل روپے کی بڑی ضرورت ہی-

مرزا- حساب لائے ہو-

بزاز- جی ہان کل ملا کر آٹھ ہزار ہین -

نصرت الدولہ- آٹھ ہزار مین کیا کپڑا خریدا تھا-

بزاز- حضور رفیقون کو سات کا کپڑا بنوا دیا تھا خدمتگارون اور سپاہیون اور چوبدارون کو وردیون کے لیے دو سو کا دیا کہارون کا ساٹھ کا فرخندہ کے جوڑون کے لیے دو ہزار کا آیا اور مچھ ہٹے والی کے نام دو ہزار تین سو کا ہی کچھ اندر گیا کچھ حضور نے لیا کچھ صاحب کو دیا جو نجومی ہین-

نصرت الدولہ سیاق کیا جانین لالہ سے کہا آپ دیکھیے لالہ نے کہا سب ٹھیک ہی حکم ہوا کہ چار ہزار دیا جائے باقی پھر دینگے-

بزاز- بڑی ضرورت ہی-

نصرت الدولہ- اچھا سمجھا جائیگا-

بزاز- تو اب کس روز آؤن-

مرزا- ایک مہینے مین آؤ-

بزاز- ضرورت تھی اس سے کہا ورنہ نہ کہتا-

مرزا- اچھا بھئی یہ تو لو باقی پھر سمجھا جائیگا-

بزاز- کیا کہین امیرون کا تو یہ نقشہ ہی-

مرزا۔ چپ رہو۔
بزاز۔ بہت اچھا۔ لیتے وقت آندھی روگ دیتے وقت یون۔
مرزا۔ کیا بیدھے آئے ہو۔
بزاز۔ منگوا دو۔ مار بیٹھو خطا ہوئی تو بزازون کا بیڑا پار کیا۔
نصرت الدولہ اپنے دل مین سخت نادم ہوئے کہ نہ شراب خواری اور بدمعاشی کرتے نہ مصیبت مین پھنستے اور نہ یہ باتین سنتے۔ سچ ہے ؎

از مکافات عمل غافل مشو		گندم از گندم بروید جو ز جو

جیسا کیا ویسا پایا۔
نواب نصرت الدولہ کی روانگی کلکتے کی خبر اس درجہ مشہور ہو گئی کہ کل قرض خواہون نے آسمان سر پہ اٹھایا۔ نصرت الدولہ ناچار نواب نامدار کے پاس گئے۔
نواب۔ (تپاک کے ساتھ) کہو کل جاؤ گے۔
نصرت الدولہ۔ بھائی کچھ نہ پوچھو۔ اب مدد کا موقع ہے۔
نواب۔ کیا۔ کیا کہا۔ خیریت ہے۔
نصرت الدولہ۔ کچھ مدد دو۔ اک پچاس ہزار کی ضرورت ہے۔
نواب۔ (اپنے دل مین) پچاس ہزار کیا خفیف رقم ہے۔ معقول ایک نہ دو پچاس ہزار۔ اللہ اللہ پچاس ہزار آپ کے نزدیک کچھ ہوے ہی نہین۔
نصرت الدولہ۔ آپ نے کچھ جواب نہ دیا۔
نواب۔ (بیرخی کے ساتھ) آپ نے اس نجومی کے پھیر مین اپنے کو مٹا دیا افسوس
نصرت الدولہ۔ ہان (آبدیدہ ہو کر) افسوس صد افسوس۔
نواب۔ اب آپ بتائیے تو کہ یہ پچاس ہزار کی رقم کیا ہوگی۔
نصرت الدولہ بہادر نے کل حال کہہ سنایا اور کہا اب مقصد ہے کہ

کسی طرف بھاگ جاؤن نواب صاحب نے کہا ہان اب تو ایسا ہی موقع ہو بغیر اسکے نہ بنیگی چپکے سے چل دیجیے جورو نہ جاتا اللہ میان سے ناتا کوئی رونے والا تو تمکو ہی نہین -

نصرت الدولہ - ارے یار تم لوگون کو تو ہماری جدائی شاق گذریگی

نواب - پھر مجبوری ہو -

یہ وہ نواب صاحب ہین جو نصرت الدولہ کی دوستی کا دم بھرتے تھے اور اب اس قسم کی تقریر کرتے ہین - نصرت الدولہ کا انکسار اور نواب صاحب کی بیرخی تو ملاحظہ فرمائیے وہ کہتے ہین ہماری جدائی تمکو شاق گذریگی یہ کہتے ہین پھر مجبوری ہو - وہ کہتے ہین کہ اب کسی طرف بھاگ جائین یہ کہتے ہین کہ ہان اسکے بغیر اب چارہ ہی اب کیا ہو -

نصرت الدولہ بہادر اُٹھ کھڑے ہوے تو نواب صاحب نے اتنا بھی نہ کہا کہ کہان جاتے ہو - جھمن کو یہ حال معلوم نہ تھا اسنے ٹوکا -

جھمن - حضور حقہ تو پی لیجیے -

نصرت الدولہ - نہین اب اسوقت نہین -

جھمن - خداوند تیار رہو -

نصرت الدولہ - جی نہین چاہتا اسوقت -

جھمن - یہ کیون خیریت ہو -

نواب صاحب نے اشارے سے کہا کہ جانے دو ادھر انکو وہ نصرت الدولہ بہادر بادل سر دگائی پر سوار ہوے اور ایک مہاجن کے یہان گئے اس مہاجن کے باپ کی نصرت الدولہ نے جان بچائی تھی اور مہاجن کا باپ نصرت الدولہ ہی کے طفیل مین لکھ پتی ہوگیا تھا مہاجن کے یہان کی نفری سنیے وہ پہلے ہی سے نصرت الدولہ کے حالات سے بخوبی واقف تھا -

نصرت الدولہ نے جاکر کہا اطلاع دو مہاجن نے کہا کہ دو نہین ہین -

آدمی - حضور وہ تو نہیں ہین -

نصرت الدولہ - کہان گئے ہین -

آدمی - باغ گئے ہونگے -

نصرت الدولہ دو گھنٹے تک بیٹھے رہے مہاجن سمجھا کہ چلے گئے ہونگے دو گھنٹے کے بعد جو گھر سے باہر آیا تو دیکھا حضرت ڈٹے بیٹھے ہین رنگ فق ہو گیا - نصرت الدولہ نے لپک کر چاہا کہ حسب معمول ہاتھ ملائین - مگر مہاجن نے کہا دیکھیے دیکھیے ذرا الگ ہی رہیے مین پوجا کرنے جاتا ہون چھوئیے گا نہین الگ رہیے -

اس فقرے پر نصرت الدولہ کی آنکھون سے اشک جاری ہوگئے یہ وہ مہاجن تھا جسکا بال بال نصرت الدولہ کا ممنون تھا ادہر نصرت الدولہ نے احاطے مین قدم رکھا اور مہاجن نے جھک کر آداب عرض کیا اور حضور حضور کہنا شروع کیا دو برس تیسرے شام کو انکے یہان جانا تھا اور نصرت الدولہ اس طرح پیش آتے تھے جس طرح اپنے رفقاے خاص سے مگر آج وہی مہاجن ہی کہ دماغ ہی نہین ملتے نصرت الدولہ چاہین اور رودہ کھلا بھیجے کہ کہ دو نہین ہی - الامان - الامان - نصرت الدولہ مصلحے کے لیے ہاتھ بڑھائین اور وہ للکارے کہ الگ رہو ہمین نہ چھونا - الامان - الامان کیا نازک وقت ہی -

ایک روز کا تذکرہ ہی کہ یہی مہاجن نواب نصرت الدولہ بہادر کے یہان آیا نصرت الدولہ نے کہا بندگی عرض ہی تو مہاجن نے انکے قدمون پر ٹوپی رکھ دی اور کہا حضور ہمارے کیسان اور ان داتا یعنی خداوند مجازی ہین اور رزق آپ ہی کے ذریعے سے ہمکو ملتا ہی آپ پہلے سلام کر کے ہمین کانٹون مین کیون گھسیٹتے ہین آج وہی مہاجن اس بے اعتنائی اور بیرخی سے پیش آیا کہ دور ہی سے ڈانٹ بتائی - ایک دن نصرت الدولہ بہادر

مہاجن کے یہان بعد مدت آئے اور کہا اسوقت مجھے انتہا سے زیادہ نشہ ہی گھوڑے پر سے گرا پڑتا تھا تمھارا مکان ملا تو جان مین جان آئی مہاجن نے انکو مسہری پر لٹایا اور اپنے آپ اپنون دبلائے آج جو انھون نے چاہا کہ ہاتھ ملائون تو للکار دیا کہ خبردار الگ ہی رہنا۔

انقلاب اسکا نام ہی۔ ہاے افسوس واے افسوس۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ یہ وہ مہاجن ہی جو نصرت الدولہ والے مہاجن کے نام سے مشہور تھا جسکو ایک جعل کے مقدمے سے نصرت الدولہ نے بچایا تھا جو مقدمہ دائر ہونے کے دنون مین صبح شام نصرت الدولہ کی کوٹھی پر حاضر ہو کر ہاتھ جوڑتا تھا کہ حضور فلان صاحب سے سفارش کر دین۔ فلان مجسٹریٹ کی کوٹھی پر لیچلین۔ اور اب یہی مہاجن نصرت الدولہ سے بات نہین کرتا۔ اللہ رے انقلاب زمانہ۔ اُف کچھ ٹھکانا ہی۔ ع

	ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا	

یہان سے بھی ناکام و نامراد بیچارے نصرت الدولہ بہادر چلے اثناے راہ مین سوچے کہ آؤ ایک دوست کو اور آزماؤ۔ اس دوست کا بشیر الدین نام تھا نواب صاحب سے نہایت ہی تپاک تھا۔

بشیر الدین نے انکو کئی بار سمجھایا تھا کہ اس نجوڑی کے پھیر مین نہ پڑنا۔ شراب خواری کے بھی دشمن تھے کئی بار نصرت الدولہ کی صحبت سے خفا ہو کر چلے چلے آئے تھے۔ نواب صاحب انکے پاس بھی گئے۔ ملاقات ہوئی۔

بشیر الدین۔ آئیے مزاج شریف۔

نصرت الدولہ۔ (آبدیدہ ہو کر) دوالہ نکل گیا۔

بشیر الدین۔ کیا کیا۔ خیریت تو ہی۔

نصرت الدولہ۔ قرض سے چوٹی تک ڈوبی ہوئی ہی۔

بشیر الدین - واللہ -

نصرت الدولہ - اب کیا فکر کرون -

نصرت الدولہ نے بشیر الدین کو کل حال سے اطلاع دی تو بشیر الدین نے تھوڑی دیر غور کر کے کہا اچھا شام کو اسکا جواب دونگا - میرے امکان مین جو کچھ ہو اس سے دریغ نہ کرونگا میرے پاس نقدی تو کچھ ہی نہین - صرف پانچ ہزار روپیہ مہاجن کے یہان جمع ہی اور کوئی دو ہزار روپیہ اِدھر اُدھر پھیلا ہی مگر ایک باغ ہی عین ناکے پر وہ اگر بیچا جاے تو دس بارہ ہزار کو بک جاے شام تک اُسکی نسبت ایک راجہ سے گفتگو کرونگا اور آپ کو اطلاع دونگا -

نصرت الدولہ کو کمال استعجاب ہوا کہ یہ چھوٹی پونجی کے آدمی اور (ایسا دل کرین) اور وہ لکھ پتی مہاجن ذرا نرم بھی نہ کرے اور وہ نواب نامدار جو ایسے بڑے یار تھے بالکل بیرخی سے پیش آئین شکریہ ادا کرنے کو جی چاہتا تھا مگر زبان بند ہو گئی -

بشیر الدین - کمال افسوس ہوا مگر اب موقع ہمدردی ہی -

نصرت الدولہ - خاموش -

بشیر الدین - ایسے مصاحبون پر خدا کی مار -

نصرت الدولہ - (آبدیدہ ہوکر) چپ -

بشیر الدین - خدا کو یاد کیجیے - ع

مرد باید کہ ہراسان نشود	مشکلے نیست کہ آسان نشود

نصرت الدولہ نے آہستہ سے کہا کہ مین رخصت ہوتا ہون -

بشیر الدین - منھ دھوئیے اور پان کھائیے -

نصرت الدولہ نے منھ دھویا اور پان کھایا اور سوار ہو گئے - شام کو گھر پہونچے تو آسلر صاحب کا پتا ہی نہین ادھر تلاش کی

اُدھر تلاش کی ادھر ڈھونڈھا اُدھر ڈھونڈھا مگر پتا نہ ملا نہ ملا۔

خدمتگار۔ حضور وہ تو بھاگ گئے۔

نصرت الدولہ۔ کیا۔

خدمتگار۔ خداوند بیگ اور کپڑے لیکر چلدیے۔

خاص بردار۔ حضور اُنکو تو ہمنے ریل کے اسٹیشن پر دیکھا تھا۔

رفیق۔ ہمکو حسین گنج میں ملے تھے کرائے کی گاڑی پر سوار تھے۔

نصرت الدولہ۔ اُف۔

رفیق۔ کیا سچ مچ بھاگ ہی گئے۔

نصرت الدولہ بہادر اُنکے گھر میں گئے تو بیگ اُڑ گیا ہی کپڑے ندارد

نصرت الدولہ۔ دے گیا جھانسا ہاے غضب۔

رفیق۔ جو مجھے معلوم ہو تو گرفتار کر لوں۔

نصرت الدولہ۔ تم کچھ علم غیب تھوڑا ہی پڑھتے ہو۔

اتنے میں ایک رفیق نے آنکر کہا خداوند وہ نجومی تو بنک گھر گیا تھا اور آپ کے نام سے کئی ہزار روپیہ لایا۔

نصرت الدولہ۔ ایں! غلط ہو۔ ہمارے نام سے کیونکر لایا بھلا۔

رفیق۔ حضور بنک کا بابو کہتا تھا۔

نصرت الدولہ۔ کیا کہتا تھا۔

رفیق۔ خداوند کہتا تھا کہ تمھارے نواب صاحب نے آج کسیقدر روپیہ منگوایا ہی

نصرت الدولہ۔ اُسکو یہاں بلا سکتے ہو۔

رفیق۔ جاتا ہوں حضور۔

بابو کو رفیق فوراً بلا لائے۔

بابو۔ سلام نواب صاحب۔

نصرت الدولہ۔ آئیے بابو صاحب مزاج شریف۔

بابو۔ ہان ہمارے کا مجاج بہت ٹھیک ہے۔ آپ آج کچھ روپیہ منگوایا۔ ہمارا بنک سے وہ نجومی مسٹر آسلر آیا تھا۔

نصرت الدولہ۔ ہمارے نام سے روپیہ کیونکر ملا۔

بابو۔ آپ کا نام سے نہین آپ کا دسخت (دستخط) سے ملا۔

نصرت الدولہ۔ جعل ہو ہمارے دستخط نہ تھے۔

بابو۔ ناہین۔ ول آپ کا لکھا۔ ہم ملایا۔ بڑا بابو ملایا۔ شاہب ہمارا ملایا۔ شاب (سب) ملایا

نصرت الدولہ۔ لا حول ولا قوۃ۔ بھلا کس قدر روپیہ لیگیا۔

بابو۔ پچیش ہجار۔

نصرت الدولہ۔ ایّن! پچیس ہزار!!! اُمن۔

نصرت الدولہ دھم سے گر پڑے۔

رفیق اور مصاحبین دوڑے اُٹھایا تسلی دی دم دلاسا دیا۔

نصرت الدولہ کا چہرہ زرد ہوگیا اور تھر تھر کانپنے لگے۔

ایک رفیق نے کہا یار واب حضور سے تو کچھ پوچھو نہین باہم مشورہ کرکے جو مناسب ہو وہ کرو۔

ننھے مرزا۔ تحمل۔ شیر خان۔ ستور بیگ۔ دولت۔ اسد علی اور حسین بخش اسقدر مصاحب جمع تھے اور نواب خورشید علیخان او بشیر الدین یہ دو دوست آئے اور مشورہ ہونے لگا۔

بشیر الدین۔ ایک آدمی تو تھانے پر رپورٹ کرے اور ایک ریل گھر بھیجا جائے اور ایک بنک کے صاحب کے پاس جائے۔

خورشید علیخان۔ اسوقت بنک کے صاحب شاید نہ ملین۔

بشیر الدین۔ اُنکے بنگلے پر جائے۔

ننھے مرزا۔ چلیے ہم اور آپ چلین۔

بشیر الدین۔ بسم اللہ۔

خورشید مرزا خان۔ نتھو مل اور شیر خان ریل گھر جائین۔

حسین بخش اور دولت جا کے تھانے پر لکھا آئین۔

نتھو مل اور شیر خان ریل گھر گئے۔ بشیر الدین اور ننھے مرزا بنک کے صاحب کے بنگلے پر ہمنے اور دولت تھانے پر رپوٹ لکھانے چلے۔

دولت۔ تھانہ دار صاحب ایک واردات ہوگئی۔

تھانہ دار۔ خوب ہوا۔ روز وارداتین ہی ہوا کرتی ہین۔ ہم تو اس تھانے سے بہت حیران ہین یار و دنیا بھر کے بدمعاش اسی تھانے مین رہتے ہین کیا واردات ہوئی بولو۔ بدمعاش بولو کیا واردات ہوئی بتاؤ۔

دولت۔ نواب نصرت الدولہ بہادر کے یہان ایک صاحب ٹکے تھے آنکر۔

تھانہ دار۔ وہ بدمعاش نجومی۔

دولت۔ جی ہان۔ تو وہ نواب صاحب کے نام سے پچیس ہزار روپیہ لیگیے۔

تھانہ دار۔ آئین! کہان سے لیگئے۔

دولت۔ بنک گھر سے

تھانہ دار۔ کیا نواب صاحب نے لکھ دیا تھا۔

دولت۔ کیا جانے وہ تو کہتے ہین کہ ہمنے نہین لکھا اور بابو وقتمین کہتا ہی کہ نواب صاحب کے نام سے اسکو نجومی روپیہ لیگیا۔

تھانہ دار۔ کسقدر۔

دولت۔ پچیس ہزار۔

تھانہ دار۔ ٹھہرو ہم بھی چلتے ہین۔

تھانہ دار اور برقنداز اور دولت چلے۔

اب سنیے کہ ننھے مرزا اور بشیر الدین جو بنک کے صاحب کے بنگلے پر گاڑی پر سوار ہوکر پہونچے تو چپراسی نے روکا۔

چپراسی - کس سے ملیے گا-

بشیر الدین - صاحب سے ملنے آئے ہین ہزارون کا وارا نیارا ہوتا ہے تم پوچھتے ہو کس سے ملنے آئے ہو۔ اطلاع دو کہ بشیر الدین صاحب آئے ہین-

چپراسی سمجھا کہ صاحب کے کوئی بڑے دوست ہین فوراً اطلاع دی صاحب کمرے کے باہر آئے حکم دیا کہ سلام دو - بشیر الدین اور ننھے مرزا آئے-

صاحب - وَل سلام-

بشیر الدین - آداب حضور-

صاحب - کیا بات-

بشیر الدین - خداوند نواب نصرت الدولہ نے بھیجا ہے سُنا ہے کہ کوئی آج اُنکے نام سے پچیس ہزار روپیہ لیگئے-

صاحب - وَل بیشک نواب صاحب کے دستخط موجود ہین-

بشیر الدین - حضور جعل کر گیا-

صاحب - ہائے خود جعل ہے-

بشیر الدین - خداوند نواب صاحب کے فرشتون کو بھی خبر نہین-

صاحب - اُف فوہ - یہ کیا بات-

بشیر الدین - ہائے افسوس - بس یہی پوچھنے آیا تھا - اب رخصت ہوتا ہون-

صاحب - ہمکو رنج ہوا کل صبح ہم تحقیقات کرینگے-

بشیر الدین رخصت ہوے اور چلے آئے-

اب سنیے کہ دو صاحب ریل گھر بھی پہونچے اسٹیشن ماسٹر سے ملے کل حال بیان کیا - اُنھون نے کہا ہمین نہین معلوم ہم اب کچھ نہین کر سکتے اور نہ ہم جانتے ہین کہ کون آیا اور کون گیا - یہ دونون بھی اپنا سا مُنھ لیکر چلے آئے-

اب سنیے کہ لالہ جگت سنگھ خوش و خرم نواب نصرت الدولہ کے پاس آئے

کہ کل صبح کو چلنے کی ساعت قرار پائی ہے - یہان آئے تو دیکھا کہ کل رنگ ڈھنگ ہی بدلا ہے - سب جاپ سناٹے مین بیٹھے ہین اور سب کے چہرون پر اداسی چھائی ہے

لالہ - کیون کیا ہوا - خیریت تو ہے -

بشیر الدین - کچھ پوچھیے نہین -

لالہ - توبہ توبہ - کچھ تو کہیے بھلا -

بشیر الدین - بہت بری طرح کے پھیر مین الجھ گئے -

لالہ - کیا -

لالہ سمجھے یار لوگون نے ہمیر چوڑ مارا سخت گھبرائے -

بشیر الدین - وہ بجومی چل دیا -

لالہ - کیا کچھ لے دے کے چل دیا -

ننھے مرزا - دیتا کیا جل دیگیا -

لالہ - توبہ اور لیگیا کیا -

بشیر الدین - پچیس ہزار لیگیا - ایک کم نہ ایک زیادہ -

لالہ - اور پتا کہین نہین ؟

بشیر الدین - کہین نہین -

لالہ - بھلا یہ لے کیونکر گیا - چوری کی -

ننھے مرزا - اجی ڈاکہ مارا -

دولت - بلکہ سینہ زوری کی -

تھانہ دار - یہ ہوا کیا ہماری سمجھ مین نہین آتا ہم جانتے ہین بنک والون کو دھوکا ہو گیا -

بابو - نہ بنک والا اچھی طور جانچ کر لیا ہی -

تھانہ دار نے اشارے سے دکھا کر کہا ہم وجہ سمجھ گئے -

دولت - کیا سمجھے آپ صوبہ دار صاحب -

تھانہ دار۔ کہہ دیجیے نواب صاحب ہی سے کہ بیٹھیں۔
نصرت الدولہ۔ آئیے۔

تھانہ دار نے نواب نصرت الدولہ کے کان میں کہا آپ گھبرانیے گا
ہم جانتے ہیں کسی کیفیت میں ہونگے آپ اور آپ نے دم دیکر لکھوالیا ہوگا
نصرت الدولہ نے کہا آہاہ ارے غضب! بس بس یہی بات ہو
ہائے ستم بس کھٹکا ہوگیا یہی بات ہو۔
تھانہ دار۔ اب بیان کیجیے اچھی طرح۔
نصرت الدولہ۔ بخوبی تو کل امور مجھے یاد نہیں مگر اسقدر خیال ہو
کہ میں نے بہت کثرت سے پی تھی اور اُس بدبخت جعلساز نے مجھسے
لکھوایا تھا۔
تھانہ دار۔ کیا آپ انگریزی جانتے ہیں نواب صاحب۔
نصرت الدولہ۔ جی نہیں یاد نہیں کہ کس زبان میں اور کیا لکھوایا۔
تھانہ دار۔ اردو ہی میں شاید لکھوالیا ہو۔
بابو۔ نا۔ بہت اچھا انگریجی (انگریزی) جبان (زبان) میں لکھا ہو مگر
ہاتھ کچا ہی بس اور سب ٹھیک بات۔
تھانہ دار۔ کیا آپ انگریزی میں بنک کو لکھا کرتے تھے۔
نصرت الدولہ۔ انگریزی کی صرف نقل میں کر سکتا ہوں۔
تھانہ دار۔ کبھی بنک کو انگریزی میں لکھا تھا۔
نصرت الدولہ۔ ہاں انگریزی خوان نے جو لکھ دیا اسکی نقل اُتار دی۔
تھانہ دار۔ بس لکھوالیا جو جی چاہا اُسکا۔
ننھے مرزا۔ ہائے افسوس۔
بشیر الدین۔ بڑا مزور نکلا مردک۔
بابو۔ وہاں کے بابو لوگ کو دس دس گیارہ گیارہ روپیہ دیا کہ

جلدی مین ہمکو روپیہ ملیگا اور ہم ریل بھاگ کر جاوینگا -
تھانہ دار - کیا آپ کا مال تھا -
بشیر الدین - این گل دیگر شگفت -
تھانہ دار - لاحول ولا قوۃ -
ننھے مرزا - مگر واللہ آپ کی تشخیص صحیح ہو -
دولت - برہمن سے انسپکٹری کرتے ہین صاحب برہمن سے -
ننھے مرزا - اسمین کیا شک ہو -
نصرت الدولہ - خوب یاد آیا -
تھانہ دار - کیا یاد آیا جناب -
نصرت الدولہ - اُس کمرے مین جاکر دیکھو کوئی کاغذ پڑا ہی جسقدر
کاغذ ہون اُٹھا لاؤ ایک کاغذ نہ باقی رہے -
خدمتگار - حضور رویان وغیرہ تو صاف کردی گئی ہونگی مگر دو
پرچے مین نے مسند کے نیچے رکھ دیے تھے وہ لے آیا ہون -
نصرت الدولہ - یہ انگریزی ہو آپ تو انگریزی سے واقف ہین تھانہ دار صاحب
تھانہ دار - جی ہان لایئے -
تھانہ دار نے کاغذ لیکر پڑھا تو چونک اُٹھے -
نصرت الدولہ - ہو وہی نہ -
تھانہ دار - اُف - اُف - بُلبل دیگیا ستم ڈھایا -
نصرت الدولہ - کیا لکھا ہو بتاؤ تو -
تھانہ دار - برا ہی کی آپ نے نقل کردی -
نصرت الدولہ - ضرور -
تھانہ دار - اسمین باضابطہ لکھا ہو کہ ہمین بذریعۂ مختار عام مسٹر ڈی اسٹلر
اسیدم تیس ہزار روپیہ مجملہ ہمارے زرجمع شدہ کے بھیج دیجیے کہ ضرورت اشد ہو

نصرت الدولہ - ارے غضب -
تھانہ دار - مگر کوئی لائق بیرسٹر ہو تو بنک کی بھی خبر لے -
دولت - اُسکی آنکھین کہے دیتی تھین کہ دغاباز جعلساز ہو -
ننھے مرزا - ہمکو تو اُسکی صورت سے نفرت تھی -
شہو علی - ایک ہی بدذات تھا -
ایک رفیق - سخت ضرور -
خورشید علیخان - اب سب کہتے ہین مگر پہلے بجز بشیر الدین صاحب کے اور کسی نے نہ کہا -
بشیر الدین - جی ہان کچھ پوچھیے نہ -
ننھے مرزا - شاباش -
بشیر الدین - چپ سہو بس -
تھانہ دار - ہان اب سب کہینگے -
بشیر الدین - جی ہان خوشامدی نابکار -
نصرت الدولہ - سب ہماری عقل کا فتور ہو وہ لوگ -
خورشید علیخان - ہان مگر یہی سب تو بانی مبانی ہین -
نصرت الدولہ - کچھ کہتے سنتے بن نہین پڑتی بات -
بشیر الدین - افسوس صد افسوس -
تھانہ دار - بس اس کاغذ کو ہنے دیجیے یہ بطریق شہادت پیش ہوگا - جاتے کہان ہین بچا گرفتار ضرور ہونگے یہ ممکن نہین کہ بچ نکلین -
نصرت الدولہ - دیکھیے -

نصرت الدولہ کی رہی سہی امید وہ بھی جاتی رہی اُدھر پچاس ہزار سے زیادہ کی نالش مہاجن نے کی اُدھر تلوون پر بل آنے لگے اور پچیس ہزار کے علاوہ یہ بھی اُڑ گئے -

لالہ جگت سنگھ نواب صاحب کے یہان گئے۔

لالہ۔ حضور کچھ نصرت الدولہ بہادر کا حال سُنا۔

نواب۔ ہان سُنا۔ بہت سا بکھیڑا ہو۔

لالہ۔ حضور وہ بگڑا تو جیسا تیسا۔ وہ جو نجومی بنا تھا وہ بڑا اُچکا دے گیا

نواب۔ این! کیا۔

امام الدین۔ یہ ہمنے بھی نہین سُنا تھا۔

جھمن۔ کیا کچھ لیکے لمبا ہوا۔

میر گلباز۔ اور اُسکے بشرہ سے ہم سمجھ گئے تھے کہ تباہی ہی کی گردش ہے کے قابل ہو

نواب۔ رہنےکو مگر وہ آپ کا بھی تو استاد نکلا۔

میر گلباز۔ ہان حضور۔

نواب۔ کیا کچھ جھوٹ بھی ہو۔

میر گلباز۔ اب خداوند مین بھی کچھ بگڑا آپ کے یہان کرون تو اُسکا دادا پیر کہلاؤن۔

امام الدین۔ کہی تو اچھی خداوند۔

جھمن۔ ہان حضرت۔

نواب۔ اور کیا لیگیا لالہ جگت سنگھ۔

لالہ۔ حضور پچیس ہزار کا بگڑا کیا نقود پورے پچیس ہزار لیگیا۔ سنیے ہوا یہ کہ ایک آدمی نے آکر کہا کہ خداوند آپ نے آج کچھ روپیہ منگوایا تھا بنک گھر سے۔ انھون نے کہا نہین تو اُسنے کہا واہ بابو لوگ کہتا ہی کہ آج تمھارے نواب صاحب نے پچیس ہزار روپیہ منگوایا بابو کو بلایا اُسنے کہا ہان آپکے دستخط تھے صاحب بنک کے پاس گئے اُنھون نے کہا ہان تھے پچیس ہزار روپیہ نواب نصرت الدولہ بہادر کے نام سے دیا مگر ہمارے پاس آپکی تو رسید ہی کل تحقیقات کرینگے اور نجومی کا پتا ہی نہین کہین نہ بیگ اسباب نہ کچھ نہ کچھ۔

نواب۔ لاحول ولاقوۃ۔ موے پر سو دُرے۔

اہام الدین۔ جی ہان خداوند۔

بشیر الدین نے کہا کہ اب ہم رخصت ہونگے۔ اگر کل صبح کو کہین جانا ہو تو سنئیے، ہمین تڑکے ہی منھ اندھیرے پہونچونگا۔ نصرت الدولہ نے کہا کہ اک ذرا تامل کیجیے تو گاڑی کو حکم دون تاریک رات مین کہان پیدل ٹھوکرین کہاتے جاوٗگے خالی اٹھین سے بھلا کیا ہوتا ہے حکم دیا کہ گاڑی نکالو نقرہ گھوڑی جوتو لالٹینین روشن کرو فوراً تیار ہوئی۔

خدمتگار۔ تیار ہے حضور۔

نصرت الدولہ۔ لے جائیے۔

بشیر الدین۔ رخصت۔

نصرت الدولہ۔ فی امان اللہ۔

بشیر الدین۔ کل صبح کو ضرور۔

نصرت الدولہ۔ ہان۔ ہان۔

بشیر الدین تو گھر پہونچے اور یہان نصرت الدولہ بہادر نے حساب لگایا تو دس ہزار کی کمی ہے۔ دس ہزار اور ہون تو کل قرضہ بیباق کر دین۔ اور پاس ٹکا نہ رہے سوچے کہ اگر کل روپیہ دے دیا تو بھی دس ہزار کی کمی رہی اور اگر گھوڑے اور بگھیان اور اسباب اور جایداد غیر منقولہ کے کوڑے گیے تو ہمارے پاس کیا رہیگا نہایت شش و پنج مین بیٹھے دو بجے تک نیند نہ آئی دو بجے آنکھ لگ گئی۔

صبح کو اٹھے تو پریشان۔ اتنے مین بزاز آیا۔

بزاز۔ خداوند ہماری کوڑی کوڑی آج ہی دلوا دیجیے۔

مہاجن کا آدمی آیا کہا لالہ نے بھیجا ہے کہ کل ملنی ہی مین ہے کہ روپیہ بیباق کر دین ورنہ نالش تو کر ہی چکے ہین۔

ایک سوداگر کا چپراسی آیا - خداوند صاحب خفا ہوئے اور کہا کل روپیہ آج وصول کر لاؤ جیسا حکم ہو -

عطر والا آیا - خداوند دس باتوں کے دیئے گیا تھا دام نہیں ملے آج پیشی ہونا ہے -

منجھلے مرزا نے سب کو ڈانٹا چلو ہٹو نالائق پاجی تڑکا ہوا اور مہوجو مہاجن کا آدمی ذرا اُترایا تو منجھلے مرزا اسکے دو تین چپتیں رسید کین اور کہا جا جھٹ لالہ سے کہہ نالش کر دیں - بڑا لالہ بن کے آیا ہے - عطر والا بھاگا - بڑا انہ ٹکب رہا -

نصرت الدولہ بہادر کی حالت قابل افسوس ہے - یہ وہ نصرت الدولہ ہین جنکی دھاک بندھی تھی جنکے نام سے مہاجن دس دس اور بیس بیس ہزار روپیہ بلا تمسک دے دیتے تھے جنکی ملاقات کے اچھے اچھے رئیس متمنی تھے - اب وہی نصرت الدولہ بہادر ہین کہ ایک ایک ادنی ادنی انگوٹھیا ہے سوداگرون کے ملازم جل بھنکر ڈانٹ بتلاتے ہین - دوست منھ چھپاتے ہین یارِ مددگار نواب امین الدین حیدر جنسے اسقدر تپاک تھا صلاح دیتے ہین کہ بھاگ جاؤ - وہ مہاجن کہ جنکے باپ دادا تک نصرت الدولہ کے بزرگون کے درم ناخریدہ غلام تھے اب بات نہین کرتے جو لوگ انکے در دولت پر جانا باعث فخر و افتخار تصور کرتے تھے وہ اب انکی ملاقات کے روادار نہین جو لوگ فخریہ مصاحبت کراتے تھے وہ اب دور دور رہتے ہین - ہاے انقلاب زمانہ واے انقلاب زمانہ بگر فتہ و کردۂ خود را چہ علاج

مصاحبون نے انگلیون پر نچایا - رفیقون نے خوب الو بنایا آسلر صاحب نے کئی بار بھوت دکھایا اور ان حضرت کی آنکھون پر شیطان نے ایسی پٹی باندھی کہ آپ نے بھوت دیکھنے کی تقریب میں جلسہ منعقد فرمایا اس درجہ چوندھیا گئے کہ احباب کے نام جو خطوط بھیجے

ہمین لر نواب نصرت الدولہ بخوبی) اپنے کو لٹا۔

برین عقل و دانش بباید گریست

مگر اب البتہ آنکھین کھل گئین اب کیا ہو سکتا ہی۔
یہ وہ نصرت الدولہ ہین جنکے پاس نقدی کے علاوہ لاکھون کے
جواہرات تھے اور آج دس ہزار کے مقروض ہین۔

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

اب کوئی پوچھے کہ یہ زر کثیر حضور نے کیون اور کس بات مین خرچ
کیا۔ حج کے لیے گئے یا سو دو سو مسلمانون کو حج کا خرچ دیا ہی۔ کربلاے معلی
کی زیارت کو گئے۔ مسجدین بنوائین۔ خیراتخانے قائم کیے۔ سررشتۂ تعلیم
کو مدد دی۔ آخر کس امر نیک مین اسقدر زر کثیر صرف کیا۔ ہان ڈھاڑیون نے
البتہ حضور کا اور خداوند کمکر روپیہ لوٹا۔ حضور کی نگاہ بہت دور ہی حضور بایان
بھانپتے ہین۔ خداوند وہ سوروا اس چکلے والا حضور کا بہت مداح ہی۔
کہتا ہی ایسا گلا کسی نے کاہیکو پایا تھا ایسے لیسے بھر سے دیے کہ معاذ اللہ
نواب صاحب چنگ پر چڑھ گئے۔ اللہ را تسا لیق پسند ہے آید۔ نواب صاحب
سمجھ بیٹھے کہ ہم نایاب کے بھی گرو ہین تانسین اور بیجو کی ہمارے مقابل
مین کیا حقیقت ہی۔ ارباب نشاط مین نصرت الدولہ بہادر کا نام شیطان سے
زیادہ مشہور تھا۔ چوک مین انگلیان اٹھتی تھین کہ وہ نصرت الدولہ
جاتے ہین کسی سے نوک جھونک کسی سے مزاج پرسی۔ کسی کمر سے پہ
دو گال ہنس بول آئے خوشامد خورون نے روپیہ انکی بدولت پایا۔
حافظ مولوی متشرع باکمال آدمی کا انکے ہان گذارا ہی نہ تھا صحبت مین
جب دیکھیے گرگے اور لُچے اور سنچے بھرے ہوے کوئی چانڈو پیتا
ہی کوئی چرس کی لَو آسمان تک پہونچاتا ہی۔ کوئی گانجے کے دم
لگاتا ہی شراب خواری کی اس درجہ کثرت ہو گئی کہ الامان الامان سہ

دن رات گفتگو ہو شراب و کباب کی	کیا منہ لگا ہے یار کی صحبت شراب کی

صبح کو جام۔ دوپہر کو جام۔ شام کو شراب۔ رات کو شراب۔ ہر دم مخمور ہر لحظہ چور۔ جب دیکھو سیہ مست خراب جب دیکھو آنکھوں میں لال ڈورے۔ بیس بیس اور تیس تیس مفت خورے ساتھ پیتے ہیں۔ پچاس پچاس اور ساٹھ ساٹھ اور سو سو روپے کی شراب ایک ایک دن میں اُٹھ گئی۔

اب ملے کو روز روشن شمع کافور تھی	زود بینی کش نہ شب روغن نہ باشد در چراغ

یہ خرچ آئے کہاں سے۔ اسکے لیے تو قارون کا خزانہ بھی کافی نہ سمجھا جاتا۔ ہاں اور سب میں ایک بشیر الدین البتہ سچے دوست تھے اور یہی شخص نواب نصرت الدولہ بہادر کو صلاح دیتا تھا کہ اس فضولی کا انجام برا ہے۔ ابھی سنبھلو ورنہ پچھتاؤ گے اور پھر کرتے دھرتے کچھ نہ بن پڑیگی۔

دوست آن است کہ معائب دوست	ہمچو آئینہ روبرو گوید
نہ کہ چون شانہ با ہزار زبان	پس سر رفتہ مو بمو گوید

اس نازک وقت میں بھی یار نصرت الدولہ بہادر کے شریک حال تھے صلاح سے مشورے سے زر سے کسی امر میں بیگانہ نہ تھے۔

باقی سب نام کے دوست اور اپنے مطلب کے یار تھے۔

نخے مرزا کے دیوالیے پن سے سب تو بھاگ کھڑے ہوئے مگر نواب نصرت الدولہ کے دل پر چوٹ لگی کہ آج جنہیں یہ روز بد دکھا گئے یہ کیسے آدمی ہم پر شیر ہیں۔ بزاز کا لڑکا آنکھیں نکالتا تھا مہاجن کا نوکر کہتا تھا کہ بھلا نہیں ہے ابھی بلین ہو کہ ہمارے حوالے کردو۔ لالہ بہت خفا ہیں۔ وا اسے ناکامی افسوس صد ہزار افسوس۔

نصرت الدولہ۔ بھائی بشیر الدین اب ہماری دلی خواہش ہے کہ ہم تارک الدنیا ہو جائیں۔

بشیر الدین۔ سنیے حضرت گو اب وہ ثروت آپ کے پاس نہیں ہے

کہ اب بھی ہزاروں بلکہ لاکھوں سے آپ اچھے ہین ہماری تو راے یہ ہو کہ آپ بہ فراغت تمام کل قرضہ ادا کر کے جو کچھ جایداد پاس رہے اُسمین بسر کیجیے - مانا کہ یہ گھی اور گھوڑے اور فٹن اور رفقا اور خدمتگار نہونگے مگر عمدہ طرز پر آپ رہ سکینگے -

نصرت الدولہ - بھلا ہمسے رہا جائیگا -

بشیر الدین - مجبوری کو کیا کیجیے گا -

نصرت الدولہ - ترک دنیا -

بشیر الدین - اچھا اب فرمائیے کہ تارک الدنیا ہو کر فقیر ہو جائیے گا نہ یا کچھ اور فقیری بھی تو مشکل ہو جب خوش باشوں کی طرح آپ نہین رہ سکتے تو فقیروں کی طرح کیونکر بسر کر سکیے گا -

نصرت الدولہ - آپ ہین کس خیال مین فقیری کیسی -

بشیر الدین - پھر ترک دنیا کیا معنی -

نصرت الدولہ - بالکل قطع تعلق یعنی دنیا سے کچھ واسطہ ہی نہین -؟

بشیر الدین - کیا واسطہ ہی نہین -؟

نصرت الدولہ - مطلب یہ کہ خدا کی قسم اب زندگی سے دل تنگ ہو گیا -

بشیر الدین - اجی خدا خدا کیجیے - جوانمردی کے خلاف یہ بات آپنے کہی -

نصرت الدولہ - کیسی جوانمردی -

بشیر الدین - اب آپ پھر تبدیل آب و ہوا کے لیے کہین چلیے اور تھوڑا تھوڑا قرضہ سب کا ادا کر دیجیے -

نصرت الدولہ - میری عقل ہی ٹھکانے نہین کہ کیا کروں اور کیا نکروں

بشیر الدین - تو پھر ہماری راے پر چھوڑ دیجیے -

نصرت الدولہ - بہتر سیاہ و سفید کا تمکو اختیار دیا - ؏

بسپردہ ایم تا کرم او چہا کند	ما کار خویش را بخداوند کارساز

اللہ پر شاکر رہنا چاہیے ان اللہ مع الصابرین والشاکرین ۔

تنشین تیش تو از گردش ایام کہ صبر	اگرچہ تلخ است ولیکن بر شیرین دارد

نصرت الدولہ آبدیدہ ہو گئے تو یہ بات ٹالنے کے لیے بشیر الدین نے اور ذکر چھیڑ دیا۔

بشیر الدین ۔ میر وزیر علی صبا بڑے شاعر گذرے ہیں ۔

نصرت الدولہ ۔ ہان ہان جی تم تو اس طرح پر کہتے ہو کہ جیسے صبا سے کوئی واقف ہی نہیں ۔

بشیر الدین ۔ ایک شاعرے میں انھون نے اپنی غزل پڑھی تھی خدا کی قسم توڑ دیے سبحان اللہ سبحان اللہ سے

مہندی لگا کے ہو چڑھ مرا جان پر	ہاتھ لانا نگار کیا کہنا

نصرت الدولہ ۔ سبحان اللہ نگار مہندی کے لیے خوب لائے اور روزمرہ تو صبا کا حصہ تھا ۔

بشیر الدین ۔ خواجہ صاحب کے شاگرد تھے کہ باتین ہے

بے قرار بھی در کنار رہ جائے	ہائے دل بیقرار کیا کہنا

نصرت الدولہ ۔ ہان کی لفظ نے جان ڈال دی ۔

بشیر الدین ۔ زبان کو دیکھیے اور روزمرہ کو ۔

سبحث گریہ مین ابر بول گیا	دیدہ اشکبار کیا کہنا

نصرت الدولہ سبحان اللہ سبحان اللہ ابر بول گیا بحث گریہ مین ابر بول گیا ۔ زبان اور روزمرہ تو خواجہ صاحب کے گھرانے پر ختم ہی یہی غزل کا شعر شاید ہو گا ۔

کہہ تو لگا رلین رقیبون کو	بات کہہ دے نگار کیا کہنا

ہائے کیا لطف زبان ہے سبحان اللہ سبحان اللہ ۔

بشیر الدین ۔ مجھکو تو دیوان صبا کی ہر غزل مرصع معلوم ہوتی ہے ۔

دشمن لغت ہین اور ضبط ایدل | جبر پرا نتیار کیا کہنا

اور سنیے غزل کیا دلہن ہو

یون تو ہر گل ہی خوب ہی لیکن | تیرا اے گلعذار کیا کہنا

اور اس شعر کے بیساختہ پن کو ملاحظہ فرمایئے

سختی عشق جھیل لی اے دل | واہ رے بردبار کیا کہنا

شعر تو سب ہین لیکے آپ مگر اس شعر کی زبان کو ملاحظہ فرمایئے گا

مر گئے ہم مگر نہ رحم آیا | وہی تیور رہین یار کیا کہنا

نصرت الدولہ۔ واہ واہ جی خوش ہو گیا خدا گواہ ہی کیا خوب فرمایا ہے

مر گئے ہم مگر نہ رحم آیا | وہی تیور رہین یار کیا کہنا

بشیر الدین۔ مقطع تو سنیے قبلہ

اے صبا دعویٰ انا الحق ہو
خوب سوچے ہو یار کیا کہنا

نصرت الدولہ۔ پھر جنون سر پر سوار ہوا ترک دنیا کا پھر خیال آیا پھر حرم شفے سکھانے لگے او وہ ہم کیا تھے اور اب کیا ہین افسوس صد افسوس۔

بشیر الدین۔ بھائی واسطے خدا کے ان امور کا خیال نہ کرو۔ اچھا فرخندہ کو بلواؤ دو گھڑی غم غلط ہو گا۔ ننھے مرزا آدمی بھیج دو۔

ننھے مرزا نے آدمی بھیجا وہ بیرنگ واپس آیا۔

ننھے مرزا۔ آئین۔

سپاہی۔ کون۔

ننھے مرزا۔ کہان بھیجا تھا۔

سپاہی۔ وہ تو گالیان دینے لگین کہ انکے باپ بھی کچھ ہین یا پلے ہی ہین مثل مشہور ہے کہ گانٹھ گرہ میں کوڑی نہین گئے والے ہوت۔

نصرت الدولہ نے جو یہ کلمہ سنا تو از بس افسردہ ہوے اور سوچے کہ

اللہ اللہ جسکو ہمنے ہزارون روپئے دیئے جسکی ہمنے اتنی خاطر کی اور جسکو ہم نہ دل سے پیار کرتے تھے وہ ہم سے اسقدر خلاف حکم ہوجائے ہائے مفلسی وائے مفلسی ؎

امرزر تو خدائہ ولیکن بخدا
ستار عیوب و قاضی الحاجاتی

نصرت الدولہ- بھائی بشیر الدین کچھ سُنا-
بشیر الدین - اجی ان بیسواؤن کے کہنے کا کیا خیال ہی-
نصرت الدولہ- کلمہ تو سنو اُنکے سیلے کیا ہی جو بکا کرتے ہین-
بشیر الدین -اجی یہ ن-خ-ہین-
نصرت الدولہ- واہ اچھے ن-نخ ہین-
بشیر الدین -کیا غلط کہتا ہون-
نصرت الدولہ-بس اب دنیا ہی کو سلام ہی ؎

عشق کا اختتام کرتے ہین ۔ دل کا قصہ تمام کرتے ہین

چلے دنیا سے ہم سوے عقبےٰ
کوچ بہر مقام کرتے ہین

اسکے بعد پھر نصرت الدولہ کا کسیکو حال نہ معلوم ہوا کہ کہان چلے گئے- کسیکو مرتے دم تک صورت ہی نہ دکھائی-

---

دور ستر هوان
کسیکا انجام بخیر نہ ہوا

ناظرین کتاب کو حیرت ہوگی کہ یہ سیٹھ کو جبرل صاحب اُس روز سب جلسے سے کہاں غائب ہو گئے - انکا کچھ پتا ہی نہین کہ کہاں چلدیے

واضح ہو کہ مس للی نے کہ ایک نازآفرین مہ جبین یوروپین تھی اور ایکٹرس تھی جو سیٹھ جی کی فیاضی اور سیر چشمی اور فشہ بازی اور امارت اور ٹھاٹھ دیکھے تو سوچی کہ اگر انکو پھانسا اور فقرہ دیکر انکی بیوی بنجاؤن تو قسمت کھل جائے - اس تماشے والے صاحب کے ساتھ رہنے سے زندگی خراب ہونے کے سوا اور کیا فائدہ ہے - سیٹھ جی کو پٹی پڑھائی کہ اس وقت ہم تم یہان سے چلدین تو یہ صاحب دو چار روز رو دھو کے اپنا سا منھ لیکر چلا جائیگا اور پھر ہم تم تمام عمر مزے سے بسر کرینگے اسکا ہم پر کسی طرح کا زور تو ہے نہین پھر وہ ہمارا کیا کر سکتا ہے - یہ تو اس زہرہ تمثال شمع قد پر لٹو ہو ہی گئے تھے اس صلاح کو ہزار غنیمت سمجھے اور لالہ تھومل تک کو خبر نہ کی اور مس للی کو لیکر روپوش ہو گئے - صاحب بیچارہ رو پیٹ کے دو چار روز مین چلا گیا - مگر یہ پورے ڈیڑھ برس کے بعد لکھنؤ واپس آئے - اور آتے ہی سب سے پہلے نواب نصرت الدولہ کے پاس آدمی بھیجنا چاہا - مگر لالہ تھومل نے کہا سرکار وہ تو کسو سے ملتے ملاتے نہین - ایک صاحب انکے گھر مین ٹکا تھا - سو نجوم کے بہانے لاکھون کھا گیا اور لے دے کے چلدیا کہین کھوج کھبر نہین ... اور جادو سیکھنے کا بھی سوک (شوق) ہوا لوگ کا مروپ (کامروپ) کچھیا بھیجے - وہان بھی لاکھون ہی لوگون نے مارے - اب جب کھل کھیلے ہوے تو روپوش ہو گئے کسکا پاس نہین رہا - بڑا پتلا حال ہو گیا - پتا ہی نہین کہ کہان ہین ہان ایک چٹھی آپ کے نام بند کر کے لالہ ہنگامل مہاجن کے پاس رکھ گئے ہین)

سیٹھ جی حیرت اور عبرت کے ساتھ اس سانحہ درد انگیز کو

واقعۂ جگر دوز کا حال سنا گیے اور جب کل مفصل حالات نتھومل کی زبانی سن چکے تو فوراً مہاجن کے ہان سے خط منگوایا اور پڑھا۔ یہ ہوبہو

بے اعتدالیون سے سبک سب مین ہم ہوے
جتنے زیادہ ہو گئے اُتنے ہی کم ہوے

حضرت۔ بھائی میرا تو دوالہ نکل گیا۔ یہان ایک بے ایمان آدمی آیا تھا جو اپنے کو نجومی مشہور کرتا تھا۔

کوئی دو گھڑی دن رہے سیٹھ جی فٹن پر سوار مس للی معشوقۂ پریچہرہ کو بغل مین بٹھائے نواب امین الدین حیدر بہادر کے ہان گئے اطلاع ہوتے ہی نواب صاحب بڑے تپاک کے ساتھ استقبال کو آئے۔ مس للی سے ہاتھ ملایا۔ گول کمرے مین جا کر متمکن ہوے۔

نواب۔ مردِ خدا ایسے بھاگے جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔

سیٹھ۔ ہم بڑی ٹری دور ہو آئے۔ سیلون تک گئے تھے۔

نواب۔ کہیے میم صاحب حضور کا مزاج تو اچھا ہے۔

للی۔ ہان نواب صاحب آپ تو اچھا رہا۔

سیٹھ۔ ارے یار نصرت الدولہ کا حال سن کر بڑا افسوس ہوا۔

نواب۔ بھائی صاحب اس شخص نے جادو اور نجوم کے پھیر مین اپنے آپ کو ایسا ستیاناس کیا کہ کہین کا نہ رکھا۔ اب خدا جانے کہان ہین۔ پاس ایک جھنجی نہین ہے۔ نوکری کے کام کے نہین۔ واللہ اعلم کس حالت مین ہین۔

سیٹھ۔ ہماری طبیعت کوئی پانچ مہینے سے بہت علیل ہے۔ لاکھ لاکھ علاج کرتے ہین مگر غذا جزو جسم نہین ہوتی۔

نواب۔ کیون کیون خدانخواستہ کیا عارضہ ہے۔ مین پوچھنے ہی کو تھا کہ یہ آپ اسقدر دُبلے کیون ہو گئے ہین۔ اور آواز سے بھی ضعف پایا جاتا

سیٹھ ـ یار چلتے ہوئے چکر آتے ہین اور زینے پر چڑھتے ہوئے ہانپنے لگتا ہون اور قلب کے پاس ٹھنڈا میٹھا درد ہوتا ہی ـ اور دست روز آتے ہین ـ کوئی دن رات مین آٹھ دس ـ اور غذا بہت کم ہوگئی ہی ـ اور جسم کی پھرتی بالکل جاتی رہی ہی ـ

نواب ـ کہیے میم صاحب اب اسوقت آپ کی کیا تواضع کرون شامپین حاضر ہو ـ

یہ کہکر نواب صاحب نے امام الدین خان کو حکم دیا کہ سامان کھانے کے کمرے مین لیس کرو ـ اور مس للی اور سیٹھ جی کو ساتھ لیکے سات بجے سے جو پینے کا لگا لگایا تو کھانے پیتے گیارہ بج گئے اور سیٹھ جی نے اسقدر پی کہ دھت ہو گئے ـ نواب صاحب نے جب سے للی کو دیکھا تھا اسی فکر مین تھے کہ کسی طرح یہ نازک بدن پستہ دہن ہمارے ہتّے چڑھے تو لطف زندگی حاصل ہو ـ ظہور ان کو بھی دھتا بول دین اشارے کنایے سے دو چار بار اظہار عشق بھی کیا ـ للی کوئی پاکباز یا عفت مآب گھر گرہست تو تھی نہین ـ سوچی کہ سیٹھ جی تو میرے بس مین آہی گئے ہین یہ سونے کی چڑیا بھی پھنسے تو میرے دونون ہاتھ لڈو ہین ـ اُسنے بھی اشارون سے ظاہر کر دیا کہ نواب صاحب پر فریفتہ تھی اس سے انکے کانون سینہ مین آتش پنہان بھڑکنے لگی جب سیٹھ جی رخصت ہونے لگے تو مصافحے کے وقت سیٹھ کو مخمور دیکھکر نواب صاحب نے مس للی کے ہاتھ مین زور سے ٹھوکا دیا اور اس پرکالہ آتش نے موقع غنیمت جانکر آہستہ سے نواب کے گال پر ہاتھ پھیرا اور پھرتی کے ساتھ سیٹھ جی کے ہاتھ مین ہاتھ دے کر گاڑی پر سوار ہو گئی ـ راستے مین جو دفعتہ ہوا لگی تو سیٹھ جی کا نشہ تیز ہو گیا ـ کوچمین کو حکم دیا کہ گاڑی کو نواب صاحب کی کوٹھی کی طرف پھیر دے ـ ہمکو اُن سے کچھ کہنا ہی ـ کوٹھی مین پہونچکر نواب صاحب کو

بلوایا۔ کہا یار نشہ نہیں ہوا ایک بوتل اور ایک گلاس اور نصف درجن سوڈا کی بوتلیں ہمارے ساتھ گاڑی پر بھیجو اب ہم ایک بلکہ دو بجے تک گاڑی پر سیر کرینگے۔ نواب صاحب نے فوراً حکم دیا کہ یہ سب سامان لیس کر دو اور بنظر احتیاط چھمن کو حکم دیا کہ تم بھی فٹن پر سوار ہو کر ساتھ رہو۔ نشہ تیز ہے۔ ایسا نہو کہ راستے میں کوئی گل کھلے۔ چھمن تو یہ چاہتا ہی تھا۔ فوراً فٹن پر سوار ہو گیا۔ ایسی قسمت کہاں تھی کہ اُس رشک گلرخان فرنگ کے روبرو بیٹھے اور دوبدو گفتگو کرے۔ میاں چھمن ساقی بنے اور گاڑی چھتر منزل کی ٹھنڈی سڑک کی طرف آہستہ آہستہ جانے لگے۔

سیٹھ۔ بھئی نواب یار باش آدمی ہے۔

چھمن۔ حضور ہوسکی اور سوڈا اور لیمونیڈ اور برف سب سامان لیس کر دیا ہے اور غلام کو ہمراہ رکاب بھیجا ہے کہ ساقی کا کام کروں۔

للی۔ چاندنی رات اور بھی زیادہ لطف دکھاتی ہے۔

سیٹھ۔ پیاری للی جان۔ کیا ہماری تندرستی کا جام نہ پیوگی۔

للی۔ بہت پی۔ اب تک شامپین پی اب اگر ہوسکی پینگے تو طبیعت بے لطف ہو جائیگی۔ تم پیو۔

سیٹھ۔ چھمن تم تو ہمیں کو پلائے دیتے ہو۔ خود بھی تو پیو۔

چھمن۔ خداوند میرا گلاس تو ہے نہیں۔ غلام پیے کاہے میں۔

سیٹھ۔ اوہ! واہیات! اسی گلاس میں پیو جی۔

چھمن۔ بہت خوب حضور (پی کر) کیا اعلیٰ ہوسکی ہے۔

للی۔ اچھا لاؤ ذراسی ہم بھی پی لیں۔ مگر برف زیادہ ڈالنا اور سوڈا کی کم سے کم آدھی بوتل۔

الغرض بارہ بجے تک خوب پلائی ہوئی۔ کبھی موتی محل کی

سڑک کی طرف گاڑی گئی۔ کبھی چھاؤنی کی جانب۔ کبھی سکندر باغ۔ کبھی چھتر منزل کی سمت۔ جب سیٹھ جی کو نشہ بہت چڑھ گیا اور بہکنے لگے۔ اور چھمن جو حفاظت کے لیے بھیجے گئے تھے خود ہی دُھت ہو گئے تو للی نے کوچمین کو اشارہ کیا کہ گھر چلو۔ چھمن تو راستے مین اُتر گئے۔ اور یہ کوئی ڈیڑھ بجے مکان پر پہونچے۔ پھاٹک کھولا گیا سیٹھ جی بہزار جبر اُتارے گئے۔ ع

	یا بدستِ دگرے دست بدستِ دگرے	

نتھومل۔ بہت پی گئے۔ اور یہ اتنی دیر رہے کہان۔

للی۔ انکا روز یہی نقشہ رہتا ہی۔ پی اور بیہوش ہو گئے۔ اور ڈاکٹر نے منع کر دیا ہی کہ خبردار کثرت نہونے پائے اور انکا دل اور دماغ روز بروز کمزور ہوتا جاتا ہی بہت بُرا کرتے ہین۔

نتھومل۔ اور کسو کے سمجھانے بھلا کب مانینگے۔ انکی جیاتی (زیادتی) بُری

للی۔ روز بلاناغہ پیتے ہین اور روز مدہوش ہو جاتے ہین۔

الغرض دوسرے روز جو سیٹھ جی دس گیارہ بجے صبح کو بیدار ہوے تو اعضا شکنی۔ دردسر۔ درد جگر۔ اضمحلال تشنگی۔ ان سب کی معافی تھی۔ چھ سات بار دست آئے۔ ضعف بدرجۂ اتم۔ پیاس کی وہ شدت کہ دھونس لگی ہوئی طبیعت گری پڑتی ہی۔ اشتہا کا نام نہین۔ صفرا کا غلبہ۔ کھٹی چیز کی طرف میلان طبع زیادہ ہی۔

سیٹھ۔ مرزا جی بھئی آلو سے بخارا پینے کو جی چاہتا ہی۔

احمد بیگ۔ سرکار آب آلو سے کچھ نہوگا۔ غلام کا کہنا مانیے تو ایک چھوٹا گلاس بھر کر برانڈی برف ملا کے نوش فرمائیے۔ یہ سب کسل اور تشنگی اور سستی فوراً دفع ہو جاتے۔

نتھومل۔ سچ ہے تو ہم کہنے ہی کو تھے۔ ابھی مجاج ٹھیک ہو جاے

اتنے مین میان چھمن آئے آداب عرض ہی خداوند- مرزا صاحب کو بندگی- بھائی نتھو بل مزاج اچھے- صاحب سلامت کے بعد سیٹھ جی نے کہا ارے یار اسوقت کل کی کثرت مے نوشی کا خمیازہ اُٹھا رہے ہین سستی اور پیاس اور ضعف- بس کچھ پوچھو نہین چھمن نے عرض کیا حضور سہل تو ترکیب ہی- دو گلاس خوب سوڈا اور برف اور کیوڑہ ملا کر پی جائیے- دیکھیے ابھی طبیعت چاق ہوجاتی ہی- چھمن ساقی بنے سیٹھ جی کو دی- نتھو بل کو بلائی- خود پی مگر مرزا احمد بیگ کو شراب کی بو سے نفرت تھی یہ دور ہی بیٹھے رہے- پیتے پیتے چار بج گئے- اور ایک بوتل کا قلہ شجرہ تمام ہوگیا- لوگون کے اصرار سے سیٹھ جی کھانا کھانے گئے تو کھانے کے کمرے کے دروازے بند کرکے مس للی کے ساتھ کھانا کھایا- مرغ کی کٹلٹ اور سرکہ اور چٹنی اور نان پاؤ- مکھن الو آملٹ اور کری- للی نے تو پیٹ بھر کے کھانا کھایا مگر سیٹھ جی کو کھل کے بھوک نہ تھی- ابھی کمرے کے باہر قدم نہین رکھا تھا کہ نواب امین الدین حیدر بہادر آگئے- اور آتے ہی شریک بادہ نوشی ہوگئے-

الغرض نواب امین الدین حیدر اور سیٹھ جی دن رات شراب ہی کے شغل مین رہنے لگے- کبھی وہ اِنکے ہان کبھی یہ اُنکے ہان- اور کبھی بیچارے نصرت الدولہ کے باغ مین- ہر دن عید رات شب برات ہر دم چڑھی ہوئی- اور دل لگی یہ کہ اینٹی سے لیکے چیونٹی تک مصاحب خدمتگار- بیرا- خانساماں کوچمین- سائیس سب شرابی-

تین تین چار چار دن تک برابر شراب اُڑتی رہتی تھی- کھانا کھائین پاؤ بھر تو شراب پئین ڈیڑھ سیر- صحبت کے بیٹھنے والون مین کوئی ایسا نہین جو اصلاح کی جانب مائل ہو- اول تو مشیر اور رفقا خود دھادت پینے والے- دوسرے جو منع کرے اور شراب کے

اُگلنا - کے مصداق بشیار پر لکچر سُنے وہ رئیس کی نظر سے گر جاے - نوبت باینجا رسید کہ سیٹھ جی علیل ہو گئے اور علالت کی حالت مین بھی انھون نے کثرت مے خواری نہ چھوڑی - بیماری کوئی دل لگی تو ہے نہین - عارضہ روز بروز بڑھتا ہی گیا اور عارضے کے ساتھ ہی ساتھ شراب خواری بھی بڑھتی گئی - اب سیٹھ جی ہوا کھانے اور باہر آنے جانے کے قابل بھی نہین رہے - اور ادھر نواب صاحب نے انکی علالت کو غنیمت سمجھکر مس للی سے پینگ بڑھانے شروع کیے -

مس للی تو سیٹھ جی کے ہان سولھون آنون کی مالک بن بیٹھی تھی ایک لاکھ سے تو جواہرات انکے ہان سے نلوہ اُڑائے اور کسیکو کانون کان خبر بھی نہ ہوئی - دو باغ اپنے نام لکھوا لیے - ایک کوٹھی سیٹھ جی نے انکو بخش دی اور دو گانون انکے نام لکھ دیے جنکی بحبت بعد ادا ے مالگزاری بیالیس سو روپیہ سالانہ تھی - سیٹھ جی تو پا بزنجیر تھے یہ کھُل کھیلین اور نواب صاحب کے گھر پڑ گئین - اور ولایتی محل انکا نام رکھا گیا -

اب بی ظہورن ماضی ہو گئین - گو نمکینی مین ظہورن کسی طرح للی سے گھٹ کے نہ تھی اور حسن گلوسوز جیبیح بھی ستم ڈھاتا تھا اور عمر مین بھی للی سے چھوٹی نہین تو بڑی بھی نہ تھی مگر للی پڑھی لکھی مس اور پھر ولایتی اور غضب کی شیرین حرکات تھی علاوہ برین نواب صاحب تو اس شعر پر عمل کرتے تھے - ؎

زن نو کن ای دوست در ہر بہار	کہ تقویم پارینہ ناید بکار

ظہورن سے پڑوس کی اُسی چھوکری نے جسکا نام چمن تھا اور جسکو ظہورن نے اس سبب سے نوکر نہین رکھا تھا کہ مبادا اسکی کمسنی اور ملاحت پر نواب کا دل آجائے کہا کہ سرکار آج ہم نے

اپنی چھت سے دیکھا کہ نواب صاحب کے ہان ایک مسی بابا اُترین۔ گورے گورے گال جیسے بیر بہوٹی اور ابھی ہماری آپ کی عمر دن ہو گی منی منی نام کی ایک آیا بھی ساتھ ہو۔ پھوپھی امان نے اُس سے پوچھا کون میں صاحب ہیں۔ بولی یہ ڈاکٹرنی باہین۔

ظہورن (جلکر) کون! ڈاکٹرنی! ذری حسینی خانم جاکے نواب کو بلا تو لاؤ۔

بچمن۔ اے حضور میرا نام نہ لیجیے گا کہ پھر محلے مین رہنے بھی نہ پاؤن۔

حسینی خانم جاکے نواب صاحب کو بلا لائی۔

ظہورن۔ پیٹ سے پانون نکالے آپ نے۔ مبارک

نواب۔ کیا کیا۔ معلوم ہوتا ہو آج لڑائی کرنے کا جی چاہتا ہو۔

ظہورن۔ لڑائی وڑائی کے بھروسے بھی نہ رہنا۔ اللہ جانتا ہو مین منہ ماتھا ہو نگی آج۔ یہ آج کون موئی گھنجی وارد ہوئی ہو۔

نواب۔ کیا! خواب دیکھتی ہو کیا۔ آج یہ تمھاری بیوی کو کیا ہو گیا ہو خانم لڑی مرتی ہین۔

حسینی خانم۔ اے حضور لڑ مرین انکے دشمن۔ مگر آج آپ سے بے طور خفا ہین اور خفا ہوا ہی چاہین۔ لوج کوئی سہاگن اپنی سیج پہ کسو سوت کا پیرا دیکھے۔ یہ تو بنی بنائی بات ہو سرکار۔

نواب۔ اُخاہ۔ مین اب سمجھا۔

ظہورن۔ (چڑاکر) اُخاہ۔ اب سمجھے۔ ایسے ننھے ہین۔

نواب۔ ارے یہ اُس ڈاکٹرن سے تو انکو بدگمانی نہین ہوئی ہو۔

ظہورن۔ جی! ڈاکٹرن آپ کا پیٹ دیکھنے آئی ہو گی۔ اب اس انگریزی مین مرد موے بھی پیٹ سے رہنے لگے۔

نواب صاحب نے شہ نشین مین جہان بالکل تخلیہ تھا ظہورن کو اشارے سے بلایا اور یون سمجھایا۔ جانی تم تو خواہ مخواہ کی بدگمانی کرتی ہو

دہم کی دوا تو لقمان کے پاس بھی نہین ہی۔ بات ساری یہ ہی کہ ہمارے دوست سیٹھ جی کے دماغ مین خلل ہو گیا ہی بس لُلی اُنکے پاس پیانو بابا سکھانے کے لیے نوکر تھی۔ وہان سب لوگ انکے دشمن ہوگئے تو مین اُس بیچاری کو اپنے ساتھ لے آیا۔ دس بارہ دن رہکر چلی جائیگی۔ تم کیون خواہ مخواہ بگڑتی ہو۔ لے اب ایک بوسہ دے دو اور غصے کو تھوک دو۔

ظہورن نے بگڑ کر کہا۔ بوسہ جاکر اب اُسی سے لو۔ ہم کچھ تم پر گرے پڑے نہین ہین۔ ہماری اُٹھتی جوانی اور جوبن کو اللہ سلامت رکھے تم سے سَو ہماری خوشامد کرینگے۔ تم ہمکو چھوڑ دوگے تو ہم بھی تم ایسے تین سات کو چھوڑ دینگے۔ یہ ڈر ہوگا گھر کی جورو کو۔ یہ ہم سے نہین سہا جائیگا کہ ہماری چھاتی پر کوئی کودون دلے اور ہم ٹک ٹک دیدم دم نکشیدم مین کسی امیر رئیس کی لڑکی تو ہون نہین سنمجھے ڈر کاہے کا پڑا ہی۔ درزن ہی کی لڑکی نا۔

اپنی معشوقہ کو جو اسقدر برافروختہ اور برہم پایا تو نواب صاحب اور بھی زیادہ خوشامد کرنے لگے اور جسقدر یہ خوشامد کرتے تھے اُسیقدر وہ بددماغ ہوتی جاتی تھی آخر کار ظہورن تنک کر چلی گئی اور نواب صاحب اپنا سا مُنھ لیکر یاہر چلے آئے۔

اب سینے کہ سیٹھ گو جبریل کے عزہ نے لاکھ لاکھ انکا علاج کیا مگر ع

| مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی |

لکھنؤ کے طبیب اور ڈاکٹر ہار گئے۔ کلکتے مین علاج کے لیے لیگئے وہان کے نامی نامی اور مسیحا نفس ڈاکٹرون نے جواب دیدیا کہ یہ مرض لا دوا ہی شراب دماغ اور رگ وپے مین پیوست ہو گئی ہی اور کبد پتھر کا گلکر ایسا ہو گیا ہی لُلی اور یہ نواب صاحب عیش وعشرت کے ساتھ بسر کرنے لگے ایک روز اتفاق سے نواب نامدار کا مع مصاحبون کے چوک مین

جب گذر ہوا تو ایک لٹنی نے نواب صاحب سے کہا کہ حضور ایک عورت کہین سے بھاگ کر لکھنو مین آئی ہو۔ کہین باہر کی ہو۔ مگر خداوند لکھنؤ بھر کی ناک ہو۔ ایسے چہرے مہرے کی عورت دیکھی نہ سنی نواب صاحب کو اشتیاق ہوا کہ لگے ہاتھون اس پری رو کو بھی دیکھتے چلین تھوڑی دور پر کٹنی نے ایک نئے کمرے کی طرف اشارہ کیا جو عین چوک مین کتب فروشون کی دکان کے محاذی تھا نواب صاحب نے دیکھا تو ایک کرسی پر ایک خورشید رخسار زنکہ غیرت بدر بڑا قیمتی زیور سے آراستہ جوتھی کی دولھن بنی ہوئی بیٹھی ہو۔ دیکھتے ہی دنگ ہو گئے جھمن اور امام الدین خان کی طرف حیرت سے نظر ڈالی اور وہ بھی ششدر ہو گئے کہ کیا حسن ہی لٹنی کو رخصت کیا اور نواب صاحب گھر آئے رات کو جب سب رخصت ہوئے اور دربار برخاست ہو گیا تو اُن لوگون نے کپڑے پہنے اور ایک کٹاری اور للّی کو خواب نوشین مین چھوڑ کر تن تنہا چل کھڑے ہوئے۔ دوسرے روز انکا کہین پتا نہین شہر بھر مین تلاش ہوئی مگر بے سود۔ حوالی موالی مصاحب رفقا اعزہ سب حیران پریشان کہ نواب صاحب کہان چل دیے۔ دوسرے روز شام کو جھمن نے آنکر ڈیوڑھی پر اطلاع دی کہ نواب صاحب بارہ بنکی گئے تھے وہان سے میرے نام تار بھیجا ہو کہ کل تم لوگ مع مس للّی کے ہم اٹھون کے میلے مین ٹکیت راے کے تالاب پر ملنا۔ میر گلباز اور امام الدین خان اور تم اور حاتم علی سب آنا اور مس للّی سے کہنا کہ خوب بنکر آئین اور دو سپاہی ادھر اُدھر اُنکے گھوڑے کے ساتھ رہین۔

امام الدین۔ یار کل چوک مین ایک پریزاد دیکھی تھی اسی کے پھیر مین گرفتار ہونگے۔

جھمن۔ ہمارا بھی دل یہی گواہی دیتا ہو۔ اور وہ چیز ہی ایسی ہو

گلبدن - ہان ہان ہم سمجھ گئیے وہ جو حافظ جی تاجر کتب کی دکان کے سامنے نئے کمرے مین آن کے ٹکی ہی - چھلاوا ہی واللہ -

الغرض دوسرے روز یہ سب مس للی کو ساتھ لیکر آٹھون کے میلے پہونچے - تو کوئی چار بجے میلے مین افواہ اُڑگئی کہ ایک طوائف جو کہین باہر سے آنکر چوک مین ٹکی تھی اُسکو کسی نے مارڈالا - اور قتل کرکے لاش کہین دفنادی - کمرے بھر مین خون پھیلا ہوا ہی مگر لاش کا پتا نہین -

جسکی زبانی سنو یہی چرچا - میلے بھر کو افسوس تھا کہ ایسی نازک دھان پان عورت اور یون قتل کی جاے - کوئی کہتا تھا کہ لاش کمرے ہی مین ملی اور کوئی کہتا تھا کہ قاتل بعد قتل بھاگ گیا -

کوئی دو گھڑی دن رہے ٹکیت راے کے تالاب مین دفعۃً ایک لاش اُبھرتی اور میلے مین غل مچ گیا کہ لاش ہی لاش ہی ایک ایک پر دس دس گرنے لگے - زینون پر ایک تو یون ہی بھیڑ تھی اور بھی دھکم دھکا ہونے لگا کہ دیکھین وہی عورت ہی یا کوئی اور - لاش نکالی گئی تو امام الدین خان لاش کو دیکھکر سر پیٹنے اور بے اختیار رونے لگا - مس للی نے کھڑے پر سے غل مچایا کہ امام الدین تو کیون روتا ہی - کہا ہاے ستم ہو گیا - ہمارے نواب صاحب کی لاش ہی - جھمن اور تراب علی نے قریب جاکر دیکھا تو واقعی نواب صاحب ہی کی لاش بے کفن تھی -

یہ نعش بے کفن اسدؔ خستہ جان کی ہی
حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

میلے مین کہرام مچ گیا اور لاش کے اردگرد ٹھٹ کے ٹھٹ لگ گئے -

نواب مین الدین حیدر بہادر کو شہر مین کون نہین جانتا تھا۔ کانشٹبل تھانہ دار انسپکٹر چو طرفہ سے دوڑ پڑے۔ مس للی مضطر و بیقرار گول گول آنسو رخسار تابان پر ٹپ ٹپ ڈھلکنے لگے۔ لاش کی کلائی مین ایک ڈبیا بندھی ہوئی تھی۔ اسکو کھولا تو ایک خط نکلا۔ و ہو ہذا۔
میر گلباز اور جھمن اور امام الدین خان اور حاتم علی۔

بپاے ناقہ خردہ شان دل شکستہ کیست
کہ این صدا بعدا ی جرس سنے ماند

بھئی ہم نواب تم سے رخصت ہو چلے۔ ظہورن کو بے جھجک چوک کے کمرے پر بیٹھا دیکھا تو آگ لگ گئی اس مردار نے ٹکٹ لیا تھا اور مثل بازاری عورتون کے چوک مین جا بیٹھی۔ چونکہ ہمنے نکاح پڑھ لیا تھا ہمسے نہ رہا گیا۔ پہلے تو ہم سوچے کہ اسکو کسی سے قتل کروا ڈالین۔ مگر نشے مین یہ سوجھی کہ خود ہی قتل کر ڈالین۔ گنہگار کے ایک ہی ہاتھ مین ڈھیر ہو گئی۔ پھانسی سے بچنے کے لیے ہمنے خودکشی کی۔ تم لوگون کو تالاب پر اسی لیے بلایا تھا کہ ہماری لاش جب ابھرے تو تم لوگ گور کفن کی فکر کرو۔ مس للی کو آخری سلام کہہ دینا۔

السلام اے بعد ما آیندگان رفتنی
بر شما خوش باد نا خوشہاے دنیاے دنی

تمام شد

تقریظ من نتایج طبع شاعر نازک خیال سخن سنج بمثال عالیجناب پنڈت مادھو پرشاد صاحب بہادر ڈپٹی کالکٹر و اکسٹرا اسسٹنٹ ممالک مغربی شمالی و اودھ

فسانۂ جدید کے نام سے ایک ناول مصنفہ پنڈت رتن ناتھ صاحب سرشار سابق اڈیٹر اودھ اخبار ہفتہ وار اخبار ناگور کے ساتھ چھ مہینے تک شائع ہوا تھا۔ گو دونا ولون کا ایک ساتھ ہی لکھنا بڑے بیدار مغز منشی کا کام ہو۔ اور گو پنڈت رتن ناتھ صاحب نے فسانۂ آزاد کے ساتھ ساتھ یہ ناول بھی عمدہ طرز سے لکھا اور شائع کیا تھا لیکن ناظرین نے اس فسانۂ جدید کی بھی اسقدر قدر کی کہ کتاب ہاتھون ہاتھ بکگئی اور بہت سے خریدار محروم رہے لہذا مکرمی منشی نول کشور صاحب نے مجھسے خواہش ظاہر کی کہ پنڈت رتن ناتھ صاحب فسانۂ جدید کی نظر ثانی کرین تاکہ فسانہ مذکور از سر نو کتابی قالب مین اشاعت پاسکے۔

پنڈت صاحب نے اس ناول کی ترمیم اور نظر ثانی میرے ساتھ ساتھ کی اور اسکے اکثر حصے بدل دیئے اور حشو و زوائد کو دور کرکے ایک نئے پیرایہ مین ناول لکھا اور اسکا نام جام سرشار رکھا۔ گو مین ناولسٹ نہین ہون مگر انگریزی ناولون کے ترجمہ کرنیکا مجھے بہت شوق ہو۔ مین کہہ سکتا ہون کہ یہ ناول اپنے طرز مین بہت عمدہ اور بے مثل ہو۔ اور بالکل انگریزی ناولون کے طرز پر لکھا گیا ہو۔

امین آباد کی پرزادی بہو دفون کے مضمون مین مصنف نے اس صحبت کا پورا پورا چربا کھینچا ہو جسمین بدمعاش مصاحب نوجوان

رئیس زادون کو بُری باتون کی طرف مائل کرتے ہین اور جس طرح
کبوتر باز لٹی دکھا کر کبوترون کو بلاتے ہین اسی طرح نوعمر امیرزادون کو
بیسوا عورتون کے حسن کی تعریفین کر کے بد وضع کر دیتے ہین نواب صاحب
کے اور مصاحب تو خیر جیسے ہوئے تھے ہی مگر پنڈت سری ہنڈ کی
تقریر زیادہ قابل غور بلکہ لائق نفرت ہی کہ بوڑھا آدمی اور پنڈت
اور بیسوا بھڑوون کی تعریف کرکے نواب نوجوان کی طبیعت کو برانگیختہ
کر دیا اور کہا کہ بہو نہین کیا از نو پورن چندرمان اوم ہو گیا۔ گستاخی
کی کل لیاقت مہاراج جی کو بیان ہی صرف کر لی تھی۔ اس بیان سے
نوجوان رئیسون کو سمجھنا چاہیے کہ انکے بدمعاش مصاحب انکے
حق مین کیسے کانٹے بوتے ہین۔ انتہا یہ ہی کہ ایک کمہار کو ذرا
یون ہی سی خفیف چوٹ لگی تو مصاحبون نے ہزارون دوڑ کے
وارے نیارے کیے اور بھولے بھالے رئیس کو اُلّو بنا کر اپنی
ہنڈیا چڑھائی۔ میان گھسیٹے کو جیان پر صرف دو روپیہ جرمانہ ہوے
مگر مصاحبون نے رئیس کو ایسے ایسے سبز باغ دکھلائے کہ وہ اس
خفیف مقدمے کو خون کے مقدمے سے کم نہین سمجھتے تھے اس مقدمہ
کی نسبت امام الدین اور چھمن اور تراب علی کی کارستانیون کو ناظرین
خوب سمجھ سکتے ہین۔

نواب صاحب معصوم کو کس چال سے ان حضرات نے
بادہ خوار کر دیا۔ اس ذکر مین مانک جی تاجر شراب کا یہ فقرہ بھی
قابل غور ہی کہ جب امام الدین خان نے انکی کوٹھی مین جا کے کہا
کہ کئی دن سے ہماری طبیعت بے لطف ہی تو مانک جی نے جواب
دیا کہ جب نرس دس دن تک شراب نہ پیوگے تو طبیعت ضرور ہی
بے لطف رہیگی۔ اس فقرے نے واقعی پتھر کا دیا۔ امام الدین خان

یہان بھی اپنی کارستانی سے نہ چوکے۔ سو کا مال لیکنے تو رئیس سے دو سو لینے۔

یہودیون کا سیٹھ کو جبرل کے گھر پر جانا اور نشے مین سیٹھ جی کا روپیہ بلٹانا بھی قابل مسرت ہے۔ اور لطف یہ کہ دوسرے دن جب نشہ اُترا تو یہ بھی یاد نہین کہ شب کو کیا بخشش کی تھی۔ شرابخوارون کی فضول خرچی اور خود فراموشی کا اچھا نقشہ اُڑایا ہی۔ اُسوقت جو نشے مین ہزار ہا روپے بخش دیے مگر دوسرے دن جب لوگون نے بیان کیا کہ بیس ہزار کے نوٹ آپ نے یہودیون کو دے دیے تو آنکھین کھل گئین۔

یہودیون کے مقدمے کے ذکر مین پولیس کی کارروائی کا حال بھی پڑھنے کے قابل ہی۔

بڑی خوبی میرے علم و یقین مین اس ناول مین یہ ہی کہ افراط اور تفریط دونون سے مبرّا ہی جو کچھ لکھا ہی بالکل نیچر ہی نیچر ہی۔ پنڈت رتن ناتھ صاحب کے ناولون مین یہ واقعی بڑی عمدگی ہی کہ اردو زبان مین انگریزی طرز قصص کا عملدرآمد کیا ہی۔ نہ کہین جن اور بھوت اور پریت کے جھوٹے قصے ہین نہ کہین ضعیف الاعتقادی کا بیان ہی۔ نہ کہین اسقدر مبالغہ کیا ہی جو نیچر کے خلاف ہو اور اسپر طرہ یہ کہ بیان مین اسقدر خوش اسلوبی ہی کہ پڑھنے والے کا جی چاہتا ہی کہ پڑھتا ہی جاے۔ اگر شراب کا بیان ہی تو شرابی کی تصویر کھینچ دی ہی۔ اور اگر محلاتی زبان ہی تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ خاص محل خانے کا مرقع پیش نظر ہی۔ نواب صاحب اور بیگم صاحب کی پیاری پیاری بول چال خالی از لطف نہین۔ اس روزمرہ کے پڑھنے سے بھی انسان کا جی خوش ہو جائیگا۔ افسوس ہی کہ نوجوانان

دولتمند عموماً اپنی منکوحہ بیوی کی ذرا بھی قدر نہین کرتے اور گو بیوی
کیسی ہی حسین اور حیا پرور اور دل وجان سے میان کی عاشق ہو
وہ بیواؤن سے ضرور ملتفت ہوتے ہین اور ان بیچاری عفیفہ
بیبیون کا دل دکھاتے اور انکی چھاتی پر کودو دن دلتے ہین
اور وہ اُف تک نہین کر سکتین۔ بیگم صاحب کی عفت اور پاکدامنی کا
اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت ہوگا کہ گو نواب صاحب نے مہینون
انکی خبر بھی نہین لی بات بھی نہین پوچھی اور فرخندہ کے عشق مین گھربار
بیوی ماں باپ سب کو چھوڑ دیا مگر وہ شریف زادی با این ہمہ سختی
اپنی چار دیواری مین عصمت کے ساتھ پڑی ہی۔

مغلانی کی نوجوان لڑکی کے بیان مین جو جوش زیادہ ہی
گر چہ لوگ چشم بینا اور گوش شنوا رکھتے ہین وہ خوب سمجھتے ہین کہ ظہورن کا
بیان اس نادل کی جان ہی کہ نواب صاحب کی اس نوعمر اور خوبصورت
عورت پر جان جاتی ہی اور اسپر اسقدر لٹو تھے کہ آخر کار اسکو گھر ڈال لیا
اور نواب حور لقا محل اسکا نام رکھا اور اسی ظہورن نے جسنے اس
رئیس کی بدولت یہ اعزاز حاصل کیا اسنے سخت کلامی کی۔ ظہورن نے
جو تقریر آخر آخر مین نواب صاحب سے کی وہ اس قابل ہی کہ نوجوان
شریف زادے اسکو نوک زبان کر لین اور سوچین کہ منکوحہ بیوی سے
بڑھکر جان نثار دنیا مین کوئی نہین ہو سکتا اور یہ بازاری عورتین

چون در بر دیگرے نشیند
باشد کہ ترا دگر نہ بینند

اس شعر کی مصداق ہین آئین ذرا شک نہین ہی کہ جسقدر ظلم منکوحہ
عفیفہ عورتون پر ہمارے ملک مین کیا جاتا ہو اس قدر اور کسی شائستہ
ملک مین عورتون پر نہین کیا جاتا ہو۔ اور شاباش ہو ہندوستان کی

بالکہ اِس عورتون پر کہ میان کی سب سختیان برداشت کرتی ہین
اور پھر بھی دائرہ عفت سے قدم باہر نہین رکھتی ہین اور یون تو
نیک اندر بد و بد اندر نیک ہر ملک مین ہین - گو بادی النظر مین بعض
ناظرین یہ خیال کرین کہ ظہورن اور نواب صاحب کی اشارہ بازی
اور چھیڑ چھاڑ ذرا کسیقدر بڑھ گئی ہی مگر ارباب نکتہ رس خوب جانتے ہین
کہ ناولسٹ ہر حال مین واقعات کی پوری پوری تصویر کھینچ دیگا
باقی رہا بوسہ بازی کا ذکر - یہ انگریزی ناولون مین جائز ہی اور ہمارے
ملک مین اردو شاعری اور فارسی مین تو اسکا جواز پُر ظاہر ہی -

یہ دو تین فقرے تو بطریق جملہ معترضہ لکھے گئے - اب ہم ناظرین
عرض ہین کہ بی ظہورن یعنی نواب حور لقا محل کے اُن فقرون کی طرف
متوجہ کرتے ہین جو اُنھون نے نواب صاحب سے بگڑ کر کہے تھے اور
جنکے سننے سے ہر شریف زادے کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جانے
چاہئین - بی ظہورن جنکے لیے نواب صاحب نے اپنی عفت مآب
بیوی کو چھوڑ دیا - فرماتی ہین کہ اہم کچھ تم پر گرے پڑتے نہین ہین
ہماری جوانی اور اُٹھتے جوبن کو اللہ سلامت رکھے تم سے ستر ہماری
خوشامد کرینگے - ظہورن کی اس گفتگو مین سب سے بڑھکر جگر خراش کلمہ یہ ہی
کہ ارے ہوگا گھر کی جورو اکو - افسوس صد افسوس کہ بازاری عورتین
شریف زادیون کو اس تحقیر کے ساتھ یاد کرین اور شریف زادے
اسکو جائز رکھین - مگر بقول شخصے - از ماست کہ بر ماست -

مصنف نے دو چار فقرے بی ظہورن کی زبانی ایسے جامع
اور درد انگیز لکھ دیے ہین کہ ہر بھلے مانس ہر شریف زادے کے
دل مین ضرور انکا اثر ہوگا - اور کچھ نہین تو اسقدر معلوم ہوگا کہ یہ
بازاریان یہ بیسوائین کس حقارت کے ساتھ شریف زادیون کا ذکر

کرتی ہین (گھر کی جورو) اور یہ وہ ظہورن ہی جو بیگم صاحب کی پیشخدمت تھی۔ مغلانی کی چھوکری۔ جسکا کوئی وقعت نواب صاحب کے محل خانے مین نہ تھی۔ مگر نواب صاحب کو اس چھوکری نے اپنے حسن و جمال پر ایسا لٹو کرلیا کہ وہ اسیکا کلمہ پڑھنے لگے۔ بیگم صاحب بیچاری اس امر سے ذرا بھی واقف نہ تھین کہ نواب صاحب اس مغلانی کی لڑکی کی ادا اور حسن گلو سوز پر مٹے ہوے ہین۔ چونکہ ظہورن انکی مصاحب خاص تھی یہ اُسکو بناو چناؤ کے ساتھ رکھتی تھین۔ مگر انکو ذرا بھی خیال نہ تھا کہ نواب صاحب کا اسپر دل آگیا ہی۔

	مجھلی کو کیا خبر تھی کہ پانی مین شست ہی	

مصنف نے ایک مقام پر یہ بھی ثابت کیا ہی کہ امیر اور دولتمند باپ کا نالائق لڑکا اسکا جانی دشمن ہوتا ہی چھوٹے نواب صاحب کے احباب بے تکلفی کے ساتھ انکے سامنے کہتے تھے کہ بڑے حضور یعنی بڑے نواب صاحب تو آب حیات پی کے آئے ہین مرنے کی انھون نے قسم کھائی ہی۔ اور چھوٹے نواب صاحب اپنے باپ کی نسبت یہ کلمے سنکر فقط ہنس دیتے تھے۔ اسکے یہ معنی کہ وہ دل و زبان سے چاہتے تھے کہ انکے ابا یعنی بڑے حضور راہی ملک بقا ہون۔

حضرات ناظرین۔ لکھنؤ مین بعض بعض شہزادے اور امیرزادے ایسے بھی ہین جو اپنے باپ کے مرنے کے دل سے خواستگار ہین وہ چاہتے ہین کہ باپ مرجاے تو اسکی دولت انکو ملے اور وہ گلچھرے اڑائین۔ اس دعوی پر کہ جب ابا جان مرینگے تو ہم لکھپتی ہو جاینگے وہ ہزارہا روپیہ ادھر ادھر سے قرض لیتے ہین اور انکے مصاحب دعا مانگتے ہین کہ خدا کرے ہمارے رئیس کا باپ مرجاے تو ہم مزے سے چین کرین مصنف کا یہ فقرہ بہت ہی جامع ہی اور اسکا ثبوت یہ ہی کہ

نواب صاحب کے والد بزرگوار کی نسبت جو لوگون نے بد دعا مانگی تو نواب صاحب ہنسے اور خاموش ہو رہے۔

سیٹھ گوجرمل کا حال قابل ہزاران ہزار افسوس ہی مس للی کے عشق نے انکو دین و دنیا دونون کا نہین رکھا۔ سیٹھ جی ایک بہت بڑے رئیس زادہ گردون مدار تھے

وہ دن ناظرین کو خوب یاد ہوگا جس دن سیٹھ جی نے نواب صاحب کو مع رفقا و مصاحبین مدعو کیا تھا اور دفعۃً محفل سے غائب ہو گئے۔

اس ناول کا ماحصل یہ ہی کہ اکثر بادہ نوشی کے مفاسد بیشمار لوگون پر ظاہر کیے جائین اور اسمین اصلا شک نہین ہی کہ مہربان مین مصنف نے شرابخواری کی توہین کی ہی اور صاف صاف ظاہر کر دیا ہی کہ بادہ نوشی کی کثرت انسان کے ساتھ وہ کرتی ہی جو مرگ جان اور کفر ایمان کے ساتھ کرتا ہی۔

اس ناول کے ہیرو نواب صاحب بہادر ہین اور انکے دلی دوست نواب نصرت الدولہ بہادر اور سیٹھ گوجرمل صاحب ساہوکار۔

یہ تینون پرلے سرے کے بادہ گسار بڑے دھاوت شرابخوا نواب نصرت الدولہ بہادر نے شراب کے نشے مین لاکھون روپیہ بلٹا دیا۔ نجومی نے انکو شراب پلاکر الو بنایا۔ لالہ جگت سنگھ نے کامروپ کچھیا کے پھیر مین انکو خوب لوٹا آخرکار جب کھل ہو گئے تب سوچے کہ ہمنے روپیہ مفت مین بلٹایا۔ اور (اب پچھتائے کیا ہوت ہی کہ چڑیان چگ گئین کھیت)

لالہ جگت سنگھ نے انکو کلکتے سے وہ وہ سبز باغ دکھائے کہ یہ چکمے مین آگئے اور کچھ دن تک ہمارے نواب نصرت الدولہ بہادر اپنے کو (نجومی) لکھتے تھے۔ مگر افسوس صد افسوس کہ وہی نصرت الدولہ

ٹکے ٹکے کو محتاج ہو کر خدا جانے کہاں چل دیے۔

وہ نصرت الدولہ جو ہزارہا روپیہ صرف مہمان نوازی میں صرف کرتے تھے۔ وہی نصرت الدولہ اب ایسے گئے گذرے کہ مہاجنوں کے تقاضے اور قرض خواہوں کے جھگڑے سے مجبور ہو کر خدا جانے کہاں چلے گئے۔

نواب نصرت الدولہ بہادر کی نسبت ایک بات اور قابل لحاظ ہے وہ یہ کہ ہزاروں روپیہ انھوں نے اپنے دوستوں کی پرورش میں صرف کیا مگر شراب کے نشے میں بجو جی اور انکے مصاحبوں نے انکو خوب لوٹا نواب نصرت الدولہ بہادر نے تو شراب کے نشے میں اپنے بلٹا دیا اور اب وہ خدا جانے کہاں ہیں اور کدھر ہیں۔

اور یہ وہ نصرت الدولہ بہادر ہیں جنکی ڈیوڑھی پر اچھے اچھے رئیسوں کا گذر کبھی نہیں ہوتا تھا۔

نواب نصرت الدولہ بہادر کے سوانح عمری قابل غور ہیں کہ لاکھوں روپیہ صرف بلکہ ضائع کر کے اب انکے پاس ایک ادھیلا ایک ٹکا کفن کے لیے نہیں ہے بجو جی نے الگ لوٹا اور کامرپ پچھیا کے پھیر میں الگ بلٹے۔

نواب نامدار کا حال عبرت مآل ناگفتہ بہ ہے۔ واقعی غضب کی رت بگڑی ہے۔ کبھی بہو دنون پر عاشق ہوے۔ کبھی ظہورن کو گھر ڈالا اور کبھی مس للی کے دام عشق میں گرفتار ہوے اور آخر الامر نشے میں وہ حرکت سرزد ہوئی کہ ڈوب مرے اور جان دی۔

اس ناول کی زبان قابل تعریف ہے اور اسکے پڑھنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مصنف زبان پر قادر ہے۔

قطعۂ تاریخ چکیدۂ خامۂ بلاغت طراز منشی گوبند پرشاد فضا

ہی لازم بدل شکر پروردگار — دکھاتا ہی جو نت نئی اک بہار
زہے منشی با سخا نیک نام — کہ ہین صاحب جاہ و عالی تبار
یہ چھاپا ہی کیا نسخۂ دلپذیر — فوائد کا جسکے نہین کچھ شمار
جو پنڈت رتن ناتھ سرشار ہین — ہنرمند دانا و عالی وقار
کیا ہی یہ تصنیف نسخہ لطیف — طلبگار سب جسکے صغار و کبار
حکایات عجیب و شیرین تمام — ہی اُردو زبان اسکی کیا خوشگوار
مضامین ہر رنگ کے ہین بیان — بصد حسن و خوبی و نقش و نگار
کہین ذکر معشوق و عاشق بہم — کہین ہمدگر جلسۂ یار غار
کہین نازنینون کی خوبی بیان — ہی ذکر فراق اور کہین وصل یار
کہین ہی بیا صحبت ناہی و نوش — کہ ہی بزم جمشید جیسی نشار
کہین مُسرفی و فضولی کا ذکر — لکھا ہی اور اُسکا انجام کار
ایسکے کہین جرم کا ہی بیان — کچہری و اجلاس کار و بکار
شہادت بھی معشوق و عاشق کی ہی — جو کرتی ہی دل عاشقون کا فگار
ہر اک شیوہ مین ہی جو حسن بیان — زبان آورون کے لیے یادگار
لطائف ہین اس نسخہ مین بیقیاس — کیا اس جگہ پر بہت اختصار
فضا سے کہا دل نے تاریخ لکھ — کہ جو ہو پسندیدۂ روزگار
ہین سن عیسوی سے بے سر انتہا — نہین جام سرشار مین کچھ خمار

۱۸۸۷

خاتمۃ الطبع الحمد للہ والمنۃ کہ اس زمان سعید اوان حمید مین نسخۂ لاجواب دفتر عشق و معرفت کا انتخاب یعنی نسخۂ مقبول علمای صغار و کبار مسمی بہ جام سرشار من تصنیف شاعر رنگین خیال نادر صاحب کمال پنڈت رتن ناتھ صاحب متخلص بہ سرشار سابق اڈیٹر اودھ اخبار ماہ جون سنہ ۱۸۸۷ء مطبع اودھ اخبار منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین بصد رطبع سے مزین ہوا

قطعۂ تاریخ چکیدۂ خامۂ منشی مراد علی صاحب گوپاموی ہیڈ ماسٹر مدرسۂ سلون

چو منشی رتن ناتھ تصنیف کرد
کتابے کہ از فیضش آمد مدد
مراد از پے سال تاریخ گفت
زہے جام سرشار عشق ابد
۱۳۰۴ھ

ایضاً

رتن ناتھ منشی سخنور
نوشتہ کتابے پُر بلاغت
مراد این سن عیسی بگفتا
خوشا جام جمشید فصاحت
۱۸۸۷ء

ایضاً

چون رتن ناتھ منشئے کامل
کرد تصنیف نسخۂ طاہر
بہر تاریخ او مراد بگفت
جام سرشار بہرۂ وافر
۱۳۰۴ھ

ایضاً

آن رتن ناتھ در کمال پناہ
از درش شاعران نہند جباہ
خوش کتابے چہ گفت گوہر سفت
دعویم را کلام اوست گواہ
ہر کہ دیدہ بروے او بکشاد
گفت از جان و دل جزاک اللہ
سال ہجری مراد کرد رقم
جام سرشار رب مہر و ماہ
۱۳۰۴ھ

روشنگری فکر منشی بھوانی سہامی صاحب فرحت رئیس سلون

اے مرحبا منشئے رتن ناتھ
تصنیف نمود نسخۂ رنگین
تاریخ بگفتمش ز فرحت
این مثل ندیدہ کلام شیرین
۱۳۰۴ھ

نتیجۂ طبع وقاد منشی جوگل کشور صاحب شاد و سکنڈ ماسٹر مدرسۂ سلون

ہے رتن ناتھ منشی کا نسخہ
معدن لطف کہیے تو ہے یہی
سال تاریخ شاد نے یہ کہا
جام سرشار نو کتاب چھپی
۱۳۰۴ھ

از رشک عیسیٰ ہی جاتی منشی غلام حیدر صاحب ارشد بلگرامی

مردہ دل دیکھے تو ہو زندہ دل افسانہ وہ ہے
مایۂ زندگی حضرت انسان ہے یہ
خضر غیب سے ہاتھ آئی یہ تاریخ ارشد
جام سرشار ہے کیا چشمۂ حیوان ہے یہ
۱۳۰۴ھ

ایضاً

زپنڈت رتن ناتھ خوش نامہ ایست
برین امر ہر یک شہادت دہد
ببینید گو جام سرشار ہست
بگر جلب نشہ فراست دہد
چو بحر معانی بگویم حق است
گواہیش جوش فصاحت دہد
ندانم چہ اعجاز بردہ بکار
کہ لطفے بہر یک طبیعت دہد
پے سال فصلی ست ارشد زمن
ببا جام سرشار جودت دہد
۱۲۹۴ف

ایضاً

افسانہ یہ دلکش ہے نہیں شک تو بھلا
شیدا ہے وہ دل سے جس نے دیکھا کیا
ارشد یہ اور بھی ہے فصلی تاریخ
چشم جانان ہے یا ہے جام سرشار
۱۲۹۴ف

ایضاً

کیا ہی افسانہ لکھا واہ جسے دیکھتے ہی
پانی پانی ہوئے جاتے ہیں فصیحان زمان
یم فکرت سے دُر سال مسیحی یہ ملا
جام سرشار نہ ہے بحر سخن ہے یہ رواں
۱۸۸۷ع

ایضاً

این نسخہ بود خزانہ در حسن کلام — ای اہل وقوف
سلک گہر شہوار سطور ست تمام — دُر جملہ حروف
ہم سنبت او از لب ارشد بشنو — در شکر مشو
چشم مردم بجام سرشار مدام — بادا مصروف
سنبت ۱۹۴۴